

Online Library For

رحمت حق کا ہی گاہد پر یوں ہوتا ہے ہر روز
مومن بن جاتا ہے آہن کی سنگ ہو جاتا ہے پھول

چراغِ ہدایت تم کہاں ہو؟

سوسائٹی
طریقہ کار

READING SECTION

Online Library For Pakistan

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بجارتہ تبسم قاضی

READING
Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM

ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN



PAKSOCIETY1

f PAKSOCIETY



”تازہ گلاب“

ویدنی ہے میری اس تصنیف کا حسن و شباب
 ضوئیاں ہے جس میں تیری قلب نو کا ماہتاب
 اس کے اک اک حرف میں ہے مائتا کی روشنی
 میری نظروں سے نہیں گذری کوئی ایسی کتاب
 ایک ماں نے یہ لکھی ہے اپنے بیٹے کے لئے
 لا نہیں سکتی یہ دنیا ایک بھی اس کا جواب
 اس میں جذبہ کی صداقت درد کی سچائی ہے
 کاش۔ من جائے ہماری زندگی کا یہ نصاب
 خود خدائے پاک کی رحمت ہے تیرا سائبان
 اس طرح آیا ہے تیری زندگی میں انقلاب
 ظلمتیں تیری ضیائے جاں پہ چھا سکتی نہیں
 بچہ نہیں سکتا تمہیں علم و یقیں کا آفتاب
 صورت تعبیر خود نعمان تیرا آئے گا
 جگمگا اٹھا ہے اس میں اک مجاہد ماں کا خواب
 نذر کرتی ہوں بڑی یہ تہنیت کے چند پھول
 اس دعا کے ساتھ کہ جبکہ ترا تازہ گلاب

مجاہد تم کہاں ہو؟

.....نصرت بانو شوکت

معتد

انجمن خواتین ناظم آباد

۱۳/۳/۲۰۰۰

Section

ریحانہ تبسم فاضلی

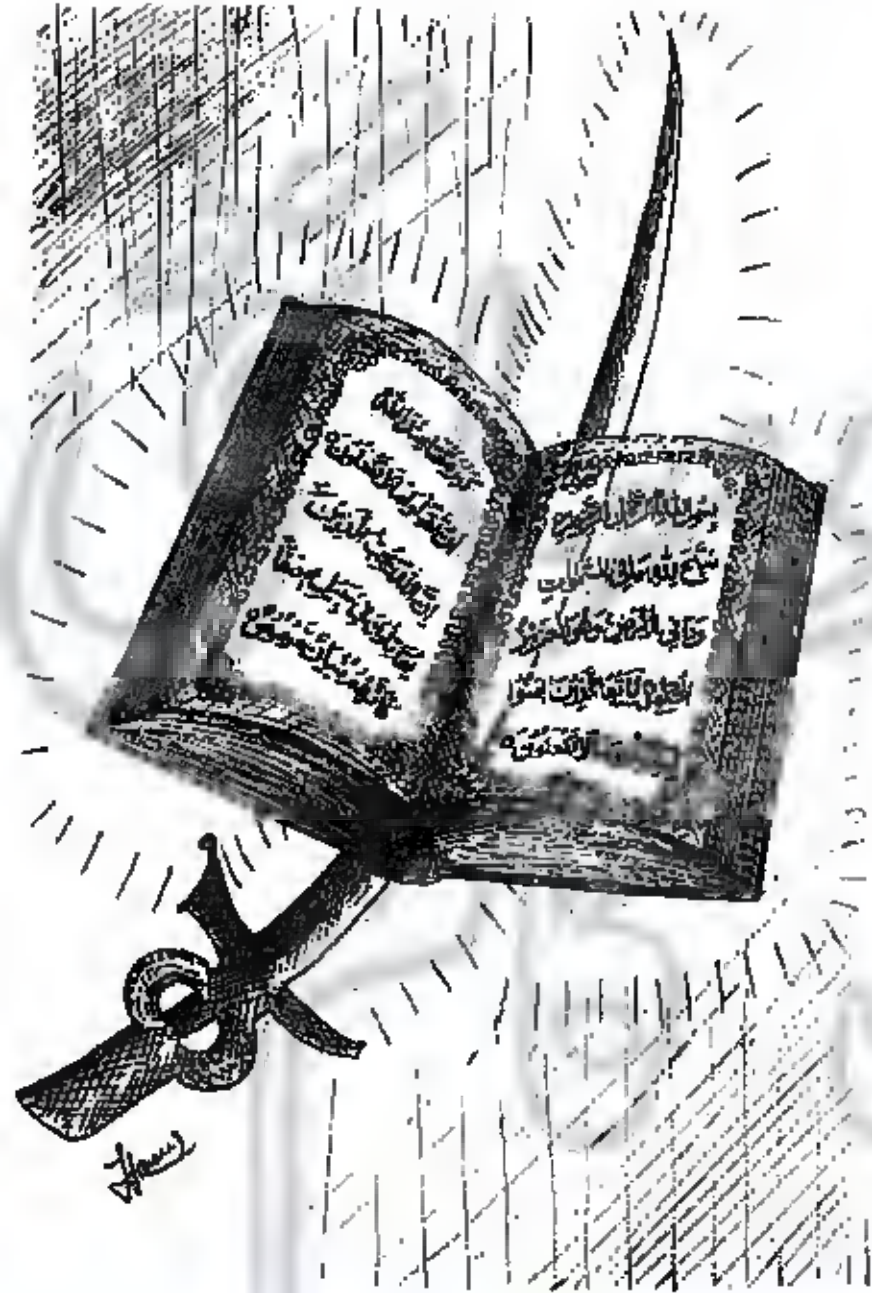


احمد نعمان فاضلی، رافع مجاہد فاضلی
محمد ظہیر فاضلی اور معاویہ صلاح الدین فاضلی
کے نام محفوظ ہیں

مجاہد تم کہاں ہو؟	■	نام کتاب
ریحانہ تبسم فاضلی	■	مصنفہ
فرحت جمیل	■	سرورق
نصرت بالوشوکت	■	ترتیب
محرم الحرام ۱۴۲۱ھ بہ مطابق - اپریل ۲۰۰۰ء	■	تاریخ اشاعت اول
محرم الحرام ۱۴۲۲ھ	■	تاریخ اشاعت دوم
شعبان ۱۴۲۵ھ بہ مطابق - ستمبر ۲۰۰۴ء	■	تاریخ اشاعت سوم
فیصل احمد	■	کیوزنگ
ماس پرنٹرز - کراچی	■	طابع
فاضلی پبلیکیشنز	■	ناشر

ملنے کا پتہ

تقریباً ای/۳/بی - ۱۸ حبیب اسکوائر
عظیم آباد - کراچی
فون: ۶۱۱۴۸۶۳



سید

انتساب

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
	"مجاہد تم کہاں ہو؟"	۱
	انتساب	۲
۱۰	ریحانہ تبسم قاضی	۳
۱۲	ریحانہ تبسم قاضی	۴
۱۳	ریحانہ تبسم قاضی	۵
۳۰	مولانا عبدالرشید انصاری	۶
۴۰	حافظ پروفیسر شاہد حسن بخاری	۷
۴۳	جناب عزیز احسن	۸
	پررواں دواں قافلے	
۴۷	مختصرہ فرح اصغر	۹
	"ایک گلرا نگیز کتاب"	
	پہلا حصہ: "بچپن، لڑکپن اور جوانی کے ایام"	
۵۲ تربیت کرتا ہے جن کی خود خدائے ذوالجلال	۱۰
۵۳ ہر محاذ حیات پر اب تو	۱۱
۵۷ اُس کی یادیں اُس کی باتیں	۱۲
۶۲ میرا بیٹا میرا شاگرد	۱۳
۶۶ حفظ قرآن کی دولت	۱۴
۷۵ اسکول سے کالج تک	۱۵
۸۰ حادثہ	۱۶

اسلام کے اُن گمنام
عظیم مجاہدین کے نام

جنہوں نے ہر دور کی تاریخ میں
اپنے لہو سے نصرتِ حق
کے چراغ روشن کئے

ریحانہ تبسم قاضی

READING
Section

۲۰۲	حجاء کی ماں کا درجہ جہاد	۳۶
۲۰۷	مسلمانانِ جہیں سے خطاب	۳۷
۲۱۷	بیداری	۳۸
۲۲۱	حجاء نعمان اور تربیتِ جہاد	۳۹
۲۳۰	اسلام کے سچے خادم	۴۰
۲۳۱	نعمان کا شوقِ جہاد	۴۱
۲۳۶	نعمان کی میدانِ جہاد کی طرف روانگی	۴۲
۲۳۶	سر اہوا استقامت کا رکن	۴۳
۲۳۶	نعمان کا میدانِ جہاد سے پیغام	۴۴
۲۵۵	ایسے لوگ	۴۵
۲۶۲	جہاد، شہادت اور استقامت	۴۶
۲۶۳	حجاءین	۴۷
۲۶۷	شہادت کا درجہ	۴۸
۲۷۳	سیرے حجاء	۴۹
۲۷۳	مولانا فضل عجز	۵۰
۲۷۳	مفتی جان محمد شہید	۵۱
۲۷۳	حق و باطل کا معرکہ	۵۲
۲۷۸	شہیدوں کا گھر	۵۳
۲۷۹	گھسرت خدادادی	۵۴
۲۸۵	طالبان	۵۵
۲۸۶	غیر مسلم اور مسلمان	۵۶
۲۸۸	جہاد اور نئی عہد کی احادیث مبارکہ	۵۷

۸۸	روشنیوں کا سفر	۱۷۰
۹۰	نمرہ کرنے کا طریقہ	۱۸
۱۰۶	حرم کا سفر	۱۹
۱۱۲	میں عراقِ خودی لے کر چلی ہوں	۲۰
۱۱۵	کیا نشان ہے تیرے گھر کی	۲۱
۱۲۷	جمال و نور کی ولادیاں	۲۲
۱۳۰	مدینہ منورہ کے بیچ و شام	۲۳
۱۳۹	میں اجنبی نہیں ہوں تیرے شہر میں	۲۴
۱۳۷	شہر مقدس کی زیارت	۲۵
۱۵۲	الوداع سے شہرِ طیبہ اوداع	۲۶
۱۵۶	بیت اللہ ہماری چاہتوں کا مرکز	۲۷
۱۶۵	مکہ معظمہ کی زیارت مبارکہ	۲۸
۱۶۹	طوافِ وداع	۲۹
۱۷۱	ہر طرف توہی تو ہے	۳۰
۱۷۳	نکاح و غم کے سانچے	۳۱

تیسرا حصہ: "الجہاد"

۱۸۲	جہاد اور امن	۳۲
۱۸۳	جہاد کی سبب اللہ اور عبادِ اسلام	۳۳
۱۹۵	جہاد فریضہ	۳۴
۱۹۹	جہاد کی مختلف اقسام	۳۵



دنیا و ویس کے علم سے روشن ہے جس کا دل
میں لکھ رہی ہوں ایسے مجاہد کی داستان
اللہ کے کرم سے وہ آئے گا اپنے گھر
دیکھے گا اپنی آنکھوں سے یہ اپنا گلستاں



۳۹۰	میر مجاہد، میر اخواب	۵۸
۳۹۱	ایک مجاہد کی ماں کے تاثرات	۵۹
۳۹۳	ماتا کا زخم جو پھول بن گیا	۶۰
۳۹۷	اسلام زندہ باد	۶۱
۳۹۸	غازی خالد محمود عباسی	۶۲
۳۱۸	جہادی سٹیٹل اللہ اور میری نگرانی پر وہ	۶۳
۳۲۰	چھینا کے مجاہد	۶۳
۳۲۰	اقوام جہاں کی خاموشی	۶۵
۳۲۱	مجاہد	۶۶
۳۲۱	صدائے کشمیر	۶۷
۳۲۲	مجاہدین کا غزم	۶۸
۳۲۳	ایمان کی روشنی	۶۹
۳۲۵	جہادی فکر	۷۰
۳۲۶	أسامة بن محمد بن بادان	۷۱
۳۲۸	اہل حق	۷۲
۳۲۹	لہرت اسلام، اڈر امیر المؤمنین علامہ عمر مجاہد	۷۳
۳۳۱	مجاہد عصر روایاں	۷۳
۳۳۳	جہادی تحریر میرے دل کی تصویر ہے	۷۵
۳۳۷	"مجاہد تم کہاں ہو؟"	۷۶
۳۳۹	انگوار فکر	۷۷
۳۳۳	سناجبات	۷۸
	دعا	۷۹

انگوار فکر
READING
سناجبات
Society

”جہد باری تعالیٰ“

مجھ کو تو صرف تیری اطاعت پہ ناز ہے
پھر کیوں کسی کے در پہ میں جاؤں تیسے سوا

جتنا سکون ہے گھر میں ترے مجھ
ممکن نہیں سکون میں پاؤں ترے سوا

سنتا ہے کون ڈوبتے تاروں کی بات کو
غم خوار اپنا کس کو جاؤں ترے سوا

مومن کا دل ہی گھر ہے ترا اے عظیم رب
اس گھر میں کس کی یاد چگاؤں ترے سوا

میری حیات تیری رضا میں تمام ہو
خاطر میں ، میں کسی کو نہ لاؤں ترے سوا

یہ آرزو ہے روزِ طوبیٰ حرم کروں
مخور نہ میں کسی کو بناؤں ترے سوا

کس کے دوار شوق سے جاؤں ترے سوا

کس کا خیال دل میں بساؤں ترے سوا

سنتا ہے کون درد بھری داستان کو

میں اپنا درد کس کو سناؤں ترے سوا

تیرے سوا تو کوئی بھی مرہم اثر نہیں

میں اپنے زخم کس کو دکھاؤں ترے سوا

اندر سے ہوں میں کتنی شکستہ و رنجتہ

یہ سچی بات کس کو سناؤں ترے سوا

حقیق ہے کبریائی فقط تیرے نام پر

پھر ناز کیوں کسی کے اٹھاؤں ترے سوا

تو میرا رب ہے مالکِ ارض و سما ہے تو

میں کس کے آستان پہ بھگاؤں ترے سوا

اساس

بچپن ہی سے حضرت صحابیات، ازواج مطہرات اور نبی ﷺ کی صاحبزادیاں میری آئینہ عمل شخصیات تھیں۔ ان کے کردار، عادات و اطوار کے آگے ہر قوم کی خواتین کے رنگ پیچھے پڑنے لگتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں کی جلاہت ضروری ہے۔ ان دنوں کو یہ منگائی و پاکیزگی اس وقت ملتی ہے جب اللہ کے پسندیدہ بندے علم و حکمت کے خزانوں سے آشنا کریں۔ یہ ان دنوں کی بات تھی جب میں پرائمری اسکول میں پڑھا کرتی تھی اور بڑی پابندی سے دہلی میں اپنے استاد محترم مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ (مفسر قرآن، پھولپوالان والے) کے وعظ سننے جاتی تھی۔ میری والدی جان جنہیں میں بڑے پیار سے ملاں کہا کرتی تھی، مولانا یوسف کا کوئی وعظ نہیں چھوڑتی تھیں۔ (خواہ وہ وعظ مولانا کی مسجد میں ہو، جامع مسجد کے علاقے میں، سوئیہ الاان، بلینہزاران، چھیلو الاان، حوض قاضی، ترکمان گیٹ، پرائیڈ ہش خان، ٹیلی خانہ، نیما گل، چکی قبر اور دہلی کے دیگر علاقوں میں) مولانا محترم جب وعظ ختم فرماتے تو دوسرے دن کے لئے جگہ کا اعلان فرمادیا کرتے تھے۔ دہلی میں صف اول کے واعظ کہلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پرائمری پورہ پورہ بھری آواز عطا کی تھی کہ وعظ سننے والے کے جسم کے روتھیں کھڑے ہو جاتے تھے۔ دل عجیب انداز میں دھڑکنے لگتا تھا۔ جب مولانا صاحب اللہ تعالیٰ کی تعریف فرماتے تو اللہ کی محبت و عشق کی درجہ سے سننے والوں کی آنکھیں اشک بھر ہو جاتی تھیں۔ جب حضور اللہ ﷺ کا ذکر فرماتے تو مصلح نبی سے حالت بدلنے لگتی۔ جب جہنم کا بیان فرماتے تو اللہ کے خوف سے لوگوں کی چپیں ٹٹکتے لگتیں، جب جنت کا بیان فرماتے تو دلوں میں جنت دیکھنے اور اس میں داخل ہونے کا عشق بوجھنے لگتا، دل شدت سے یہ تمنا کرنے لگتا کہ اے کرم کرنے والے آگاہ تو ہمیں جہنم سے بچالینا اور اپنی بیداری جنت میں داخل فرما دینا۔ جب حضرت صحابیات، ازواج مطہرات اور نبی ﷺ کی صاحبزادیوں کا ذکر کرتے تو دل میں یہ خواہش شدت سے پیدا ہوتی کہ کاش میں اس دور

”نعت رسول ﷺ“

تصور میں اگر سرکار کا دیدار ہو جائے تو دل بھی جاگ اٹھے شوق بھی بیدار ہو جائے ذرا سی دیر ہے غٹھوں میں ان کے مسکرانے کی نشانیں بھول برساں جن گل کار ہو جائے اگر اپنے عمل میں ہم سجائیں ان کی سنت کو تو یہ تپتا ہوا صحرا گل و گلزار ہو جائے اسی کی زندگی پر تو مشیت پڑ کرتی ہے جو راہ حق پر مرنے کے لئے تیار ہو جائے سفینہ فم کا طوفانوں میں ہے اہل محبت کا کرم سرکار فرمادیں تو بڑا پاد ہو جائے ابھی اس قدر تاثیر دیدے فکر کو میری یہ دنیا زخ بدلنے کے لئے تیار ہو جائے نظر آئے گا جلوہ رحمت عالم کا محشر میں جہد حق میں جو اپنا عمل کھوار ہو جائے عبادت کے یہی آنسو بری بخشش کا ساواں ہیں زبان ہے یہی عبادت کا اگر اظہار ہو جائے میں اپنی زندگی میں نعت ہی لکھتی رہوں پیہم زمین پر جہد پادشہ اولاد ہو جائے

READING SECTION



میں دو تھی، ان سب مبارک اسمیوں کو دیکھتی، ان کے علم و عمل سے فیض اٹھاتی۔ اس لئے کہ وہ اپنے تمام کیزے اپنے موت آپ مر جاتے۔ یاد رہتا تو صرف یہ کہ اللہ ایک ہے، ازل سے ہے اور تک رہے گا۔ (جب دنیا کی تخلیق نہیں ہوئی تھی تو اللہ موجود تھا، جب دنیا قائم ہو جائے گی تب بھی اللہ موجود ہوگا)

مولانا صاحب خواتین کو سمجھاتے کہ خیر و برائی اللہ کے عمل سے سر نہ بھی انحراف نہ کرنا۔ یہ تم نیا کر رہی ہو، ہرگز مصلحت نظر کو تیرا تیزی کامیاب نہ کر سکو، بلکہ اہل کرمیہ میں تقسیم کرنا شروع کر رہی ہو۔ کبھی تو کہ مردوں پر تیرا بہت بھاری ہوتے ہیں۔ یہ چھوٹے ان یادوں کو روک لیں گے۔ عمل کی اندھی بناؤ، غرور کرو کہ نبی ﷺ کی پیروی ہے۔ از انہاں اللہ اور صحابیات نے نبی ﷺ سے عمل کو اپنی زندگی بنالیا تھا۔ تم ان راستوں پر نہ چلو۔ راستے تمہیں دین سے بہت دور لے جائیں گے پھر تمہارے ساتھ صرف شیطانیں نظر رہ جائے گا جو تمہاری دنیا بھی تباہ کر دے گا اور قیامت والے دن تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں بھیست کر لے جائے گا۔ تمہیں کیا معلوم کہ رات برون میں کتنی باتیں آئیں آسمان سے انہی کی زبان سے میری ماؤ! یہ تو اللہ کا حکم ہے، تمہارے عمل کو دیکھو۔ آپ ﷺ کی یہ دعا صحیح و شام شن کر لیا پڑھا لیا کرو:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَبْضُرُ فِیْ اَنْسَابِ خِیْۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (صحیح احسنی کے ساتھ ملا کر پڑھا اور شام کو اٹھینا کے ساتھ)

(سنن ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، سنن عثمان رضی اللہ عنہ، حسن حسین) ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ ہم نے صحیحی (باشام کی) جس نے نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ

سننے والا ہے اور نہ والا ہے۔ سننے والا ہے، جو کہ کمانے سے روک دے ہیں، میں تمہیں منع نہیں کرتا کہ تم اللہ کی نعمت سے انہی بھی تمہارے۔ لیکن اس کے ساتھ ان نعمت منسوب نہ کرو۔ تاریخ الاولیٰ میں صحیحی اور ہمارے انعامات کامیاب ہے، ہمارے کسی کی بارہ وانیس

جو نبی ﷺ ہیں۔ ہر روز تاریخ الاولیٰ کو حضور اللہ ﷺ کی وقت ہوتی۔ تاریخ الاولیٰ میں تم گھر گھر بیٹا کرو گی، لیکن جس انداز میں تم ذکر کر رہی ہو یہ طریقہ صحیح نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے خاندان کی خواتین اس طرح نہیں کرتی تھیں۔ وہ قرآن و سنت کے مطابق بیان کرتی تھیں۔ تم نبی ﷺ کی احادیث بیان کیا کرو، حضور اللہ ﷺ کی حیات اللہ کے بارے میں ناناویہ نہیں کہ سیلاؤ اکبر، سیلاؤ گور سے پھر انش کا بیان پڑھ دو، اس کی کیفیت و روایتیں بیان کر دیں اور مل کر خفتیں پڑھ لیں۔ میں بھی نعمت پڑھا ہوں اللہ نے میرے دل میں بھی نبی ﷺ کی محبت عطا فرمائی ہے اور شاعرانہ ذہن بھی عطا کیا ہے۔ الحمد للہ کچھ سوزوں مہر سے بھی تمہیں لیتا ہوں۔ لیکن نعمت کے حیلے میں یہ خیال رکھو کہ شرکیہ اشعار نہ ہوں، نعمت پڑھتی ہے تو کبھی پڑھا کرو، مل کر گانے کے انداز میں نہ پڑھو، تمہاری آواز بھی گہرے باہر نہ جائے۔ تم نے ذکر رسول ﷺ کا جو طریقہ اختیار کیا ہے یہ ثواب کے بجائے تمہارے لئے گناہ کا سبب بن جائے گا۔ نبی ﷺ کی سیرت طیبہ بیان کرو، صحیح کتابوں کا انتخاب کرو۔ اگر تمہیں پڑھنے نہ مل سکے تو طلاء کر رہے ہو چھو لیا کرو کہ کون سی کتاب پڑھیں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ تم ناناویہ اشعار کہہ دے گی کہ تمہارے کامیاب کتنی ہو اور چھری بنا کر اپنے ڈالان میں لٹکتی ہو، پھر طیبہ بنا کر محلے کے بچوں کو بلا کر کھلاتی ہو اور عورتوں کو مشورہ دیتی ہو کہ میرا صاحب کے نام کی منت مان لو۔ خیر و برائی منت اور مر لاء اللہ کے سوا کسی اور سے نہ مانگ لیتا۔ اللہ ہی سے مانگو، وہی اپنے بندوں کی پکار کو سننے والا ہے اور وہی ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازنے والا ہے۔

کبھی تاریخ الاولیٰ کے سینے کو پڑھو، میر صاحب کامیاب کتنی ہو، کبھی کیا ہویں کامیاب کتنی ہو۔ اللہ کی بھرپور اسرارے میرے اللہ کے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی صرف اللہ ہی سے مانگتے تھے۔ تم ان کے نام کی گیارہ ہویں مناتی ہو۔ گیارہ ہویں اور بارہ ہویں سے کچھ نہیں ہو گا۔ تم تو سلسلہاں ہو، نماز پڑھتی ہو، نماز کی ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھتی ہو اور اس میں اِنَّكَ لَقَبِيْذٌ وَاِنَّكَ لَسَفِيْهُنٌ ۝ پڑھتی ہو۔ جس کا مطلب ہے کہ "ہم تیری ان عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔" تمہارے دل میں یہ ختم شیطان نے ڈالا ہے کہ گیارہ عورتوں کو جمع کرو، پھر گیارہ دانے شیرینی کے لو، پھر گیارہ پیسے لو اور پھر

پڑھو۔ میں مانتا ہوں کہ اس میں قرآن کی آیات ہیں، لیکن آخر میں یہ آیت لکھی ہے۔
 تمہیں تو قرآنی باتیں پائیں آئی۔ اس میں پورا شرک نہر اڑا ہے۔ خیر آخر میں یا شیخ عبدالحق
 بیابانی رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہوا ہے۔ یہ کھانا اور شرک: دہ گیا۔ تم خورتوں کی یہ بات من کر بہت
 فائدہ آتا ہے، کیا یہ نبی ﷺ کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت قرآن پر ہے، نماز پانچوں پر وہ
 کرو، پنجوں کی صحیح پرورش کرو، اگر وہ عطا من لیا کرو، نلا طریقے سے بچو۔ میری تمہیں
 نہیں آتا، تم کیا کرتی ہو؟ کبھی حنو ہوتی ہو، کبھی حلیم ہوتی ہو، کبھی تل کی، دونوں ہوتی ہو،
 کچھ کھانا چاہتی ہو، خنزیر، کھانا لیکن کوئی تمہا کسی کے نام سے اور مہینے سے منسوب نہ کرو۔ کھیر
 کھرتے ہو، تمہیں حج کرتی ہو، پھر اور ملک چاہو کر تیشی حل کی روٹیاں تقسیم کرتی ہو، کبھی
 کھتی ہو بیویوں کے خالے بھرنے ہیں یہ بچو، میں نہیں آتا کہ یہ نون کی دھیاں ہیں اور یہ
 ساری نلا بائیں تم تک کیسے پہنچا۔ یقیناً یہ ساری شیطان کی کارستانی ہے۔ اس نے تمہارے
 پیچوں میں خرافات بھروئی ہیں، تو بے کرلو۔ آخر سچے دل سے توبہ کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ
 ضرور قبول فرماتا ہے۔ تمہیں حلیم کھانا ہے کھانا، لیکن حلیم نبوی ﷺ سے خاندان سے
 منسوب نہ کرو۔ اللہ کی بندویں حلیم تو بہت دوستان، پاکستان میں ہٹایا جاتا ہے۔ عرب نے رپٹ
 ہائے حلیم سے واقف بھی نہیں ہیں، اسید حسی سادی زندگی گزارو۔ جو رسم و ران سے پاک
 ہو۔ قرآن مجید میں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس پر اپنی گردنیں بٹھاؤ۔ دل سے اللہ اور اس کے
 رسول ﷺ کی باتیں مانو۔ جب تمہیں شیطان یا تمہارا نفس بہکانے کو اولیٰ پڑے لیا کرو۔
 تمہارا دل، اولیٰ کو آپٹیشن کی ضرورت ہے۔ آپٹیشن کے لئے کسی ڈاکٹر کے پاس نہ چلی
 جانا، بلکہ اللہ کے قرآن اور نبی ﷺ کی امداد سے تمہارے بیمار ذہنوں کا علاج کروں گا۔
 اگر میں نے تمہارے مردوں سے سنا کہ اب بھی تم نے بدعت یا بازار گم کر رکھا ہے تو پھر
 میرے بعد میں نہ آتا۔ مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ان باتوں کا ایسا اثر واک دہلی کی کئی
 بستوں سے بدعتوں کا جائزہ لیا گیا۔ خود تو ان کے فلاں جھانک تیزی سے درست ہونے لگے۔
 یہ سب اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ اور
 ان کے خاندان کی فرائض اور حکایت کی محبت کا چراغ روشن کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اللہ کو اپنے
 مجلسوں میں بندوں میں سے بنا لیا، ان ایک طرف تو آپ نے اولیٰ لوگوں کی اصلاح کا سبب

ہیں اور دوسری طرف مولانا نے پردے کی شرانگہ کے ساتھ ہزاروں عورتوں کا قرآن
 درست کر لیا۔ آج دہلی کی ہر بستی میں مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ہونہار شاگردیں چھوٹے
 چھوٹے مدارس چلا رہی ہیں اور بہت سے لوگوں کی اصلاح کا سبب بن رہی ہیں۔
 بچپن کی ادایاں بڑی سادہ اور معصوم ہوتی ہیں اور ہن عمر میں ہر بات بچے کے ذہن و
 دل پر جلد ہی نقش ہو جاتی ہے۔ اس دور کی اصلاح بچے کی نشوونما میں انتہائی مؤثر کر دیا
 کرتی ہے۔ مولانا کے سوا عطا میری زبردگی کا بڑا قیمتی سرمایہ ہیں۔ یہ ان مہارنگ باتوں کے
 اثرات تھے کہ میں شادی بیاہ میں نہیں جاتی تھی۔ کہیں بے احتیوک کی آواز آتی تو مجھے اختلاف
 ہونے لگتا تھا۔ میری پیاری لاسی (اللہ ان کی مغفرت فرمائے آمین) اللہ تعالیٰ کی طرف سے
 میرے لئے نجات دہندہ ثابت ہوئیں۔ جنہوں نے مجھے مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے سلیس
 سے جوڑ دیا۔ بچیاں تو لڑکیاں کھلتی ہیں یا کسی اور کھیل کود میں مصروف رہتی ہیں لیکن بچپن
 اسکول سے پڑھ کر آتی تو میری تمام تر توجہ اس بات کی طرف ہوتی تھی۔ کھلے کی اپنی ہم عمر
 بچیوں کو متوجہ کروں اور مولانا کا عطا ہن کو سٹاف یا ان کی فائز درست کر اؤں، یہاں ایڈا کر دینے
 کی بچیوں سے بھر جاتا تھا میں کوشش کرتی کہ مولانا کے امداد میں ان کو سمجھاؤں۔ بچپن کی
 اس تربیت نے ایسا ثبوت دکھایا کہ آج بھی جب بیان کرتی ہوں تو بولتے بولتے میرے سر پر اور
 محسن اور عظیم استاد مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا لہجہ میرا لہجہ بن جاتا ہے۔ اللہ کا کرم پورے
 بچپن پر ہو جاتا ہے کہ خواہ مخواہ کے اور میرے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں چھنے
 لگتی ہیں۔

میں چہ تھی کا اس میں پڑھتی تھی تو ایک دن استاد محترم (مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ)
 نے فرمودہ احد کے بارے میں عرض فرمایا کہ سوال کے سنیے میں فرمودہ احد ہو اور یہ فرمودہ پیش
 پیش کے لئے مسلمانوں کے لئے نصیحت بن گیا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن
 جبیر رضی اللہ عنہ کو پچاس عبادین کے ساتھ ایک پرزائی پر متعین کیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم جو یہ
 نکتہ یہاں سے ہٹانا نہیں (یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح اللہ کی اطاعت
 ضروری ہے اسی طرح ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت لازمی ہے) جب ان میں سے
 کچھ عبادین نے سنا کہ جنگ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہو گئی تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔

حضرت سید اللہ بن تیمیر رضی اللہ عنہ پکارتے، ہے لیکن نوشی میں کسی نے نہیں سنا۔ جب مسلمان اس پہاڑی کے اندر دینی راستے سے میدان کی طرف ہارے تھے تو کفار کا کھست شور مچا۔ لکن ادھر سے گذرا۔ خالد بن ولید نے (اس وقت حضرت خالد مسلمان نہیں ہوئے تھے) مسلمانوں کی پشت سے ان پر حملہ کر دیا (بعض تاریخ نویسوں نے لکھا کہ وہ بنی نضیر کی اراخ میں تھے سے ہن گئے۔ لیکن اپنے اندازے سے انکی بات حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابھینتے تھے کہ لکھنا میرے نزدیک بہت غلط بات ہے۔ وراصل صحیح کی خوشی میں جب سے ہن گئے) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان کے دل دنیا میں تھکا: وہ گئے تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور پچاس صحابہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمایا اور حضرت ابودری حنی کہ ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نجات شہادت سے سرفراز ہونا تھا اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ نبی کریم ﷺ کے حکم کو انہوں نے چند لمحات کے لئے بھلا دیا تھا جس کی وجہ سے صحیح وقت تکابست میں تبدیل ہو گئی۔ آپ ﷺ دن جہنم میں ڈھکی ہوئے تھے اور نصرت صحابہ کی شہادتیں واقع ہوئیں۔ آپ ﷺ کی شہادت کی ہونٹی خبر مشہور ہوئی۔ ان خبر کو سن کر مسلمانوں کے اوسان خطا ہو گئے تھے پانچ گنی زبانوں سے نکلا کہ جب رسول ﷺ ہی نہیں رہے تو ہم زعمورہ کر کیا کریں گے اور کئی صحابہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بن وہب اور جنگ ابد میں سامنے تھے۔ مسلمان منفرق طور پر تم میں ہاتھ پر ہاتھ دھرت بیٹھے تھے۔ انہوں نے پلانا شروع کیا "اتھنا صاحب انصار امیر بنی طرف آؤ، میری طرف آؤ۔" اگر حضرت عمر ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو زعمورہ ہے، اتھنا سے نہ آئے گی تم اپنے دین کے لئے لاؤ، اللہ تمہیں غالب کر دے گا اور تمہاری مدد فرمائے گا۔" یہ سن کر انصار کے ہاتھ ٹوٹ کر پڑے ہو گئے اور کفار سے خوب بے چہری ہو گئے۔ حضرت سید اللہ بن تیمیر اور ان کے انصار ساتھی میدان میں شہید ہو گئے۔

یہ خبر کے وقت پر سورۃ آل عمران کی یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ - فَذَلَخْتُ مِنَ قَلْبِهِ الرُّسُلَ -
 أَفَأَنْبِيَاءُ مَا أَفْقَلُ أَوْ قَبِلُ انْقَلَبْتُمْ عَلَيَّ أَنْعَابِكُمْ - وَمَنْ يَنْقَلِبْ

عَلَيَّ عَقِبْتُمْ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ ذُنُوبَكُمْ - وَمَنْ يَخْرُجْ مِنَ الدِّينِ
 الشُّكُوفِينَ ۝ (سورۃ آل عمران / آیت ۱۵)

ترجمہ: "اور محمد ﷺ رسول ہی تو ہیں، آپ سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔ کیا یہی بات ہے کہ اگر آپ ﷺ کی وفات ہو جائے یا آپ شہید کر دیئے جائیں تو تم لوگ اس لئے پاؤں دابھی ہو جاؤ گے؟ جو شخص بھی اس لئے پاؤں (اڑیوں کے بل) ڈالیں وہ ظاہر اللہ پاک کو بوٹی نقصان بھی نہیں پہنچا سکے گا اور بخیر رب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو بدلہ دے گا۔"

جنگ کے خاتمہ کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ابھینتے ہوئے پوچھا آج کون سا دن ہے؟ تو سب نے ایک زبان ہو کر کہا اللہ اور اس کے رسول بھرا جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج اہم غنائزہ کا دن ہے۔ میں جدوجہد کرتا تھا مجھے ام عمارہ رضی اللہ عنہا نظر آئی تھیں (یہ وہ خوش نصیب خاتون ہیں جو امین قرینہ کے اوروں کو روک دیتی تھیں۔ یہی امین قرینہ کا فر تھا، جس نے حضور ﷺ کو زخمی کیا، حضرت ام عمارہ بھی زخمی ہوئیں۔ ان صحابیہ رضی اللہ عنہا کی شہادت جنگ نامہ میں ہوئی) آپ ﷺ نے ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے جذبہ کو بہت پسند فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہما نے اپنے ساتھ کچھ صحابیات کو لیا، انہوں نے اپنی مہربانی کی اور کو پانی پلایا۔ یہ مسلم خواتین بڑی بہادر تھیں۔ جب سوانا صاحب حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی بہادری کا واقعہ بتا رہے تھے تو اس وقت میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں بھی کافروں کے خلاف اسی طرح جہاد کرتی جیسے ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے کیا۔ فوراً سوانا صاحب آگے بڑھ کر فرماتے گئے۔ عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہے۔ جہاد تو مردوں پر فرض ہے۔ البتہ عورتیں مردوں کو میدان جنگ میں جانے کیلئے تیار کر سکتی ہیں۔ میں چپکے چپکے رہنے لگی کہ یہ اتھو کوئی بھائی بھی نہیں، اس لئے میدان جنگ کیلئے تیار کروں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

(آل عمران / آیت ۱۳۹)

ترجمہ: "اللہ تم نہ سستی کرو اور نہ ٹھکنے ہو اور تم میں غالب رہو گے اگر تم جو س ہو۔"

میرے دل میں اس وقت جو خیال پیدا ہوا، اللہ نے اسے قبول کیا۔ آگے چل کر ابو نعیم (میرے بھائی) کو میرے رب نے میدان جنگ کی طرف بھیجا، جس میں اپنے رب کے اس انسانِ عظیم کو کبھی نہیں بھول سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا مال چاہنے والا ہے، دنیا تقسیم کرنے میں زیادتی اور زیادتی سے بچانے والا ہے۔

مولانا محمد یوسف مدظلہ نے آگے فرمایا کہ غزوہ بدر سے اللہ تعالیٰ نے یہ ثابت فرمایا کہ اللہ کی رحمت ہے۔ اور اسل اس طرح مسلمانوں کو شہادت کا درجہ ملتا تھا (اس غزوہ میں ۷۰۰ مسلمان شہید ہوئے)۔ اس میں اور منافق کافروں بھی (اشیخ ہو گیا) کیونکہ جنگ شروع ہونے سے قبل عبداللہ بن ابی اسد نے کہا کہ میں سو آدمیوں کو لے کر اپنے کی طرف (اپنی فوج) گیا تھا اور کہنے لگا کہ آپ نے میرا کہا نہیں مانا، آپ کو اپنے میں رو کر جنگ کرنی چاہئے تھی، اس جنگ کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی تربیت فرما رہا تھا۔ یہ واقعی شکست بھی سستی تھی اور اس میں کئی شکستیں محض تھیں، لشکر باوجود شہادت کی انجھوم تمناؤں کو شرف قبولیت عطا کرنا اور یہ واضح کرنا کہ اللہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر نافرمانی اور کفر سے نکل کر رہتا ہے۔ نیز ایمان والوں کی آرزو آتش متسود تھی۔ کیونکہ دین پر جنت ہے ہی دین اور دنیا دونوں ملتے ہیں۔ اس بات کو بھی ظاہر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب تک دنیا میں ہیں اور جب ان کی وفات ہو جائے گی۔ تمہیں دونوں مسورتوں میں دین پر قائم رہنا ہے۔

دوسرے دن میں لے اپنے بچاتے لکڑی کی ایک گھوڑا منگائی۔ گرمیوں کے دن تھے دوپہر کا وقت تھا، سب سو رہے تھے۔ میں نے سفید روپے سے میری ہاتھ دھوا اور آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر تمنا پھا اور دعا کی، پیچھے سے کسی کی آواز بلند ہوئی، میں نے مڑ کر دیکھا تو آیا (میرا نام) صاحب (میں) تھا، میں نہیں دیکھ کر شرمائی، جلوئی سے نماز پڑھ کر نماز فوراً اپنے پیچھے اپنے پاس بلا اور پوچھنے لگیں کہ ابھی تم کیا کر رہی تھیں؟ میں نے شرم کر جواب دیا کہ جنگ کی تیاری کر رہی تھی۔ پوچھنے لگیں کہ تم سے جنگ کرنی ہے؟ میں نے جواب

دیا، جنگ تو اللہ کے دشمنوں سے ہی کی جاتی ہے۔ لیکن اللہ صاحب فرما رہے تھے کہ لڑکیوں اور عورتوں پر بھاری فرض نہیں ہے۔ میں میدان میں نہیں چاہتی اس لئے جہانی میں گھوڑا چاہتی ہوں اور تمہارے ہزاروں دشمنوں کو قتل کرتی ہوں۔ کیا میرے بھائی پر اپنی نہیں بھاری ہے؟ پوچھنے لگیں۔ میں نے ان کے چہرے کی طرف دیکھا تو مجھے محسوس ہوا کہ انہیں میرے انکار کی صداقت کا یقین آ گیا ہے۔ قرآن بھی جب میں غزوہ بدر پر نازل ہوں تو مجھے اپنے استاد حضرت مولانا محمد یوسف مدظلہ علیہ کا غزوہ بدر پر دعویٰ یاد آ جاتا ہے اور پھر میں مسلمانوں کی اس حالت پر غور کرتی ہوں تو یہ یاد آتا ہے کہ مسلمانوں نے اور خاص طور پر نواتین نے غزوہ بدر کی حیرت کو بھی بدل دیا ہے اور اس کی روح کو بس پشت ڈال دیا ہے۔ ہمارے یہ پیغمبر کی خواتین ہندوؤں کے رسم و رواج کو سینے سے لگا کر سمجھتی ہیں۔ ہندوؤں کا ایک تہوار ہے جو "شیوہ رتری" کہا جاتا ہے۔ ہندو شیوہ مانی کسی ہستی کو دیا جاتا ہے، ہر سال اس کی پیدائش کا جشن منایا جاتا ہے۔ ہندو ہندو گھروں میں شیوہ کی پیدائش کی خوشی مناتے ہیں، شکرگاری، ملود پکھوری کے لئے ہندو ہندو گھروں میں شیوہ کی پیدائش کی خوشی مناتے ہیں، ایک پختہ کو شیوہ بنا کر لاتے ہیں، باقاعدہ پیدائش کے کرنے کاٹ جاتے ہیں، پھر پانی ڈال کر اور پانی لگا کر یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ شیوہ ہی اپنے پوٹھت گندے کر رہے ہیں۔ ہمارے رات آتش بازی اور اسی طرح کی نشانیات میں دو اپنا وقت رہا کرتے ہیں۔ پھر گھر گھر ملود پکھوری تقسیم ہوتی ہے، ہندو شیوہ انعام کی رات جس کے ہاتھ میں منی ہو، اللہ تعالیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ اس رات کی فضیلت ثابت ہے (مولانا محمد یوسف مدظلہ نے اس رات کی اہمیت پر جو خط لکھا اس میں اس خط کا خطاب کی روایات سے اسے ثابت فرمایا) انہیں چاہئے کہ ان علماء کی نظریں سب رات کو جانتے کر اپنی طاقت کے اعتبار سے اللہ کی عبادت کریں۔ لیکن ہندو اولیٰ یہ ہے کہ اکثر خواتین چھوڑنے اور شیوہ کے پورے دن اپنے منہ کی ہل کا ملود، دھب کی ہل کا ملود، سوئی کی کتیاں اور سوئی کے دیگر ملود جنت بنا لیا ہیں۔ اگر ان سے پوچھو کہ یہ ملود کیوں بنا رہی ہیں تو جواب دیتی ہیں کہ غزوہ بدر میں حضور ﷺ کے زمانہ مبارک شہید ہائے تھے۔ آپ ﷺ نے ملود بنا کر کھلا تھا اس لئے ہم آپ کی سنت پوری کرتے ہیں۔ پھر ان سے کہو کہ یہ پختہ غزوہ قریش میں بنا تھا آپ کو ملود کی اتنی جلدی ہے کہ روپہ پیٹنے لگا

لگتا ہے۔ آپ کو یہ معلوم ہو گا کہ یہ خزوہ مسلمانوں کے لئے ایک آزمائشی خزوہ تھا۔ اس خزوہ میں حضور ﷺ کے بچا حضرت حمزہ (سید اشہد) اور پیغمبر ﷺ اسلام حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عبداللہ بن جبریر رضی اللہ عنہم، اصحاب سمیت ستر صحابہ کرام شہید ہوئے۔ اگر ہم اسے گہرے کوئی ایک فرد بھی شہید دو جائے تو کیا ہم ملوہ ہائیس کے یا شہید کو شریعت مظہرہ کے اصولوں کے مطابق اس کی موتوں تک پہنچائیں گے۔ ان خواتین کو معلوم ہو: چاہئے کہ اللہ کی عورتوں نے شہداء کے ناک، کان کاٹ کر ان کے بلہ بنا کر گلوں میں ڈالے تھے۔ انہو وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئی تھیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلبہ نکال کر چھانے لگیں جب نہیں چھانیں تو تم کو کیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو وحشی نے شہید کیا تھا۔ اہل بیت انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو حضرت وحشی رضی اللہ عنہ بن گئے۔ اکثر نبی ﷺ فرماتے تھے کہ وحشی تم میرے سامنے نہ آیا کرو کہ مجھے اپنے بچا کی شہادت یاد آجاتی ہے (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت وحشی نے مسیورہ کذاب (جنہو نے عی نبوت) کو قتل کیا لہذا انہوں نے اپنے امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس عمل کے بعد میرے عبادت نبی ﷺ مجھے معاف فرما دیں گے؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ضرور معاف فرما دیں گے)

ہم غیر مسلمانوں کی تقلید میں اپنے دین کو مسخ کر رہے ہیں۔ یہ باتیں سن کر خواتین کتنی ہیں کہ اصل میں چودہ شعبان کو عرفہ کا دن ہے۔ ان کو بتاؤ کہ یوم النحر ۹ ذی الحجہ کو آتے ہیں۔ یہ وہ مبارک دن ہے کہ جس دن نبی ﷺ نے اپنا تاریخ ساز خطاب دیا تھا۔ یہ حج کا دن ہے اور اسے عرفات کے میدان کی نسبت سے یوم النحر نہ کہا جاتا ہے۔ پھر کہہ دو: ملاوٹ رہتی ہیں تو شیطان اللہ کے گناہ میں ایک نئی پھونکھا رہا ہے۔ پھر کہتی ہیں اصل میں اس دن خردوں کی عید ہوتی ہے ان کی رہائش دنیا میں اپنے گھروں میں آتی ہیں اس لئے غلو ہوتے ہیں، پھر یقین کو بتاتے ہیں کہ نبی جی امرنے کے بعد کسی کی روح واپس نہیں آتی تھی اور شہید زخمی ہوتے ہیں واللہ کے کرم سے شہیدوں کو رزق بھی دیا جاتا ہے، انجی اور نیک روئیں قیامت تک علیین میں رہیں گی اور بری روئیں قیامت تک سجن میں رہیں گی (ابن ہشام میں اس کی پوری تفصیل آتی ہے) پوری گفتگو سن کر الحمد للہ اپنے نہیں

اپنے عقیدت کو درست کر لیتا ہیں۔ لیکن زیادہ تر ان بدعات کو بڑی عقیدت سے کرتا رہتی ہیں۔ پھر ہماری قوم کے بچے اور جوان بچے انہر جب کے مہینے سے شعبان کے مہینے تک پڑنے کا شوق ہوا، ہم ہر اسی طرح کی دوسری چیزوں کا بے دریغ استقبال کرتے ہیں۔ پھر ہمیں شعبان کی رات کو نوا کا بعد آتش بازی کے تقابلیہ ہوتے ہیں۔ لوگوں کا پھنسا اور آرم کرنا وہ بھر ہو جاتا ہے۔ لاکھوں روپے کو آتش بازی کی شکل میں چھایا جاتا ہے۔ امراف ہر جاسے ہمیں اللہ نے بچنے کے لئے فرمایا، لیکن ہماری بدعت یہ ہے کہ بے حد غفلت خرچہ ہیں۔ اکثر والدین اپنے بچوں کو ان خرافات سے منع کرتے ہیں، لیکن باہر کے اثرات بچہ فریاد قبول کرتا ہے۔ لیکن بچہ والدین اس نادر کام میں بچوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اس آتش بازی کی وجہ سے انتہائی جہاگ بدعات رونما ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غلو اور مبالغہ سے بچائے اور دین کی صحیح سمجھ بٹھا فرمائے۔ (آمین) دین تو دین ہے جو قرآن مجید کی شکل میں ہمارے نبی ﷺ پر اترا، ہمیں قرآن مجید اور نبی ﷺ کے اسوہ حسنہ کو منبوی سے پکڑ لینا چاہئے۔ غیر مسلموں کے رسم و رواج کو کو کچھ کر دین میں بگاڑیہ نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس ناس سے اللہ تعالیٰ زراعت ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ کے صحابہ اور صحابیات کو اللہ تعالیٰ نے کتنا بلند درجہ عطا فرمایا، آخر کیوں؟ اس کیوں کا جواب یہ ہے کہ وہ ان رات حضور اللہ ﷺ کے اجاب کی کوششوں میں مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ کے عمل کو اپنا زاد کی بنا لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی ایسا پادار عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

بچپن سے گھروں کی تربیت کے ساتھ ساتھ والد صاحب کے احکام نے ہماری رہنمائی کی، اس کی کوئی نظیر نہیں اور پھر اس کے ساتھ ساتھ بچے مولانا رحمۃ اللہ علیہ ارٹھے ہیں، انہوں نے صغیر میں مولانا عبد السلام بیدی کے نام سے جانا پھلایا جاتا ہے۔ میں نے ان کا ذکر اپنی کتاب "روحانی کے سلسلے" میں کیا تھا) کی حکمت سے ہماری باتیں تھیں، جو اللہ ہمیں میں میرے لئے روشنی کی کرنیں ثابت اور بنی تھیں۔ ان کی تربیت کے اثرات تھے کہ ہمہ لڑکیوں کے ساتھ اسکول میں پڑھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ وہاں نماز کی توفیق عطا فرماتا تھا۔ ایک ہندو بچہ کہہ لیا اس گہرے کے باہر کوزا بنا تھا تاکہ کوئی لڑکی اندر نہ آئے۔ اسی بچہ کی دہائی ہندو مسلک میں سے کہا کہ مسلم لڑکیوں کو ہندو منہ کے لئے

بچیں۔ لیکن اور پھر جوانی میں شیطانی کاموں سے بچانی رہیں۔ بہت شادی کے بعد گھر میں
 بی۔ ون (شیطان چرچ) اور گانے کا محل و نعل پنچو خر سے کے لئے ہوا۔ لیکن اس کے باوجود
 حالت یہ ہوتی تھی کہ اگر قسم و کھتی تو پھر تنہائی میں اللہ سے معافی مانگتی، لگا سنی تو سبکائی میں
 اپنے اس محل پر دوتی (میں نے اس کی تحصیل بھی "روشنی کے سلسلے" میں تحریر کی ہے)
 واقعہ چنانچہ اس کا نام اور اس کا نام مسافر رحمۃ اللہ علیہ صحیح فرماتے تھے کہ دل اگر اللہ کے خوف سے
 بھر جائے تو سب سے کسی کو نہتے بچکے ہوئے مسافر کو اللہ تعالیٰ پھر سر لگا مستقیم مظاہرہ دیتے ہیں۔
 اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دارالعمل بنایا ہے اور آخرت کو دارالجزا۔ اگر دنیا میں اللہ تعالیٰ کے
 کلمہ کے مطابق عمل کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن بہترین جزا عطا فرمائے گا (کیونکہ اللہ کا
 وعدہ سچا ہے) اور اگر اللہ کے احکامات کی پابندی نہیں کی اور نافرمانی پر کمر بستہ ہو گیا تو اس ظلم
 اور نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے جہنم رسید کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے
 ذریعے ہم پر واضح فرمایا کہ دنیا ناپائیدار ہے (ختم ہو جانے والی) اس ناپائیدار دنیا سے دل لگا
 نشوونہ ہے۔ لیکن اللہ نے اس دنیا کو اپنی نعمتوں سے سجایا ہے، ان نعمتوں کو اسی کے حکم
 کے مطابق استعمال کرنا چاہئے۔ ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ ہم اس کی نعمتوں سے بھرپور
 فائدہ اٹھائی اور اس کا شکر بھی ادا نہیں کرتے۔ اللہ دلوں کی پیمائش ہے کہ وہ
 اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرتے ہیں اور بہت زیادہ شکر ادا کرتے ہیں۔ زندگی کے حق پر دھوپ
 چھائیں تاکہ سلسلہ جاری ہو ساری ہو جائے۔

کبھی دھوپ ہے کبھی چھائیں ہے
 کبھی سچ ہے کبھی شام ہے
 میری زندگی کے لئے مگر
 وہی روشنی دوام ہے

(دھوپ چھائیں نور صبح و شام دنیا کے تغیرات بھی ہیں اور اللہ کی نشانیاں بھی لیکن
 بحیثیت ایک مسلمان کے ہماری زندگی اسلام کی روشنی سے منور رہنی ہے اور کبھی روشنی سے
 تیرگی (کفر اور باطل کے اندھیرے) سے دور رکھنی ہے) اگر ہم غور کریں تو آئے دن اللہ
 نے ایک انقلاب کی بشارت دیتا ہے۔ لیکن بات جب ہے کہ ہم ان نجات سے فائدہ اٹھانے

نہر کا وقت دیا۔ الحمد للہ ہمیں اجازت مل گئی۔ پھر ناسی لڑکیاں نماز پڑھنے لگیں (یہ سب
 اللہ کا رحم تھا) ہماری "علم نیچے زائتری آپاجان، اللہ یہ آپاجان اور زبیدہ آپاجان اللہ کے اس
 کرم پر بڑی خوش اور شکر گزار تھیں۔ آئیے دن آخری آپاجان سے ہم سے کہا، چاہتا ہوں
 سہلنے (آئیے بیسائی لپچہ لگا کر اسے مانگ کر لے آؤ، آقا میں اپنا کاس لانا ہوں گی۔ میں کاس
 میں کئی تو مسز سبائے نہیں تھیں۔ ہندو مانیت موجود تھی، میں نے اس سے کاس مانگا تو مجھے کئی
 تم آخری آپاجان کا نام ملے کہ اپنے لئے کاس مانگ رہی ہو، اچانک ہی میری زبان سے آئیے
 ہنلا پھیل گیا کہ "میں بیسائیں کے جب سے کاس میں ہائی نہیں بیٹی میں مسلمان ہوں اس
 لڑکی نے مجھے گام دیو یا، لیکن میری شکایت مسز سبائے سے کہ وہ انہوں نے آخری آپا
 جان کو میری بات بتائی تو آخری آپاجان نے مجھے اپنے پاس اسٹاف روم میں بلایا (اس وقت
 وہاں صرف آخری آپاجان تھیں) مجھے خود اسرار بھی لگا، لیکن اللہ بھلا لے کر پہنچ گئی۔ جب
 انہوں نے بات پوچھی تو میں نے پوری سچائی کے ساتھ ساری بات چھوئی۔ میری بات سن
 کہ آپاجان ہنکراتے لگیں اور مجھ سے مخاطب ہوئیں، یہ باتیں تمہیں کسی نے سکھائیں۔
 میں نے فوراً جواب دیا سو اللہ مسافر فرماتے ہیں کہ کوئی غیر مسلم ہمارا دست نہیں ہو سکتا۔
 انہوں نے مجھے قریب بلا کر یہ ان کا خاص انداز تھا کہ جب کسی لڑکی کو زور دار تھپڑا دیا تو
 اسی طرح قریب ہوتی تھیں، غیر میں نزدیک چلی گئی اور کہنے لگیں، "ولانا صاحب کی بات
 بھی درست ہے، نور تمہارا خیال بھی ٹھیک ہے۔ لیکن بیٹا تمہارے شہنشاہوں کے درمیان میں ہیں اس
 طرح نساؤ بھیل جانے گا۔ اگر اللہ صاحب بھی سنیں تو ہمیں سمجھائیں گے کہ حکمت سے
 کام لینا سیکھو۔ میں نے پوچھا کہ حکمت کسے کہتے ہیں تو انہوں نے بی بی نورا اور محفل کے
 مطابق حکمت سے کام لینا سکھایا۔ یہ وہی وہ قابل فخر استاد تھیں جنہوں نے مسلمان لڑکیوں
 کی اسٹیٹنگ کرانے کے لئے ہیڈ اسٹر لیس نے اجازت لی (تاکہ مسلمان لڑکیوں کا عقیدہ
 خراب نہ ہو) اسٹیٹنگ ہم قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور مطابقت پڑھتے۔ ہفتے میں دو دن
 آخری آپاجان آپا لگنے کی امداد بنا کر لے لیں۔ قابل اور ٹیک اساتذہ، شفیق و دانا
 و دینی کی کیفیت اللہ و طالب کی ہر ہر نصیحت (جو بہترین دنیا اور دین جاننے کے لئے ہوتی
 تھی) ہمیں سننے دلائی، جسے اللہ خدایہ کے مولا لگا۔ قابل فخر بیٹا مولا کی ادب و باتیں،

والے بن جائیں۔ اس گزری ہوئی زندگی میں ابھر چکا آتے رہتے ہیں لیکن ایک مسلمان جو ایمان، اخلاص اور اطلاع رسول کے ساتھ اپنی زندگی گزارتا ہے، بڑے سے بڑا غم بھی اسے بڑھائی نہیں کرتا۔ لیکن ہم کمزور مسلمانوں سے غم حاصل ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جب سچے دل سے اللہ کو یاد کریں تو غم و الم کی لٹا ختم ہو جاتی ہے اور دلوں کو چین و سکون نصیب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کرم ہائے بے حساب فرمائے ہیں۔ میں نے ۱۹۷۲ء میں تاریخ اسلام میں ایم۔ اے کیا، گرامی یونیورسٹی کے تمام ریگولر بورڈ پر امتحان طلباء اور طالبات میں اللہ تعالیٰ نے مجھے فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن عطا فرمائی، پھر اسی کرم رتبہ نے ۱۹۷۳ء میں بی۔ اے کی شکل میں احمد نمان، مظاہر، نمان میر ایسا پیارا بچہ ہے کہ اس نے مجھے بھی ایسا سہارا دیا۔ ایک عجیب بات یہ تھی کہ جب اس کی تصویر کھینچواتے تو وہ رونے لگتا تھا۔ اس کی عمر جب دس سال کی ہوئی تو اللہ کی رحمت کچھ اس طرح میرے خانوادے پر برسی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دس دن کے احکاف کی توفیق عطا فرمائی۔ میری آپا اللہ تعالیٰ انھیں صحت و عافیت اور ایمان کی سلامتی عطا فرمائے، میرا ابو اخیل رکھتی تھیں۔ دو پہر تک نمان کو میری خانہ یا میری ماس کے پاس لے جاتے اور گھر کے باہر تالا لگاتی تھیں۔ سچے اتنا سعادت مند رہا کہ دو پہر کو گھر سے آتا کچھ دیر میرے پاس خاموشی سے بیٹھتا اور پھر آپا کے پاس بیٹھا جاتا۔ جب رات ہوتی تو پھر میرے کمرے میں آتا کچھ دیر مجھے خاموشی سے دیکھتا رہتا پھر ایک طرف کمرے میں سو جاتا۔ آپا سونے کے بعد اٹا کر لے جاتے۔ مجھے خبرت ہے کہ ان دس دنوں میں اس نے مجھ سے بہت کم بات کی، اگر مسکراتا تو بھی، جیسے انداز میں، کبھی احکاف والے کمرے میں زور سے نہیں ہنسا، اگر احکاف کو سچا اور بڑا ہی کیا جائے تو اللہ تعالیٰ دین کی کچھ عطا فرماتا ہے۔ دل اللہ کے خوف سے بجز جاتا ہے۔ مجھے احکاف میں مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور چچا سوا (مولانا عبدالسلام بیڑی رحمۃ اللہ علیہ) کی باتیں یاد آتیں کہ لڑکی اس دو غم و غم کی کہ چھوڑ کر اللہ کے سچے دین کو اختیار کر لے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کا کلی بھروسہ اور دیگر بظاہر جن کی کتابیں میں نے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے میری رہنمائی عطا فرمائی، اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور میرے دہرادوی چ

بھی اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین) اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے شیطانی چنگل سے قلبی طور پر نکال لیا اور اپنی رحمت سے مجھے احکاف دیا، کیونکہ احکاف سے نکلنے کے بعد میں نے تمام تصاویر پھینک کر جاوید شیطانی چرخہ (ٹی۔ وی) اور گانے بجانے کو اللہ کے کرم سے ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔ میری والدہ کہتی ہیں کہ یہ میری دعا تھی۔ بے شک وہ سچ کہتی ہیں۔

احمد نمان مجھے چاروں بچوں میں سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے میرے ایک دیرینہ خواب کو پورا کیا۔ کیونکہ میری ولی آرزو تھی کہ میں چاہہ نمان پر ایک چھوٹی سی کتاب لکھوں۔ صد شکر ہے مولانا کے کرم کا جس نے میرے قلم کو طاقت بخشی۔ اب اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ میری کتاب "عجاہ تم کہاں ہو؟" کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو میری بخشش کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

چاہہ نمان نے اپنی اونیورسٹی اور دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جہاد کو اپنے لئے طرہ اختیار کیا۔ حالانکہ بہت سے لوگوں نے اسے بہت عمدہ جہاد اتوں کیلئے پائیکس کی۔ لیکن نمان نے اللہ کی رضا کیلئے ان تمام دنیاوی آسائشوں کو ٹھکرا دیا۔ اس نے جہاد کی اہمیت اور اہمیت کو سمجھا اور شکار اور چھیل میدانوں بھڑک گیا۔ میں نے اپنی اس کتاب "عجاہ تم کہاں ہو؟" میں اس کی زندگی کے مختلف ادوار پیش کیے ہیں۔ جس کا ہندوستان آپ آنے والے صفحات میں اپنی نظروں سے خود دیکھیں گے۔ میں نے اپنی کچھ کہیں، گفتگو اور اشعار جو میرے اس موضوع سے متعلق ہیں، اس کتاب میں تحریر کر دیئے ہیں۔ مجھے یقین واثق ہے کہ قارئین کو کام میرے اس نادر نثر کو پسند فرمائیں گے اور اس سے محظوظ ہوں گے۔

جس دن میں اپنا بیچہ مکمل کر رہی ہوں وہ ۱۳۲۰ھ ستمبر ۱۹۹۹ء کا دن تھا۔ رات کو بیٹے اور بیچی اپنی بساط کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے تھے۔ اچانک ایسا کچھ جیسے دشمن کی ٹوہنیا ہمارے ملک، ہمارے شہروں اور ہماری محلے میں گھس آئی ہیں۔ گھر کی بوہڑیں لڑ رہی تھیں، آپ یہ نہ سمجھیں کہ ڈرنا آگیا تھا، اور ڈرنا نہیں تھا۔ رات کے ٹھیک ۱۲ بج رہے تھے اور ہمارے مسلمان بچے اور بھائی نے سال کی خوشی میں پناہ چھوڑ رہے تھے۔ ناخوش بیٹیاں بے تحاشہ استعمال کی جا رہی تھیں، بہوں کی تعداد کا کوئی تعین نہیں تھا۔ افسوس

ساتھ ڈھیر کر ایٹے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب خون گرم ہو جاتا ہے تو مسلمان جہاد کے مفہوم تو سمجھ لیتا ہے۔ الحمد للہ اس دور پر فتن میں بھی کچھ لوگوں کے دلوں میں ایمان زندہ ہے کہ وہ قزاقوں کے مسلمانوں کی تکالیف کو اپنی تکالیف سمجھتے ہیں۔ یہ بیداری قرآن میں لگ کر اور صحیح معاشرتی سبب سے پیشہ کرنے کی۔

جس رات نئے سال کا جشن منایا گیا، دور رمضان المبارک کی مہینوں میں شب تہجد بڑیوں اور اللہ کے بندوں اور بندیاں اللہ کے حضور کھڑے اور بیٹھے عبادت کر رہے تھے اور اس رات کیا تلاش میں کوشاں تھے جس رات کو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑا راز مہینوں سے افضل بتایا ہے۔ نور تو کیجئے کہ بے حسی کا ماحول یہ دو گیا ہے کہ رمضان المبارک کا احترام بھی بیشتر لوگوں کے ذہن و دل سے اٹھ گیا (اللہ ہمارے حفاظت فرمائے) میں اپنی قوم کے بچوں کو حکم تو نہیں دے سکتی صرف مذہب خواست کر سکتی ہوں کہ آپ آتش بازی کے دھماکوں سے پرہیز کریں اور اللہ کے دشمنوں کیلئے ہتھیار بن جائیں، آپ اپنی طاقت بچا کر رکھیں، آپ کی ضرورت جنگ کے ایسے دنوں میں ہے، جہاں آپ کلاشن کوف بھی چلا سکتے ہیں اور توپ بھی، چاہل سلیہ سے بھی شوق پورا کر سکتے ہیں اور راکٹ لانچر سے بھی، دشمنوں سے جنگ کرنا اللہ کا حکم بھی ہے اور نبی ﷺ کی سنت بھی۔ جہاد نبی ﷺ سے ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی آتی ہے اور دوسری طرف حضور ﷺ کی شجاعت و مسرت بھی۔ میرے بچے اتھاری زبان کاٹنے کیلئے نہیں، قرآن و حدیث پڑھنے اور اچھی باتوں کیلئے وقف ہونی چاہئے۔ ہمارے مسلمان مردوں اور عورتوں کو کشمیر، چچنڈ، فلسطین، یوگنڈا، سوڈان اور دیگر علاقوں میں شدت سے ذہنی اور تکلیف دہی چاہی ہے اور ہم غرضیں منہ رہے ہیں۔ آؤ... نبی ﷺ کے نقشہ قدم پر چلیں۔ ہمیں ہتھیار چلانے کا شوق ہے تو ضرور چلاؤ، لیکن ان ہتھیاروں کا اصل مقام یہ ہے ان جنگ ہے، آؤ... عالم اسلام میں کتنے محاذ ہمیں پکڑ رہے ہیں، کون ہے جو اللہ کے دشمنوں کے خلاف لڑھے اور کفریہ طاقتوں کو نیست و نابود کر دے۔ آؤ۔ آؤ۔ اپنی منزل کی طرف۔ سرکار مستقیم کی طرف۔ جہاد کی طرف۔ یہی جنت کا مظہر ترین راستہ ہے۔

ریجنل سیکرٹری
۲۳ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

صدائے سوس ہم غیر مسلموں کی تقلید کرنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ یہ شش ماہ شروع ہوا اور ہم عیسائیوں کی تقلید میں غلام کاموں میں لگ گئے (کچھ خواتین نے بتایا کہ سڑکوں پر لڑکوں نے رقص کیا، راستوں میں چلنے والی عورتیں دلچسپی سے یہ نظر دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ یہ تمام مناظر تصادیر کی صورت میں انہیں مل آئے) بے شک یہ شش ماہ تو شروع ہوا تو کیا ہم اللہ سے دعا نہیں مانگ سکتے، کیا تو اہل پلہ کو اپنے پیچھے اعمال پر اللہ کے حضور توبہ نہیں کر سکتے۔ سال بڑا کام طلب ناچنا گانا نہیں اور نہ ہی آتش بازی کے مقابلے کرنا ہے۔ میرے بچے! ہمارا سال محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے اور اس میں بھی ہمیں کثرت سے استغفار کرنا چاہئے۔ صلواتی حاجت کے نوافل پڑھنے چاہئے، صدقہ خیرات کرنا چاہئے۔ اس طرح کا کوئی عمل حضرت محمد ﷺ اور حضرت مسیح علیہ السلام، رضی اللہ عنہم اور انہیں سے کماہت نہیں اور پھر یہ پیام تو ہمارے لئے موحی و لکھنے کے ہیں کہ ہمارے بچوں، مسلمانوں پر روس نے عرصہ حیات تک کر رکھا ہے، ان کے شہداء کے بچے اور وہ خواتین، خوراک کی تلاش میں اب سردی سے بچنے کے لئے مصروف کار ہیں۔ وہ جن علاقوں میں ہجرت کرنے جا رہے ہیں وہاں چاروں طرف ہی برف ہے، مہاجرین کے ان قافلوں پر بھی روسی نظام اپنے طیاروں کے ذریعے ہم باری کرتے ہیں، جنہیں ہم اپنا دوست سمجھتے ہیں (یہود و نصاریٰ اور ہندو) دوسرے گمراہ شاموش ناموش تو نشانے بنے ہوئے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی تمنا یہ ہے کہ دنیا سے مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائے۔ ہزاروں بچے اور بڑے سردی کی وجہ سے اور بھوک کی شدت سے شہید ہو رہے ہیں اور ہم اپنی لغو اور فتنوں میں کھولے ہوئے ہزاروں شہداء ہیں۔ مسلم مہاجرین کی تعداد انتہائی کم ہے، لیکن وہ پھر بھی جہاد میں مصروف ہیں۔ اگر ہم جہاد پر نہیں اٹھ سکتے تو اپنے بچوں، بھائیوں کی مدد تو کر سکتے ہیں۔ ہمیں کوئی، ہمارے اور اندھوں کی طرح اپنی زندگی نہیں گزارنی چاہئے۔ مسلمان کو تو اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھنے چاہئیں، حق و باطل کے فرق کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے۔ میرا بیٹا رنج بہت ہاتھ کرنا آج صبح المبارک کو ہوا ہی مسجد میں چھین کا وہ آیتا تھا۔ انہوں نے نمازیوں کو وہاں کی صورت حال بتائی تو سب لوگ بری طرح رونے لگے۔ سب نمازیوں نے وفد کو وہاں مظہر بننے کے لئے کہا، فوراً اپنے گھروں کی طرف دوڑے اور ہزاروں روپے لاکھوں کے

باب نور

مولانا عبدالرشید انصاری
برائے اعلیٰ ماہنامہ نور غلطی نور - کراچی

میں زید کے لئے رو تار ہا، پھر بھی اس کے بارے میں معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کس حال میں ہے۔ کیا وہ زندہ ہے یا مر چکا ہے۔ میرے زید اللہ گواہ ہے کہ میں ایک ایک سے پوچھتا پھر رہا، دن و پھر بھی نہیں پتا کہ تجھے سخت زمین لے بیٹھی یا نرم زمین سے تجھے نکال لیا۔ اسے کاش انہں جان سکتا کہ تو وہاں آئے گا یا نہیں۔ آفتاب کا طلوع مجھے اس کی پروا نہ ہے اور جب غروب ہو رہا ہو تو سر شام پھر اس کی پروا آتی ہے۔ وہ انہیں اس کی یاد کے شعراں کو اور بجز کا رہتی ہیں۔ میں پوری کوشش کے ساتھ اونت پر بیٹھ کر پرانی دنیا میں چکر لگاؤں گا، تنہوں کا نہیں وہاں تک کہ فیرا اونٹ تھک جائے۔ میں اپنی موت تک اسے تلاش کرتا رہوں گا۔ ہر آوی کا ہونے والا ہے، مگر امیدوں نے اسے دھوکا دے رکھا ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آٹھ سال کی عمر میں واکوہن نے لائے والدہ سعدی بیعت شکیبہ کے چھین کر عکاظ کے بازار میں بیچ دیا۔ حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی بھی حضرت خدیجہ انکبری بیعت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے چار سو درہم میں خرید لیا اور انہوں نے ایشیت نبوی سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں زید کو بطور بیعت پیش کر دیا۔ حضور محمد ﷺ نے اسے خرید کر نام کو ازاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا۔ لوگ اس بیچے کو زید بن محمد کہا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اذغوا لانا بھگت کے حکم کے ساتھ قرآن نے منع کیا۔ زید رحمتوں کے تاجدار کے کاشانہ راحت میں فرماں و شاداں رہ رہتے تھے، مگر ان کے والد نے اپنے لخت جگر کی جدائی میں تڑپ تڑپ کر شام و سحر گزارتے تھے۔

انسانی تاریخ انکار ہے کہ خداؤں نے انسان کا نہیں بچھا نہیں چھوڑا۔ سارے چودہ سو سال قبل زید نے زید بن محمد کی کشتی اور اس کے ناکھوں کے تھے پتہ نہ پاسنے پر صدمت سے

پھر زید کو جہ اشعار کہے ان کا مضموم و ترجمہ آپ نے پڑھ لیا اب حال ہی میں کہے گئے اس ماں کے اشعار پڑھئے جس کا جہاں سال لخت جگر مجاہد حافظ احمد نعمان تین سال قبل واپس کی اجازت دیکھ قسم پر دشمنان اسلام سے جہاد کرنے گیا تھا مگر ابھی تک نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے، کیا وہ تہج شہادت سے سرفراز ہوا، دشمن کی قید میں ہے؟ یا کسی علاقہ پر ذلہ شجاعت دے رہا ہے؟۔۔۔ ترجمہ معلوم نہیں۔۔۔ احترام فرلوں کی مستحق اور مجاہد محترمہ سو فرور بھانڈا قسم ذمہ سادہ اپنے نور نظر احمد نعمان کو یاد کر کے کہتی ہیں۔

مجھے یہ بھی یقین ہے تم کسی دن گھر بھی آؤ گے
خود اپنی دستاں اپنی زباں سے بھی سناؤ گے
جو تم نے دلو جن میں پرچم کھرت اڑائے ہیں
تخلک ان کی دکھا کر ماں کی تم سے بڑھاؤ گے
اگر ہر مفر کے میں تم نے خالق سے مدد مانگی
تو ہر مشکل کو اپنی رملہ میں آسان پاؤ گے
رسول اللہ کا کردار گریٹش نظر رکھنا
تو دنیا کو بھی اپنے واسطے جنت بناؤ گے
روح سے نہ تم کو میرا نے روکا ہے نہ روکوں گی
مجھے۔ صرف اتنا بتا دو کہ ایسے گھر کب آؤ گے؟
کہاں ہو گس جگہ ہو کون سی وادی میں رہتے ہو؟
وہ کار خیر کیا ہے کب تک مجھ سے پھپھائو گے
حجاز جنگ سے ساجھن تمہارے لوٹ آئے ہیں
مجھے امید ہی ہوتی ہے تم بھی لوٹ آؤ گے

قلب و دوز پر ان جگر پاش تاثرات کے نزول کے بعد کسی ماں کا زدمہ رہتا تو بہت مشکل ہے، لیکن مجاہد نعمان کی روشن فکر والدہ ایمان کی گہرائیوں میں اتر کر جب حسینی
اللہ لا ایل الا ہو، علیہ توکل و هو ذب الغرض العظیم پر حق ہیں تو ایسا لگتا ہے
کہ قدرت نے ان کی حیات پائیدار کو مزید پائیدار اور مضبوط بنا دیا ہے۔ ذلک فضل اللہ

یونیورسٹی میں پشاور، غزاکم کی یہ بلندی یا ایمان کی رفعتیں رب ذوالجلال کا احسان، اذکرہم ہیں جو
عجاہ نعمان کی والدہ کے حصے میں آئی ہیں۔

ہر مدنی کے واسطے وارہ، مومن کہاں
وہ خود کہتی ہیں "رب العزت کا کرم نہ ہو تا تو شاید میں پاکوں کی طرح جنتوں پہنچ
کر لیتی" ہماری مسلم بہن محترمہ عجاہ اور عجمہ عیسیم کا نسلی صاحبہ اور ہمارے عقیم بھائی محترم
محمد عسیم کا نسلی صاحب کا نصیب بڑا بلند ہے کہ انہیں فرمایا اور نور فدائے دین و ملت لواء
انصیب ہوئی اور ان کے بڑے بیٹے کو رب کریم نے انتیاب سنت رسول اللہ اور جہاد کے
پندروں سے سرشار کر دیا اور پھر ان کا ایسا بیٹا کہ جسے کھرت ہوتے ہو جو دو معاشرے اور
شیطان کی شرارتوں سے بچا رہا کہ پاپا اچھا قرآن کریم حفظ کر لیا، وہی صحبت سے بچا، نیک
لوگوں میں بچایا، جب اس نے عہد شباب میں قدم رکھا تو اس کی پدائی کا وہ دور انہیں دکھا
کر دیا گیا جو ہر کسی کا مقدور نہیں بن سکتا۔ عجاہ راہ حق حافظہ احمد انصان کے والدین کو دولت
دور و فریق ملی ہے۔ یہ وہ جنس گمراہیہ ہے جو دنیا کے کسی پڑا میں کسی قیمت پر نہیں ملتی۔
اخلاص کی کتابیں ان اللغات سے تھیں وہ اس میں جو ایک عجاہ گمراہیہ کے والدین تھے جبکہ
لیسوں کا مرتبہ و مقام بیان کر سکیں۔ دنیا کی آسائشوں میں مست ہو جانے والا شخص جماعت
اسلام و فلاح مومن المسلمین کی رعب حق میں اولاد کا نذرانہ پیش کرنے والے والدین کے
صندھوں کی قدر کیا جائیں، شکست دلوں کی ذمہ داری بندھانے والے ہمارے نبی حبیب مبرا
مصطفیٰ نے فرمایا "مومن کی مثال ایسی ہے جیسے ہر سبز و شاداب کھیتی کہ جسے ہندو
ہو لوں کے قہیزے زور زور سے ہلاتے رہتے ہیں (مگر جوں ہی ہوا کا جھونکا نذر اور پتھر
کھڑی ہو جاتی ہے) اسی طرح بندہ مومن کو بھی مہینتیں اور بلائیں پہنچتی رہتی ہیں۔ مگر
مناقی کی مثال ایسی ہے جیسے منور کا درشت کہ جب گرجا جائے تو اسے ہتکام نہیں، جڑت و کھرا

مناقی سے کھینچنے والے لاشیوں اور شاعروں نے کلمہ لکھ کر کتابوں سے گودام بھروسے ہیں۔
یہ مدت تک میں تراپتی اور ایسور کے لرو بازاروں میں تاجران کتب کی منافع بخش ملیں اور
قیامتیں انہی "علم فروش" معصمین کے رشحات قلم کی بدولت و حواہی اکل رہی ہیں۔
کاروباری معصمین یا شاعری وقت خوانی برائے دولت و شہرت کے حامل کسی ادیب اور ماہر
خمن کی کتاب سے گرو جھاننا بھی میرے نزدیک وقت کا ضیاع اور اپنے آپ کو بیوقوف بنانا
ہے۔ لیکن جو کتاب عقیدہ و فکر کی اصلاح، قرآن و سنت کی پائیزہ تعلیمات کی دشنامت اور
انسان کو دنیا کے بجائے آخرت کا فکر مند بنانے کے لئے غلطی سے نہ لکھی گئی ہو اس کا ہر
ورق میرے لئے روح کا سرور اور آنکھوں کا نور ہے۔ اس لئے "عجاہ تم کہاں ہو؟" کی
ایک ایک جملہ میں نے کتاب پچھنے سے پہلے ہی پڑھ ڈالی۔

بابنا۔ نوزائے نور جب سے چھاپنا شروع کیا ہے، میری مسروریاں دو چہرے ہو گئی ہیں۔
پہرہ نعمان کو پڑھا، خود لکھتا، کہیہ لڑکوں اور کاتب سے لکھواتا، پھر ان کا لکھنا اور تصحیح کے لئے
پڑھنا اور ان کو ترتیب دینے کے لئے جوتنا یعنی پیٹنگ کرنا، چھپوانا، چھاپنے کے لئے لڑکھانا
معارف جمع کرنا اور پھر کارکن تک پہنچنا، اسے کام میں لگانا جیسے ہندو کے ایسے مسائل اکیسے
آدمی کے لئے سر کھانے کی فرصت نہیں۔ اللہ جانے محترم بھائی محمد عسیم کا نسلی صاحبہ اور
بہن پردیسر رحمانہ عسیم کا نسلی صاحبہ کو یہ کیسے خیال آیا کہ اپنی عجاہ اور خالدہ تصنیف کا
سودہ انہوں نے مجھ جیسے مست و فکار کامل اور فکر مند دور کئے والے انسان کو دکھانا کیوں
ضروری سمجھا۔ وہ ایک صاحبہ گروہ حافظہ قرآن عجاہ کے شکستہ دل و اند میں ہیں اور شکستہ
دلوں کا احترام کرنا اور انہیں خوش کرنے کے لئے جو بھی ممکن ہو کر گزرتا آخرت کی کھن
بھڑوں کے لئے بہترین ذلورہ ہے۔ اس لئے میں نے سارے کام چھوڑ کر "عجاہ تم کہاں
ہو؟" کا سودہ پڑھا۔

جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں کہہ نہیں پا رہا۔ دراصل مالک و کون و مکان رب انسن و جنس
خدا سے رحیم و رحمن کی لہر و نشا میں پیش آنے والے مصائب و آلام سے حاصل ہونے والا
انظراب قلب اور شکستہ ولی وہ "زال مستور" اور "نقل اعزاز" ہے جو ہند کے گواہنہ رب کے
قریب کر دیتا ہے۔ جب انہی میں جسم پر مہینتیں اور دل پر صدمے سے پہلے وہ لوں کی جانب

READING

یہ ہے۔
یہ ہے کہ کتاب کے بارے میں لکھنا معاشرے کے ہرے میں لکھنا شروع کر دیا۔
دراصل میں نے خود ان سے زیادہ مسائل کے مرتبہ و کامل کا اعتراف کرنے کا کامل
ہوں۔ کتابیں تو لوگ لکھتے رہتے ہیں۔ اسباب علم و قرطاس اور ہاب علم و دانش اور الفاظ و

امت حق متوجہ ہو جاتی ہے بلکہ اس سے بھی انکلی بات کہہ دیتا ہوں کہ وہ ذات انکاں جو
ماتوں آسمانوں اور زمیوں میں نہیں ماسکتی وہ اپنے بندے کے دل کو اپنی محبت کا کمرہ بنا لیتی
ہے۔ **مَنْ كَانَ لِلَّهِ تَحَانًا اللَّهُ لَهُ جِوَدًا** اللہ کی محبت کے لئے حمد ہوں کی بھیجی میں پک کر
پاک ہو جائے وہ اس میں بسیرا کر لیتا ہے۔

تو دل میں تو آتا ہے پر نظر نہیں آتا
میں جہاں کیا بس تیری پہچان کیا ہے

جس دل میں دنیا کے کے بت سے ہوں۔ جو فرعونوں اور شعلوں کی طرح غافل
از آثرات اور مغرور ہو، جن دلوں میں شرک کی گندگی اور غیرتہ کی محبت یا خوف کا بسیرا ہو،
ان تاریک دلوں کو ذات و خدو کا شریف کے لئے مرٹھے اور خاص ہو جانے کی لذت و رو
نصیب نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی زاہد محبت میں چلنے چلنے دل کا صدموں سے نوبت پھوٹ جاتا اور
لذت و رو چھٹتا، اس حقیقی اعزاز و روزگار مستور کو سوا اتنا جلال الدین وہی نہ سیرا السوا لہو،
وَمَنْ لَطَّفْنَا لِرُوحِ الْهَمَامِ كَمَا يَكُونُ۔ وہ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علی نبیہ علیہ السلام جنس
ظہر پر جب اپنے رب سے ہمکلام ہوئے تو انہوں نے ہار کا وہ اللہ میں ایک ایسا سوال کیا جو
لاؤ لا تمغیر ہی کر سکتا ہے۔ عرض کیا، "یار نبی! میں تجھے چاہتا ہوں اور تیرا بندہ، تیرا عاشق و زور، تو
بیرا محبوب اور میرا پروردگار ہے، مگر اس عاشق سے زیادہ یہ سہرا اور پریشان کون ہو سکتا
ہے جس کو اپنے محبوب کے گھر کا پتہ ہی نہ ہو کہ وہ کہاں رہتا ہے، کہاں مل سکتا ہے، اس کے
رہنما و لہذا کو کہاں دیکھا جا سکتا ہے۔ اسے میرے رب! میں ایسا پریشان حال ہوں کہ مجھے آتہ
تمہ یہ معلوم نہیں تیرا گھر کہاں ہے؟ تو کہاں مل سکتا ہے؟ تو کہاں رہتا ہے؟ کرم فرما، اپنا
پتہ بتاؤ۔" میں جب چاہوں تجھے مل لیا کروں، تجھ سے باتیں کر لیا کروں۔ یہ میرا کرم ہی ہے
کہ اپنے کمال کرم سے تو خود ہی مجھے بتا رہا ہے۔ کبھی غفلتوں پر، زمین کے درخت کی چوٹی
پر فونے مجھے اپنی زیارت کرانی، کبھی ملک مصر میں، یہاں ہی جو پانی میں افات کرنا رہا،
میرے جسم پر کبھی بحر ہلزم کے کنارے ویت کے ایک لیلے پر تو مجھے ۱۱، ۱۱، ۱۱ نے محبوب
الہ! میرے "مہر و حق" آج تو نے یہاں کوہ طور پر مجھے اپنی تمکلی کا شرف بخشا یہ تیرا کرم
ہے۔ **اللہ کریم ہے**۔ یہ شیری شان مہریت کی جلوہ آفرینی ہے۔ مگر میری بے چارگی کا پارہ

کہوت، اپنے گھر کی رہو کھانا تاکہ میں ذب چاہوں وہاں آکر تجھ سے مل لیا کروں۔"
ہمان اللہ! مصوم نبی کی کیا مصونانہ آرزو ہے۔ حضرت موسیٰ نبی کی آرزو پر
وہاں سے آواز آئی

يا موسى اِنِّي عِنْدَ مُنْكَبِرَةِ الْقُلُوبِ فَاطْلُبْنِي عِنْدَهَا
لَفَجَدْنِي بِطِقَاهَا

تو: اے میرے نبی موسیٰ! میں لوٹنے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں،
ان کی ہنگامی کی کو بخش کیا کرو، تو مجھے وہاں طلب کر، مجھے اپنے پاس لے
پائے گا۔

موا ان روی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ذات خدا و تعالیٰ انکاں ہے مگر اس کی شان
نبوت کا نشانہ اس کے عاشق کا نونہ ہوا دل ہے۔ جس بات ایسا سن، اگر تجھے محبوب حقیقی
کا وصال اور اس کی نظر کرم مطلوب ہے تو اپنے آئینہ دل کو اس کی راہ میں اس کی محبت میں
توڑ دے اپنے دل میں ایسی کھینچ پیدا کر کہ تیرے دل کے ذمہوں پر ات پیار آجائے اور
میرا لقب مرش اور من بن جائے۔ بس یہی وہ پاکیزہ حقیقت ہے جسے میں حقیقی اعزاز اور
راز مہر یعنی چھپا ہوا پیغام کہہ رہا ہوں۔

سننے والے شاید اپنی بات سمجھانے میں، میں کامیاب ہو چکا ہوں کہ تاہم
نعمان جب پڑھ لکھ کر بچا جو ان میں کیا تو چاہئے تو یہ تمام دنیا اور دل کی طرح وہاں سے کہتا
میرا نیکو کریں، مگر فاضل صاحب اپنا مستقل کتابک بنانے اور پڑھانے کا سہرا قائم
کرنے کیلئے احمد نعمان کو اچھے سے اچھا کاروبار یا بڑے سے بڑا منصب دالنے کے لئے اپنی
تمام وہ امتیاز اور تعلقات استعمال میں لے آئے۔ پروفیسر رحمان تبسم فاضل صاحب اپنے گھر
میں چند کتابیں چھپانے کے لئے چھپانے کیلئے چھپانے کیلئے چھپانے اور رحمان احمد نعمان اور
ان کی خوب دیا سلیقہ لہن تمام رشتہ داروں میں مثال دوزا قرار پائے۔ رحمان بات کی سہیلیاں
دائیں کی دیکھتے آتیں، فاضل صاحب کو اہل خانہ ان اور دوست اسباب مبارک پڑھ دیتے۔
لیکن سوچ تو یہی ہوا کیا ہے، مگر میں دالہن دالنے کے بجائے فاضل صاحب اور ان کی نیک

بنت زینبی نے جہاد کا دوشالا پہن کر بیٹے کو اپنے گھر سے رخصت کر دیا۔ لیکن بچے والے والدین
 دو لہجیاں کو اگر ذمہ داری ہوگی تو اس کو رخصت کرنے کے بجائے وہ لہجیاں کو گھر والہ
 بنا لیں تو قیامتیں ٹوٹ پڑتی ہیں۔ دونوں خاندانوں میں لامتناہی جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ لوگوں
 مجاہد حافظ احمد نعمان کو بھی دوک لیا گیا ہے، وہ موراس کا ساتھی دانش شیریں تین سال بیت
 کے لوٹ کر نہیں آئے۔ اس کے بھری میدان جہاد سے کب کے واپس آئے ہیں، اس کے
 والدین کے لئے مجاہد بیٹے کے انتقال میں دانتیں طویل اور دن لے ہو گئے، اس کی مائی آپا کے
 روبرو کر آفسر خشک آگئے، ان کے بیٹوں پھولے بھائیوں واقعہ غلہ اور ۱۰۰۰ سے
 پوچھ پوچھ کر لوگ ان کے ذمہ کو تازہ کرتے رہتے ہیں۔ شہزادی وادائیں اپنے دوش پر
 ہاتھوں کو اٹھا لیں، موسم برسات میں گھٹائیں چھائیں اور باریندہ سے بھل گھل ہو دیا
 ہے، اب بھی کوئی سمجھے کہ ہودج نکلا ہوا ہے اور زمین خشک ہے تو اس کی کو دہا لینی، ہر ذوقی
 اور ہندو جرنی کا کوئی علاج نہیں۔ بیٹا اپنے والدین کو دیکھا نہیں کو اللہ کے سپرد کر کے اللہ کی
 راہ میں اللہ، اس کے رسول اور اس کے دین کے دشمنوں سے لڑنے کے لئے چلا گیا۔ اللہ
 تعالیٰ کی راہ میں صفائی یہ شکتی قلوب نہیں تو پھر اور کون ہے؟ والدین اور بیٹوں
 پھولے بیابان بھائیوں نے ایک ہاں بھی نہ کہا کہ اس کام کے لئے تو بی بی مدیوں کے
 طاہرہ نام، عطاء، ہمت اور جہادی نظیروں کے دوسرے کا، کن بہت ہیں انہماں تم نہ جاؤ
 تمہارے نصیر یہ گھر میں ان دو چائے گا۔ تمہاری ماں تو ایک پڑھی لکھی خاتون ہے اور
 تمہارے والد ایک قادر الکلام دانشور، کراچی کے محاذ شہری ہیں، تم تو سیاست میں حصہ لے
 کر خاندان کا نام روشن کر سکتے ہو، دولت سے مجھو پیاں بھر کر سب گھرواؤں کا مفاد بدل سکتے
 ہو۔ وہ چلا گیا پھر لوٹ کر نہیں آیا۔ میرا نظم جہادی، دور ہے وہ لکھنے کی بہت نہیں کر پاتا ہے
 کہ دانش برضا دشمن ہو جانے والا اور دین اسلام کی مظلومیت کو مٹانے کے لئے اپنے آپ
 کو فخر کے سپرد کر دینے والا حافظ احمد نعمان جسے میں نے ایک ہاں بھی نہیں دیکھا، کیا میں
 اسے بھی دیکھنے کا شرف نہ لیا سکتا ہوں؟ وہ کہاں ہے؟ وہ کس کے پاس ہے؟ کیا وہ کسی گم کردہ
 دشمن اسلام کی حراست میں ہے؟ اس کے شام کو بحر کیسے گزرتے ہوں گے؟ وہ کس محل میں
 ہے اسے پھرا لٹنے کے لئے ہم کو بھی نہیں کر سکتے، کیا وہ روزانہ صاف کپڑے بدلے ڈشبو

رنگتے سے بے نیاز، کیا ہے؟ کیا اس کی دعاؤں اور جذبوں نے خلعت قبولیت پالی ہے؟ کیا
 اسے شہادت کی سرخ مہاپرہادی گئی ہے کہ۔

قوات لا ابلغوا خولین قبائے

کہ بر بلائے مردوں نزیب مدار

ہم پوچھ بھی نہیں کہہ سکتے، حافظ احمد نعمان کے والدین جیسا شکستہ دل اور کون ہو گا۔
 ساتیس نے بڑی ترقی کی ہے، انسان سرخ اور زہرہ پر کندہیں ڈال رہا ہے، لیکن ابھی تک
 کوئی ایسا آگے نپائش ایسا نہیں ہو گا جو ان کے صدقوں اور بیٹے کے وہ فراق کا اندازہ
 لگا سکے۔ دو سبوتا ان کے دکھ درد بانٹ لیا، ان کا احترام، بددعا، اپنی تلاش کر رہے۔

مخبرہ رسالہ کا ضلعی صاحب کی کتاب یقیناً علم و ادب کا مرقعہ ہے، لیکن داستان بے درد
 ابھی، یہ جہاد کا شعلہ کھڑو بھی ہے، ہر دل کے پھولے بھی، اس نے اس کتاب کو ہر
 پڑھنے والا اپنی بھلا کے مطابق حکم و روح اٹھائے گا۔ اتنا تو نہیں چاہئے لیکن نعمت خدا ہماری
 کایاں کرنا علم قرآن ہے، فاقا بن غنیمت و بک فخلت امر واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب کا
 مسودہ میں نے تھامیوں میں دیکھا، اس میں ہی ماں بیٹے کے سردار ستر حرمین،
 شہزادین کا حصہ شروع ہوا، چھتے پڑھتے آنکھوں کے نیانے چمک جاتے، مسودے کو باو بار
 آنسوؤں سے پچاتا دہا، گلی مرتبہ چنگی بند گئی، مسودہ چھوڑ کر بیٹھ گیا، آنسوؤں کو دیکھ کر اپنی
 سعادت پر خوش بھی ہو رہا، ہوسوچتا بھی وہاں کہ توجہ سے پڑھنے والے کا پڑھتے وقت جب یہ
 حال ہے تو لکھتے وقت اس ماں کا کیا حال ہو تا رہا۔ ہو گا جس کا فرمانبردار حافظ قرآن مجاہد اسلام
 تیس سالہ خرمسورت کھیر و جوان بیٹا چار سال سے لاپتہ ہو اس عظیم نہیں کا دل اس کے ایمان
 اور خدا اور رسول کی محبت نے کتنا مشروط کر دیا ہے، اس کے قلب و نظر کو اللہ پر اور آخرت پر
 یقین نے کس قدر منور کر رکھا ہے کہ اس نے اپنے نور نظر کے پڑے بیابانوں سے حرمین تین
 سو پچیس صفحات پر مشتمل کتاب لکھ دی ہے۔

لیکن محترم قارئین کتاب! غلامی کا مفاد نہ ہو جانا، اس کتاب کو محض ایک نامعلوم
 مفارقت میں ماں کی اپنے بیٹے سے داستان علم سمجھ کر پڑھنے نہ بیٹھنا، ہاں خبردار وہو! اس
 کتاب کو وہ شخص نہ پڑھے جو دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے اور اس کا آخرت پر ایمان نہ ہو اس

کتاب کو دو شخص ہاتھ نہ لگائے جو دنیا پر چمکے ہوئے کلمہ اور ظلم سے مظلوموں کو نور فرودوں کو نہایت دلانے کے عمل کو ضروری نہ سمجھتا ہو۔ وہ شخص اس کتاب کے قریب نہ آئے اور قرآن و سنت کی آواز پر لپیک کہنے کے بجائے توہمات، رسومات، بدعات، خرافات، اور ہزاروں ہزاروں پرچہ جلدوں، گویوں اور میراثوں کی قوالیوں اور دعووں کو روح کی نفاذ اور ذریعہ نفاذ جانے دو۔ یہ کتاب رب ذوالجلال والا کرام کی ذات ستورہ صفات کو احد لاشریک ماننے والے فرزند الہی توحید کے ایمانوں کے لئے بے پناہ قوت ہے۔ یہ کتاب شیخ رسالت کے پرہیزگاروں اور نبوت رسول کے دیوانوں سے نئے آنکھوں کا نور ہے، یہ کتاب طرہ من شرک و بدعت کے لئے برق سوزوں اور ظلم و کفر کی سیلہ آندھیوں کے مقابلے میں اسلامی جہاد کا اشاروں میں لہر اتاروا بھر ہے اسے اس کتاب میں راجح میں ہر جا سے یاد دینے کا سہلی ہے، یہ کتاب طاغوتی قوتوں اور شیطان کے خلاف اعلانِ جہاد ہے، جو والدین اپنے بچوں کو سچا مسلمان بنانا چاہتے ہیں اور ان کو محبت و وطن عقلمند پاکستانی دیکھنا چاہتے ہیں، وہ اس کتاب کا پوری توجیہ سے مطالعہ کریں۔ جو سچے معاشرے میں نیچلی، اولیٰ بھائیوں اور شیطانی خباثیوں سے بچ کر ظلم و مظلوم اور عظمت و کدورت بہرہ مند ہونا چاہتے ہیں وہ اس کتاب کو مسلسل رولہ بنائیں، ریزہ نشکا کا بیخونم و قرآن و سنت اسلام میں فریضہ جہاد کی اہمیت اور آج کے بد فتن دور میں جہاد کی ضرورت و اہمیت کو سمجھنا چاہتے ہیں وہ اس کتاب کو اپنی معلم اور دروہا سمجھ لیں۔ عاز بن عمر و حج اور مسافران حرمین و شریفین اپنے سفر پر روانگی سے پہلے حافظ احمد نعمان اور ان کی خالہ فاضلہ والدہ کا سفر حرمین و شریفین اس کتاب میں ضرور چلا لیں تاکہ انہیں اس سفر شش و ایمان کی نزاکتوں اور مسائل اور طریقوں کا علم ہو جائے۔ نیک اولاد والدین کیلئے کس طرح دید و دل فریب رہا کیا کرتی ہے اور ان کے اس حسن و عمل پر اللہ کی رحمتیں کیسے نازل ہوتی ہیں، جب سفر عمرہ میں حافظ احمد نعمان کا روز روز کر والدہ کی خدمت کرنا اور ماں کا

مہر و مہربانی پر سنا تو عہد صحابہ کا ایک ایسا ان روز واقعہ ذہن میں چل رہا ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابی ریحی اللہ تعالیٰ جنہما ان سے نارغ ہوئے تو یہ دیکھ کر فریاد کیا کہ میں نے تو اپنے کسی ایک اور بھائی اپنی بوجھی والدہ کو اپنی کمر پر لادے ہوئے اسے حوائج کرنا اور ہاتھ اور پیٹہ رہا تھا انا مطہبہ لا انفقوا میں اس کی باتیں ہوتی ہوں اور

بدلتی نہیں، زیادہ اہم کتابِ ذمیرت لاذھر اور جب سوار ہیں ہر اسماں اوتی ہیں تو میں ہر اسماں نہیں ہوتا، وانا خملتصی وارضعتصی انکفر اور جتنا تو نے مجھے لادتا اور دوہہ پایا ہے، وہ تو اس سے کہتا زیادہ ہے لیتک اللہم لیتک

یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا یا ابا حفص ام بھی اس شخص کے ساتھ مل کر طواف کرتے ہیں، شاید کہ اللہ کی رحمت اترے اور ہم پر بھی نام ہو جائے۔ چنانچہ یہ دونوں بزرگ اصحاب رسول اس شخص کے ساتھ مل کر طواف کرتے ہوئے کہہ رہے تھے ان فہرنا لانا اللہ اشکر یحزینک بالقلیل الاکثر یعنی تو آج اگر اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کر رہا ہے تو اللہ پاک شکر اور قدر دانی کو بہت قبول کرنے والا ہے، اور سچے ان قبول سے عمل پر بھی بہت بڑا اجر و ثواب دے گا۔

"جاہد تم کہاں ہو" کے کارکنین کرام! بہن و بھائی! تمہیں قاضی زید مہر جا کو اللہ تعالیٰ نے عازر و بائنتان کے فتنہ و محبت اور وطن اسلام کی خدمت و دفاع کی بدولت جن انعامات و برکات سے نوازا ہے، ہماری ان تک رسائی کہیں۔ لیکن آئیے ان کی کتاب پڑھتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے ہو جائیں، شاید رب کعب کی رحمت عام ہو جائے اور ہمیں بھی اپنے ساتھ عافیت میں لے لے۔

لے ہدایت اور نور کے پروردگار! مجاہدین فی سبیل اللہ، حافظ احمد نعمان، اس کے ساتھی راشد شبیر، اور ان کے والدین کی قربانیوں کو قبول فرما اور ہماری بہن کی اس کتاب جہاد و انعامات اسلام کے نوجوانوں، بزرگوں اور ماؤں بہنوں کے لئے بجا بہرہ نمانی ثابت کر دے۔

ایمن یا وثیۃ المسلمین بحرمۃ سید الغر المبین
صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین
بیرحمتک یا ارحم الراحمین

عبدالرشید انصاری

مسجد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سیکرٹری، بی۔ بی۔ ایچ، قلعہ کراچی

”جذبہ جہاد کی بیداری کا ذریعہ“

حافظ پروفیسر شاہد حسن علوی

آج اردو ادب نگارشات کی فراہمی کے اعتبار سے یقیناً بہت ملامت ہے۔ شعری ادب ہو یا نثری، اس کے موضوعات متنوع ہونے کے ساتھ ساتھ مقصدیت کے بے شمار پہلوؤں کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ حسی، نظری، تجرباتی، تخیلاتی وغیرہ وغیرہ جن کے زیر اثر نثری تحریروں میں انسانی ادب کے مادہ جو تحریریں زیادہ نمایاں ہیں ان میں آپ جی اور سوانح نگاری شامل ہیں۔ اگرچہ یہ پہلے بھی لکھی جا رہی تھیں، لیکن اب ان میں تنوع آ گیا ہے۔ مگر ان نگارشات میں انسان پر جو دستم کی روداد اور ان پر احتجاج قسم کی نوعیت تو بلاشبہ پائی جاتی ہے۔ ان سے بہ حسن و خوبی نبرد آزما ہونے کے طریقے بھی اخلاقی طور پر ہی اعتبار سے بیان میں آجاتے ہیں۔ مگر انسانیت یہ سوال کر رہی ہے کہ ان انسانیت کش باطل قوتوں کو ہانے اور ختم کرنے کے لئے جو طریقے بتائے جا رہے ہیں آج میدان عمل میں جو لوگ سینہ سپر ہو کر آگے بڑھ رہے ہیں ان کے بطور طریقے اور تجربے کیا ہیں۔ آج کے دور میں ان باطل قوتوں سے برسر پیکار انسان کے عملی انداز کیا ہیں۔ سوانح نگاری پر بہت لکھا جا رہا ہے وہ شخصی ذاتی زاویے سے لکھا جا رہا ہے جس میں خود نمائی یا مدحت سرائی کے پہلو تو آتے ہیں مگر انسانیت کے لئے یعنی دوسرے انسانوں کے لئے باطل قوتوں سے بھرپور طور سے نمٹنے کے لئے انسان اپنی زندگی کے تمام رویوں میں کیا نیک یا طریقہ اختیار کرے جو مسلسل زندگی کا طریقہ بن جائے جو تمام انسانوں کو سرفرازی عطا کر سکے وہ کسی بھی ادبی

تحریر میں نمایاں ہے

مسلمانوں کے دین اسلام نے اس کے لئے ایک واضح طریقہ بتایا ہے، بتلایا نہیں بلکہ مسلمانوں پر فرض لازم بتایا ہے وہ طریقہ ”جہاد“ ہے، جس کی ابتداء جان و مال کے انبار سے ہوتی ہے اور اسلام کے ماننے کو جاننے والے جب تک یہ طریقہ اپنائے رہے انسانوں کی

جہاد کی ابتداء اور روشنی روشن رہے۔ مگر گذشتہ دو ایک صدیوں سے مسلمان حکمرانوں نے اسلام کے اس باطل شکن طریقے سے پہلو تہی اختیار کر لی ہے۔ جس کے نتیجے میں دنیا کے کفر کے ماحشرے سے باطل قوتیں ان کے خلاف صورت سیلاب مگر رہی ہیں۔ آج کے مسلمانوں میں ”جہاد“ کی وہ لہر جو کافی عرصہ سے تپ رہی تھی اب طوفان کی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ خوش آمد دہات یہ ہے کہ مسلمان نوجوان اپنے اندر اس جذبہ کو شعلہ صفت سرگرمیوں کے ساتھ لے کر آگے بڑھ رہے ہیں۔ ان کی رہنمائی کی شدت کے ساتھ ضرورت خصوصاً کی جا رہی ہے۔

اس سلسلے میں پروفیسر ریحانہ فاضلی نے فکری، نظری اور عملی طور پر اس کی ابتداء کی ہے۔ ان کی یہ کتاب ”مجاہد تم کہاں ہو؟“ میرے اس دعوے کی تصدیق کرتی ہے۔ اس کتاب کا مسودہ میری نظر سے گذرا تو مجھے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ یہ تحریر اردو ادب میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد انداز کی تحریروں میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔

یہ کئی اعتبار سے قابل مطالعہ کتاب ہے۔ ایک بات یہ کہ میں نے لیسے بیٹے کی ابتدائی زندگی سے نوجوانی کی عمر تک کس طرح تربیتی رویہ اپنایا ہے اور معاش اور با مقصد با حوصلہ مسلمان بننے کے لئے کیا نشا پید کی ہے، تاکہ بچہ اپنی شخصیت ایک سچے اور فرمانبردار مسلم کی شکل اختیار کرے۔ دوسرے یہ بات بھی اس کتاب کی اہمیت اور انفرادیت میں اضافہ کرتی ہے کہ بچہ جہاد کے جذبے سے سرشار باطل قوتوں سے بھرپور طور پر ٹکرانے کے لئے ایسا اور قربانی کا عملی مظاہرہ کر رہا ہے اور ماں اس کے اسی جذبے سے بہت خوش اور شادماں ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ ماں اپنے نوجوان جگر گوشے کو اپنے سے اور پرکشش دنیا سے بے نیاز کر کے میدان جہاد کی طرف بھیجتی ہے اور اس پر اللہ پاک کا شکر ادا کرتی ہے۔ کہاں یہ ہے کہ محض نے بڑے گھٹتے رواں اور مربوط انداز میں اپنے بیٹے کی زندگی پر جہاں جہاں جہاد کی بات کی ہے وہاں بڑی خوبصورت شعری صورت میں بھی اس کا اظہار کیا ہے۔ اس کتاب کی یہ خوبی بھی ہے کہ یہ بچے کی سوانح بھی ہے اور خود مصنف کی آپ جی بھی ہے۔ دونوں ایک جگہ اس طرح جمع ہو گئے ہیں کہ کتاب میں نئی شان نکلی ہے۔ اس کتاب سے نہ صرف بیٹے کے جہاد کی سرگرمیوں پر اظہار خیال ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں جہاں جہاں



مقدس جذبوں کی شاہراہوں پر رواں دواں قافلے

غزوانہ حسن

معاہدہ مدینہ: سبہ نامی نعت رنگ۔ کراچی

دور ہجرت کی آیت نمبر ۷۹ء میں تقاسم کے حوالے سے یہ نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ "تہا سے لے تقاسم میں زندگی ہے، (وَلَكُمْ فِي الْبِقَاعِ حِوْطَةٌ) گویا ایک فرد کو دوسرے انسان کی جان لینے کے بدلے میں قتل کر دینے سے معاشرت پر زندگی آمیز اور زندگی آسودہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ تقاسم لینے سے ایک طرف تو ایک مفید کا خاتمہ ہو جائے گا، دوسری طرف اُس کی موت معاشرے کے دیگر افراد کے لئے باعث عبرت ہوگی اور وہ قتل جیسے گناہ کرنے پر ہمت اس لئے اجتناب کریں گے کہ انہیں اپنا زندگی عزیز ہوگی۔"

کسی ایک معاشرے پر انفرادی جرم پر پلٹنے والی سزا کا یہ حیات بخش اثر "میں اہل قوامی" سطح پر جس عبرت آمیز نظام کا مقناشی ہے وہ نظام برپا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر "جہاد" فرض فرمایا، تاکہ مفید قومیں بچنے بندوں کمزور قوموں اور خیر کے طالب معاشروں کو اپنے ظلم و بربریت کا نشانہ نہ بنائیں اور اگر ایسا کریں تو ان کو عبرت ناک سزا ملے۔ نیز مجاہدین کے ذریعے اسلام کا ابدی پیغام زمین کے کونے کونے تک پہنچ جائے۔

ہجرت عالم گواہ ہے کہ جب تک مسلمان جہاد باسٹیف کا فریضہ انجام دیتے رہے۔۔۔ دین و دنیا کی نجات انہیں حاصل رہتی اور جب جہاد کے فرض کی اور انکی غفلت کا شکار ہوگی یہ ملت ہستیوں میں حلق چلی گئی۔

۔۔۔ مسلمانوں کے ہاتھوں سے زمام کار چھوٹی تو غیر مسلم قوموں نے بڑی عیاری سے مسلمانوں کو مغلوب کیا اور ان میں زمین سے محبت کا فسوں پھوٹا جس سے اوطان کا نظریہ پیدا

مسلمانوں پر باطل قوتیں مسلسل ظلم و ستم کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں، جس کے نتیجے میں غیرت مند اور باضمیر نوجوان ان سے ٹکرانے کے لئے بھولائی روکے انداز میں بیکجا ہو رہے ہیں، ان پر بھی باقتصاد اکتھار خیال کیا ہے۔ اس کتاب کی اہمیت تمام مسلمان ماؤں کے لئے ہند۔ جہاد کی بیداری کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ یہ کہ مائیں اپنے بچوں کی تربیت کی فضا کس طرح بنائیں جو صلہ اور مہر کا نیا طریقہ اختیار کریں۔ پھر یہ کتاب نظری اور فکری ہی نہیں، بلکہ پروفیسر ریحان فاضلی کی تحریر کے تسلسل اور فطرتی اور حقیقت کی تصدیق کرتی ہے کہ جو صلہ مندی اور مہر کا طریقہ کیا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے اپنے بیٹے نعمان فاضلی کے ساتھ عمر و ہوا کرنے کے طریقوں پر روشنی ڈالی ہے۔ اس میں بھی تحریر کا انداز اتنا اہلانا ہو گیا اور ہا معنی ہے کہ اس کے دلکش انداز میں عمر و کرنے والوں کے لئے بہت عمدہ اور آسان رہنمائی کا پہلو ملتا ہے۔ اسے پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ ہم بھی ان کے ساتھ ساتھ عمر و کر رہے ہیں۔ ہر موقع کے لئے قرآن کی آیات اور فقہاء کے احادیث کا حوالہ ہے۔

یقیناً یہ کتاب بچے کی تربیت، عمر و کے صحیح طریقے، جہاد کی بیداری اور بیٹے کے جہاد پر جانے اور ابھی تک نہ آنے پر بلند ہو سکتی اور مہر و استقامت کی روشن تحریر ہے۔ جس کے تراجم انگریزی اور دوسری بڑی زبانوں میں ہونے چاہئیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کے لئے اردو دایوب کے حوالے سے بے مثال تحریر ہے۔



READING
Section

ہو اور یہ ملت بھی دیگر اقوام کی طرح مخصوص خطہ زمین کی حدود میں رہ کر اپنے مفادات کی رکھوالی کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اس طرح امت کی اجتماعیت سرحدی حدود بندوبست کی بجائے پختہ ہو گئی۔ اس کے نتیجے میں ۱۹۴۳ء میں بین الاقوامی اہستہ گردوں نے خلافت عثمانیہ کا چراغ بجھ کر کے خاتم اسلام کو اجتماعیت کی اس مہم روشنی سے بھی محروم کر دیا۔

وطنیت کے اس تصور کی مضمرات کو اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ اسی لئے انہوں نے اس ذیلی براعظم کے مسلمانوں کو یہ یاد کرانے کی کوشش کی تھی کہ۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو بجز ان اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

اس کے باوجود مسلمانوں میں ایک غریبے تک وطن کی مجدد فضاؤں میں منظر زریں رہنے کی عادت رہی۔ اسی لئے استعماری قوتوں کو چھوٹے چھوٹے اسلامی ممالک کو ظلم و زیادتی کا نشانہ بناتے رہنے کا حوصلہ ہوا۔ مسلمانانہ عالم پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے گئے لیکن مسلمان ممالک ان کی مدد کو نہیں بھیج سکے۔ حالانکہ قرآن کریم میں مستضعفین کی مدد کے لئے مخصوص حکم دیا گیا تھا۔ "اور تم کو کیا ادا ہے کہ اللہ کی راہ میں ہو ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کرتے ہیں کہ اسے پروردگار اہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں، نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما۔" (آیت نمبر ۷۵۔ سورہ احزاب)

الحمد للہ اب اسلامی معاشرہ میں مظالم کرام کی مسلسل حدود و حدود اور اخلاص نیت کے منتقل جذبہ جہاد کی بیداری کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں، جس سے کھر پر ہیبت طاری ہو گئی ہے۔ اسلامی ممالک تو اب بھی مسلح اپنی سرحدوں میں محدود ہیں اور مظلوم مسلمانوں کی کل کر زبانی حمایت کرنے سے بھی گریز کر رہے ہیں۔ لیکن عوامی سطح پر اخوت اسلامی کے جذبات کے فروغ کی نشانیاں روز بروز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ ان شاء اللہ اخوت اسلامی کی یہ لہر رنگ و نسل و زبان و وطن کی غیر فطری سرحدیں ختم کر کے معنوی امتیازات کو مٹا دے گی۔ (پروفیسر سید محمد رفیع نے اس کے فقدان کے باعث کفر نے "ملت ولسلہ" بن کر مسلم معاشرہ کی تیز پرواز بر کر دیا تھا۔

جہاد میں صحابہ کی عملی شرکت کے نمونے عام ہونے لگیں اور وہ اپنے شہروں، بھائیوں اور بہنوں کو جہاد کی ترفیب دینے لگیں تو سمجھئے سحر قریب ہے اور کوئی وقت ہاتا ہے کہ تقدس جذبات کی شاہراہوں پر جہادی قافلے رواں دواں ہوں گے۔

ذریعہ نظر کتاب میں ریحانہ بھن کے عزم و ہمت کی کرنوں اور تحریر کی شگفتگی کی شاعریوں نے مجھے امید کے سورج کے ابھرنے کی نوید دی ہے۔ میں نے حضرت حمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہرے میں پڑھا تھا کہ ان کی نئی نئی شادی ہوئی تو انہوں نے خواب میں آسمان کا ایک دروازہ بند ہونے دیکھا، لیکن تعبیر کی ہونے لگی کہ تم میرے پیارے انہوں نے صبح اپنے شوہر کو احد کی جانب ہر ضار و نعت رخصت فرمایا تھا اور حضرت حنظلہ نے وہاں شہادت پائی تھی، جنہیں فرشتوں نے غسل دیا تھا۔ اس سے قبل حضرت عفرات رضی اللہ عنہا نے جنگ بدر میں اپنے دو بیٹوں کی شہادت پیش کر کے رب کو راضی کیا تھا۔ حضرت عفرات کے بیٹے حضرت عوف بن حارث اور حضرت حارث رضی اللہ عنہ تھے، جن کی کھواروں نے ابو جہل کو واصل جہنم کیا تھا۔

صحابیات کی جنگوں میں شرکت بھی مشہور ہے اور اپنے شہروں، بھائیوں اور بیٹوں کو ہر ضار و نعت سیدان جنگ میں بھیجے کے واقعات بھی بے شمار ہیں۔ لیکن دور زوال میں کئی سو برس ایسے گزر گئے جن میں ایسی مثالیں کیا ب ہو گئیں۔ انٹرویو واقعات غزیرت کا سوال تو سنا اور دیکھتے میں آتا رہا لیکن اجتماعی طور پر اعلان جہاد پر لبیک کہنے کے واقعات کم کم نظر میں آئے۔ اب یہ واقعات مسلسل کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ کم محرم الحرام کے "ضرب مومن" میں مولانا مسعود اظہر نے نور پور کے ایک بزرگ اور ابن کی اہلیہ کی استقامت کا احوال لکھا ہے۔ ان کے دو بیٹے تھے اور دونوں کو اللہ رب العزت نے خرید لیا۔ دو شہیدوں کے والد اور والدہ کے ممبر و شکر کی کیفیات کا بیان بڑا اثر انگیز ہے۔ مجھے خبر ہے کہ ایک ایسی خاتون مجھے بھائی کا روجہ دیتی ہیں، جنہوں نے اپنے خاندان والوں کی مخالفت کے باوجود اپنے لقب بھر کو جہاد افغانستان میں شرکت کے لئے بھجوا دیا اور جہاد کی مخالفت کرنے والوں کو قرآن و سنت نیز تاریخ اسلام کے حوالے سے جہاد کی فضیلت بتا کر اپنا ہم خیال کر لیا۔ ریحانہ بھن زندگی کے ہر شعبے میں جہاد کر رہی ہیں، کالج کی پروفیسر ہونے کے باوجود پردے کی پابند ہیں اور

”ایک فکر انگیز کتاب“

فرح اسفند

مستدہانی : انجمن خواتین ناظم آباد

اس وقت ریحانہ عہتم فاضل کا ایک فکر انگیز سہ ماہی ”مجاہد تم کہاں ہو؟“ میرے پیش نظر ہے۔ اس سے پیشتر بائو ریحانہ کی چار تصانیف ”سبکے حرف“، ”خطیب الامم“، ”روشنی کے سلسلے“ اور ”پھول مسکرائے“ منظر عام پر آکر عوام و خواص سے خراجِ تحسین وصول کر چکی ہیں۔ یہ باقی کی محبت ہے کہ جب بھی ان کی کوئی کتاب زیورِ طبع سے آراستہ ہوتی ہے تو وہ مجھ سے کچھ نہ کچھ گلے گلے کو ضرور کہتی ہیں۔ میں اس سلسلے میں صرف یہ کہہ سکتی ہوں کہ وہ مجھ جیسے ادبی بونوں کو کدو آور شخصیت ماننا چاہتی ہیں اور نہ میں کیا؟ اور میری رائے کیا؟ اس تصنیف کا موضوع بڑا جذباتی ہے، جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اس موضوع پر تلے تلے اور اختلاف و توازن کو برقرار رکھنا ایک ناگوار مرحلہ ہے۔ اس موضوع پر کچھ لکھنے سے پہلے ہی قلب و ذہن کے تار جھنجھٹا لگتے ہیں۔ میں سوچ رہی ہوں کہ ریحانہ اپنی یہ کتاب لکھتے وقت کس کسب و کسب سے دوچار رہی ہوں گی اور جن کے دل و جان پر کیا کیا تیاہس گذری ہوں گی۔ مجھے خوشی ہے کہ ریحانہ اپنی مہر ایوب (علیہ السلام) اور ویفہ ایقوب (علیہ السلام) کو دل کی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے سامنے رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ طبر و توکل کا دامن کھلے ان کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا اور جذباتیت کے رنگ کو انہوں نے حرف و بیان پر غالب نہیں آنے دیا۔ اس شانِ عقل نے ان کی تصنیف کو ابدی انفرادیت بخش دی۔ اس میں شری دل کشی اور رعنائی بھی ہے اور شاعری کی دلبری اور زیبائی بھی۔ یوں تو نازیہ شاعری کی جھلک ان کی دوسری تصانیف میں بھی ملتی ہے۔ لیکن اس کتاب میں پوری رعنائی و توانائی کے ساتھ نظر آتی ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے پوری خواتین کی شاعری میں اس نازیہ رعنائی کا قضا ہے۔ ترقی پسند تحریک کے آغاز میں اس تحریک سے وابستہ شعراء

اسلامی تعلیمات کا درس دینے کے ساتھ ساتھ اتحادِ اسلامی ادکلمات پر عمل پیرا نظر آتی ہیں۔ اور بے عمل مقررین کی لہرست تو ہمارے معاشرے میں ہمیشہ سے طول و طویل رہی ہے۔ اس نے رزمِ حق و باطل میں شریک ایسا پیشہ مردوں اور غورتوں کے قہقہے توچتے ہیں لیکن دیکھا صرف ریحانہ بہمن ہی کو ہے۔ مزید یہ کہ اس میں اپنے محدود ممالک کا اعتراف کرنے سے باوجود باوقار و شہرت و ترویج لکھ رہا ہوں کہ اردو ادب میں نازیہ شان کی تحسین اور ترغیب والی تحسین ایسی خاتون کو میں نہیں جانتا جس نے جہاد میں اس طرح عملی حصہ لیا ہو جس طرح ریحانہ بہمن نے رہا ہے۔ ہمارے ہم تو سراؤں میں بھی ایسی مثالیں خالی خالی ہی ملیں گی جن کی عملی زندگی ان کے بچہ خیالات سے اس درجہ ہم آہنگ ہو کہ فکر و عمل کے دونوں آئینوں میں ایک ہی عکس دکھائی دے۔

الحمد للہ مسز ریحانہ عہتم فاضل صاحبہ آپ ایسی خاتون ہیں جو اپنے سینے کی جہاد میں شہریت کے باعث خود بھی عملی طور پر رزمِ حق و باطل میں ملنا شریک ہیں۔ اور تقریر، شاعری اور نثری تحریروں میں اپنے احساسات کو گلگتی زبان دینے پر قادر بھی ہیں۔ گویا نازیہ ایوب کے حوالے سے مسز ریحانہ عہتم فاضل اور ادب کی خاتونِ اول ہیں۔ اللہ انہیں یہ اعزاز مبارک فرمائے، ان کی دلی دعائیں اور نیک تمناؤں پوری فرمائے اور ان کے اعلیٰ خیالات، سحرے جذبات، پاکیزہ احساسات اور خیر طلب مساندات سے ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو بھی آشنا کر دے۔ اللہ رب العزت ان کے قلب کی پاکیزگی اور انہماکِ نیت کے پر تو سے ہمارے معاشرے کو جگمگا دے اور ان کی اس کتاب کو ہماری نسیباًں میں عظیم جہاد کے پرچموں کے لہرانے کا وسیلہ بنا دے۔ مالک الملک ان نیک اور پاکیزہ نیرت خاتون کے قلب کو اس طرح مضطرب نہیں کرے کہ ان کا بیٹا نازیہ بہمن سے آئے اور ہر باو نازہنگ پر جانور اور شجاعت دینے والا بن جائے۔ اللہ ان خاتون کے انفرادی عمل کے نسیب ہمارے لیے بنانا، جو جن کا بیٹا جہاد کے لیے مسلمانوں کو ایک دوسرے سے لڑائیں کہتا ہے، راہِ راست دیکھا دے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام ماہر، کوراپنے شاکر، ان باصفا کے ہمراہ امیدوں جہاد میں عملی شہادت کی آفرین بنے (آمین)۔

مسز ریحانہ عہتم

کے یہاں یہ رجحان شدت کے ساتھ کارفرما نظر آتا ہے، کیونکہ اس غزلیہ کے لوہے کو زندگی آمیز موضوعات دیئے ہیں۔

اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی میری نظر میں یہ ہے کہ بلاہر یہ ایک نکتہ ہے لیکن مطالعہ اور پھر اس پر غور و فکر کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ نکتہ کتاب میں درج ہونے والی ایک ماہر فن جوہری کی طرح ان خوش رنگ سوتیوں کو اس نکتہ کو دینی کے ساتھ پر دیا ہے کہ یہ وہی وہی بلاہر ہے اور نکتہ کا اسلوب میں یہ بتایا ہے کہ ایک نکتہ ہاں اپنے بننے کی تربیت ہاں درج ہونے والی نکتہ اور نکتہ کا اسلوب میں یہ بتایا ہے کہ ایک نکتہ ہاں اپنے بننے کی تربیت کس انداز میں کرتی ہے، کس طرح اس کے دل میں جذبہ پیدا کر کے اس کے ذہن کو جہاد پر جانے کے لئے آمادہ کرتی ہے اور وہ رجحان ہاں کا ایک شعر زیر لب مٹاتا اور نکتہ پیشانی سے نماز جنگ کا رخ کرتا ہے۔

مگر اتنا جھوٹا جانا ہونی عقل کی طرف
خلق نے نکتہ دو جذبہ سر فرود شاد بھنے

اب میں ہاں کا ایک دوسرا شعر ذرا سی تبدیلی کے ساتھ اس شوق جہاد کی نماز کرتی ہوں ہے۔

اس کی ہمت کوئی دیکھے جو بڑھاوار کی سمت
مٹلاتا ہوا زنجیر کی جھنجھار کے ساتھ

یہ شعر ہاں رجحان کی غزل کے ہیں، جو میرے حاشیہ میں مٹولا ہے، ہمیں پتا کہ میں اپنی غزلوں کو روشن کرتی رہی ہوں۔ ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ رجحان ہاں کی غزلوں میں بھی رزمیہ شاعری کا عنصر موجود ہے۔ حالانکہ میں ہاں کی غزل کوئی کے سلسلے میں یہ بات گوش گزار کرنے کی جسارت کر رہی ہوں کہ ہاں نے اپنی زندگی میں ذہنی انتخاب و نما ہوتے ہی غزل کوئی سے اپنا شہد ایک طویل عرصے سے مشتعل کر لیا ہے۔ حالانکہ میں نے پہلی شعر کا آغاز ہی غزل کوئی سے ہوا تھا، اگر کسی کی فرمائش یا تبدیلی ذرا نکتہ کے طور پر اگر وہ غزل کوئی بھی ہیں تو اس کا رنگ ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ اس میں نکتہ کا رنگ ہی جھلکا اور نظر آتا ہے میرے نزدیک یہ بھی ہاں رجحان کا طرہ امتیاز ہے۔ میں بطور نمونہ ان کی غزلوں

سے جو اشعار ہیں، کرسی تھی، لیکن مضمون مایوس ہونے کے نکتہ نے خوش نظر میں نے نکتہ ہاں کیا ہے۔ نکتہ میں یہ ضرور کہیں کی کہ میں نے ان کی شاعری کے جس ذریعہ کی طرف اشارہ کیا ہے، اس کا احترام ہاں درج ہونے والے اس نکتہ میں خود لیا ہے۔

لکھتی تھی اس زمیں میں تجھے غزل نکتہ
نکتہ خیال حمد کی صورت میں داخل کئے

کتاب کے دوسرے حصے میں ہاں نے ان نکتہ کے نکتہ کی صورت میں عمر وں معذرت اور فضیلت کو واضح کرنے کے بعد ہاں کی عمر وں بڑے مہذب اور ہاں میں ذہن نکتہ کہانے کی کامیاب ترین کوشش کی ہے اور عمر وں کرنے کے لئے نکتہ و آمان ہاں ہے۔ نکتہ تو یہ ہے کہ ہاں ہاں اور نکتہ نکتہ انداز کسی اور ادیب کے یہاں نکتہ نہیں ملا۔ یہ بات میں نکتہ نے ساتھ اس لئے کہہ رہی ہوں کہ نکتہ نکتہ کی بار بار ملامت واسطی ہوتی ہے اور اس موضوع پر متعدد کتابیں میرے زیر مطالعہ رہی ہیں۔ نکتہ و عمر وں کے ہاں میں کچھ ایسی کتابیں بھی شائع ہوئی رہی ہیں، جو رجحان کی کرنے کے بجائے نکتہ و عمر وں کے ذہن کو ذہنی الجھن میں مبتلا کر، نکتہ ہیں اور نکتہ اس سوچ میں پراچا ہے کہ کیا نکتہ اور نکتہ کہ نکتہ ہاں رجحان کی کتاب پوری دہائی کا حق ہوا کرتی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے ان شاعرانہ غور میرے اس قول کی صداقت کی دلائل دیں گے اور میرے ہم نوا ہوں جائیں گے۔ یہ کتاب مزید ہے۔ نکتہ نکتہ کے وقت ایسا محسوس ہوا کہ میں بھی تجھت و غور کی ان ادیبوں میں ہاں رجحان اور نکتہ نکتہ کے ساتھ ساتھ نکتہ نکتہ ہوں، ایک مصنف کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ دو اپنے نظریہ کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلتا ہے۔

اس کتاب کا تیسرا حصہ جہاد و نکتہ ہے۔ ہاں رجحان نے قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ واضح کیا ہے کہ جہاد افضل العبادت اور ہمت کا مختصر راستہ ہے۔ ہاں نے اپنے نظریہ نکتہ و نکتہ کا اسلوب اور نکتہ نکتہ کی سرٹی سے سدوہا، جن زار نکتہ اور نکتہ قبول شاعر ہمیں کی صہک کو صدیوں کرنے کی سہا سلام

اس کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں جتنے اشعار استہلال کئے گئے ہیں، وہ نکتہ پارسے کا جو نکتہ نکتہ ہیں اور ایک خوبی یہ ہے کہ وہ سب رجحان ہاں کے اشعار ہیں۔ میں ہاں

سے یہ بھی گزارش کروں گی کہ وہاں فلموں کو جو جہاد کے موضوع سے تعلق رکھتی ہیں ہوز۔
جو فلمیں جہاد کے سلسلے کی ان کی دوسری تصانیف میں موجود ہیں، ان کو یکجا کر کے ایک نئی
کتاب کی صورت میں پیش کریں۔ اس سے ان فلموں کی اقدار اور مقبولیت میں اور اضافہ
ہو جائے گا۔ باقی رہمان کو ایسی فکر انگیز کتاب لکھنے پر مہدک پاد پیش کرتی ہوں اور اس کتاب
کے حوالے سے امتیاز مسلمانوں سے صرف اتنا اور کہا جاہوں گی کہ ۔
جو ہر شے اس ہے تو اسے موتیوں میں تول



READING
Section

بچپن، لڑکپن

اور

جوانی کے ابتدائی ایام

تربیت کرتا ہے جن کی خود خدائے ذوالجلال
نور حق سے جگمگا اٹھتا ہے ان کا ہر کمال
وہ لڑکپن ہو کہ بچپن، یا جوانی کی بہار
سب میں آتا ہے نظر تابندہ سیرت کا جمال

READING
Section

ہر محاذِ حیات پر اب تو
اُس کی یادیں میرا حوالہ ہیں
کیسے چھائے گی تیرگی دل پر
اُس کی باتیں میرا اُجالا ہیں

اب نوحان قاضی بھی عام بچوں کی طرح ہی ایک بچہ تھا۔ لیکن بخش بچے اپنی عادات و
اغوار کے سبب عام بچوں میں ممتاز حیثیت حاصل کر لیتے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے چار بچوں
سے نوازا۔ لیکن ہائی تین بچوں کی تیاریوں اور سندوں کی وجہ سے میں کافی پریشان رہتا۔ لیکن
نعمان بہت بہو اور سیدھا بچہ تھا۔ پیار بھی بڑا (سارے ہی بچوں کے ساتھ) یہ سلسلے ہوتے
ہیں) لیکن اس نے مجھے کبھی پریشان نہیں کیا۔ اگر کسی چیز کے لئے ضد کرتا اور میں اسے
سمجھاتی تو فوراً مان جاتا تھا۔ اگر میں خاموش یا اس دہاتی تو مجھے اپنی پیاری پیاری باتوں سے
خوش کر دیتا۔ اس کی مامتا تو مشہور ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ مجھے سب سے زیادہ نعمان سے
پیار تھا اور ابھی بھی اپنے بچاؤ بیٹے سے بہت پیار ہے۔ (ماں اپنی ہر اولاد سے محبت کرتی ہے
لیکن کوئی بچہ اسے زیادہ پیارا ہوتا ہے) نعمان ماشاء اللہ اتنا اصلاحیت اور پیارا بچہ تھا کہ ہر ایک
کو اس پر پیار آتا تھا۔ چونکہ گھر میں کوئی اور بچہ نہیں تھا اس لئے مجھ سے ضد کرتا کہ امی میں
اسکول جاؤں گا۔ میں نے اس سے کہا کہ بیجا جب تم چار سال کے ہو جاؤ گے تو ان شاء اللہ
تمہیں اسکول میں داخل کر دیں گے۔ میری بات سن کر خاموش ہو جاتا۔ اس کی روشنی اور
پختگی ہوتی آتھیں آنسوؤں سے لبریز ہو جاتی (وہ عجیب بچہ تھا، ضد نہیں کرتا خاموشی سے
روٹ لگاتا تھا) میرے چڑوس میں میری ایک سخیلی شاہین تھیں، بڑا تھا، ہم آباد میں ان کا
ایک اسکول تھا جو چلڈرن ہیڈ اسٹریٹ کے نام سے مشہور تھا۔ میں نے نعمان کی کیفیت کا ان کو
نایا تو کیجئے تھیں کوئی بات نہیں اپنا ہی بچہ ہے، میں نیچر سے کہہ دوں گی کہ بچہ پر زیادہ زور نہ

وائس۔ میں نے اللہ کا نام لے کر دوسرے دن نعمان کو اسکول میں داخل کر دیا۔ اس کی خوشی دیدنی تھی۔ ۱۱ پھر کوہین سے اتر کر حمیری سے کھری میز سیمیاں پڑھیں پھر کھر میں داخل ہو کر سلام کیا اور میرے گٹھے میں اپنی شخصی شخصی بانہیں ڈال دیں اور بتائے گا کہ آج میں نے کتنا کچھ پڑھا لیا۔ اس کی عمر دیکھ کر اور ہاتھوں میں کر سب حیران رہ جاتے تھے۔ اتنی کم عمری میں حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت یاد دہائیں اس نے مجھ سے یاد کرنی نہیں۔ جب وہ تین سال کا تھا تو ہم جبک لائن گئے وہاں میری یونیورسٹی کی سیکلری رہا شہناز رہتی تھی۔ اس نے نعمان کو دودھ پینے کے لئے دیا، نعمان نے دودھ پیا کر دیا پڑھی

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَرِزْقَنَا وَبَارِكْ

(ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی عمیر، رضی اللہ عنہ، ابن حبیب)

"اے اللہ تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو اور زیادہ نصیب فرما"

وہاں ایک بچہ بیٹا ہوا تھا اس کی عمر کم از کم چھ سال کی ہو گی۔ اس کی والدہ نے اس سے کہا کہ تم بھی دعا پڑھو تو بچہ نے جھٹ جھٹ جواب دیا کہ آپ نے مجھے کب یاد کرائی ہے، جو میں پڑھوں۔ اس کی والدہ محجوب ہو گئیں اور پھر مجھ سے پوچھنے لگیں کہ آپ بچے کو کس طرح دیکھیں یاد کرائیں ہیں؟ میں نے کہا بچہ بچہ ذات کو سونے کے لئے لیتا ہے تو مجھ سے تمہی دعا لے لو اور آپ کے ساتھ رضی اللہ عنہم اچھین کے واقعات سنتا ہے، ساتھ ساتھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں بھی یاد کرائی رہتی ہوں۔ ایک ایک دعا کو کئی کئی دن تک دہرائی رہتی ہوں اور پھر دعا کے موقع پڑھا پڑھتی ہوں تو اس طرح دعا پختہ ہو جاتی ہے۔ دو صاحب بہت متاثر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ اب میں بھی اسی طرح عمل کروں گی۔

نعمان کی تمام پھر ز نعمان سے بہت خوش تھیں ان کا کہنا تھا کہ بچہ بہت ذہین اور فرمانبردار ہے، ہر بات کو سب سے جلدی سمجھ لیتا ہے۔ تین سال کی عمر سے میرے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھتا تھا، پھر چار سال کی عمر سے میں نے اسے نماز پڑھ کر شروع کر دی۔ میں اسے یاد دلاؤں گا کہ چنانچہ آپ نماز پڑھو گے تو آپ کو اللہ تعالیٰ کچھ کھانے کو عطا فرمائیں گے۔ وہ نماز پڑھتا تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی پسندیدہ نانی یا ہلکٹ جا، نماز کے نیچے کونے میں لپیٹ کر رکھ دیتی۔ جب وہ نماز پڑھ لیتا تو کہتا تھا، اب دعا بھی مانگتا سکتا ہوں۔ پھر دعا

ایک کراچہ نماز اٹھا تو اس کی پسندیدہ چیز اسے مل جاتی، بہت خوش ہو تا تو میں کہتی جی الحمد للہ کیونکہ اللہ راضی ہو جائے۔ فوراً الحمد للہ پڑھتا۔

عید الفطر کا دن تمام اپنی ماس کے گھر میں تھے۔ نعمان صحن میں کھیل رہا تھا سب ہاتھوں میں مصروف تھے، لہذا ایک ہی نعمان میرے پاس آیا اور کہنے لگا، ائی باہر صحن میں نگر پڑتے ہوئے تھے، ایک نگر میں نے اپنی ناک میں ڈال لیا۔ میں نے جب دیکھا تو نگر تنھے میں خاصا اندر تھا، اس کو نکالنا ہمارے بس کارہ گ نہیں تھا۔ عید کا دن تھا، ڈاکٹر کے کلینک بھی سب بند تھے، میں اور فاضلی صاحب (نعمان کے والد) عباسی شہید اسپتال گئے وہاں کچھ ایکڑ منٹ کے کبھی آئے ہوئے تھے وہ ہادی طرف حوجہ نہیں تھے۔ میں نے ایک ڈاکٹر سے کہا کہ آپ کچھ تو ہاڑی دو کریں، نگر بچے کی ناک میں زیادہ اندر جا رہا ہے۔ اس نے کہا آپ بچے سے کہیں منہ سے سانس لے کر بچے کو جالی ہسپتال لے جائیں، ہم سب ڈاکٹر ز زخمیوں کی وجہ سے بہت مصروف ہیں۔ نعمان سے میں نے کہا بیٹا منہ سے سانس لو تو دودھ سے سانس لینے لگا۔ ہم جالی ہسپتال پہنچے، امیر جیسی میں بھی تاریکی تھی اور تنک دی تو ایک ڈاکٹر صاحب آکھیں ملتے ہوئے دروازے پر نمودار ہوئے۔ ہم نے آنے کا مدعا بیان کیا، انہوں نے بچے کو بستر پر لایا، مارچ سے نگر دیکھا، اڈوار دکھائے اور ایک چھوٹی سی جلی سے نگر باہر نکال لیا۔ میں نے نگر نعمان کے ہاتھ پر رکھ دیا اور کہا اب اس نگر کو دوسرے تنھے میں ڈال لو، بچہ ڈاؤن ہوا تھا فوراً نگر پھینک دیا، ڈاکٹر کو سوردے نہیں کے دیئے اور ہم گھر آگئے۔ بچہ کو اطلاع دی (ماس صاحب) جب ہادی تھا ان کی تو ہم سب آج کے واقعہ پر ہنسنے لگے۔ نعمان خود بھی اپنی پھپھو کے پاس شرمایا پڑھا پڑھا اور نگر باہر لگا۔

میری سیکلری رہا شہناز کی شادی ہونے والی تھی۔ آئے دن ان کے گھر جبک لائن جانا ہوتا تھا ان کے والد کو سب یہاں کہتے تھے۔ میں، دعا اور رسنا کی ولیدہ، مرحومہ بیٹھے ہوئے تھے، ہم سب ہاتھوں میں مصروف تھے، فوراً نعمان ہمارے قریب آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا ائی، ایک بات بتائیں، کیونکہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ ایک سیمیاں ہیں اور ایک اللہ میاں، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے بچے کی بات پر غور کیا اور اسے جواب دیا جی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ تو سیمیاں ہیں، لیکن اللہ تو اللہ تعالیٰ ہے، ہمیں اللہ میاں نہیں کہنا چاہئے۔ رسنا اور اس کی

گناہ تھا کہ کہ رہا ہو مگر شکر تھا۔ نعمان کمر کی سے منہ نکالا اور اس کی نقل کر جا کر شکر تھا مگر وہ نعمان نے مجھے بتایا ای شکر تھا کی الامیری آواز سے خوش ہوتا ہے۔ اب آپ مجھے پیے دیں میں شکر تھا لادوں گا۔ اسی جی شکر تھا والا بیت اچھا ہے مجھے پیار کرنا ہے (بچوں کی یہ مستور ہاتھوں پر ہنسی ہو جاتی ہیں خود سب بھول جاتیں لیکن میں نہیں بھولتی)

ایک دن نعمان کو اسکول سے واپس پر ویر ہو گئی۔ میں بہت پریشان ہوئی اور شاہین کے مگر معلوم کرتے گئی تو ان کی والدہ عائشہ خالہ کہنے لگیں ہاں بیٹا اب تو سارا سے تین بار ہے ہیں منہ پانے قاری خراب ہو گئی یا کیا والا اللہ بنا کر م کرے۔ میں گھر واپس آئی اللہ سے دعا کر رہی تھی اتنی دیر میں دستک ہوئی میں نے دروازہ کھولا تو نعمان تھا گڑی کی شدت سے اس کا پیر و سرخ ہو رہا تھا۔ میں نے کہا چھاتی دیر کیوں ہوئی؟ تو کہنے لگا اسی راستے میں اٹھل نکل گم کو پکڑ آگئے تھے بڑی جشکس سے ان کی حیثیت ٹھیک ہوئی۔ وہ تو راستے میں ایسٹ گئے تھے۔ ہم بچوں نے انہیں پانی پلایا، اپنے بسکٹ کھائے۔ اب آپ نہیں کھانا پیریں۔ یہ اٹھل نکل گم کی وجہ سے میری نماز کو بھی دیر ہو گئی۔ میں نے کہا بیٹا چچا جان کہہ دیا کرو تو کہنے لگا اسی بچوں نے ان کا یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ وہ خواہ مخواہ منہ چلاتے رہتے ہیں اور کبھی کسی ان کا تھوک بھی اٹھل جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے تیل کھارتے ہوں۔ نعمان کی بات پر میں نے بڑی مشکل سے اپنی فسی شبلی کی (آج بھی اس کی یہ باتیں مجھے اس کی بیچن کی دلوں میں لے جاتی ہیں، جہاں انکی چھوٹی چھوٹی شرار میں میرے لئے بڑی بڑی خوشیوں کا سبب بن جاتی تھیں)

میری کام الٹی لڑکی کا نام سسکو تھا۔ جب اس کی بڑی بہن (قیسی) میرے مگر کام کرتی تھی تو سسکو اس وقت گیارہ بارہ سال کی تھی۔ اکثر میرے مگر آکر یا دیرتی خانے کے سامنے والی تھی میں ایسٹ جاتی اور اکثر وہاں لیلے لیلے سو جاتی۔ اس وقت نعمان چار سال کا تھا۔ میرے پاس آتا اور کہتا کہ اسی سسکو کو کپڑے پہنا دیں، بہت گندے کپڑے پہنتی ہے، بچے میرا مذاق اڑائیں گے کہ یہ اپنی کام والی کا خیال نہیں کرتے۔ میں نے سسکو کو نہاتے کی عادت ڈلائی اور اسے صاف کپڑے پہنائے۔ صاف ستھری ہو کر بچی اتھی گئے گی۔ نغمہ المبارک میں نعمان نماز پڑھنے اپنے ابو کے ساتھ جاتا تھا۔ ایک دن نماز کے بعد میرے پاس آیا اور میرا ہونہ پڑھ

والدہ نے بھی میری ہمت کی تصدیق کی اور مجھے نعمان کے چہرے پر عقیدہ و توحید کو سمجھنے کے بعد خوشی کا بہت شرا بصورت رنگ نظر آ رہا تھا۔ شام کے وقت ہم رستاک گھر سے نکلے وہاں سے رشتہ کی شاہ میں نظریں اور حرا دو ڈائیں۔ اسی وقت نعمان ذور ذور سے کہتے لگا اسی..... اسی جاہ و اندازے والی۔ میں نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا اور پوچھا کیسے جاہ و اندازے ہیں؟ ہم تو میں نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ سنا ہے۔ کہتے لگا آئیے میں دکھاؤں۔ میری اٹھی پڑ کر ایک ٹھیلے کے پاس گیا اور ٹھیلے کی طرف اشارہ کر کے کہتے لگا اسی یہ جاہ و اندازے ہیں۔ میں نے جواب دیا پڑا یہ تو ایسے ہوئے سگھلاے ہیں، تو کہتے لگا اسی ایک دن آپ نے مجھے بتایا تھا چاہے والا جو ہے تو یہ سگھلاؤ اور یہ سے کالا ہے۔ جب اس کو چھلتے ہیں تو اندر سے سفید نکلتا ہے، اس لئے میں ات جاہ و اندازہ کہتا ہوں۔ میں نے اسے سگھلائے دلائے۔ مگر اگر اس کی یہ بات سب کو بتائی تو سب ہنستے لگے۔

نعمان کو میں نے اسکول جانے کے لئے تیار ہونے کا کہا تو انہ تر فور ایٹ گیا۔ میں نے غور کیا تو اس کے چہرے پر کرب کے نشان تھے اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا پیٹ پکڑا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا بیٹا کیا بات ہے؟ کہنے لگا اسی میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔ میں نے نعمان کی وجہ سے فانی کی چٹھی کی اور حکیم صادق حسین صدیقی کے مطلب (لسیلہ) لے کر پہنچا۔ حکیم صاحب نے نعمان کی نبض دیکھی، پیٹ دبا کر دیکھا اور پھر نعمان کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔ نعمان سے پوچھنے لگے بیٹا کس قسم کا درد ہے، متوقع چنگلی لینی ہے؟ آرام کرنا ہے؟ کیا مسئلہ ہے۔ نعمان نے سر نیچے کر لیا اور کہنے لگا حکیم صاحب متوقع چنگلی لینی ہے۔ اسے کھانے کو دل چاہ رہا تھا۔ حکیم صاحب نے چہرے سے اس کی کمر ہا ایک دھب لگا لیا اور کہنے لگے تم اپنی انا سے کہہ دیتے دوکان سے واپسی میں مجھ سے متوقع چنگلی لے جائیں۔ حکیم صاحب اس کے مصوم بہانے پر خوب ہنسے (سب سے زیادہ تو اس کے تاثرات پر سب بھنبوئے ہوئے) مگر انہوں نے یہ دانتھنا تو خوب تھے مگر پھر کبھی نعمان کے پیٹ میں درد نہ ہوا تو ہم کہتے کہ متوقع چنگلی کا درد ہے یا واقعی درد ہو رہا ہے تو دوبہت شرماتا اور کہتا نہیں اسی واقعی درد

Section

اور ہے۔ کیفیت کے پیچھے سے اکثر شکر تھا کی والا گذر جاتا اور آواز نکالتا مگر شکر تھا۔ لیکن ایسا

کر دنا شروع کر دیا۔ میں گھبرا گئی اور رونے کا سبب پوچھنے لگی تو فرمایا کہ لڑائی ہو رہی ہے گاؤں کے بچوں کے ساتھ مل کر مسجد کے باہر بھیک مانگتی ہے اسے منع کریں مجھے شرمندگی ہوتی ہے۔ میرے دوستوں کو پتہ چل گیا تو میری کتنی بے عزتی ہو گی۔ سب کہیں کے کہ لہان کے گھر میں جو بیٹی رہتی ہے وہ بھیک مانگتی ہے۔ میں نے سکھ کو پیادے سے منع کیا مگر اس پر اثر نہیں ہوا۔ نعمان براہی اس کی شکایت مجھ سے کر رہا، ایک دن میں نے سکھ کی لہان کے سامنے لہان کی اجازت سے سکھ کی چٹائی کی اور اسے پھر سمجھایا کہ بھیک مانگنا اچھی عادت نہیں، تم لڑکی ہو لوگ تمہاری طرف بری نظریں اٹھائیں گے، ماد کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ پھر اس نے توبہ کر لی اور میرے پاس رہ کر ہمارے ہی ماحول کا ایک حصہ بن گئی۔ اس کی گفتگو رات کو سہن سب بدل گیا۔ اب بھی سکھ میرے گھر کام کرتی ہے ماشاء اللہ دو بچوں کی ماں ہے۔ اسے نعمان سے بھائیوں کی طرح پیار ہے۔ اپنے بیٹے ندیم کو کالا کبہ کر پکارتی ہے، دو دن پہلے میرے پاس آئی تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، میں نے رونے کا سبب پوچھا کہنے لگی، باقی نعمان ندیم کو کالے خاں کہتا تھا، جب چہاڑ پر جا رہا تھا تو ندیم کے سر پر ہاتھ رکھا اور دوس روپے اسے دیئے اور کہنے لگا کالے خاں ہمارے لئے دعا کرتا، اللہ ہمیں ہر محنت پر کامیابی عطا فرمائے۔

آج رات نے بھی نعمان کے انداز میں کالے خاں کہا تو مجھے نعمان بہت یاد آیا۔ میں نے کہا بس جینا یہ مقدس سمیت ہے اللہ اپنے بندوں کی دعاؤں قبول فرماتا ہے۔ اللہ سے دعا کرو اس کی راہ کا مسافر ہے، اللہ نے ہی اسے میدان جہاد کی طرف بلا یا تھا اب وہی وہاں لوٹائے گا۔ کہنے لگی اب تو تین سال ہونے کو آ رہے ہیں۔ میں نے جواب دیا سکھ ہمیں شکوہ نہیں کرنا چاہئے۔ ہر کام میں اللہ کی مصلحت ہوتی ہے، وہ یہ ہو رہی ہے، اس تاخیر میں ہو سکتا ہے اللہ نے ہمارے لئے خیر رکھی ہو۔ میں نے کہا سکھو پنا تم سب کو تو کبھی کبھی یاد آتا ہو گا مجھے تو وہ ہر لمحہ یاد رہتا ہے۔ بھلا اٹھایا اور پیارا ہو تو ہاں بھول سکتی ہے۔ وہ تو اپنے برے بچوں کو بھی یاد رکھتی ہے۔ سکھ وہ تو میرے دل و دماغ میں خوشبو کی طرح بسا ہوا ہے۔

ایک مرتبہ دروازے پر دھک ہوئی، میں نے دروازہ کھولے بغیر ہی کہا کون؟ جواب آیا کپڑے والا، خان لالہ ہوں۔ میں نے کہا کہ کس لئے آئے ہو؟ جواب دیا کہن شک نہ کرو، میں چور نہیں ہوں۔ آپ کے پیچھے سے لٹنے آیا ہوں، پھر بھی مجھے یقین نہیں آیا کیونکہ اس دور

میں کسی پر اچھا نہیں جانتے۔ میں نے فاضلی صاحب سے کہا کہ دیکھیں دروازے پر کون ہے۔ فاضلی صاحب نے دروازہ کھولا تو اسلام علیکم کی آواز آئی، فاضلی صاحب نے سلام کا جواب دیا اور خان لالہ سے آنے کے بارے میں پوچھا اس نے کہا کہ آپ اپنے بیٹے کو بلاویں۔ میں جب بھی آپ کی غلطی سے گزرتا ہوں اور آواز لگاتا ہوں، تو میری بات کے جواب میں ایک بچہ کی پیاری آواز آتی ہے، کچھ سے، کچھ سے والا..... وہ بچہ میری اتنی پیاری شخص کرتا ہے کہ مجھے اپنا بیٹا یاد آ جاتا ہے۔ وہ بھی اسی طرح آواز لگاتا ہے۔ نعمان قرآن کے کمرے میں تھا، اپنے ابو کے کہنے پر آیا۔ خان لالہ کو سلام کیا، خان نے سلام کا جواب دے کر اپنی پشتوں پہن میں بڑی دعاؤں میں اور نعمان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ پھر وہ خان لالہ اکثر کپڑے لے کر اوپر آ جاتا۔ نعمان باہر سے کپڑے لا کر مجھے دکھاتا، میں کپڑے پسند کر کے، رقم نعمان کو دیدیتی اور نعمان خان لالہ کو دیدیتا۔ کئی سالوں تک خان لالہ بڑی پابندی سے آتا رہا، پھر شاید اپنے شہر چلا گیا۔

جب نعمان چھوٹا تھا تو فاضلی صاحب کے دوست مقصود طارق کے شہر پور سے والا جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں جا کر نعمان بہت خوش ہوا، کیونکہ محبت کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا۔ مقصود بھائی کی اسی اپنی پنجابی بولی میں باتیں کرتی تھیں، مجھے تو پنجابی اچھی طرح سمجھ آتی تھی، لیکن نعمان میرے کان پر نہ رکھ کر ان کے جملوں کا مطلب پوچھتا۔ مقصود بھائی کی والدہ بڑی شفیق اور محبت کرنے والی خاتون تھیں۔ ایک دن ان سے ملنے کوئی خاتون آئیں اور ان کی خیریت دریافت کرنے لگیں، تو مقصود بھائی کی والدہ نے جواب دیا "میں تان زحلی مٹھی رہیاں" (میرے طبیعت ٹھیک نہیں رہتی) نعمان کو ان کا ہنسا ایسا پسند آیا کہ ٹوٹنے کی طرح اکثر ان کا ہنسا دہراتا رہتا تھا۔ کراچی آ کر کبھی کوئی نعمان کی خیریت پوچھتا تو جواب میں کہتا "میں تو زحلی مٹھی رہیاں" جواب سن کر پوچھنے والا مسکرائے بغیر نہیں رہتا تھا۔

فاضلی صاحب کے کالج کے ساتھی دو بیس صاحب ایک دن جمعہ کی نماز پڑھنے مسجد نذر ایمان میں آئے، روش بہت زیادہ تھا اس لئے انہوں نے ہارے گھر دھک دی۔ فاضلی صاحب نے دروازہ کھولا تو انہوں نے نماز کے لئے کپڑا لٹا۔ نعمان نے کپڑا لے جا کر دیکھ پھر

وہاں سے بھاگتا ہوا آیا اور ہسٹل پر چھانگ لگائی، میں استری کر رہی تھی، اس کا ہاتھ استری پر لگ گیا اور فوراً ہی بہت بڑا پتھلا پڑ گیا اور داتا ہوا اپنے ابو کے پاس گیا اور کہنے لگا ابو چاہئے مجھے جاویا۔ وہ صاحب جب کپڑا دیکھا نہیں کرنے آئے تو میں صاحب کو فاضلی صاحب نے یہ واقعہ بتایا کہ "چاہئے مجھے جاویا" سن کر بہت محظوظ ہوئے۔

حالانکہ ابھی نعمان پانچ سال کا بھی نہیں تھا۔ میں اس سے کہتی کہ نعمان مجھے نیکر اچھا نہیں لگتا ہے۔ اسے مت پہنا کر دیا یہ غیر مسلموں کا لباس ہے۔ لیکن اسے نیکر بہت پسند تھا، ایک دن میرے پاس ایک نیکر لے کر آیا جو تھوڑا سا پتھلا ہوا تھا۔ کہنے لگا کہ امی میرا نیکری لیں۔ میں شاہد کام میں مصروف تھی، اس کی بات پر توجہ نہ دے سکی، اس نے جا کر نیکر نیکر سمیٹ لیا اور پھینک دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے میز میوں پر جا کر دیکھا تو نیکر کوئی لے جا چکا تھا۔ میں نے کہا نعمان اللہ کو بھی پسند نہیں ہے کہ تم نیکر پہنو۔ تم نے غصہ کیا تھا اس لئے اسے کوئی اٹھا کر لے گیا، اس واقعہ کے بعد نعمان کی نیکری سے دلچسپی بہت کم رہ گئی تھی اور اس کے بعد اس میں ایک اور تبدیلی پیدا ہوئی کہ وہ ہر چیز کے سلسلے میں بہت جلدی ہو گیا تھا۔ اگر پاؤں کا ڈبہ بھی اٹھا کر اٹاتا تو پتھلا کر دیتی تھی، اسے وہیں رکھ دوں، تب گروں جلا دیتی اور وہ پاؤں کو اس کی جگہ پر رکھ لے جاتا تھا۔

سکھونے مجھے کتاب لکھنے دیکھا تو پوچھنے لگی کہ ہائی لیا لکھ رہی ہیں؟ میں نے اس سلسلے کی تفصیل اسے جلدی تو کہنے لگی ہائی مجھے ایک بات کا بہت دک ہے، میں نے پوچھا کہ کیا بات تھی جس کا تجھے بہت دک ہے؟ کہنے لگی کہ ہائی جب غلطی بہت چھوٹا تھا تو آپ نے میری ناک سے کہہ کر مجھے روک لیا تھا کہ ذرا ظلم کا ڈبیل رکھے گی میں بھی خوشی سے دک گئی، ظلم مجھ سے خوب مل گیا تھا، ایک مہینے بعد کوئی پنجاب سے آیا تو میں نے منہ کی کڑ ہائی میں پنجاب ہوں گی حالانکہ مجھے اس بات کا احساس تھا کہ آپ کو میرے جاننے سے بہت تعظیم ہوگی، لیکن آپ نے منع نہیں کیا۔ میں جاننے لگی تو نعمان نیچے ٹھیل رہا تھا اس نے بیوی شکوہ میری لشکر سے مجھے دیکھا کہ کون سا لڑکا اس وقت نعمان کی گواہی تھا اور میری طرف آنے کے لئے ایک رہا تھا ہائی نعمان کی وہ آنکھیں مجھے آج تک یاد ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ وہ جلدی سے آجائے تو میں اس سے معافی مانگوں۔ ہائی کیا وہ مجھے معاف کر دے گا؟ میں نے کہا سکھو

وہ تو بہت چڑا پچھ ہے اسے تو یاد بھی نہیں ہو گا کہ تم نے اس کا تبھی دل دکھایا تھا اور تمہیں ضرور معاف کر دے گا۔

میرے رشتے کے تناظرے ان کے بیٹے کا سائیکل اور اسکوڑوں کا کارڈ ہار تھا (یہ سائیکل اور اسکوڑوں کی دوٹی تھیں) انہوں نے نعمان کو ایک سائیکل اور وی اور نعمان جب ورا پڑا وہ میں تو سائیکل دیکھ لے گئے اور اسکوڑوں سے کہنے لگے۔ جانے سے پہلے نعمان سے کہنے لگے چنانچہ تمام بچے تمہاری طرح منتلا ہو جائیں تو ہمارا تو کارڈ ہار ٹھپ ہو کر رہ جائے گا۔ نعمان کا اسکوڑا بالکل ٹھیک حالت میں تھا۔ جب رافع اسکوڑے چانے کے قابل ہوا تو اس نے کچھ ہی مہینوں میں اسکوڑے کی حالت خراب کر دی۔ فاضلی صاحب نے شہزادہ سے نعمان کے لئے بڑی خوبصورت دوڑ جن چھوٹی چھوٹی گاڑیاں منگوائی تھیں۔ نعمان کھیلا اور کھیلنے کے بعد بہت احتیاط سے شائیکس میں رکھ دیا کرتا تھا۔ لیکن جب رافع اور ظلم کھیلنے کے قابل ہوئے تو گاڑیاں اس طرح غائب ہو گئیں جیسے گدھے کے سر سے سینٹ۔ حالانکہ نعمان نے تقریباً آٹھ سال تک ان گاڑیوں کو استعمال کیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ "ایک ہی ماں کے بچے مختلف عادت داتا کر کے مالک ہوتے ہیں"

ایک دن میں اپنی خالہ کو دیکھنے ان کے کمر گئی (وہ لیبلڈ میں رہتی تھیں) وہ ماضی بہار تھیں میں ان سے باتیں کرتی رہی جب میں اپنی خالہ جان سے باتیں کر رہی تھی تو نعمان نے رونا شروع کر دیا۔ وہ پوچھتے تھیں کہ نعمان کیوں روتے رہا ہے؟ میں انہیں بتانے لگی کہ یہ کئی دنوں سے دستوں کے لئے منہ کر رہا ہے اب آپ کو دکھ کر اس نے رونا شروع کر دیا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ جب خالہ جان اسے روتے ہوئے دیکھیں گی تو میری مطلوبہ چیز فوراً منگادیں گی۔ خالہ جان میری بات سن کر مسکرانے لگیں اور فوراً دستوں کے لئے مجھے پیچھے دیکھے اور کہا کہ اسے فوراً دستوں سے دلا کر آؤ۔ جب دستوں سے مل گئے تو اس کی خوشی دیکھنے دلائی گئی۔ ہاتھوں میں دستا نے پہن کر خالہ جان کو دکھانے لگا، خالہ جان نے اسے پیاد کیا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر مسکرانے لگیں۔ ان کی مسکراہٹ پیاد کی کے پوجو اتنی ہاندار تھی کہ اتنا غم نہ گزر جانے کے باوجود بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی منتظرے فرمائے اور ان کی قبر میں نور بھرے۔ (آمین) وہ تجھ سے اور نعمان سے بہت محبت کرتی

تھیں۔ ان کے تمام بچوں نے نعمان کو اپنی آنکھ کا تار ایٹایا ہوا تھا۔ جب میں حال جان کے گھر جاتی تو سچے ہر ممکن طریقے پر نعمان کی خاطر کرتے وہ اپنے پورے گھر میں نعمان کو لئے پھرتے رہتے تھے۔ نعمان جتنی دیر خالہ جان کے گھر رہتا خوب مزے کیا کرتا تھا اور جب ان کے گھر سے آجاتا تو دوسرے دن صبح وہاں جانے کے تقاضے کرنے لگتا اور میں اپنی محبت کے آگے مجبور ہو کر اسے فوراً رکش میں بٹھا کر سبیل لے جاتی تھی۔

نعمان ایک سال کا تھا تو میری کمر میں چوٹ لگ گئی اور میری ریڑھ کی ہڈی کا آخری مبرہ کریم ہو گیا۔ مجھے شدید قسم کی تکلیف ہو رہی تھی، میں بڑی مشکل سے سچے کی ضروریات پوری کرتی۔ لیکن پھر اتنا صابر تھا کہ میری تکلیف دیکھ کر رونا بھی بھول جاتا تھا۔ مصدوم پر ابھی تو یہ بھی نہیں ہٹا سکتا تھا کہ مجھے جوک لگی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ یہ اس کے مبر کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت جلد صحت عطا فرمادی۔

میری بیچپن سے عادت تھی کہ میں قرآن کریم کو پڑھنا بہت پسند کرتی تھی۔ چنانچہ گھر میں ایک کمرہ قرآن کریم کے لئے وقف کر دیا۔ محلے کے سچے آنے لگے، مجھے دہرانا کاندہ ہوا، ایک تو گھر میں قرآن کی آوازیں گونجنے لگیں اور دوسرے نعمان نے بھی ناظرہ قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ میرے استاد محترم پروفیسر شاہد حسن ملوی (انہوں نے مجھے بی اے سال اول اور سال دوم میں انٹیکس بھی پڑھائی تھی) حافظ قرآن بھی تھے۔ ان کا تعلق کیرلہ سے ہے (مولویوں کا مشہور خاندان ہے) اکثر و بیشتر ہمارے گھر آتے تھے۔ بچوں کو قرآن پڑھنا دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔ لیکن ایک دن مجھ سے کہنے لگے ویسے تو آپ کا قرآن درست ہے، لیکن تجویز کے قواعد کے مطابق کچھ غلطیاں ہیں۔ میں نے کہا آپ میرا قرآن درست کرا دیں۔ شاہد صاحب کہنے لگے۔ ان شاء اللہ آپ پر زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔ آپ جلد ہی تمام قواعد سیکھ لیں گی۔ قرآن پڑھانے کے معاملے میں میرے استاد محترم حافظ شاہد حسن ملوی صاحب بہت محنت تھے۔ مجھے ان سے بہت ڈر لگتا تھا کیونکہ وہ قریب حق چٹری رکھتے تھے۔ لیکن ان کی چٹری صرف رعب ڈالنے کے لئے تھی۔ وہ طلباء و طالبات پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھاتے اور نہ ہی چٹری استعمال کرتے۔ ایک ماہ میں ہی انہوں نے میرا ٹیسٹ لے کر خوشخبری دی کہ الحمد للہ آپ کا قرآن مجید درست ہو گیا۔ کہنے لگے بچوں اور بچیوں کا

ٹیسٹ لینے میں بہت چدرہ دن میں آیا کروں گا۔ سچے ان کے بتائے ہوئے دنوں میں ان کا اظہار کرتے، نعمان تو ان کو دیکھتے ہی اچھلتا شروع ہو جاتا اور خوشی میں چلاتا، دایرے ہاں آتا، اب ان ہی شاہد چاچا آگے۔ شاہد بھائی اپنے ساتھ بچوں کو عام دینے کے لئے کوئی نہ کوئی چیز ضرور لاتے تھے۔ ٹیسٹ لینے کے بعد سب بچوں میں چیر تقسیم کرتے۔ ناظرہ قرآن کے ساتھ شاہد بھائی مستون دعاؤں اور نماز کا بھی ٹیسٹ لیتے تھے۔ گو کہ نعمان پڑھنے والے بچوں میں سب سے چھوٹا تھا، لیکن اسے سب سے اچھا سبق یاد ہوتا۔ جس پر مجھ سے خوب شاباش ملتی اور کھانے کو مزہ لہجے میں بھی۔

ہمارے پڑوس میں ایک نو مسلم خاتون رہتی تھیں، بچوں کو ٹیوشن پڑھایا کرتی تھیں۔ کہنے لگیں چنانچہ تمہارا بچہ بہت یاد رکھتا ہے، تھوڑی دیر کے لئے میرے پاس بھیج دیا کرو۔ میں نے جواب دیا اسکول کا ہوم ورک میں خود کرا لیتی ہوں۔ تو کہنے لگیں کہ بس تم تھوڑی دیر کے لئے بھیج دیا کرو۔ کچھ دن بعد میں ان کے پاس نعمان کی کارکردگی معلوم کرنے گئی تو کہنے لگیں، بیٹی تمہارا بچہ تو فیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ زبان بھی اچھائی شائستہ ہے۔ گل میں نے کام دہلی سے کہا کہ دیکھو شاہد دروازے پر دھوبی آیا ہے اسے کپڑے دے دو تو فوراً کہنے لگا چچی ایسا نہیں کہتے (ان خاتون محترم کو پورا اعلیٰ چچی کہا تھا) میری ای کتنی ہیں کہ اس طرح انسان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ آپ دھوبی کے بجائے کپڑے والے بھائی کہا کریں۔ پھر بتانے لگیں کہ چھٹی والے دن اگر نعمان اپنے والد کے ساتھ بازار جاتا ہے تو آتے جاتے مجھے کھڑکی میں سے سلام کرتا ہے اور کہتا ہے کہ چچی پڑھنے آ جاؤں۔ چچی آگے بتانے لگیں کہ ایک دن رات کے وقت اپنے والد کے ساتھ ہماری گلی سے گزر رہا تھا میں نے کہا بیٹی میرا بھی ناشتہ لے آیا تو فوراً زور آیا، مجھ سے پوچھا کہ کیا لاؤں؟ میں نے ناشتہ کے پیسے اسے دیئے، جب واپس آیا تو اٹھانے سے اسی وقت لائٹ چلی گئی۔ میں نے اپنی بیٹی سے کہا کہ سو مٹی جاؤ تو فوراً کہنے لگا چچی صاف کیجئے گا، اس طرح کہتے ہیں کہ شہر روشن کرو، موم مٹی نہیں کہتے شہر زیادہ اچھا لفظ ہے۔ چچی مجھے یاد کرنے لگیں پھر کہنے لگیں ماشاء اللہ تم نے نعمان کی تربیت عمدہ خطوط پر کی ہے۔ بچہ بہت قیصر دار اور قابل ہے۔ میں نے کہا میں اللہ سے دعا کریں کہ اللہ اس سے دو کام لے لے جو اسے پسند ہو۔

میرت غریب خانہ پر بچوں کے علاوہ اب خواتین نے بھی آثار و انوار کو یاد کیا۔

اللہ دین کی تبلیغ کا سلسلہ جلدی تھا۔ وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا تھا۔ صبح سے دوپہر کاغذ میں پڑھائی۔ وہاں تاریخ اسلام کے ساتھ ساتھ میں اپنے خالی پوزے میں بیٹوں کو تجویز پڑھائی اور حضور و قدس ﷺ کی میرت طیب کے لکھے پہلوؤں پر روشنی ڈالتی۔ (اللہ کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ آج بھی جلدی و جاری ہے۔ اللہ مرتے دم تک اس سہلک کام کو اسی طرح جاری رکھے۔ آئین پھر دوپہر سے سہ پہر نعمان کے ساتھ اور گھر کے کاموں میں گزارتی۔ عصر کی نماز کے بعد چچیاں بچے پڑھنے آجاتے۔ مغرب کی نماز کے بعد ان کی نجی کردیا کرتی تھی۔ لیکن بچوں کا میرتے غریب خانے سے ہانے کو دل نہیں پوجتا تھا۔ پھر میں نعمان چچیاں اور بچے حضور ﷺ کی عیاری عیاری باتیں کرتے۔ ان باتوں میں وقت کا بچہ بھی نہیں چلتا۔ پھر اللہ نے تو نہیں عطا فرمائی میں نے گرامر کے اعتبار سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا اور پڑھنے کے بعد ترجمہ خواتین کو پڑھانا شروع کر دیا۔ چار لڑکیاں اور ایک بزرگ خاتون (خالہ جی) نے آثار شروع کی۔ پھر شاہ اللہ یہ تعداد بڑھتی چلتا گیا۔ صبح اور بچہ کو ترجمے کی کتابیں ہوتی۔ سب سے چھوٹا غالب علم نعمان تھا جو وہابی ذوق و شوق سے ترجمہ پڑھ رہا تھا۔ سب سے بہتر کار کردی ماہ شاہ اللہ نعمان کی تھی۔

ایک زمانے سے محلے کی خواتین نے اپنے گھر پر بیان رکھو ہا شروع کر دیئے۔ نعمان ہر دن میں میرتے ساتھ ہوتا اور پھر مجھے چپکے چپکے مختلف منونات پڑھنے کے لئے کہتے۔ اس کی دین سے محبت پر خواتین اس سے بہت متاثر ہوئیں۔

ایک دن میں باورچی خانہ میں کام کر رہی تھی تو میں نے وہاں سے پکار کر کہا کہ کہانی کی کتاب رجسٹر میں رکھ کر نہ پڑھو۔ پہلے اسکو لکاکام کر لو پھر پڑھو۔ فوراً میرے پاس بھاگا بھاگا آیا اور کہنے لگا آپ تو یہ ہیں آپ کو کیسے پتہ چل گیا۔ میں نے جواب دیا چائے غیب کا نظم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی بھلائی کی وجہ سے اس کے دل کو سمجھ کر دیتے ہیں۔ اس طرح کے کئی چھوٹے چھوٹے واقعات ہوئے تو نعمان کہتا تھا۔ امی جی آپ تو میری بڑی بھاری امی ہیں۔ میں اس کے جواب میں اسے یاد کرتی اور کہتی میرے بچے یہ سب اللہ کا احسان ہے۔ اللہ نے تمہیں بھی تو بہت بڑا احسان کیا ہے۔

انسان کو ایسی میری طرح بچوں سے بہت یاد تھا۔ دوسروں کے بچے دیکھ کر کہتا کہ امی جی ہاں میں اللہ سے اپنے لئے بھائی مانگوں تو اللہ مجھے بھائی دے گا؟ میں جواب میں گردن ہلاتی اور اللہ سے دعا کرتی۔ بے شک میرے رب آپ ہی اپنے بندوں کی دعا میں قبول فرماتے ہیں۔ پھر میں نعمان کے ساتھی کے لئے دعا کرتی کہ کنگ مجھے اپنا بچپن یاد آجائے۔ گھر میں بچے تو ماہر اللہ کائی تھے لیکن کوئی میرا بہن بھائی نہیں تھا۔ اگر میں چچے کے بچوں کو کچھ دیکھ لیتی تو چچا بہت خوش آوتے۔ اچھی بھی سکراتیں، حسین ان کے بیٹے یہ کہنا نہیں چھوڑتے کہ یہ ہمارا بھائی یا بھاری بہن ہے۔ کبھی میرے دلہا مرحوم موجود ہوتے تو انہیں میری آنکھوں کے آنسو پورا نظر آجاتے۔ مجھے وہاں سے اٹھا کر فوراً اپنے کمرے میں لے جاتے اور ہاتوں میں لگا کر میرا غم ٹال دینے کی کوشش کرتے تھے۔ میرے چچا مرحوم بھی مجھ سے بہت محبت کرتے تھے اور میری نفسیات بھی اچھی طرح سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے گھر میں ایک بکری پالی رکھی تھی جس کے دو بچے ہمیشہ میری خصوصی توجہ کا مرکز بنے رہتے اور وہ معمول بکری کے بچے ٹھانے میرے اس احساس عمرو کی کو سمجھتے تھے اس لئے وہ مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ چچا نے میرے احساس عمرو کی کو دور کرنے کے لئے گھر میں ایک ٹی بھی پالی تھی میں اس سے کھیتی، رات کو ٹی میرے بھروسے میں منہ چھپا کر سوتی تھی۔ میرے چچا بکری اور اس کے بچوں دلی اور اس کے بچوں کی غذا کا خاص خیال رکھتے۔ ان کی سفالی ستمرائی اور پیداری کے تدارک میں دل سے لگے رہتے۔ میرے دادا جان بچا کی ان باتوں کو خوب سمجھتے تھے اس لئے جب بچا جان تیار ہوتے تو وہ ان کو پیار کرنے اور کہتے میرے بیٹے عبدالرشید جس طرح تم نے میری بچی کے ایک گوشہ تیار ہے اللہ تعالیٰ تمہیں کبھی دکھ نہ دے۔ بات کہاں سے کہیں پہنچ گئی۔ اعلیٰ میں تو ہمارا گھر کالی بڑا تھا کہ انسان کے ساتھ جانور کے رہنے کی جگہ بھی آسانی سے مل آتی تھی۔ لیکن میں نعمان کی تو بھائی دیکھ کر کہ یہ سوچتی کہ فلیٹ میں تو طوطا ماسی یا باسکٹ ایک دو مرتبہ میں نے نعمان کے لئے طوطا رکھا اور جب وہ نعمان سے مل جاتا تو نعمان طوطے کو خیرہ سے باہر نکال لیتا اور فوراً انہیں سے ملی آتی اور طوطے کو نہ میں دبا کر بھانٹ جاتی اور میرا معمول بچہ نہ لے داتا وہ جاہل کبھی حشر مرغی کے چوزوں کا بھی تھا اور پھر نعمان نے خود ہی کہا شروع کر دیا امی اب آپ طوطا اور چوزوں نہ لگائیں۔ ملی بڑی ظالم ہے میرے طوطے اور

اللہ نے اپنے فضل و کرم سے نعمان کو ایک پیار سا بھائی عطا کیا۔ دونوں بھائیوں میں تقریباً سات سال اور چند ماہ کا فرق تھا۔ نعمان کی خوشی دینی تھی۔ اپنے بھائی رافع کو احتیاط سے گود میں اٹھا کر بیٹھ جاتا اور بڑے پیار سے اسے دیکھتا رہتا۔ رافع کی طرف نعمان کا ہر لمحہ دل لگا رہتا۔ مجھے تو بچپن کے پالنے کا کوئی تجربہ نہیں تھا کیونکہ گھر میں کبھی اس طرف کسی بچے کو رکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ لیکن بوالہور آپ نے نعمان کے بچپن میں مجھے بچوں کی تربیت سے متعلق بہت سی باتیں بتائی تھیں۔ نعمان اور رافع کی دیکھ بھال اور پرورش میں میری دونوں مائیں میرا ہاتھ مالتیں۔ بس جو اللہ کرتا ہے وہی بہتر ہوتا ہے۔ نعمان ماشاء اللہ زیادہ پیار نہیں پڑتا تھا۔ حالانکہ وہ بلا پچا تھا اور رافع ماشاء اللہ صحت مند ہونے کے باوجود بہت پیار رہتا تھا۔ اس کو بخار میں قفس پڑ جاتے تھے۔ اس لئے ہم فوراً اس کی پیشانی پر برف کی ٹیٹیاں رکھتے۔ میری اور بچے کی پریشانی دیکھ کر نعمان بہت پریشان ہو جاتا۔ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ کے حضور دعا کرتا اور اللہ تعالیٰ اپنے چھوٹے سے بندے کی دعا قبول فرماتا۔ نعمان بچپن میں بالکل بھی ٹھک نہیں کرتا تھا۔ میں اکثر باورچی خانہ کے سامنے مٹی کی سینٹی میں اس کو بٹھاتی اور اس کے آگے کھلنے والی دینی دیکھتے، وہ کبھی کبھی کھلیوں سے کھلتا اور اس طرح میرا کام جلدی ختم ہو جاتا تھا۔ لیکن رافع اپنی طرف پوری توجہ پڑھتا تھا۔ جب گھر میں آتا ہوا نہیں ہوتا تھی تو نعمان کو رافع کے پاس بیٹھنا پڑتا۔ مگر اتنا صابر بچہ تھا کہ کبھی حرف شکایت نہ پڑتا۔ سالانہ۔ سالانہ اسے کافی ادب سے پڑھنا ہوتا تھا۔ جبکہ وہ خود بھی اس وقت چھوٹا تھا۔

پندرہ دن بعد الائنز کی گلازی آئے دن خراب رہنے لگی تو میں نے اس کا چھ نمبر پر واقع ایس۔ ایم۔ پبلک اسکول میں ایڈمیشن کر لیا۔ یہاں پڑھتے ہوئے نعمان کو چھ ہی مہینے گذرے تھے کہ ایک خاتون (یہ ہمارے مدرسے میں پڑھنے آتی تھیں) مجھ سے کہنے لگیں، باقی آپ میرے ساتھ اتر کر دوسرے الاختال چلیں۔ آپ کی وجہ سے شاید میرے بچے کا داخلہ ہو جائے۔ میں نے جواب دیا مجھے تو وہاں کوئی نہیں چاہتا۔ کہنے لگیں آپ مدرسے کا حوالہ دیں کی تو وہ ضرور وہاں لیں گے۔ پھر میں لک کے ساتھ اتر آئی اس وقت اتر کر دوسرے الاختال کی برف ایک شان چھوٹے میدان پر تھی (اب تو ماشاء اللہ کراچی کے ہر علاقے میں اتر آئی

تھی میں نے یہاں تک کہ لاہور، پشاور وغیرہ میں بھی شائخص کھل گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور ترقی دے اور سب کو عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین) جب مدرسہ پہنچے تو ان تمام کاموں کے سمرے میں ایک مفتی صاحب بیٹھے ہوئے تھے (ان کا نام مفتی منزل حسین کا پڑیا تھا) میں نے مفتی صاحب سے ان خاتون کے بچے کے سلسلے میں بات کی تو انہوں نے فارم دیدیا۔ نعمان بھی میرے ساتھ تھا۔ میں نے مفتی صاحب سے کہا کہ آپ میرے بچے کو داخل کر لیں۔ پڑھنے لکے بچے کی عمر کتنی ہوگی۔ میں نے جواب دیا تقریباً ساتھی دس سال ہوگی۔ کہنے لگے کہ ہم چار پانچ سال کے بچے کو داخلہ دیتے ہیں اتنے بڑے بچے کو داخلہ نہیں دیتے۔ میں نے کہا کہ میرے بچے نے ناظرہ قرآن پڑھا ہوا ہے۔ مفتی صاحب نے پوچھا کس سے پڑھا ہے؟ تو میں نے کہا میں نے پڑھ لیا ہے، تو کہنے لگے پھر تو بچے نے بالکل نا پڑھا ہو گا کیونکہ خواتین کو پڑھنا نہیں آتا۔ مجھے ان کی بات سن کر بہت غم آیا۔ لیکن میں نے اپنے غم سے بڑی مشکل سے قابو پایا۔ اس کے بعد میں نے انہیں جواب دیا کہ آپ نے فیصلہ کرنے میں بہت جلدی کی۔ تمام خواتین کو ایک جیسا نہ سمجھیں۔ کہنے لگے میں درست کہ رہا ہوں خواتین مجھوں قرآن پڑھتی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ایسا کریں کہ بچے کا قرآن سن لیں۔ وہ مسلمانے اور نعمان کا کئی جگہ سے قرآن سنا۔ سن کر بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے ماشاء اللہ آپ نے بہت اچھا قرآن پڑھ لیا ہے۔ میں نے خوش ہو کر کہا میں نے اسے ساتھی سن سنا ہے ترقی دے کے بھی پڑھائے ہیں۔ آپ سادہ سپارڈ لیں اور ترجمہ سن لیں۔ انہوں نے میرے کہنے پر عمل کیا۔ مگر پارہ کا جگہ جگہ سے ترجمہ سنا۔ نعمان بغیر کسی غلطی کے سنا۔ تاہم بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ آج سے آپ میری بہن ہیں۔ میں آپ کو ہاتھی کہوں گا اور ویسے بھی جو خواتین پردہ کرتی ہیں میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں۔ نعمان کے سلسلے میں انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگے بچے نے ہمارے مدرسے کے قانون کے مطابق ناظرہ قرآن پڑھا ہوا ہے۔ اس لئے میں اس کے لئے بھی داخلہ فارم دے رہا ہوں۔ آپ فارم کھل کر لے آئیں، ان شاء اللہ احمد نعمان کو میں حفظ کے درجے میں بٹھاؤں گا۔ میں کھرا آئی تو نعمان خاموش ہو کر دست پر لیت گیا اور رونے لگا۔ میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ آپ مجھے اسکول سے الٹا کر حفظ میں بٹھا رہی ہیں میں نے اسے پیار کیا اور کہا کہ اگر

تمہارا اول نہیں چاہو ہا تو رہتے دو۔ میں تمہاری بھائی کے لئے ایسا کر دیا تھا۔ اٹھ کر اپنے کام میں لگ گئی فوراً ایلوور میری گود میں منہ چھپا کر کہنے لگا، اہی جان آپ مجھ سے جانے کے لئے ایک سائیکل دوائیں۔ میں نے دوسرے دن فلام مدر میں تاج کرا دیئے۔ پھر اقرأ کی یونیفارم خریدی اور نعمان کے لئے سائیکل لائی (سائیکل وہ بہت اچھی بنا ہے، تھوڑا سا مٹھے میں ایک۔ کانٹھی جہاں سے بیچے کما یہ پور سائیکل حاصل کر کے چلائے تھے لیکن میں نے نعمان کو سرن اپنی ٹکی میں سائیکل چلانے کی اجازت دی تھی کہ وہ دن بعد نعمان مدر سے جانے لگا۔ اقرأ کی یونیفارم، سفید ٹوپی، ہاتھ میں قرآن لے کر جب وہ سائیکل پر بیٹھا تو میں کڑکی میں سے اسے دیکھتی رہتی۔ مجھے ٹوڑا ہوا اس کے بھولپن اور غصہ و میت پر یاد آجوا میں اور پست گئی، ایسا سواری کی دغا پڑتا تو۔ وہ دغا پڑتا اور سلام کر کے مدر سے چلا جاتا۔ جب نعمان اقرأ جانے لگا تو فاضل صاحب الحسن۔ ایم۔ پبلک اکیڈمی کے اور ہیڈ ماسٹر سے کہا کہ آپ نعمان کی بی، کیا دیکھیں کچھ لکھ ہم نے بیچے کو مدر سے داخل کرا دیا ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کہنے لگے آپ نے بہت برا کیا وہ تو اسے دن کر ڈیلنے والا بچہ ہے۔ آپ نے اسے حفظ میں بٹھا دیا۔ فاضل صاحب نے جواب دیا کہ اتے، وہ ان لینے والے بیچے جب حفظ کریں گے تو ان شاد اللہ وہ حاضر دی خرابیاں دور کریں گے۔

نعمان کے قاری صاحب نعمان سے بہت خوش تھے۔ کیونکہ نعمان کو جو سبق ملتا وہ اگر مجھے ملتا تو ان قاری صاحب نے یہ سبق دیا ہے، میں تین مرتبہ سبق دہرا داتی اور پھر کہتی ہوں آپ قرآن کے کمرے میں جا کر یاد کر لیں اور پھر آکر اپنا انعام وصول کریں۔ نعمان کہتی مرتبہ اگر مجھے سبق ملتا اور آخر کار تین مرتبہ سنا کر اس کا سبق پختہ ہو جاتا اور پھر میں انعام کے پیسے سے دیتی۔ نعمان پیسے خرچ نہیں کرتا، وہ فوراً اپنی سند لٹی میں ڈال دیتا۔ آہ۔ آہ۔ سبق کے ساتھ منزل اور سعی کا اپنی اضافہ ہونے لگا۔ میں مدر سے جاتی رہتی، اکثر جمیل بھائی (مشقی جمیل صاحب) اور منزل بھائی (مشقی منزل حسین کا پڑا) سے نعمان کے مسئلے میں بات ہوتی۔ مجھے بھی ملتا بھائی (مشقی زاہد محمود) سے بھی بات ہوتی۔ لیکن اکثر منزل بھائی مدر سے میں موجود ہوں گے۔ میں ان کو اکثر بھائی کہ کس طرح قاری حضرات بچوں کو لیتے ہیں ان پر جتنی باتیں کرتے ہیں (یہ تمام باتیں مجھے نعمان بتاتا تھا۔ اللہ کا شکر ہے بیچے

کی خدمت اور اس کی فرمائشوں کو دیکھتے۔ کبھی قاری صاحب نے اسے نہیں مارا، منزل بھائی میری بات سن کر دوسرے دن قاری حضرات کو منع کرتے تھے کہ مار کر قرآن نہ پڑھاؤ۔ اللہ کی تعاقب ہے، صرف بچوں پر توڑا مارا، بے رحمی اور ساتھ میں پیر سے سمجھائیں۔ ان شاء اللہ بیچے خود ہی قرآن کو یاد کریں گے۔ منزل بھائی بتاتے کہ باقی قرآن یاد کرنے میں بچوں کو اس لئے وقت ہوتی ہے کہ مغرب کے بعد بیچے قرآن یاد کرنے بیٹھے ہیں اور اتنی وقت لی۔ وہی کے پور تمام شروع ہو جاتے ہیں۔ والدین حفظ کی غصینے دیکھ کر کہتے کہ مدر میں تو بیٹھو بیٹے ہیں، لیکن بی۔ وہی کے سلیب کو شرم نہیں کرتے۔ مجھ سے اکثر کہتے ہائی آپ انہیں کی طرف بہت توجہ دیتی ہیں اور بچہ بہت ذہین اور سنجیدگی سے اور پھر آپ کے گھر میں بیرونی بھی نہیں ہے اس لئے پورے مدر سے لے کر سب سے لے کر سنی نعمان پور شاہد کو یاد داتا ہے۔ نعمان کے قاری صاحب اس کی سستی اور منزل کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ میں ان کو بتاتی کہ منزل بھائی میں نعمان کی سستی اور منزل خود سستی ہوں۔ اللہ کا شکر ہے بچہ کو ڈانٹنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ بچہ اپنا کام جلدی کر لیتا ہے۔ کبھی میں نے اسے ایک تھپڑ بھی نہیں مارا۔

منزل بھائی نے کہا باقی آپ رات کو بہاری نرسری میں داخل کرادیں۔ میں نے کہا منزل بھائی رات کو کھانا بنا دیتا ہے۔ اگر بیچے کو کسی نے سلیبا یا مارا تو اور پڑھائی ہو جائے گی۔ منزل بھائی کہنے لگے باقی میں خود خیال رکھوں گا۔ واسطے کے چھ ماہ بعد رات کو پھر قفس پڑ گئے اور ڈاکڑ نے اس کے لئے فیوٹیور تجویز کی۔ جس کی وجہ سے رات کو زیادہ سونا رہتا اور جب گولی نہ لیتی تو دو پوراوں سے خود کو کھراتا۔ میں اور گھر والے پریشان ہو جاتے، نعمان سب سے زیادہ پڑھتا ہو جاتا۔ اس نے میری پڑھائی کا تذکرہ منزل بھائی سے کیا، منزل بھائی نے جب فون پر مجھ سے بات کی تو میں بات کرتے کرتے رات لگی۔ منزل بھائی کہنے لگے پانی میں گاڑی لے کر آج ہوں آپ پریشان نہ ہوں۔ نعمان نے منزل بھائی کے آنے کی اطلاع دی۔ میں نے چند ہی سے یہ سنی ہوڑھا، نعمان نے رات کو سنبھالا ہم گاڑی میں بیٹھ گئے۔ منزل بھائی ہمیں لے کر جمیل بھائی کے گھر پہنچ گئے۔ منزل بھائی پھر مفتی ولی حسن ٹوٹی رتہ اللہ علیہ کو لے کر آئے۔ بیچے کی تمام کیفیت بتائی، انہوں نے بیچے کو دیکھا دم کہا۔ کوئی ہند کرنے کو فرمایا اور

فرمانے لگے تھیں مرتبہ اس پر منزل پڑا کہ ہم کرو۔ پھر ایک ہفتے بعد پایہ منزل بھائی ہم تینوں کو (نعمان، رافع اور میں) وقت مقررہ پر ان کی خدمت میں لے کر پہنچے۔ رافع کو ماشاء اللہ ایک ہفتہ میں بہت افتادہ ہوا تھا۔ نعمان اس کے صحت مند ہونے پر بہت خوش تھا۔ منزل بھائی نے میرے ساتھ جو احسانات کئے وہ بہت عظیم ہیں (میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ منزل بھائی کو مکمل صحت عطا فرمائے۔ آمین) ان کی وہ نیکیاں مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہیں۔ منزل بھائی نے اسی دن مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مفتی صاحب آپ میری بہن کا ٹیسٹ لیں کیونکہ یہ قرآن کا ترجمہ پڑھاتی ہیں۔ آپ اجازت دیں تو بہت برکت ہو گی۔ مفتی صاحب نے میرا ٹیسٹ لیا مجھے اجازت دی اور ساتھ میں دعا بھی فرمائی۔ آج اللہ کی رحمت سے یہ ان علماء کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ میں اور میری طالبات اللہ کی عظیم الشان کتاب سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے چھوٹے سے گھر میں قرآن کی برکت سے بڑی وسعت رطا فرمائی ہے۔

منزل بھائی اکثر مجھے یہ کہتے باہمی نعمان پر نظریکی دعا ضرور پڑھا کریں۔ جمیل بھائی نے نظریکی دعا اس طرح بتائی (۱) اول دعا آخر گیدہ مرتبہ درود شریف، (۲) سات مرتبہ سورۃ الطہ، (۳) اکیس مرتبہ سورۃ الفہم کی آخری دو آیتیں، (۴) سات مرتبہ سورۃ الفاتحہ سبحان اللہ، اللہ کا کلام بڑا پر تاثیر ہے۔ منزل پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے رافع اور دوسرے مریدینوں کو صحت عطا فرمائی۔ اور نظریکی اس دعا سے اپنے اور دوسروں کے بچوں کو بڑا فائدہ ہوا۔ جمیل بھائی نے بخدا کے لئے بھی تین سو تیرہ (۳۱۳) مرتبہ *يَا قَوْمِ كُفُوْا لِحُبُلِ الْبُؤْسِ اِنَّ سُلٰمٰتًا غٰلِبٰتًا اِيۡنٰرُ اَجْمِيۡمًا* (سورۃ عبیدہ / ۶۹) بتائی تھی۔ بڑی تکبیر دعا ہے۔ منزل بھائی نے قدم قدم پر میری بڑی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اپنی وہ بہنوں خدیجہ اور سعدیہ کی شادی کے مبارک موقع پر مجھے شادی کے سلسلے میں تقریر کرنے کے لئے کہا۔ بعد میں منزل بھائی نے مجھے بتایا کہ ابھی اس وقت تو میں کام میں مصروف تھا۔ میں نے بعد میں کیسٹ سنی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو پڑا اثر تحریر کرنے کی بڑی صلاحیت دی ہے۔ اللہ اس میں مزید ترقی عطا فرمائے۔ (آمین) جمیل بھائی کی والدہ محترمہ اور ان کی بہن زاہدہ (ان کا بھائی مفتی منزل حسین کا پڑیا سے ہوا تھا) بھی نعمان، رافع اور علیہ سے بہت محبت کرتی تھیں اور منزل

بھائی کی والدہ اور جمیل میرے بچوں سے اور اللہ سے بہت عباد کرتی تھیں۔ اکثر خوشی کے موقع پر منزل بھائی کی والدہ مرحومہ اپنی بیٹیوں کی طرح مجھے نکتے دیتی تھیں (اللہ تعالیٰ ان کی انقرا فرمائے۔ آمین) زاہدہ تو نعمان اور رافع کا بہت سی زیادہ خیال رکھتی تھیں۔ رافع زاہدہ کا شاگرد تھا، اس کا تو وہ خصوصی خیال رکھتی تھیں۔ جمیل بھائی کے گھر تقریباً ہر ہفتے جانا ہو جاتا تھا کیونکہ خالد بھائی وہاں بیان کیا کرتے تھے۔ اس وقت زاہدہ ہماری خوب خاطر مدارت کرتی تھیں۔ اس زمانہ میں معاویہ بہت چودا تھا، اکثر منزل بھائی کی گود میں چنا پسند کر لیا اور انہی کی گود میں سو جاتا تھا۔

انہوں نے حفظ کے سلسلے میں بھی میرا دل خوش کر دیا، ماشاء اللہ اس نے اللہ کے فضل و کرم سے سوا سال میں قرآن مجید ختم کیا۔ جب ٹیسٹ ہوتے تھے تو میں ایک دن میں نعمان سے دس دس پارے سنا کرتی تھی اور جب رپورٹ آتی تو وہ ممتاز پوزیشن لیتا۔ احسان ختم ہو گئے، اس کا رزلٹ آیا تو بھی وہ ممتاز تھا۔ جمیل بھائی، خالد بھائی، منزل بھائی، زاہدہ اور بہن کے گھر والوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور نعمان کو بہت مبارکباد دی (مجھے بھی نعمان کی دس کامیابی پر بڑی مبارکباد ملیں) منزل بھائی اور زاہدہ کے گھر والوں کی طرف سے نعمان کو بہت تحائف ملے، میرے حلقے میں بھی سب نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور بہت دعائیں نعمان کو ملیں۔ کچھ ہی دنوں بعد رمضان المبارک کا مہینہ آ گیا، منزل بھائی نے غزالی بھائی کے گھر میں نعمان کا قرآن مجید سنا اور خود اس کی سماعت کی۔ جس دن ختم قرآن تھا تو آپا کو منزل بھائی نعمان کے ساتھ لے گئے۔ آپا تھاری تھیں جب قرآن ختم ہوا تو منزل بھائی نے بڑے اور بھڑے انداز میں دعا کی۔ نعمان کو بہت سے تحائف دیئے اور بہت عباد کیا۔ دوسرے سال خالد بھائی نے اپنے بھائی عارف کا ساتھ نعمان کو پایا۔ عارف بھائی روزانہ نعمان کو لے کر جاتے اور وہاں ہی میں اس کی خوب خاطر قرآن پڑھتے کرتے۔

قرآن و سنت والا لنگال کا پہلا علاج قرآن شہد تھا۔ دوسرا علاج قرآن احمد نعمان تھا۔ جمیل بھائی کہنے لگے کہ ہامی ہم نے شہادہ کو عمرہ کر لیا تھا۔ اب ہم نعمان کو عمرہ کرانا چاہتے ہیں۔ آپ بھی تیاری کر لیں کیونکہ زاہدہ بھی جا رہی ہیں۔ نعمان کا عمرہ ہماری طرف سے ہو گا۔ آپ صرف اپنی تیاری کر لیں۔ آپ کے چہرہ بڑا روپنے خرچ ہوں گے۔ اتفاق کی بات میرے

پاس صرف چند روز ہر روز روپے تھے اور مجھے، بیت اللہ جانے کا بہت خوف تھا۔ میری خواہش تھی زیادہ تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اپنا اور نعمان کا پاپیوڈرٹ ہوایا۔ اس سلسلے کی تمام بھائی اور مزل بھائی کر رہے تھے۔ میں مدرسہ گئی تو وہاں جمیل بھائی موجود تھے۔ کہنے لگے ہاتھ اتنی ہی اونوں نے آپ کے بارے میں سب مزل سے پوچھا تو انہوں نے بتادیا کہ میری حقیقی بہن نہیں ہیں اس پر مجھیں وہ انوں نے کہا کہ ان کا بچہ ابھی کم عمر ہے، اسی لئے عمرہ کے لئے نہیں جاسکتیں۔ ہاتھی اگر میں گھسی جاتا تو میں کہہ دیتا کہ میری بہن ہیں۔ جمیل بھائی کی بات سن کر میں روٹی رہی۔ کیونکہ میں نے عمرہ کی پوری تیاری کر لی تھی۔ اس لئے میں زبرد قنار روٹی رہی۔ جمیل بھائی میرے رونے سے بہت ہراس ہو گئے۔ کچھ دیر بعد مزل بھائی بھی آئے انہوں نے دیکھا کہ نعمان اداس اداس میرے پاس کھڑا ہے اور میں سر جھکانے رہ رہی ہوں۔ انہوں نے جمیل بھائی سے پوچھا تو جمیل بھائی نے تمام ہمت پتا دی۔ مزل بھائی کہنے لگے ہاتھی مجھے بہت افسوس ہے کہ میری وجہ سے آپ کو تکلیف ہوئی۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ بیوٹ بولنا آتا ہوا کنوہ ہے۔ آج میں منقہ صاحب کے پاس بھی گیا تھا انہوں نے بھی یہی کہا کہ بچہ چھوٹا ہے اس لئے والدہ نہیں جاسکتیں۔ نعمان بہت حساس بچہ تھا کہ جب میرا چانا اتوار میں پڑا تو اس نے جاننے سے انکار کر دیا۔ کہنے لگا مجھے اچھا نہیں لگے گا یہاں میری اہلی روٹی رہیں اور میں عمرہ کے لئے چلا جاؤں۔ ان شاء اللہ جب میں ۱۸ سال کا ہو جاؤں گا تو اپنی اہلی کا حاصل محرم بن کر ان کے ساتھ عمرہ کروں گا۔ جمیل بھائی اور مزل بھائی اس کی بات سن کر وسط حیرت میں پڑ گئے اور دونوں نے نعمان کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ چنا گھر جا کر بھائی کو قتل دینا۔ میں میرے قدموں سے گھر نکلی، نعمان نے فوراً میری نقاب بنا کر میرے آنسوؤں کو خشک کیا۔ میں اس کا جذبہ دیکھ کر اور زیادہ رونے لگی۔ نعمان میری حالت دیکھ کر خود بھی رونے لگا۔ میں نے ات اپنے کندھے سے لگایا اور کہا میرے بیٹے تم مست رو کر تمہارے رونے سے مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے۔ کہنے لگا اگر آپ وعدہ کریں کہ اب نہیں روئیں گی تو میں بھی نہیں روؤں گا۔ میں نے اس کے آنسو پونچھے۔ ہمیں اور بیٹا اللہ سے دعا کرنے کے لئے اسے اللہ تو بہا رہنے کے لئے عمرہ پر جانے کے لئے بھرتی تہذیب پید فرماتا۔

مزل بھائی اور والدہ بھائی سے اتر آئیں اور سب نکھائی کا انتظام کیا۔ میں نے نعمان کو خانم

جانے کے لئے درس نکھائی میں داخلہ کر دیا۔ نعمان ذوق و شوق سے پڑھنے لگا۔ کچھ ہی دن بعد نعمان کی عربی اور فارسی کی قابلیت بڑھنے لگی۔ اکثر مزل بھائی شام کو خانہ سے مدرسہ پہنچتے تھے (دونوں سارا دن مدرسہ کے کاموں میں تھک جاتے تھے) تو خالی رہنے کی وجہ سے بچوں کا باہن کھیل کود کی طرف راغب ہونے لگا۔ میں نے نوٹ کیا کہ نعمان میں بڑی حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ اگر اسے بازار بھیجو تو وہ اپنی دیر سے ہوتی۔ میں نے خاصوشی کے ساتھ آپکا نعمان کے پیچھے لگا دیا۔ ایک دن روز کھل گیا کہ جب وہ کچھ لینے بازار جاتا ہے تو وہ ویڈیو نم کھینچنے چلا جاتا ہے۔ میرا قصہ کی وجہ سے، باحال ہو گیا۔ میرے اور سولے جیسے بچے کو شیطان نے کس طرح غلط کام میں لگا دیا۔ نعمان جب گھر میں داخل ہوا تو میں نے پوچھا کہ ویڈیو کی دکان سے آرہے ہو تو نعمان نے ڈرتے ڈرتے یہی بات بتا دی (کہے تاکہ نعمان کو بیوٹ بولنے کی عادت نہیں تھی) میرے دل کو اتنا برا آمد نہ پہنچا کہ میں اپنے قصہ پر قابو نہ رکھ سکے۔ جس بچے کو کبھی میں نے پھولوں کی چھری بھی نہیں لگائی تھی اس کی خوب بھائی کی۔ بچے نے ایک مرتبہ بھی میرا ہاتھ روکنے کی کوشش نہیں کی، خاصوشی سے پتلا ہوا پورے جسم پر سو جن ہو گئی۔ وہ بالکل مدححال ہو گیا، میرے ہر کپڑے لئے اور رو کر مجھ سے معافی مانگنے لگا۔ میں نے کہا تم کو اس شیطان کا کام کی طرف تم نے لگایا، نعمان نے مجھے بتایا کہ مدرسہ میں اپنے اساتذہ سے انتظار میں جب خالی بیٹھے تو ویڈیو کی دکان کا رخ کرتے۔ میں اکیلا تو مدرسہ میں نہیں رک سکتا تھا، ان کے ساتھ دکان پر جا کر کھڑا ہو جانا، آہستہ آہستہ انہوں نے مجھے بھی ویڈیو کی طرف رغبت دانا شروع کر دی۔ میرے پاس پیسے تو ہوتے تھے اس لئے تم کھیا (میں نعمان کو صرف کھانا دیتی تھی، پیسے نہیں دیتی تھی) اگر اہلی تھا میرے پاس پیسے ہوتے تو شاید میں اور زیادہ کھیلنے میری پیاری اہلی میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی جنوں کھیوں گا۔ میں نے اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور اسے چپ کر لیا، پھر فوراً دوبارہ چٹنگ کی دوائے کرتی اور نعمان کو کھلائی۔ نعمان کو میں نے بڑے ہنر و نعم سے پالا تھا، اس لئے میرے پیار کا کبھی ہاتھ نہ کھنکھنایا۔ اس سے قبل نعمان میرے لئے کبھی کسی نہ بیٹھائی کا سبب نہیں بنا۔ آج جب اس کی غلطی پر میں نے اسے مارا تو میرے دل پر جیسے صد ہوں کے پھل ٹوٹ پڑے، اس کی چوٹ دیکھ دیکھ کر رو رہی تھی۔ میں نے ایک پیالہ

دو ہفتے دیا اور چادر اڑھا کر لٹا دیا۔ نعمان نے میرے ہاتھ پکڑ لئے اور کہنے لگا اسی جی آپ اپنی زبان سے ایک دفعہ کہہ دیں کہ جینا میں نے تمہیں معاف کیا۔ اسی جی مجھے اپنے اس عمل پر بہت شرمندگی ہے، اسی واقعی اللہ تعالیٰ نے صحیح ارشاد فرمایا کہ "شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے" میں نے نعمان کے کانڈھوں پر ہاتھ پھیرا اور کہا بیٹا میں نے تمہیں معاف کیا، اللہ بھی تمہیں معاف کرے۔ آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا، دوسرے دن کالج میں، میں کابیاں چیک کر رہی تھی کہ میری ناک سے اچانک خون بہنے لگا۔ اس وقت میری کالج کی دو ساتھی مس طلبہ اور مس شہناز جہاں موجود تھیں۔ انہوں نے بوا کے ساتھ فری کر میرے سر پر پانی ڈالا، تقریباً پندرہ منٹ بعد خون بند ہو گیا تو میری دونوں سہیلیاں مجھے گھر چھوڑ گئیں۔ جیسے ہی میں گھر میں داخل ہوئی تو خون ناک سے ندرے کی صورت میں نکلنے لگا، دو تین منٹ میں ہی منگ خون سے بھر گیا۔ مجھے چیک آیا تو میں بیٹھے بیٹھے گئی۔ اب تو یہ حال تھا کہ خون ہی خون نظر آ رہا تھا، نعمان میری حالت دیکھ کر رونے لگا۔ آپا اور فاضل صاحب مجھے بھلی ہسپتال لے کر گئے، ڈاکٹر نے جب بی بی چیک کیا تو خطرناک حد تک بڑھا ہوا تھا۔ انہوں نے دواد غیر رووی اور انجکشن لگائے، کچھ دیر تک تو مجھے ہوش ہی نہیں رہا۔ جب آنکھ کھلی تو میری ساتھی لٹیچر شہناز افکار اور کچھ طالبات موجود تھیں۔ آپا اور شہناز مجھے سہارا دے کر گھر تک لائیں۔ شہناز میری بوی محبت کرنے دہلی ساتھی ہیں۔ میرے اوپر دم کرتی رہیں اور کافی دیر بیٹھے کر اپنے گھر چلی گئیں۔ تقریباً چھ دن تک میری یہ کیفیت رہی کہ بس نماز کے وقت کچھ ہوش آتا۔ جس دیوہ میں پکڑ پکڑ کر دوش زد م جاتی۔ وضو کر کے نماز پڑھتی اور پھر بے ہوشی کی سی کیفیت میں بستر پر لیٹ جاتی۔ کالج کی تقریباً زیادہ تر ٹیچرز اور میری دو سہیلیاں طالبات میری قرآن کی کلاس کی بچیاں اور خواتین مجھے دیکھنے بارہا آتیں۔ ہر وقت گھر پر آنے دہلیوں کا اتنا سا بدمعاش بنا تھا۔ لیکن میں بے ہوشی کی وجہ سے ایسی کیفیت میں تھی کہ مجھے کچھ پتہ نہیں تھا کہ کیوں آ رہا ہے اور کون جہا ہے۔ چھ دن بعد آپا حکیم مسدوق حسین صاحب کے پاس منگ کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دوا کو میرے لئے بھلا دیا۔ جب کوئی نہیں ہوتا تو نعمان میرے سر ہانے بیٹھا جاتا، کبھی میرا سر دباتا، کبھی میرا داتا، اکثر میری پیشانی پر اس کی آنکھوں کے آس پاس قطرہوں کی صورت میں چمک جاتے۔ میں فوراً اس کی طرف دیکھتی تو

جہرے ڈال دیتا۔ احساسِ ابر تارکہ میں اپنے بیٹے کو پیار کر لوں وہ اپنی لٹلی پر کتاہوم دپھیماں ہے۔ میں اس کو پیار کرتی تو سکتے ہوئے کہتا ہی جی مجھے معاف کر دیں آپ میری لٹلی کی بنا پر سختی پیار نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مکمل صحت عطا فرمائے۔ آمین

صحت مند ہونے کے بعد میں نے حزل بھائی سے بات کی اور پھر میں نے نعمان کو پردیوت ٹوین اور دوسری کلاس کا امتحان دلویا۔ نعمان نے اپنی تیار ہی بیٹی صحت سے کہ میری کالج کی دوست نفیسہ قدوائی نے نعمان کو اپنے گھر بلا کر عربی پڑھا لی (نعمان نفیسہ کے گھر روزانہ عربی پڑھنے جاتا تھا)۔ مدرسہ میں نعمان نے حزل بھائی سے کافی عربی سیکھی تھی۔ اس لئے بہت جلدی جو نفیسہ پڑھا میں اس کی سمجھ میں آجاتا تھا۔ پھر وہ مبارک دن بھی آیا جب نعمان نے میٹرک کی سند بھی حاصل کی۔ (عمر کے اعتبار سے اسے صرف ایل پاس کرنا چاہئے تھا) یہ سب اللہ کا کرم ہے۔

نعمان نے جب میٹرک امتیازی حیثیت سے پاس کر لیا تو اس نے کہا کہ اسی مجھے پریمیئر کالج میں داخلہ دلا دیں۔ لیکن وہ دور ایسا چل رہا تھا کہ پریمیئر کالج میں کچھ طلباء ہسپتال کو کھلونے کے طور پر استعمال کرتے اور مختلف کھیلوں میں اپنے اپنے کاموں میں سرگرم عمل تھیں۔ میں نے نعمان سے کہا کہ بیٹا آپ اپنے ابو کے کالج (سنی کالج) میں داخلہ لے لو، کہنے لگا ہاں یہ تو بہت چھوٹا کالج ہے لیکن جنب میں نے بہت اصرار کیا تو میرے فرمانبردار بیٹے نے میری بات مان لی۔ کچھ ہی دن بعد کہنے لگا اسی آپ صحیح کہہ رہی تھیں اس وقت حالات واقعی بہت خراب ہیں، میں نے سنا ہے کہ پریمیئر کالج کا ماحول بہت زیادہ خراب ہے۔ بلکہ بڑے بڑے ناچرز میں صورت حال انتہائی خراب ہے۔ یہاں تک کہ اسی سنی کالج میں بھی کئی کھیلوں کا نام کر رہا ہیں۔ ایک دن میں کلاس لے کر جب گھر آنے لگا تو مجھے لگا کہ جیسے کوئی لڑکا رو رہا ہے۔ میں آواز کی سمت بڑھتا رہا جب وہاں پہنچا جہاں سے آواز آ رہی تھی تو دیکھا کہ کمرے کا دروازہ بند ہے۔ ایک روز دن سے میں نے جھانک کر دیکھا تو کمرے میں کچھ لڑکے موجود تھے جنہوں نے ایک لڑکے کو پیچھے سے لٹکایا ہوا تھا اور اسے سگڑیوں سے دبا رہے تھے۔ ایک لڑکے کے ہاتھ میں ہسپتال تھا میں نے خاموشی سے ابو سے جا کر کہا تو ابو دو تین لمحوں کے ساتھ کلاس روم کے دروازے تک آئے (میں آڑ میں کھڑا دیکھا تاکہ دولا کے

مجھے نہ دیکھ سکیں کیونکہ آپ ہمیشہ مجھے نصیحت کرتی ہیں کہ ایسے لڑکوں سے بچنا اور انہیں
 کرنی چاہئے) ابو نے دستک دی۔ اندر سے ایک لڑکے کی زوردار آواز آئی، کون ہے؟ ابو نے
 کہا مجھے پرو فیسر وہیم نامی تہتہ ہیں۔ بد قسمتی سے تمہارا یہ نیکل ہوں، لڑکوں نے دروازہ
 کھول دیا۔ ابو اور دوسرے اساتذہ نے نرم لہجہ میں ان کو سمجھایا، اس سمجھو ہاتھو الہ سے زبان
 درازی کریں گے، لیکن میں حیران رہ گیا جب میں لڑکوں نے ابو سے معافی مانگی اور خاموشی
 سے کلاس سے باہر چلے گئے۔ میں نے حالات کا بغور مطالعہ کیا تو یہ تھلا کہ مختلف لڑکے اپنی
 اپنی نظیروں میں طلباء کو زبردستی شامل کرتے ہیں۔ لڑکے مجھ سے اس لئے کچھ نہیں کہتے تھے
 کہ ایک تو ان کو پتہ ہے کہ میرے ابو پر نیکل ہیں اور دوسرے میں تمام لڑکوں میں تم عمروں
 اور اپنی جسامت کی وجہ سے انہی بہت چھوٹا لگتا ہوں۔ البتہ آپ کے کہنے سے ملازمین جو
 تنظیم چھوڑنا چاہتے ہیں اس لئے جب خرچہ سے ان کو چندہ دیدیا ہوں۔ (اس زمانے میں نعمان
 کو پانچ روپے جب خرچہ کے وقت تھی، جب لڑکے چندہ مانگتے تو وہ کہتے ہمیں دس روپے
 چاہئیں تو نعمان پانچ روپے اپنے البتہ لے کر ان کو دیدیتا تھا) کاغذی صاحب نے نعمان کو
 اپنے دوستوں کے کوچنگ سینٹر میں کام کرنے کے سببیک کے لئے داخلہ دیا کیونکہ کالجوں میں
 تو اس برائے نام ہی پڑھائی ہوتی تھی، تاکہ وہ اپنے اساتذہ کی عمرانی میں تعلیم حاصل کر سکے۔
 انٹر کامرس میں سب سے زیادہ نمبر لینے والا سنی کاغذ کا طالب علم نعمان تھا (اس نے
 B گریڈ میں آئی کام کیا) جس زمانے میں نعمان آئی کام کا امتحان دینے والا تھا اسی زمانے میں
 تارنی ج کی تیاریاں ہو رہی تھیں (جمرو کی رقم میں نے مانت کے طور پر اپنے ایک رشتے کے
 ماموں کے پاس جمع کروا دی تھی۔ آہستہ آہستہ میں ان کے پاس مزید رقم جمع کرانی رہی)۔ اللہ
 کی مہربانی ہی تھی کہ رب العزت نے 1991ء میں حج کی سعادت عطا فرمائی۔ حج پر جانے کے
 لئے فاضلی صاحب تیار نہیں تھے کہتے تھے انہی نے چھوٹے ہیں۔ لیکن میرے پیارے بیٹے
 نعمان کو میرے شوق کا پورا پورا خیال تھا اور کچھ اوقات بھولا نہیں تھا اس لئے اپنے ابو کو آہستہ آہستہ
 حج پر جانے کے لئے تیار کر رہا۔ جب میں حج کے قدم لے کر آئی تو میں نے قادم نعمان کے
 ہاتھوں میں پورا حج کی نعمان نے ایک نظر میری طرف دیکھا، اسے میری آنکھوں میں آنسو
 ساف نظر آ رہے تھے اس لئے غم لیا اور اپنے ابو سے کہا کہ ابو سب کچھ اللہ پر چھوڑ دوں۔ بس

بچہ ہم اللہ پر چھوڑ دوں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے تمام کام آسانی سے ہو گئے
 (حالانکہ ابتدائی ایام میں انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، ان حالات کو بھرتہ بنانے والی ذات اللہ
 تعالیٰ کی ہے جس نے میرے ابو پر کرم فرمایا۔ اس کی تفصیل ان شاہد اللہ میں "ملکوتی خرابوں کی
 بر زمین" میں پیش کر دوں گی)

جب ہم حج پر جا رہے تھے تو نعمان اور رافع نے اپنے ابو سے کہا ابوتی ایک بات یاد رکھئے
 کہ آپ کو بغیر الاٹھی کے پاکستان نہیں آنا۔ یہ منورہ میں ہی ڈاکر تھی سے اپنے چہرے کو
 چھائیے اور اللہ سے یہ عہد کر لیجئے گا کہ "اب کبھی ڈاکر تھی نہیں موٹے ہوں گا۔ میرے دلوں
 بچوں کو (باقی رو کو بھی) اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازے کہ بچوں کی بات کاغذی
 صاحب سے دل میں ایسی اتری کہ اب چہرہ ڈاکر تھی سے سجاد جتا ہے۔ حج سے واپس آئے تو میں
 بہت اداس تھی، کیونکہ وہاں کے نورانی لحاظ یہاں کہاں میسر تھے۔ کراچی آئے تو بچوں نے
 بی بی شمش کا اعجاب کیا۔ کلاس والی بچیاں، میری تمام نہیں اور مائیں، کھانے کی سببیاں سب ہی
 بہت خوش تھیں۔ دن رات ملنے کے لئے خواہن اور طالبات بھرے غریب خانہ پر آرتا
 تھی۔ انہی دنوں میری پڑوس کی ایک بزرگ خاتون میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ بیٹا
 اگر تم نہ اذنا تو ایک بات کہوں؟ میں نے کہا ضرور کہیں۔ کہنے لگیں، اتھارتے وقت زبان
 ساتھ نہیں دے رہی، مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں تم براتہ دن جاؤ۔ میں نے کہا خال آپ ہا
 خوف و خطر بات کو۔ ویں۔ کہنے لگیں بیٹی تمہارا بیٹا نعمان بہت اچھا بچہ ہے، لیکن بیٹا جب تم
 حج پر گئی تھیں تو میں نے نعمان کو ایک دو مرتبہ ڈبو کی دکان پر کھڑا دیکھا۔ میں یہ بات تم سے
 اس لئے کہہ رہی ہوں کہ تم اپنے بچوں کی تربیت بہت اچھے انداز میں کر رہی ہو۔ میں نے ان
 کی بات کا بالکل برا نہیں منجھا، کیونکہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ والدین کی بہترین تربیت کے
 باوجود کبھی کبھی بیرونی اثرات بچوں کو بہت متاثر کرتے ہیں (اسی لئے میں ہمیشہ اپنے بچوں اور
 تمام ملت اسلامیہ کے بچوں کے لئے دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے کردار، اطباق اور
 انسان کی حفاظت فرمائے) میں نے برقع پہنا اور ڈبو والے کی دکان پر پہنچی تھی اور اس سے کہا کہ
 یاد رکھو کہ ایک لڑکا نعمان تمہاری دکان پر آئے تو تمہارے ہاتھ دیکھا کہ تمہاری ہی نے مجھے کہا ہے
 کہ میں تمہیں اپنی دکان پر نہ آئے دوں۔ یاد رکھو اگر تم نے میری بات پر عمل نہیں کیا تو میں

تہذیبی دکان میں آگ لگا دوں گی۔ ایک پڑھا لکھا اور شریف سالار کا وہاں کھڑا تھا، کہنے لگا کہی آپ نعمان کی اتنی ہیں، نعمان تو بہت اچھا بچہ ہے، وہ تو ایسے ہی کبھی کبھار آکر کھڑا ہو جاتا تھا۔ آپ بے فکر ہو جائیں، اب وہ یہاں ان شاء اللہ کبھی نہیں آئے گا۔ اللہ کا شکر ہے کہ بات کبھی نہ کسی طرح نعمان تک بھی پہنچ سکتی اور اس نے اس رستے کو ہی چھوڑ دیا۔ میں نے نعمان سے کہا بیٹا آپ ایک ڈبوں لے آئیں اور آپا کے گھر میں رکھ لیں، کبھی کبھار تم اور رافع جا کر کھیل لیا کرتا۔ اللہ کا احسان ہے کہ بہت جلد نعمان کا دل ڈبوں سے بھی تھمر ہو گیا۔ نعمان کو کرکٹ کا بھی بڑا شوق تھا، وہ میری اجازت سے ایک گنڈے کے لئے کرکٹ کھیلتا تھا۔ لیکن میں ہمیشہ اسے کرکٹ کے تقاضات بتاتی رہتی تھی۔ ایک رات اس نے نائٹ ٹیچا کراہا، جب گھر میں داخل ہوا تو میں نے بات نہیں کی۔ فوراً میرے پاس آکر کہنے لگا ای سب دوست کہہ رہے تھے اس لئے میں نے ٹیچا رکھو لیا۔ اسی زمانے میں کرکٹ کی خرابیوں پر مولانا یوسف صاحب نے صحیفوں کا مضمون جنگ میں شائع ہوا تھا۔ انہوں نے کرکٹ کو وقت کا زیاں اور غیر شرعی شکل قرار دیا۔ میں نے نعمان کو مضمون پڑھایا۔ رب کریم کی مہربانی سے بات نعمان کے دل میں پڑھتی تھی، میں نے کہا بیٹا تیرا کی کے لئے چل جا یا کرو، یہ سنت ہے (مدرسہ کے تعلیمی دور میں اکثر جمیل بھائی لڑکوں کو میرا کی کے لئے لے چلتے اور کبھی کبھار انگریزی مقامات پر لے جاتے تھے)۔

آئی کام کے بعد نعمان نے پی کام میں داخلہ لیا اور اس کے ساتھ ہاڈی بلڈنگ کلب جو اُن کر لیا۔ بہت جلد ورزش کے اثرات اس کے جسم پر نمایاں ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ سال سے بھی کم کے عرصے میں اسے مضبوط، طویل قدم، قامت اور ڈھلوروت جسم سے نواز دیا۔ دو تین مرتبہ مقابلوں میں حصہ لیا اور گولڈ میڈل اور سلور میڈل حاصل کیا۔ لیکن میں نے کہا بیٹے ان چکر دوں میں نہ پڑو کیونکہ اتنی چلک کے سامنے جب انسان اپنے جسم کی نمائش کرتا ہے تو اس کو نظر ٹٹ جاتی ہے۔ نعمان نے کبھی میری کسی بات کو رد نہیں کیا تھا، بسنے لگا اسی آپ ہائیکل ٹیکس کرتی ہیں۔ مجھے ہی میں مقابلے سے آتا ہوں تو میری طبیعت بڑھ حال ہو جاتی ہے۔ میں ہمیشہ نعمان کو باہر کھانا کھانے اور وہ وہ پینے سے منع کرتی تھی کیونکہ ہڈی بلڈنگ کی وجہ سے اس کی خوراک میں اضافہ ہو گیا تھا (انشاء اللہ نعمان کو اچھے کھانے کھانے

ہاڈی بلڈنگ کلب) میں شادی وہ غیر وہ سے جب وہاں آتا تو اکثر اسے بخار آ جاتا۔ پھر مجھے اپنے پاس بٹھالیتا اور کہتا ای جی میرے اوپر پڑھ کر دم کر دیں۔ میں اور میرا دوست جب شادی ہال میں کھانا کھاتے ہیں، لوگ ہم دونوں کی طرف دیکھنے لگتے ہیں۔ میں نے کہا بیٹا جو کہ اللہ نے دیا ہے اس کا احسان ہے، مگر پر ہی کھانا کھالیا کر دو۔ کہنے لگا ای آپ تو ہمیں اتنے مزیدار کھانے کھلاتی ہیں کہ ان کھانوں کے آگے مجھے ہانڈہ کے کھانے بھی اچھے نہیں لگتے۔ اللہ نے آپ کے ہاتھ میں ایک خاص ذائقہ عطا فرمایا ہے۔ اب میں شادیوں میں نہیں جاؤں گا (ہمارے گھر سے کوئی بھی شادی ہال میں نہیں جاتا تھا، صرف کھانے کے شوق میں نعمان ہی جاتا تھا، اس نے بھی آخر کار چھوڑ دیا)۔

اللہ کی رحمت تھی، ماں کی دعائیں تھیں کہ ہاڈی بلڈنگ اس کے لئے بہت سی سہولتیں اللہ کا سبب بنتی تھی۔ میری یہ تمنا تھی کہ نعمان عالم بنے۔ الحمد للہ علماء کی صحبت میں رہ کر اس کا علم بڑھا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے صالح اعمال سے نوازا اور نعمان کو دین کا باکس مل گیا۔ جامع مسجد مول ہدایت میں وہ اکثر نماز پڑھتا تھا۔ وہاں اس کی ملاقات تبلیغی جماعت کے امیر سے ہوئی اور وہ کئی مرتبہ روزہ لگا کر آپ اللہ کا بڑا کرم تھا کہ دین کے معاملے میں نعمان کا ذہن شروع سے بنا ہوا تھا۔ اب اور دلچسپی بڑھنے لگی، یہاں اس کی ملاقات منشی اقبال سے ہوئی۔ جب نعمان پی کام میں تھا تو اس کے ابو نے کہا کہ تمہیں بینک میں ملازمت دلا دوں۔ مجھے نعمان کے چہرے کے تاثرات سے محسوس ہوا کہ وہ نوکری کرنے پر راضی ہے۔ تو میں نے کہا بیٹا میری بات یاد رکھنا جب تم کو ملاؤ تو اس میں سے تم اور تمہارے ابو ہی کھانا۔ دوسرے دن میرے پاس آیا اور کہنے لگا ای میں نے منشی اقبال صاحب سے کہا تھا کہ میری ای بینک کی نوکری کرنے کو منع کرتی ہیں تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک منع کرتی ہیں۔ اصل میں گورنمنٹ کو بیت المال کا حکام قائم کرنا چاہئے۔ کہنے لگا ای میں نے یہ دیکھا ہے کہ جو بات آپ مجھے بتاتی ہیں وہی علماء بتاتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں بیٹا دین کے معاملے میں میرے اللہ والوں کی زبان ایک ہوتی ہے۔

نعمان نے اپنے جیب فریج کے لئے اکبر روڈ پر کسی کے ساتھ (میر اور عمران) اسکورز کا کام شروع کیا۔ جب تک میر اور عمران کراچی میں رہے، نعمان کا کام سچ چلتا رہا۔ کیونکہ

دکان پر منیر اور عمران بیٹھے تھے، نعمان تو صرف ایک دو گھنٹہ کے لیے جا رہا تھا، زیادہ وقت اس کا کالج، کوچنگ سینٹر اور کلب میں گزر جائے گا۔ منیر اور عمران دونوں بھائی انتہائی دیانتدار تھے اور نعمان سے بہت محبت کرتے تھے۔ لیکن جب وہ دونوں بھائی دو مہینے چلے گئے تو بعد میں نعمان کو جتنے پانچ لاکھ روپے وہ نعمان کے اعتماد پر پورے سہ اتر سکے۔ غلط دوست اور دیانتدار ساتھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہوتے ہیں۔ جو خود فریبی کے موجودہ ماحول میں بہت کمیاب ہیں۔

میں ہمیشہ نعمان سے کہتی تھی کہ چنا بزنس کرنا سب کے بس کی بات نہیں، تم ایسا کیا کرو کہ زیادہ وقت دکان پر بیٹھا کرو۔ جب نعمان نے دکان کو زیادہ قائم دیا تو کچھ فرق پڑا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نعمان انتہائی سادہ طبیعت کا نرم خور اور دیانتدار بچہ تھا، دوسرے لاکھوں کی طرح چالاکیاں اور دھوکے بازیوں سے نہیں آتی تھیں۔ کبھی کسی پر اس نے زیادتی نہیں کی۔ اگر کوئی نعمان کے ساتھ زیادتی کرنا ہوا تو وہ محاف کر دیا کرتا تھا۔

اسکوئرز کے بزنس کی وجہ سے نعمان کے پاس کبھی کبھار اسکوئرز ہوتا تھا۔ کیونکہ بعض اوقات ٹاکس کو گھر کے لیے لیا کر نعمان اسکوئرز کا سودا کر دیا کرتا تھا۔ اسی زمانے میں نعمان نے ابو کو ایک شادی میں جانا تھا کسی بہت قریبی دوست کے بیٹے کی شادی تھی، اس لئے شرکت ضروری تھی انہوں نے نعمان سے کہا کہ بیٹا آج اسکوئر لے کر ضرور آ جانا۔ نعمان نے اپنے ابو سے کہا، ٹھیک ہے ابو میں ضرور لے آؤں گا۔ گو کہ اب میں شادی میں نہیں جاتا لیکن آپ کی وجہ سے ضرور چلا جاؤں گا۔ شادی میں جانے کے لئے نعمان تیار ہوا، اس نے شہابہ لکھن پور اسٹینٹ پیپری تھی۔ جو اس کے فوہمورت جسم پر بہت اچھی لگ رہی تھی۔ میں نے چپکے چپکے اس پر پڑھ کر دم کیا اور اسے اللہ کے سپرد کر دیا۔ ساڑھے گیارہ بجے فاضلی صاحب آئے تو میں نے پوچھا نعمان کہاں ہے؟ کہتے تھے وہاں میرے چند دوست مل گئے تھے، المیوں نے دس بجے نعمان سے کہا کہ چنا تم گھر جاؤ، ہم تمہارے ابو کو خود تھوڑی دیکھنا ہوں، شاید نیچے دو بستوں میں ہو گا۔ میرے منہ سے اچانک نکلا وہ نیچے نہیں ہے، اس کے دوستوں کو اس زمانے پر بھیجیں جس راستے سے نعمان کو آنا تھا۔ بس اللہ اپنا کرم فرمائے (جب نعمان پھر نامہ تھا اس وقت میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ اس کی ٹانگ میں چوٹ لگ گئی۔ یہ خواب میں نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا۔ بس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی تھی کہ اے میرے رب اس

خواب میں جو شہر ہے وہ دور فرما سے اور جو خیر ہے اسے قائم فرما سے اور میرے بچے کو محتاجی سے محفوظ فرما) فاضلی صاحب کافی دیر بعد آئے اور کہنے لگے کہ چند وغیرہ بتا رہے ہیں کہ نعمان ابھی آتا ہے اپنے کسی دوست کے گھر ہے۔ میں نے کہا مجھے جی بات بتائیں مجھے لگ رہا ہے کہ اس کا ایک سیٹ ہو گیا ہے اور اس وقت ناخوشی شہید میں ہے۔ فاضلی صاحب میری بات کے جواب میں خاموش ہو گئے تو آپا میری بات سن کر بے چین ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ میں ہسپتال جاؤں گی۔ فاضلی صاحب آپا کو لے کر ہسپتال چلے گئے، گھر میں بچے سو رہے تھے اور میں رور و کر خانگی کائنات سے دعا کر رہی تھی۔ ایک منٹ کے لئے بیٹھتی تو مجھے گھر اہٹ ہونے لگی، بس غلطی رہی اور پڑھتی رہی۔ اسی طرح وقت انتہائی سست رفتاری سے گزرنا رہا (بڑے بڑے کہتے ہیں کہ پریشانی کا وقت بڑی مشکل سے گزرتا ہے اور خوشی اور اطمینان کا وقت جلدی گزرتا ہے) تقریباً رات کے ساڑھے تین بجے لاکھوں کے بدلے کی آٹھویں آنے لگیں، میں نے پردہ کر کے چلی منول کی طرف جھانک کر دیکھا تو اس وقت نعمان نظر آیا۔ جس کی ٹانگ پر پلاسٹر چڑھا ہوا تھا اور اس کے دوست اسے اٹھا کر اوپر لارہے تھے۔ جب نعمان کو لے کر لڑکے گھر میں داخل ہوئے تو نعمان تکلیف کے باوجود میری وجہ سے مسکرا رہا تھا۔ کہنے لگا کہ ای جی آپ پریشان نہ ہوں، ان شاء اللہ ذیادہ ماہ میں، میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا۔ کچھ دیر بعد لڑکے دو دو لور روپا لے کر چلے گئے (جنید، شاہد، لوی اور عمران نے نعمان کے صحت مند ہونے تک اپنی محبت کا بہت زیادہ حق ادا کیا۔ ہسپتال لاتا لیتا تھا، المیوں کے لئے روزانہ نعمان کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتا، اس کا دل بہلاتا، ان بچوں کا خاص مشغلہ تھا) جب لڑکے چلے گئے تو میں نعمان کے پاس بیٹھ کر اس کے پلاسٹر پر ہاتھ پھیرنے لگی اور میری آنکھوں سے ٹپا ٹپا آنسو بہنے لگے۔ نعمان چوٹ کے باوجود مجھے تسلیوں دینے لگا۔ آہستہ آہستہ دواؤں کے زیر اثر اس کی آنکھیں بند سے بوجھل ہو گئیں اور پھر وہ سو گیا۔ لیکن میری نیند اڑ چکی تھی۔ آپا، فاضلی صاحب اور میں اپنے رب کے حضور دعائیں کرتے رہے اور اسی طرح اللہ نیر کا وقت آ گیا۔ اللہ کے گھر سے جب عجمیر کی صدائیں بلند ہوئیں تو میں نے خوب دل سے نعمان کے لئے دعائیں کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو پرسکون کر دیا۔ جو سب چینی اور خوف طاری تھا اللہ کے کرم سے وہ دور ہو گیا۔ صبح نماز اور ناشتہ کے بعد میں

نعمان کے پاس بیٹھی اور اس سے پوچھنے لگی کہ بیٹے یہ واقعہ کس طرح پیش آیا، تو نعمان نے بتایا، اہی جب ابونے مجھے کہا کہ بیٹا اب تم گھر چلے جاؤ تمہاری اہی پریشان ہوں گی تو میں وہاں سے گھر کی طرف روک ہوا، عیوری سے پہلے اسٹاپ کے قریب ایک گاڑی نے میرے اسکوٹر کو دکھایا۔ میں اسکوٹر سے گر پڑا، لیکن اللہ کا نام لے کر ہمت کر کے اٹھا، گاڑی والے نے اپنی گاڑی روک لی تھی۔ میں نے اٹھتے ہی گاڑی والے کا گریان بکھرا لیا، اسے دو تین چھینڑا مارے، اچھے چکر آ رہے تھے اور جبر میں شدت کی تکلیف ہو رہی تھی۔ گاڑی والے نے کہا آپ گاڑی میں بیٹھ جائیں، میں آپ کو ہسپتال لے کر چلتا ہوں۔ میں ناموشی سے گاڑی میں بیٹھ گیا۔ لیکن ابھی گاڑی چلی بھی نہیں تھی تو آپ کی کبھی کی سبھائی ہوئی نصیحت یاد آئی کہ دنیا و حاکم سے بھری ہوئی ہے۔ میرے دل میں یہ شبہ جاگا کہ شاید یہ شخص آگے جا کر مجھے بار ڈالے، میں فوراً گاڑی سے اتر گیا۔ اس آوی نے تیزی سے گاڑی چلائی اور پھر گاڑی میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ میں پھل کر اپنے اسکوٹر تک جانا چاہتا تھا کہ چکر آ کر گر پڑا۔ بعد میں جب مجید وغیرہ وہاں سے اٹھا کر ہسپتال لے گئے تو مجھے وہاں جو شہر آیا۔ مجید، شاہد، عمران، ثوی، ابو اور آپا کو دیکھ کر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ انی جی یہ حقیقت ہے کہ میں اللہ کے کرم اور آپ کی دعاؤں سے بچ گیا۔ صبح مجید اور عمران آئے تو میں نے ان سے کہا کہ بیٹا یہ ایسکرے غلط ہیں تم ایسا کرو کہ A.O کلینک لے جاؤ۔ بچے دوپہر کو نعمان کو A.O کلینک لے گئے۔ وہاں سے ایک گھنٹے بعد ان کی واپسی ہوئی، کہتے تھے ہائی آپ نے صبح کہا تھا۔ عباسی شہید والوں نے ایسکرے غلط لیا تھا۔ نعمان کی ٹانگہ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے، پورے گھنٹے کے نشوز ٹوٹ گئے ہیں۔ A.O کلینک والے کہہ رہے ہیں کہ چھ دن بعد ڈاکٹر شاہ آئیں گے تو آپریشن کریں گے۔ میں نے کہا بھو اللہ مالک ہے، اللہ اپنے کرم سے ہمارے لئے کوئی نہ کوئی سہیل پیدا فرمائے گا۔ شام کو میری عزیز دوست نذرا جمیل اور جمیل بھائی نعمان کو دیکھنے آئے۔ جمیل بھائی نعمان کے پاس بیٹھ گئے اور نذرا نعمان کی مزاج پر سی کرنے کے بعد میرے پاس آ کر بیٹھ گئے، میں نے ان سے کچھ بات کی اور مجھے تسلی و تسکین دینے لگیں۔ میں نے نذرا کو تمام سرگزشت بتائی اور میرے ذہن میں جو خدشہ سر اٹھا رہا تھا اس کے بارے میں بھی نذرا سے مشورہ لیا۔ میں نے کہا نذرا اگر تم چھ دن تک بیمار صاحب کا انتظار کریں گے تو اندر جو خون موجود ہے وہ

نعمان کے پاس بیٹھی اور اس سے پوچھنے لگی کہ بیٹے یہ واقعہ کس طرح پیش آیا، تو نعمان نے بتایا، اہی جب ابونے مجھے کہا کہ بیٹا اب تم گھر چلے جاؤ تمہاری اہی پریشان ہوں گی تو میں وہاں سے گھر کی طرف روک ہوا، عیوری سے پہلے اسٹاپ کے قریب ایک گاڑی نے میرے اسکوٹر کو دکھایا۔ میں اسکوٹر سے گر پڑا، لیکن اللہ کا نام لے کر ہمت کر کے اٹھا، گاڑی والے نے اپنی گاڑی روک لی تھی۔ میں نے اٹھتے ہی گاڑی والے کا گریان بکھرا لیا، اسے دو تین چھینڑا مارے، اچھے چکر آ رہے تھے اور جبر میں شدت کی تکلیف ہو رہی تھی۔ گاڑی والے نے کہا آپ گاڑی میں بیٹھ جائیں، میں آپ کو ہسپتال لے کر چلتا ہوں۔ میں ناموشی سے گاڑی میں بیٹھ گیا۔ لیکن ابھی گاڑی چلی بھی نہیں تھی تو آپ کی کبھی کی سبھائی ہوئی نصیحت یاد آئی کہ دنیا و حاکم سے بھری ہوئی ہے۔ میرے دل میں یہ شبہ جاگا کہ شاید یہ شخص آگے جا کر مجھے بار ڈالے، میں فوراً گاڑی سے اتر گیا۔ اس آوی نے تیزی سے گاڑی چلائی اور پھر گاڑی میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ میں پھل کر اپنے اسکوٹر تک جانا چاہتا تھا کہ چکر آ کر گر پڑا۔ بعد میں جب مجید وغیرہ وہاں سے اٹھا کر ہسپتال لے گئے تو مجھے وہاں جو شہر آیا۔ مجید، شاہد، عمران، ثوی، ابو اور آپا کو دیکھ کر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ انی جی یہ حقیقت ہے کہ میں اللہ کے کرم اور آپ کی دعاؤں سے بچ گیا۔ صبح مجید اور عمران آئے تو میں نے ان سے کہا کہ بیٹا یہ ایسکرے غلط ہیں تم ایسا کرو کہ A.O کلینک لے جاؤ۔ بچے دوپہر کو نعمان کو A.O کلینک لے گئے۔ وہاں سے ایک گھنٹے بعد ان کی واپسی ہوئی، کہتے تھے ہائی آپ نے صبح کہا تھا۔ عباسی شہید والوں نے ایسکرے غلط لیا تھا۔ نعمان کی ٹانگہ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے، پورے گھنٹے کے نشوز ٹوٹ گئے ہیں۔ A.O کلینک والے کہہ رہے ہیں کہ چھ دن بعد ڈاکٹر شاہ آئیں گے تو آپریشن کریں گے۔ میں نے کہا بھو اللہ مالک ہے، اللہ اپنے کرم سے ہمارے لئے کوئی نہ کوئی سہیل پیدا فرمائے گا۔ شام کو میری عزیز دوست نذرا جمیل اور جمیل بھائی نعمان کو دیکھنے آئے۔ جمیل بھائی نعمان کے پاس بیٹھ گئے اور نذرا نعمان کی مزاج پر سی کرنے کے بعد میرے پاس آ کر بیٹھ گئے، میں نے ان سے کچھ بات کی اور مجھے تسلی و تسکین دینے لگیں۔ میں نے نذرا کو تمام سرگزشت بتائی اور میرے ذہن میں جو خدشہ سر اٹھا رہا تھا اس کے بارے میں بھی نذرا سے مشورہ لیا۔ میں نے کہا نذرا اگر تم چھ دن تک بیمار صاحب کا انتظار کریں گے تو اندر جو خون موجود ہے وہ

ڈاکٹر صاحب کا شکر یہ ادا کیا۔ ڈاکٹر صاحب نعمان کے شانے تھمتھمتے ہوئے کہتے دیکھے۔
 بنگ میں مجھے بہت خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بہت بڑی پریشانی سے محفوظ کر دیا۔
 تم ہڈی ہڈی زہر جلد ہی یہ کمزوری دور ہو جائے گی۔ جب میں نے ہڈی کا شکر یہ ادا کیا تو طہرا
 نے کہا کہ میں نے کون سا بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے، نعمان مجھے اپنے شارق کی طرح عزیز
 ہے۔ عذر اور جمیل بھائی نعمان کے دوستوں کی تعریف کر رہے تھے جو بھاگ بھاگ کر
 نعمان کے تمام کام انجام دے رہے تھے۔ بہر حال وقت گزر جاتا ہے لیکن انسان کی شکل یاد
 رہتی ہے۔ جس کے ساتھ ٹھکی کی جائے اگر وہ اللہ کے فرمان کو مانا ہو تو اپنے عمن کو ہمیشہ اپنی
 دعاؤں میں یاد رکھتا ہے۔ مجھے آج بھی نعمان کی اس چوٹ کا خیال آتا ہے تو نعمان کے
 دوستوں، ہڈی کے بھائی، عذر اور جمیل بھائی اور ڈاکٹر مقصود کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔
 نعمان کی سب سے زیادہ خدمت آپا اور کاغذی صاحب نے کی۔ راضی، طلحہ اور معاویہ بھی
 نعمان کا بہت خیال رکھتے تھے اور دعا کرتے تھے۔ نعمان بستر پر ہی وضو وغیرہ کر کے نماز لدا
 کرتا تھا۔ میں نے نعمان سے کہا کہ بیٹا ایک صبح تیسرے کلمے کی روزانہ اس طرح چڑھو کہ
 ایک ہاتھ وہاں رکھ لو جہاں کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے، پھر دیکھنا اللہ تعالیٰ تمہیں کیسی بہترین شفا
 عطا فرماتا ہے۔ نعمان ماشاء اللہ روزانہ یہ عمل کرتا رہا اور آپا بھی پڑھ کر دم کرتے رہے۔
 ایک ہفتے بعد پھر اسی طرح صیب میڈیکل ہسپتال۔ ڈاکٹر مقصود نے اسکیرے کروایا تو ڈاکٹر
 مقصود رپورٹ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ کہنے لگے بنگ میں ہڈی جڑ چکی ہے، تو نعمان نے کہا
 کہ ہر صبح اللہ کے کلام کے اثرات ہیں۔ پورے ڈیڑھ ماہ عذر نے نعمان کے سلسلے میں آنے
 جانے میں بھی بڑی محبت اور فرض شناسی کا ثبوت دیا۔ جنید، شاہد، عمران اور لوی رات کو کافی
 دیر تک نعمان کے پاس بیٹھے۔ نعمان کے اکثر دوست اس کی مزاج پرسی کے لئے آتے، جب
 نعمان نے غسلِ صحت کیا تو نعمان کے دوستوں نے دعوت کے تقاضے شروع کر دیے۔ میں
 نے بچوں کے لئے نعمان کی فرمائش پر اپنے ہاتھ سے کھانا بنایا۔ سب بچوں نے خوشی خوشی
 کھانا کھلایا اور ہم سب نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ آج بھی وہ وقت یاد آتا ہے تو میرا دل کانپ جاتا
 ہے۔ میں اللہ کے حضور شکر بجالاتی ہوں کہ میرے رب تو نے میرے اوپر بڑے احسانات
 فرماتے ہیں۔ دن رات کے بستر پر ہی میں بھی تیرا شکر ادا کروں اور ہر ہاتھ تیرے بندہ کو کروں تو

بھی تیری رحمت کے مقابلے میں یہ کچھ بھی نہیں۔ ہم تو صحیح سنوں میں ایک سانس کا بھی
 ٹھیک انداز میں شکر یہ ادا نہیں کر سکتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِعِزِّہِ وَجَلَالِہِ تَنْجِیْتُ الصَّالِحِیْنَ ۛ
 (حاکم ابن اسلمی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ صحن حسین)
 ترجمہ: "سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جس کی عظمت و جلال کے
 وسیلے سے تمام نیک کام انجام پاتے ہیں۔"



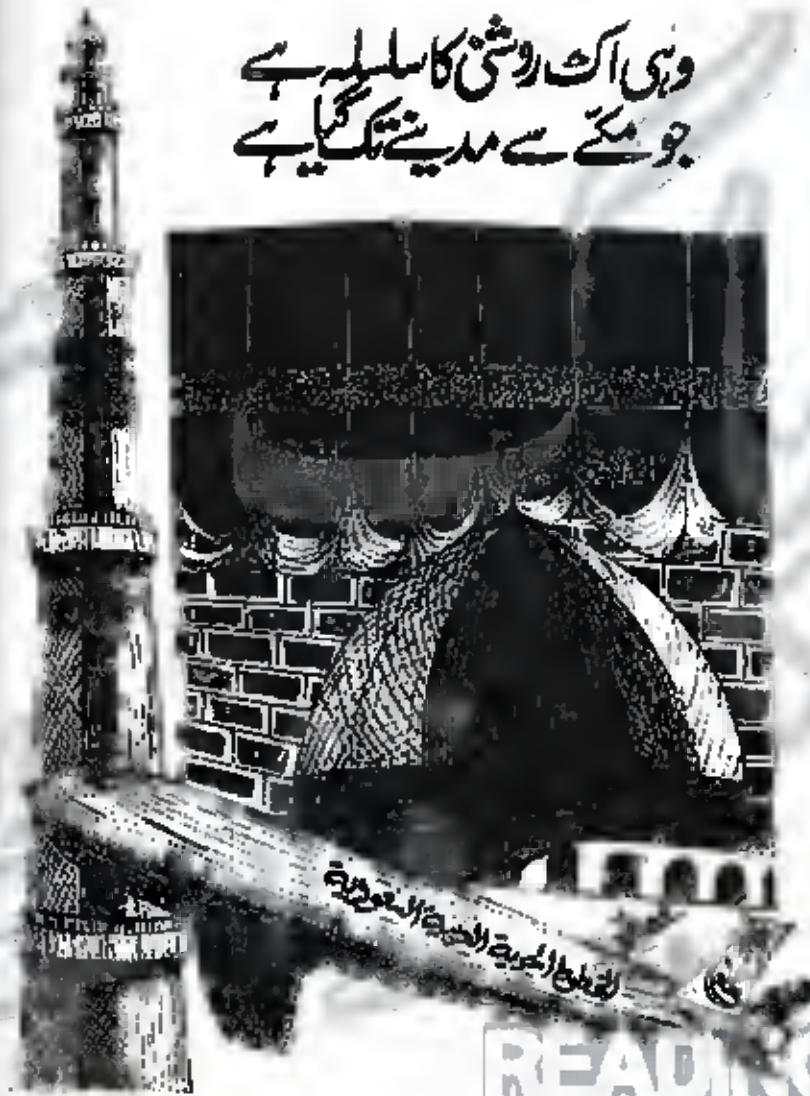
دوسرا حصہ

حرمین و شریفین
کا مبارک سفر

یارب العالمین!

کتابِ زندگی کے ہر ورق پر
میں تیرا نام پڑھنا چاہتی ہوں
مسل جادۂ عشق و وفا پر
بقید ہوش بڑھنا چاہتی ہوں

وہی اک روشنی کا سلسلہ ہے
جو مکے سے مدینے تک گیا ہے



READING
Section

”روشنیوں کا سفر“

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے حساب رحمتیں نازل فرماتا ہے، بس انسان ہی کچھ اتنا شکر ہے کہ اللہ کی مہربانیوں کی قدر نہیں کرتا۔ حق تعالیٰ نے اس کے سامنے اللہ تعالیٰ نے میری ایک دیرینہ تمنا کو پورا فرمایا کہ اللہ نے مجھے اور نعمان کو بیت اللہ شریف بلانے کا انتظام فرمادیا میں تو خوش تھی لیکن نعمان کی خوشی کا عالم ہی کچھ اور تھا وہ اپنے رب کے رحمتانہ اور کریمانہ لطف و کرم پر اتنا سرور تھا کہ اس کی آنکھوں سے خوشی چھلکتی ہوئی مسافروں کو دکھائی دیتی تھی۔ عمرہ پر جانے کا تذکرہ چل رہا تھا کہ میری ایک عزیز دوست فرح اصغر کا میرے غریب خانہ پر آنے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے جب میری باتیں سنیں تو بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں۔ باجی آپ صرف پاسپورٹ بنا کر ویدیں، باقی کام اصغر صاحب کرادیں گے (اصغر بھائی فرح کے شوہر ہیں) جب پاسپورٹ تیار ہو گئے تو میں نے فرح کو فون پر اطلاع دی۔ انہوں نے فوراً اپنے ڈرائیور کو بھیج کر پاسپورٹ منگوا لئے، اصغر بھائی نے ویزا اور ٹکٹ کا کام بڑی خوشی سے اپنے ذمہ لے لیا، حالانکہ ان دونوں کراچی کے حالات بہت خراب تھے۔ روزانہ جگہ جگہ ٹارنٹک ہوتی، قتل و قمارت گری کا سلسلہ جاری تھا۔ مجھے نعمان کے لڑکپن کا جملہ بار بار یاد آ رہا تھا کہ میں اس وقت عمرہ نہیں کروں گا بلکہ میں اپنی ای کامیابی کے ساتھ ہی عمرہ کرنے جاؤں گا۔ یہ نعمان کی اپنی بات تھی ساتھ خلوص و محبت کی بہت بڑی بول چال تھی۔ نعمان کی طبیعت میں ابھی تک بچپن کا رنگ نظر آتا تھا۔ اس کی طبیعت کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ ایک دن میرے پاس آکر بیٹھا اور کہنے لگا ای جب ہم عمرہ پر جائیں تو میرے کھانے کے لئے زیادہ پیسے لے کر چلے گا۔ آپ کو پتہ ہے ہاں ہی پڑی بلڈر ہوں۔ اس لئے میری خوراک بھی زیادہ ہے۔ مجھے اس کی بات پر بے ساختہ ہنس آئی۔ میں نے جواب میں کہا میرے بچے بے فکر ہو جاؤ میں نے سولہ دن کے قیام میں کھانے

پینے کے لئے میں سو روپے روزمرہ کے رکھے ہیں، بے فکر رہو۔ ہمارے قیام و طعام کے بعد اسٹے پیسے نکال جائیں گے کہ تم جہد سے اپنے لئے اور اپنے بھائیوں کے لئے خریداری کر سکتے ہو۔ میری باتیں سن کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔ دسمبر کا مہینہ تھا اور ۱۹۹۳ء کا سال تھا میں نے سفر کے لئے کابل سوئٹز اور شہل وغیرہ روک لیں تھیں۔ کیونکہ دسمبر اور جنوری میں مدینہ منورہ میں خاصی ٹھنڈا ہوتا ہے اور کہ معطرہ میں بھی کافی خوشگوار موسم ہوتا ہے۔ حالانکہ کسی کو بتانا نہیں تھا بھر بھی کافی عزیزوں کو علم ہو گیا تھا۔ ملاقات، سہیلیاں اور خواتین بڑی محبت سے ملنے آ رہی تھیں۔ میرے کالج میں میری چند دوستوں اور میری پرنسپل (اس ایجنٹ صحتی اس وقت پرنسپل تھیں) کو پتہ تھا۔ میں نے میں دسمبر کو ان سے ملاقات کی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، کہنے لگیں مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ میں نے کہا آپ بھی اپنی دعاؤں میں مجھے اور نعمان کو یاد رکھئے گا۔ حرمین و شریفین کا سفر ایسا ناکام سفر ہے کہ ایک طرف انسان ان مقدس مقامات پر جانے کی خوشی میں دیرینہ سالگاہے، دوسری طرف اپنی خطائیں یاد کر کے اللہ کے خوف سے دل بھی کانپتا رہتا ہے۔ اسی لئے آنسو آنکھوں سے موتیوں کی طرح چھپتے رہتے ہیں۔ اسی طرح جو الوداع کہنے کے لئے آتے ہیں ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوتی ہیں اور ہونٹوں پر مسکراہٹ موجود ہوتی ہے۔ آنسو اس بات کی علامت ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اپنے گھر کی حاضری کیلئے بلا لے اور مسکراہٹ اپنے ساتھی، دوست اور رشتہ دار کے جانے کی خوشی میں ہوتی ہے۔ نعمان بھی اپنے دوستوں سے ملاقاتیں کر رہا تھا۔ میں دسمبر کی دوپہر ختم ہونے والی تھی، لیکن ابھی تک ہمارے پاسپورٹ وغیرہ نہیں آئے تھے۔ میں نے فرح کو فون کیا تو وہ کہنے لگیں، باجی ان شاء اللہ شام تک ہم آپ کی تمام مطلوبہ چیزیں لے کر آئیں گے۔ ہمارے گھر کے نزدیک ہی چھوٹا ضیاء اللہ دین ہسپتال ہے۔ شام کے وقت وہاں سخت قسم کی فائزنگ ہوتی کہ تمام نکلے والوں کے دل دہل کر رہ گئے۔ نعمان بہت پریشان تھا کہیں نکالی ان حالات میں فرح خانہ کس طرح آئیں گی؟ میں نے جواب دیا جی اللہ سے دعا کرو کہ ہمارے تمام کام خیر و خوبی سے ہو جائیں اور ہمارے ٹکٹ میں اس دن روانہ ہو جائے۔ لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آجائے کہ ہمیں مسلمانوں کو فرائض نہیں کرنا، یہاں تک کہ غیر مسلموں کا قتل عام بھی نہیں کرنا بلکہ اللہ کے احکامات کے



مطابق جہاد کرنا ہے۔ اللہ کے حکم کے مطابق قتال کرنا ہمارا ہی فریضہ ہے۔ میں انور نعمان مسلسل دعا میں کرتے رہے۔ مغرب اور پھر عشاء کی اذان بھی ہو گئی لیکن ابھی تک فرج نہیں آئیں۔ نعمان عشاء کی نماز پڑھ کر آیا تو کچھ دیر بعد ہی فرج اور احقر بھائی آگئے۔ فرج کہنے لگیں باقی حال بھیجئے گا، ہمیں آنے میں تاخیر ہو گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ پاسپورٹ اور ٹکٹ ابھی آئے تھے۔ میں نے فرج کو بہت دعا میں دیں اور ان کا شکر یہ ادا کیا اور نکلنے کی رقم کی ادائیگی بھی کی۔ فرج کہنے لگیں باقی ہمارا بھی عمرہ پر جانے کا ارادہ ہے، دعا کیجئے گا کہ اللہ ہمیں ضرور بلائے۔ میں نے فرج سے کہا تم بھی ہمارے لئے دعا کرنا کہ اللہ مجھے اور نعمان کو صحیح طریقے پر عمرہ واداکرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ فرمائے۔ فرج نے آمین کہا اور پھر جانے کی اجازت چاہی۔ سلام و دعا کے بعد فرج نے مجھے اللہ حافظا کہا۔ نعمان احقر بھائی سے مل رہا تھا اس نے انہیں سلام کیا پھر معافیہ کیا اور احقر بھائی بھی چلے گئے۔ حالات کی قربانی کی بنا پر میں نے فرج سے کہا تھا کہ جب تم اپنے گھر پہنچ جاؤ تو مجھے شہادت کا فون کر دینا۔ آدھے گھنٹے بعد فرج کا فون آگیا تو مجھے سکون محسوس ہوا ورنہ ان دونوں کی طرف سے بے یقینی لگی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ شہادت و شہادت کا دور کبھی انہیں نہ لائے اور ہمارے بلک اور ہمارے شہر کو اہل شرک تشہیر و ازبوں سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین

عمرہ کرنے کا طریقہ

عمرہ کے لئے سفر پر روانگی سے تقریباً ایک ہفتہ قبل میں اور نعمان اپنے تہنیتی کو رہنے کے لئے بیٹھ جاتے تھے۔ جب کو رس مکمل ہو گیا تو میں نے نعمان کا ایک ٹیٹ لیا تاکہ مجھے اطمینان ہو جائے اور نعمان بھی کامیابی کے بعد مطمئن ہو جائے۔ میں نے کچھ ضروری سوال ترتیب سے لکھے تاکہ اتنی ترتیب سے نعمان ان کا جواب دے۔ مندرجہ ذیل منظر میں دیکھیں۔

سوال: جواب: عمرہ کرنا ہی ہے۔

سوال: میں نے پھر چھانچ تھی مرتبہ فرض ہے؟

جواب: ای جی نعمان کی حالت مبارک ہے کہ حج ایک مرتبہ فرض ہے اس سے زیادہ تو نفل ہے۔

نیا نفل عمرہ اور حج ایک سے زیادہ کر سکتے ہیں؟

سوال: کثرت سے عمرہ اور حج کرنا مستحب ہے۔ ای جی مصیبن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنا درمیان کی خطاؤں کے لئے کفارہ ہے اور حج عمرہ کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں۔"

سوال: کیا حج کی طرح عمرہ کے لئے بھی حلال کا مال ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں اگر حرام کے پیسے سے عمرہ کیا تو اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوگا۔

سوال: نعمان یہ بتاؤ کہ کیا حرام پیسے سے پہلے غسل ضروری ہے؟

جواب: ای جی حضور ﷺ حرام کی چادریں لپیٹنے سے قبل غسل فرماتے تھے، اس لئے غسل ضرور کرنا چاہئے۔ البتہ اگر کسی وجہ سے غسل نہ (کوئی مجبوری لاحق ہو) کر سکیں تو وضو ضرور کر لینا چاہئے۔

سوال: نعمان یہ بتاؤ کہ مرد کا حرام کیا ہونا چاہئے؟

جواب: مرد کو کلمے ہوئے کپڑے نہیں پہننے چاہئیں۔ دو چادر سفید صاف ہو پاک ہوں، ایک چادر اوڑھنی چاہئے اور ایک چادر تہبند کی طرح باندھنی چاہئے۔ سر کھلا رہے گا۔

سوال: میرا حرام کیا ہونا چاہئے؟

جواب: ای جی آپ کلمے ہوئے کپڑے نہیں پہن سکتی ہیں۔ آپ کا سر ڈھکا ہوا ہونا چاہئے۔ آپ احرام کی حالت میں نقاب نہیں لگا سکتیں۔ دستارے بھی نہیں پہن سکتیں۔ البتہ آپ موڑے پہن سکتی ہیں۔

سوال: بیجا جب نامحرم اشخاص کا سامنا ہو تو کیا کروں؟

جواب: ای جی آپ کسی کپڑے سے آڈ کر لیں۔ لیکن سب سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ آپ ہاتھ میں پتھر رکھیں تاکہ ان سے آپ اپنے چہرہ کو چھپا سکیں۔

سوال: بیجا آپ احرام کی چادریں پہن کر کیا کریں گے؟

جواب: ای جی دو رکعت نماز نفل پڑھوں گا۔ اس نماز میں اپنے سر کو چادریں سے ڈھانپ

سوال: لوں گا۔ پھر جیسے ہی سلام پھیر لوں گا تو چادر سر سے فوراً اتار دوں گا۔
 اگر عمرہ کا احرام باندھا ہے تو کس طرح نیت کرو گے؟
 جواب: اس کی نیت دل کے علاوہ زبان سے بھی کرنا ضروری ہے۔ اس طرح زبان سے کہیں گے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ لِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي
 ترجمہ: "اے اللہ میں تیری رضا کے لئے عمرہ کرنا چاہتا ہوں تو اس کو
 میرے لئے آسان فرما اور صحیح طریقے پر لا کر کرنے کی توفیق عطا فرما"
 اور اپنے فضل و کرم سے قبول فرما۔"

سوال: نیت کرنے کے بعد کیا کرے گا؟
 جواب: نیت کرنے کے بعد تین مرتبہ یہ تکبیر پڑھوں گا (ذرا بلند آواز سے)
 لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ
 وَالْبِعْثَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ

ترجمہ: "میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں تیرے حضور میں
 حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں
 اور سب نعمتیں تیری ہیں اور ملک اور بادشاہت تیری ہی ہے تیرا کوئی
 شریک نہیں"

سوال: پھر تکبیر کی کچھ تفصیل سمجھاؤ؟
 جواب: ای جی یہ حج و عمرہ کا خاص ذکر ہے۔ گویا جاتی کا خاص ترانہ ہے۔ یہ دراصل
 اللہ کے گھر جانے والا اپنی شناخت کر رہا ہے کہ میں شرک نہیں ہوں، اللہ کی
 توحید پر ایمان رکھتا ہوں اور مانتا ہوں کہ ساری کائنات کا مالک اللہ ہے۔
 شرک کا کلمہ اور حج قبول نہیں ہوتا۔ نیز یہ ایک طرح سے حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کی پکار کا جواب ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے
 اللہ کے بندوں کو پکارا تھا کہ آؤ اللہ کے درپہ حاضر ہو دو۔ پس جو بندے حج یا عمرہ

کی نیت سے احرام باندھ کے اللہ کے گھر کی حاضری کے ارادے سے چلتے
 ہیں۔ یہ تکبیر پڑھتے ہوئے گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس پکار کے
 جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اے ہندے رب تو نے اپنے مقبول بندے
 ابراہیم علیہ السلام سے عداوتوں کے ہمیں بلوایا تھا۔ ہم حاضر ہیں، حاضر ہیں
 تیرے حضور میں حاضر ہیں۔

سوال: پھر عورتوں کو تکبیر زور سے پڑھنی چاہئے کہ آہستہ؟
 جواب: ای جی عورتوں کو آہستہ آہستہ تکبیر پڑھنی چاہئے۔
 سوال: تکبیر پڑھنے کے بعد کیا کرنا چاہئے؟
 جواب: تکبیر پڑھنے کے بعد خوب خشوع و خضوع سے دعا کرنی چاہئے اس موقع پر یہ
 دعا خاص طور پر مستحب ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ
 غَضَبِكَ وَالنَّارِ

ترجمہ: "اے اللہ میں تجھ سے تیری رضا اور جنت مانگتا ہوں اور تیری
 ناراضگی سے اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں۔"

سوال: پھر احرام کی حالت میں کیا باتیں ہیں وہ تفصیل سے بتاؤ؟
 جواب: سلا ہوا کپڑے نہیں پہن سکتے (صرف مرد) سر اور چہرہ نہیں ڈھک سکتے، ایسا
 جو تا بھی نہیں پہن سکتے جو پاؤں کی پشت کی انگری ہوئی بڑی کو ڈھانکنے والا ہو
 (عورت کیلئے یہ پابندی نہیں) حجامت نہیں بنا سکتے بلکہ جسم کے کسی حصہ کا ایک
 بال بھی نہیں توڑ سکتے۔ ناخن نہیں تراش سکتے (حاصل کرنے سے پہلے ہی ناخن
 تراش لیں چائیں) خوشبو نہیں لگا سکتے، کسی جانور کا شہر نہیں کر سکتے، جوں بھی
 نہیں مار سکتے۔ (آپ حج کیسے کریں؟ مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ)

سوال: نعمان پنا عورتوں کے سلسلے میں کوئی حدیث ہے تو مجھے بتاؤ؟
 جواب: ای جی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جو کھانا کھائے اور پھر اسے کھانے سے روک دے اور ان چیزوں کے استعمال سے جن کو زعفران یا دوسری گہنی ہو (موجود دور میں خواتین خوشبو لگاتی ہیں، انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ انہیں احرام کی حالت میں بھی خوشبو نہیں لگانی اور عام حالت میں گھر سے باہر خوشبو لگانا کرنا نہیں چاہئے) ان کے علاوہ جو رنگین کپڑے پہنیں انہیں بھی اور موزے بھی پہنیں انہیں بھی۔" (اعادۃ الحدیث، سنن ابی داؤد)

سوال: نعمان عمرہ کے اس سفر میں ہم کیا کریں گے؟

جواب: ایسی ہی ہم بیت اللہ کی طرف جا رہے ہیں۔ پورے سفر میں کثرت تو تلبیہ کی ہی کرنی ہے کیونکہ مولانا منظور نعمانی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "آپ ﷺ کی تفسیریں" میں تحریر کیا ہے کہ "اس سفر میں تلبیہ ہی آپ ﷺ کے لئے افضل ذکر ہے۔ جب کسا سے ملنا ہے جب بائوٹی پر چڑھنا ہو یا شیب میں اترنا ہو تو یہ موقع ہے اللہ کی عظمت اور خشیت و محبت کی کیفیت کے ساتھ تلبیہ پڑھیں۔"

سوال: بیٹا کیا اس سفر میں کچھ اور ذکر کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ای پورے سفر میں کثرت سے استغفار پڑھنا بہتر ہے۔ کثرت کلام سے اپنی زبان کو بچانا ہے۔ بیکار باتوں سے پرہیز کرنا ہے۔ جھوٹ، نینت، افسی مذاق سے بچنا ہے، ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔ گریہ و زاری سبھی میں اللہ تعالیٰ کے حضور کرنی ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پورے سفر میں کرتے رہنا ہے۔

سوال: نعمان مجھے حد حرم کے متعلق مختصر طور پر بتاؤ؟

جواب: ایسی ہی آپ نے ہی ایک بار مجھے بتایا تھا کہ ۱۶ میٹریں حد یہیہ کے مقام سے دائیں بائیں کی طرف لوٹ گئے تھے (کیونکہ کفار نے زیارت کعبہ کے لئے آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مکہ معظمہ میں داخلے کی اجازت دینا ہی اور ایک معاہدہ آپ ﷺ سے کیا تھا جو حد یہیہ کے

کھانا کھانے کے بعد وہ اسے کھانے سے روک دے اور ان چیزوں کے استعمال سے جن کو زعفران یا دوسری گہنی ہو (موجود دور میں خواتین خوشبو لگاتی ہیں، انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ انہیں احرام کی حالت میں بھی خوشبو نہیں لگانی اور عام حالت میں گھر سے باہر خوشبو لگانا کرنا نہیں چاہئے) ان کے علاوہ جو رنگین کپڑے پہنیں انہیں بھی اور موزے بھی پہنیں انہیں بھی۔" (اعادۃ الحدیث، سنن ابی داؤد)

سوال: بیٹا کیا یہاں سے گزرتے وقت کوئی دعا پڑھیں؟

جواب: جی ہاں یہاں سے گزرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اللَّهُمَّ إِنَّ هَذَا حَوْطُكَ وَحَوْطُكَ رَسُولُكَ مُحَمَّدٌ لَحْمِي وَذِمِّي وَعَظْمِي وَنَسْرِي غَلِي الشَّارِبُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ عَذَابَكَ بَوْحُ قُبْعُكَ عِبَادَكَ

ترجمہ: "اے اللہ! یہ تیرا اور تیرے رسول کا حرم ہے، اس میں جانوروں کو بھی امن ہے تو اس کی نہکت اور حرمت سے میرے گوشت پوست اور سارے جسم پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دے اور قیامت کے عذاب سے مجھے امن نصیب فرما۔" (آپ ﷺ کیسے کہیں)

سوال: کیا مکہ معظمہ میں داخلہ کے وقت کوئی دعا پڑھنی ہے؟

جواب: جی ہاں یہ دعا پڑھ لیں اس وقت جب مکہ معظمہ کی عمارتیں نظر آنے لگیں:

"اے اللہ مجھے اپنے اس پاک اور مبارک شہر میں سکون و اطمینان سے رہنا نصیب فرما اور یہاں کے حقوق اور آداب پورے کرنے کی توفیق عطا فرما اور حلال رزق عطا فرما۔"

سوال: اگر یہ دعا بھی خوب دل سے کر لیں تو اچھا ہے؟

جواب: "اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرا فرض لاا کرنے اور تیری رضا اور رحمت کا طالب ہوں، کر آیا ہوں تو میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور قیامت کے دن کی سعادت اور بخشش میرے

ادھر وہی چادر دائیں بٹل کے نیچے سے گزار کر بائیں کاندھے پر اس طرح ڈالنے ہیں کہ دایاں کاندھا اور پورا بازو چمکا ہو جاتا ہے۔ میں چونکہ لڑکا ہوں تو پورے سات چکروں میں اطمینان کروں گا۔ (یہ صرف لڑکوں اور مردوں کیلئے ہیں) نعتان بیچے رمل کسے کہتے ہیں؟

جواب:

سوال:

ایسی جی مردوں کو طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنا چاہیے۔ (یعنی ذرا موڑھے ہلکا کر اور اکڑ کے قریب قریب قدم رکھتے ہیں، پہلو انوں کی طرح کسی قدر تیز چلنا ہے)

جواب:

سوال: طواف کی نیت نہائی کرو کے یا دل میں؟

سوال:

جواب: طواف کی نیت دل میں کروں گا۔

جواب:

سوال: بیچے کیا طواف سے قبل کوئی دعا پڑھو گے؟

سوال:

جواب: جی ہاں ایک دعائیہ ہے ثابت ہے۔ اگر پڑھ لو بہتر ہے، میں ضرور پڑھوں گا:

جواب:

اللَّهُمَّ إِنَّمَا نَا بِكَ وَتَصَدَّقْنَا بِكَ بِكَ وَوَفَاءً بِغَفِيكَ

وَاتِّبَاعًا لِبِسْتَةِ تَبِيكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: "اے اللہ تجھ پر ایمان لاکر اور تیری کتاب کی تصدیق کر کے اور

تیرے عہد کی وفا کر کے اور تیرے نبی کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے"

نیت کرتے وقت تمہارے کھڑے ہونے کی کیا پوزیشن ہوگی؟

سوال:

جواب: میں حجر اسود کے مقابل اس طرح کھڑے ہو کہ طواف کی نیت کروں گا کہ میرا

جواب:

دایاں موڑھا حجر اسود کے بائیں کنارے کی سیدھ پر ہو گا اور پورا حجر اسود میری

دائیں طرف ہوگا۔

سوال: پھر نیت کے بعد کیا کرو گے؟

سوال:

جواب: نیت کرنے کے بعد ذرا دائیں جانب ہٹ کر حجر اسود کے بائیں سامنے سیاہ پٹی پر

جواب:

دو غول پاؤں رکھوں گا۔ میرے بچوں کا رخ خانہ کعبہ کی طرف ہوگا۔ پھر میں

تعمیر تحریر کی طرح ہاتھ دونوں کانوں تک اٹھاؤں گا اور بسم اللہ اللہ

لئے مقدر فرمادے اور میرا رخ صحیح طور سے لرا کر اس وقت جب مسجد حرام میں پہنچے گی تو کیا طریقہ اختیار کر دے اور کون سے دروازے سے داخل ہو گے؟

سوال:

جواب: باب المسلما باب عمرہ سے داخل ہوں گا "بِسْمِ اللَّهِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ غَلِي وَسُؤْلِ اللَّهِ" پڑھ کر دایاں پاؤں اندر رکھوں گا۔ پھر یہ دعا پڑھوں گا:

أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ

مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

ترجمہ: "اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور درود و سلام ہو اللہ

کے رسول پر اور میں بناؤ انکا ہوں اللہ عظمت والے کی اور بزرگ

ذات اور اس کی قدیم سنت کی شیطان مردود سے، اے اللہ میرے

لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔"

جواب:

سوال: جب خانہ کعبہ پر تہجدی پہلی نظر پڑے گی تو کیا پڑھو گے؟

سوال:

جواب: سب سے پہلے اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھوں

گا۔ پھر دنیا اور آخرت میں جاہلیت کے لئے دعا کروں گا اور یہ بھی دعا ضرور

کروں گا کہ اے اللہ رب العزت! میں جب تک زندہ رہوں اور جو بھی جائز و حلال

تجھ سے مانگوں اپنے کرم سے اس قبول فرمائنا۔

سوال: خانہ کعبہ پر جب نظر پڑے گی تو کیا تلبیہ جاری رکھو گے؟

سوال:

جواب: خانہ کعبہ پر جیسے ہی نظر پڑے گی تلبیہ بند کر دوں گا اور جب بھی عمرہ کروں گا

جواب:

یہی طریقہ اختیار کروں گا۔

سوال: کیا یہ حرام میں داخل ہونے کے بعد حجۃ المسعدہ پڑھو گے؟

سوال:

جواب: نہیں ایسی حجۃ المسعدہ نہیں پڑھوں گا بلکہ طواف کروں گا، کیونکہ یہاں کا

جواب:

حجۃ طواف ہی ہے۔

سوال: جیسا اطمینان رکھتے کہتے ہیں؟

سوال:

اکتبر واللہ الخمذہ پڑھ کر دونوں ہاتھ نیچے کر لوں گا (ایسا عمل میراث میں شروع میں کروں گا، ہر بار طواف میں ہاتھ کاٹوں تک نہیں اٹھاؤں گا) بیٹے کیا حجر اسود کو بوسہ دے گا؟

سوال: جواب:

ایسی ہی احرام کی حالت میں حجر اسود کو بوسہ نہیں دوں گا کیونکہ اس پر خوشبو لگی ہوتی ہوتی ہے اور اذہم بھی بہت ہوتا ہے۔ میں اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے دونوں ہاتھ کی پتیلیوں حجر اسود کی طرف کروں گا اور بسم اللہ اللہ اکتبر واللہ الخمذہ پڑھ کر پتیلیوں کا رخ اپنی طرف کر کے پدم لوں گا (میں جو سنے کی آواز نہیں ٹکانوں گا، اس عمل کو استلام کہتے ہیں)

سوال: جواب:

طواف کس طرح کرے گا؟ میرا بیٹا کئی خانہ کعبہ کی طرف ہو گا اور نظر میں نیچی کر کے طواف کروں گا خانہ کعبہ کی طرف نظر اٹھاؤں گا نہ میں اس طرف کروں گا۔ (ہر پیکر کے بعد سیاہ پٹی پر کھڑے ہو کر استلام کروں گا)

سوال: جواب:

طواف کرتے وقت کیا پڑھوے گا؟ ایسی ہی باخواف کے لئے کوئی خاص دعا پڑھیں، اگر کوئی بھی دیتا پڑھے ہو تو سبحان اللہ ، الخمذہ للہ ، لا الہ الا اللہ ، اللہ اکبر پڑھتے رہنا چاہئے۔ ایسی دعا آپ کو پڑھنے سے کہیں محترم مگر جامع دعائیں نبی ﷺ سے پڑھنا ثابت ہیں وہ پڑھ لوں گا۔

(۱) رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا خَسِرْنَا وَفِي الْآخِرَةِ خَسِرْنَا عَذَابِ النَّارِ ۝

"اے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا۔"

(۲) لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ۝ وَاٰتٰی اللہ تِجْرَةً مَّا کُوْنُوْا کٰفِرًا ۝

اور اللہ نے تم کو جو کچھ چاہا ہے، بے شک میں ظالموں

(خطاکاروں) میں سے ہوں

(۳) رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

"اے رب! ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم خسار والے لوگوں میں سے ہو جائیں گے"

(۴) رَبِّ اغْفِرْ وَاَرْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ ۝

"اے پروردگار! بخش دے اور رحم فرما تو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے"

(۵) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۝

"اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ دنیا اور دنیا آخرت میں عافیت کا"

(۶) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهٰدِیَّ وَالْقِسْطَ وَالْعَفَاةَ وَالْقِسْطَ ۝

"یا اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے ہدایت اور پرہیز گاری اور پاد سائی اور سیر چشتی"

(۷) اَللّٰهُمَّ غَشِیْ بِرُحْمَتِكَ وَجَنِّبْنِیْ عَذَابَكَ ۝

"اے اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانک لے اور اپنے عذاب سے بچا لے"

اور اسی ہی اللہ کا اسمان ہے کہ اس نے مجھے حافظ قرآن بنایا ہے تو قرآن مجید طواف میں پڑھوں گا۔

سوال: جواب:

سوال:

”اے اللہ مجھے لطف دینے والا علم نصیب فرما اور وسعت اور فراخی کے ساتھ روزی عطا فرما اور ہر بیماری سے شفا دے“

سوال: تو مان جیے مجھے خواب کی تفسیلات کے بارے میں بتاؤ؟

جواب: امی جی طواف کی بہت فضیلت ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ بیت اللہ پر ہر روز ایک سو تیس رحمتیں نازل فرماتا ہے (جن میں سے) ستر رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے ہیں اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے ہیں اور بیس بیت اللہ کو دیکھنے والوں کے لئے۔“ (طہرانی)

سوال: چٹا شترم کہاں ہے اور اس کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کی چوکھٹ کے درمیان چار پانچ فٹ کی ایک جگہ ہے، اس کو شترم کہتے ہیں، یہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس شترم سے بیٹھ لگا کر روز و روزگاہ کیا کرتے تھے۔ جب بھی موقع ملے گا اس سے فائدہ اٹھاؤں گا (اور جب بیت اللہ کی چوکھٹ چلا کر دانا تھمے گا موقع ملے گا تو خوب دل سے لاؤ رو، رو کر دانا کروں گا)

سوال: سنی کے کتے ہیں؟

جواب: سنی کو شیش کو کہتے ہیں۔ سنا سے مراد اور مرد سے سنا کی طرف سات مرتبہ آنے جانے کو سنی کہتے ہیں۔

سوال: بیتا جب سنا کی سیر حیوں کے قریب پہنچے گا تو کیا پڑھوگا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت زبان سے اس طرح پڑھوں گا:

اٰیۃنہ بما بنیۃ اللہ بہ ابن الصفا والغزوة من بغایر اللہ

سوال: سنی کے آداب کیا ہیں؟

جواب: سنا پڑھنا، غسل اور مستحب ہے۔ میں بیت اللہ شریف کی طرف اپنا منہ

جواب: نہیں امی ایسا نہیں کروں گا۔ اگر قریب سے گذرا تو اپنے ناکارہ ہتھ کر کے دونوں ہاتھ یا دائیں ہاتھ سے رکن یمانی کو تھولوں گا۔ لیکن سینہ اس طرف نہیں کروں گا اور بسم اللہ اللہ انخبز پڑھوں گا اور نہ ایسے ہی گذر جاؤں گا۔

سوال: رکن یمانی سے حجر اسود کی طرف جلتے ہوئے کون سی دعا پڑھوگا؟

جواب: یہ دعا پڑھوگا:

رَبَّنَا اِنَّا فِي الْمَدِيْنَةِ حَسْبَةٌ وَّ فِي الْاَجْرَةِ حَسْبَةٌ وَفَنَّا غَدَابَاتِ النَّارِ ۝

”اے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا“

سوال: طواف کے بعد کیا کرے؟

جواب: امی جی یہ آیت پڑھتے ہوئے مقام ابراہیم تک جاؤں گا: ”وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ يٰسِرٰهٖم مَّضَلٰی“ اگر سہولت سے مقام ابراہیم کے پیچھے جگہ مل گئی تو وہ رکت واجب الطواف پڑھوں گا (کیونکہ یہ اشکل جگہ ہے) اور نہ حلیم، مطاف یا حرم میں جہاں جگہ ملی پڑھ لوں گا (اگر نہ ہو تو اس وقت واجب الطواف نہیں پڑھوں گا اور میں پڑھ لوں گا)

سوال: کیا واجب الطواف کے بعد آٹھواں اسلام کروگا؟

جواب: جی امی ایسا پڑھ کر آٹھواں اسلام کروں گا اور پھر چادر کو گولی کر اڑھ لوں گا اور پھر دائیں بغل کے نیچے سے چادر نکالی کر کندھے کے باہر سے الال لوں گا۔

سوال: بیچے زحرم پیتے وقت کس طرف رخ کروگا اور کون سی دعا پڑھوگا؟

جواب: امی جی قبلہ رو ہو کر بسم اللہ پڑھ کر تین سالوں میں خوب ڈٹ کر آب زمزم پینا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ یہ دعا پڑھوں گا:

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ جَلْمًا نَّاجِعًا وَّرِزْقًا وَّ اِبْعَا وَّ شِفَاةً مِّنْ

مَنْکَلِ دَاۤءٍ

۳۔ اسے پروردگار بخش دے اور رحم فرما اور ہماری جو خطائیں تیرے علم میں ہیں ان سے درگزر فرما، تو بہت غالب اور بڑا طاقتور ہے اور بڑا کرم ہے۔
 انی ہی اس کے علاوہ جو دعائیں قرآن مجید میں ہیں اور جو نبی ﷺ کی مسنون دعائیں ہیں جزیو آجائیں گی خوب خشوع و خضوع سے پڑھوں گا۔

سوال: ہر ستون کہاں ہیں اور کتنے ہیں؟

جواب: ستوں کے دو درجے ہیں۔ اسی طرح جب بروہ سے سٹاک طرف آؤ تو یہاں بھی ان ستونوں کے بالمقابل دو درجے ستون ہیں۔ یہ ستون ہیز رنگ کے ہیں اور سعی کرنے والوں کی سہولت کے پیش نظر یہاں ہیز نیب اسٹینس لگی ہوئی ہیں۔ ہیز ستون کے درمیان میں دوڑ کر چلوں گا اور خوب دعا کریں اپنے رب سے مانگوں گا۔ انی جی آپ یہاں سے ہیز دوڑتے گذر جائیں گے۔ دوڑنے کا حکم صرف مردوں کے لئے ہے۔ (یہاں بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں)

سوال: مردہ پہنچ کر کہاں دعا کرو گے؟

جواب: مردہ کی طرف سے خاک کعبہ نظر نہیں آتا۔ یہاں باب مراد ہے۔ قبلہ وہ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کروں گا اور اسی تہ تیب سے اپنا سہی کے سات چکر کھل کروں گا۔

سوال: بیٹے جب آپ کی سعی مکمل ہو جائے گی تو پھر کیا کرو گے؟

جواب: ای جی پھر میں مطاف میں جا کر جہاں بھی جگہ ملے گی دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ حضرت محمد ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے (اس لئے یہ عمل ہمارے لئے سنت رسول ہے) اس کے بعد میں اپنے سر کے بال متدواؤں گا اور پھر آپ کو ایک مینڈ بھی کے برابر ڈیڑھ انچ بال مجھ سے کٹوانے پڑیں گے۔ بعض مقتدیان دین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ بال خود بھی کاٹ سکتے ہیں۔

سوال: پھر کیا کرو گے؟

جواب: اللہ کا شکر ادا کروں گا کہ اس نے عمرہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ دعا کروں گا کہ

کروں گا (مستطاب کچھ لو پڑھیں کہ ایک ستون کے پاس سے خانہ کعبہ کا تھوڑا سا حصہ نکھر آتا ہے) اپنے دونوں ہاتھ سوطھوں تک اس طرح اٹھاؤں گا جس طرح دعا کے لئے اٹھاتے ہیں پھر اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی توحید بیان کروں گا۔ خاص کر کلمہ تہجد اور کلمہ توحید پڑھوں گا۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے اس میدان کو ہر مقدس مقام تک پہنچایا۔ پھر خوب دل جمعی اور اطمینان سے دعا کروں گا۔ پھر یہاں سے اتر کر مردہ کی طرف چلوں گا اور وہیں رکھوں گا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ کی بڑی سیدہ حاجرہ علیہ السلام اپنے لقب جگہ اسی علی علیہ السلام کی بیاس سے بے تاب ہو کر دوڑتی تھیں، ان کا یہاں آنا صرف اللہ کے لئے تھا، میں بھی ان کی اتنی ادا سے عابدانہ کی پیروی کروں گا۔ یا اللہ ان کی طرح میرا دوڑنا بھی قبول فرما۔

سوال: سعی کے دوران کیا کرو گے؟

جواب: کوشش تو میں یہی کروں گا کہ ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گذرے۔ اپنے دل اور

زبان کو اللہ کے ذکر اور دعاؤں میں مشغول رکھوں گا۔

سوال: پھر کیا اس وقت کوئی خاص دعا پڑھوں گے؟

جواب: ای جی اس وقت کے لئے کوئی دعا حتمی طور پر مقرر نہیں ہے، البتہ نبی ﷺ کی

سعی پڑھنا صحیح و جائز ہے۔ وہ کثرت سے پڑھوں گا:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوِزْ غَمًّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ

چونکہ میقات قرن ہے۔ اس کا دوسرا نام قرن المتداول بھی ہے۔ نجد کے راستے سے آنے والوں کے لئے یہ میقات ہے۔ پانچویں میقات ملطم ہے۔ یمن پاکستان اور ہندوستان سے بحری راستے آنے والوں کے لئے یہ میقات ہے۔ (بحری جہاز کے حاکم اگر کسی وجہ سے راستہ میں احرام نہ باندھ سکیں تو حدود سے احرام باندھ لیں، ایسی ہی اگر کسی راستہ میں دو میقات پڑتی ہوں تو پہلی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے اور ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ میقات سے بغیر احرام کے گزرنا مکہ ہے، پھر دم و دعا ضروری ہے۔)

سوال: نعمان عمرہ یا حج کرنے والے کے لئے احرام پہننا کہاں سے بہتر ہے؟
جواب: ایسی جگہ بہتر ہے کہ روانگی سے قبل گھر پر ہی غسل کر لے، احرام پہن لے اور غسل بھی پڑھ لے۔ لیکن نیت اس وقت کرے اور تکبیر اس وقت شروع کرے جب جہاز نکلنا شروع ہو کر منزل کی طرف روانہ ہو جائے۔

سوال: بیٹا اس سلسلے کی ایک اور اہم بات بتا دو کہ اگر کوئی حاجی جدہ سے براہ راست مدینہ منورہ جانا چاہتا ہو تو وہ کیا کرے؟

جواب: ایسی جگہ کو یہ چاہئے کہ ابھی احرام نہ باندھیں بلکہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ روانگی کے وقت ذوالحلیہ سے احرام باندھیں۔

سوال: بیٹا حور تمہیں سر پر جو رو مال باندھنا چاہتی ہیں اس کو اپنا حرام سمجھتی ہیں؟

جواب: ایسی جگہ ایسا سمجھنا غلط ہے۔ سر پر یہ رو مال اس لئے باندھا جاتا ہے تاکہ سر کے بال محفوظ رہیں (بال ٹوٹنے کا اندیشہ نہ رہے) لیکن خواتین جب وضو کریں تو آہستہ سے یہ رو مال ضرور اتار کر رکھیں، ورنہ وضو نہیں ہو گا اور جب وضو نہیں ہوا تو نماز کیسے ہو سکتی ہے۔

سوال: جواب کا سلسلہ قسم: ذرا تو میں نے نعمان کو دعائیں دیں۔ ہماری دعائیں سن کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ یہ مسکراہٹ اپنے اندر محبت اور اطمینان کا گہرا ہار لے، نئے تھی۔ اکیس دسمبر کی صبح ساڑھے تین بجے کی ہماری دعا ایسی تھی۔ ماشاء اللہ

اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے میرا عمرہ قبول فرمائے۔
سوال: کیا عمرہ کے بعد احرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں؟
جواب: جی ہاں عمرہ کرنے کے بعد احرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں، ماہ میں نہاؤں گا، سارے ہوئے کپڑے پہنوں گا اور خوشبو لگاؤں گا۔ اب دوسرے چیزیں جائز اور کھیں جو احرام کی وجہ سے ناجائز ہو گئی تھیں۔

سوال: نعمان بیٹا آفاقی کے کہتے ہیں؟
جواب: ایسی جگہ میقات سے باہر والے "آفاقی" کہلاتے ہیں۔
سوال: حرمی کے کہتے ہیں؟

جواب: حدود حرم میں رہنے والوں کو حرمی کہتے ہیں۔ ان کو خصوصی اجازت ہے کہ زمین حرم میں جہاں سے چاہیں حج کا احرام باندھ لیں۔ البتہ غزہ کے احرام کے لئے حرم کی مترددوں سے نکل کر جبل میں آکر احرام باندھیں۔
سوال: جبلی کے کہتے ہیں؟

جواب: حدود جبل میں رہنے والے (میقات اور حرم کا درمیانی علاقہ جبل) کہلاتے ہیں اور اس میں رہنے والے جبلی کہلاتے ہیں) کے لئے پورا علاقہ میقات ہے۔

سوال: بیٹا آفاقیوں کے لئے کئی سوائت ہیں؟
جواب: ایسی جگہ آفاقیوں کے لئے پانچ سوائت ہیں۔ یہ میقاتیں سرور کائنات ﷺ کی مقررہ فرمودہ ہیں۔ ان میں تغیر و تبدل کا کسی کو اختیار نہیں۔ یہ میقات ذات عقائد زمین کی گہرائی سے لے کر فضا کی بلندی تک حکم میں یکساں ہیں۔

سوال: نعمان بیٹا مجھے مختصراً ان پانچ میقات کے بارے میں بتاؤ؟
جواب: ایک میقات ذوالحلیہ ہے، اسے ہر علی بھی کہتے ہیں۔ یہ مدینہ منورہ میں رہنے والوں کی میقات ہے اور ان کے لئے بھی یہی میقات ہے۔ جو کس بھی راستے سے مدینہ منورہ آئیں اور وہاں سے مکہ معظمہ چاہنا چاہیں۔ دوسری میقات ذات عراق ہے، عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ خجفہ بحری میقات ہے۔ شام مصر کے راستے سے آنے والوں کی میقات ہے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ٹھیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو م ایبل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

نعمان کو تمام طریقہ معلوم تھا، ان نے غسل وغیرہ کے احرام باہر نکال کر دور کھڑے نماز پڑھی اور کئے۔ نعمان کو چادر تھپتھپ کے طور پر ہاندھنی نہیں آ رہی تھی، چھو نے بھائی اس کی مدد کر رہے تھے، پھر فاضلی صاحب نے اسے صحیح طریقہ بتایا، پھر نعمان نے مطمئن ہو کر تہنید باہر نکال کر اپنے تئیں کہ آنحضرتؐ کو وہ نواں کو یہاں سے روانہ ہونا ہے۔ اس لئے ناشتہ وغیرہ نہ کرو، نعمان کہنے لگا ایئر پورٹ پہنچ کر آرام سے ناشتہ کریں گے اس وقت جانے کی جگہ ہی ہے (اسی لئے نعمان نے بھائیوں کو بھی منع کر دیا تھا کہ ہمیں چھوڑنے ایئر پورٹ تک نہ جانا، کیونکہ آپ لوگوں کو وہ ایٹمی میں وقت ہوتی) میں اور نعمان جانے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ بچوں کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔ فاضلی صاحب اپنے گھر میں گئے وہاں سے اپنی دائرہ نکال لائے اور نعمان سے کہنے لگے، بیٹے میں نے آپ کے لئے ایک نظم لکھی تھی، تم بس چند منٹ کے لئے بیٹھ جاؤ۔ میں اور نعمان بیٹھ گئے، فاضلی صاحب نے جو نظم پڑھی تھی وہ میں یہاں لکھ رہی ہوں۔ پڑھتے وقت فاضلی صاحب کی آواز بجز آ رہی تھی۔ انسان بھی خوب ہے خوشی میں بھی روتا ہے اور غم میں بھی۔

اگر اہل کی یہ حسین لہنائیں جوں رتیں
ایسی لہنائوں میں یہ بسیرت ہے مجھے ملی
مٹی دوزخ حسن کی نیا، ہار چھاؤں میں
اسلاف کی یہ زندہ روایت ہے مجھے ملی
مولیٰ نہیں، کاغذ و ساوق، کو خوش رکھے
یہ روشنی انجی کی بدولت ہے مجھے ملی
اب ہا، اوس کہ خار فک و منزل، ریاض
ایسے خدا پرستوں کی شفقت ہے مجھے ملی
حفظ و جاہلان، مرانی کے علم سے
تعلیم دین حسب ضرورت ہے مجھے ملی
باب حرم کے پاس عینہ کی چھاؤں میں
مجھ کو بھی یاد رکھنا تو اپنی دعاؤں میں

”حرم کا مسافر“

حفظ کلام پاک کی دولت ہے ملی
اللہ کی طرف سے یہ نعمت ہے ملی
دیدار کعب کرنے کی عزت ہے ملی
دنیا کے ساتھ دین کی دولت ہے ملی
نعمان ہمت کی دعاؤں کے فیض سے
قرآن کو سمجھنے کی حرمت ہے ملی
جان بچ کر دیدار نور
میں آرزو کی یہ صورت ہے ملی
پہنچنے کے دور میں
تو نہیں پھرتی شریعت ہے ملی

آخری شعر پڑھتے وقت فاضلی صاحب اپنے اوپر قابض نہ رکھ سکے اور ان کے آنسو (جو کالی دور سے انہوں نے منہ نہ کئے ہوئے تھے) اکالوں پر بہنے لگے۔ عجیب کشمیر سامان لہجہ دیا گیا تھا۔ نعمان کی آنکھوں میں بھی آنسو تیر رہے تھے، آپا تو باقاعدہ روئے لگیں۔ میں نے بچوں کی طرف دیکھا تو وہ بھی گراؤں جھٹکے، اس بیٹھے تھے۔ میں نے نعمان کو اشارے سے سمجھایا کہ گیا کرنا ہے۔ اس نے بچوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر اللہ حافظ کہا۔ ہم دونوں نے گھر والوں کو سلام کیا اور پھر جلدی سے دروازے کی طرف بڑھے، بچوں نے بھی نعمان کی تشہید میں سامان اٹھایا اور ہم گھر سے اٹھ کر سبز حیلوں کی طرف بڑھے۔ صبح کے آنحضرتؐ تھے، ایسی مٹی نچے چڑھ کر کے غلاہ اور کوئی نہیں تھا، نعمان نے اسے سلام کیا اور نور اذاعتی دروازے کی طرف بڑھا جو کیدار کہنے لگا کہ باہر ایک ٹیکسی کھڑی ہے اس سے ہاتھ کر لیتے

۱۔ آنسو، اللہ، ح۔ مثنوی حسن ٹوکی رومیہ اللہ علیہ (مثنوی) نظم پاکستان
۲۔ مثنوی محمد تپیش، ح۔ مثنوی خالد محمود، ح۔ مثنوی حافظ صادق، ح۔ حالہ محمد اذیت
۳۔ حافظ محمد صالح، ح۔ مثنوی حرول حسین بوجیلا، ح۔ توراہ حافظ محمد ریاض

یہ ہم سب ظلیٹ کے بڑے گیٹ سے باہر آئے وہ چوکیہ لہنے ڈرائیو رستے بات کی اور
ایزپورٹ جانے کیلئے فوراً راضی ہو گیا۔ نعمان نے اپنے ابا اور آپا سے کہا کہ آپ ہمارے
لئے خوب دعا کیجئے گا کہ اللہ ہمارے عمرو کو قبول فرمائے اور ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق
بخلا فرمائے۔ (آمین) آپا نے خاموشی سے آمین کہا۔ میں اور نعمان ٹیکسی میں بیٹھے اور
گھر واپس گئے اللہ حافظہ کہا اور اب ہماری ٹیکسی تیزی سے ایزپورٹ کے راستے پر دوڑ رہی تھی۔
نعمان کی رگزش اور پرامن آواز میرے کانوں تک پہنچ رہی تھی، جب لیک کی صدا میرے
کانوں تک پہنچی تو دل بیت اللہ کی طرف محور ہوا ہو گیا۔ میں آہستہ آہستہ لیک پر ممتحن رہی
اور لیک کی صدا میرے دل کی دھڑکن کے ساتھ ابھرتی رہی (میں نے اپنے چہرے کو ہاتھوں
سے چھپا لیا تھا تاکہ باعزم کی آنکھ چہرے پر نہ پڑے) ایزپورٹ پہنچ کر آرام سے چائے وغیرہ
پیا۔ پھر نعمان نے گھر فون کیا کہ ہم خیریت سے ایزپورٹ پر پہنچ گئے ہیں۔

گٹ وغیرہ کی چینگ اور سامان کی روانگی کے بعد میں اور نعمان ایک طرف صوفے پر
بیٹھ گئے اور خاموشی سے لیک پڑھتے رہے۔ نعمان کے قریب ایک فیملی بیٹھی ہوئی تھی، کافی
وجہ اگر اندازہ نظر آ رہا تھا ان صاحب سے نعمان کی دعا سلام ہوئی اور ان کے بچے سے نعمان
کی دوستی ہو گئی۔ بچے کی والدہ میرے پاس آکر بیٹھ گئیں، کچھ دیر ہم دونوں حرم کا ذکر کرتے
رہے، پھر ہماری فلائٹ کی روانگی کا اعلان ہوا۔ ہم سب فوراً اٹھے جہاز میں بیٹھنے کے لئے
روانہ ہو گئے۔ نعمان کے ہاتھ میں ایک منٹائی کا ٹیک ڈب تھا جو اس کے کسی دوست نے راضی
کہ نعمان عمرو کرنے کے بعد میرے ہاتھوں کو مکہ معظمہ میں چھپوہار کیٹ کی فلاں دکان پر
پہنچا رہا۔ جہاں ہاتھ کے سامان کی چینگ ہو رہی تھی وہیں عبداللہ لائق بھائی موجود تھے
(عبداللہ لائق بھائی کانج کی سبیلی رحمان شہوہو کے شوہر ہیں اور سعودی ایئر لائن سے منسلک
ہیں) میں نے نعمان سے کہا بیٹا جہاز اور سامان کو سلام کر اور بتاؤ کہ میں کونسی صاحب کا بیٹا
ہوں۔ عبداللہ لائق بھائی کہنے لگے بھئی ماشاء اللہ اب تو تم بچانے بھی نہیں جا رہے ہو، کیا پلائی
پلاؤنگ کرتے ہو۔ نعمان نے اشارت میں جواب دید انہوں نے نعمان کے سر پر ہاتھ رکھ کر
اسے دعا دی اور پوچھنے لگے تمہارے ساتھ کون ہے؟ نعمان نے کہا میری امی میرے ساتھ
ہیں۔ یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے بیٹا تم بڑے خوش نصیب ہو کہ ماں کے

ساتھ عمرو جا رہے ہو۔ ماں کی خوب خدمت کرنا تاکہ اللہ تم سے راضی ہو جائے اور ہمیں
بھی اپنی جہازوں میں یاد رکھنا۔ نعمان کہنے لگا میں بھی آپ سے دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں
اور ایک ضروری کام آپ سے ہے وہ یہ کہ میرے ایک دوست نے اپنے ماسوں کے لئے
افروٹ کا سلوہ بچھا ہے جس چاہتا ہوں یہ امانت میں وہاں تک پہنچاؤں۔ عبداللہ لائق بھائی نے
چینگ کرنے والے عرب آفیسر کو عربی میں بتایا کہ یہ میرا بھانجا ہے اور اس ڈب میں سلوہ
ہے اور یہ کسی کی امانت ہے، آپ کھول کر دیکھنا چاہیں تو کھول لیں۔ عرب نے مسکرا کر جانے
کا اشارہ کیا۔ نعمان نے ایک ہار پھر عبداللہ لائق بھائی کو سلام کیا اور ان کا شکر یہ ادا کیا اور ہم
آگے بڑھے۔ طیارہ میں جا کر نعمان نے میٹ نمبر جلد ہی تلاش کر لیا اور ہم آرام سے بیٹھ
گئے۔ اپنے صحیح وقت پر طیارہ چلا، جہاز کے پائلٹ نے ہم اللہ پر کرم سواری کی دعا پڑھی:

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مَقْرُونِينَ ؕ وَابْنَا
إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ۝

”پاکا ہے اُس کی جس نے ہمہ تنے لہنہ میں کر دیا اس کو اور نہ تھے ہم
اس کو قابو میں کرنے والے، اور ہم اپنے پروردگار کی طرف ضرور
لوٹنے والے ہیں۔“

میں نے اور نعمان نے بھی دعا پڑھی اور پھر یہ دعا بھی پڑھی

زَبَّ أَنْزَلْنِي مَقْرَلاً مُنَارَكَ وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۝

”اے میرے رب! اتار مجھ کو اچھا جہاز تیار کر اور تو بہتر اتارنے والا ہے۔“

جہاز فضا میں پرواز کرنے لگا، پھر احتیاطی تدابیر بتانے کیلئے دو ایئر ہوسٹس آئیں اور
مشاوروں کی زبان میں بتانے لگیں کہ اگر طیارہ کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو آپ کو اس صورت
میں کیا کرنا ہے۔ میں نے ان لڑکیوں کا لباس دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا کیونکہ اب انہوں نے ایسا
لباس پہنا ہوا تھا کہ ناگہان دیکھی ہو گئیں جس اور سر پر بھی ٹوپی نہاد رہا تھا، وہ جب ۱۹۹۱ء
میں ہم حج کے لئے بیت اللہ گئے تھے تو ان کی ناگہان دیکھی ہو گئیں اور سر بھی نکلا ہوا تھا۔ سب
سے زیادہ بڑی بات تو یہ ہے کہ ہم خود کو مسلمان کہتے ہیں اور اس بات کا دعویٰ بھی کرتے ہیں

کہ ہم اسلامی ریاست کے رہنے والے ہیں، لیکن کام ہم غیر مسالوں جیسے کرتے ہیں۔ ان کو عمر لڑکیوں کے بھائے جی ہم لڑکوں سے بھی لیا جاسکتا ہے ہر پھر ہم نظر کے فساد سے بھی بچ جائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عورت کو مستور رہنے کا حکم دیا ہے تو ہمیں ہنر سے ہی حل کیا جنت کے اللہ کے احکامات کو مان لینا چاہئے، لیکن بہت کم مسلمان ہیں جو اللہ کے قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتے، زیادہ تر مسلمان تو غیر مسلموں کی طرح ختم ہو جانے والی دنیا سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سفر میں شہر و باغات اور عربی کھانے سے ہارنی ٹوٹنیج کی گئی۔ میں اور نعمان ذکر و ذکر کے ساتھ ساتھ کھانا کھاتے رہے۔ ہم ہاتھ وغیرہ دھو کر پھر ہینک پر دھت لگے۔ عصر کے وقت جدو دینت پر منہ پھینچے، وہیں صبری کی ڈاڑھی تھی۔ نعمان پوسپورٹ کی چیکنگ وغیرہ کے لئے لائن میں لگ گیا جب اس کا نمبر آیا تو اس نے مجھ بلایا، کڑی پر جو لڑکا کام کر رہا تھا وہ نعمان سے عربی میں کہنے لگا تمہیں عربی آتی ہے؟ نعمان نے اجابت میں جواب دیا تو وہ لڑکا بہت خوش ہوا۔ پوچھنے لگا کہ آپ کے ساتھ آپ کی والدہ ہیں، نعمان نے جواب دیا جی ہاں میری والدہ ہیں۔ یہاں سے میں اور نعمان سامان کی چیکنگ کے لئے آتے ہیں۔ سامان سامان کیا، نعمان نے تمام سامان ٹرال میں رکھا اور اب اگلی لائن میں لگ گئے۔ میں نے اٹھنی کیں اور بیک کا ٹالا کھول کر ڈیجین کھول دی تھیں تاکہ چیکنگ کرنے والوں کو وقت نہ ہو۔ اس نے ہمارا اطمینان دیکھا اور زمین تھلی ہوئی دیکھیں تو اس ایک آجہ باتھ اوٹر اور ہمارا پیر اٹھی بیک اور ہسٹریڈ پر چاک لگا دیا۔ میں نے ڈپ بھی اس کے سامنے کر دیا اور عربی میں کہا بھائی اس میں حلاوہ ہے۔ پھر میں دیر کھولنے لگی تو اس نے مسخ کر دیا۔ آتے دسٹی سامان کی چیکنگ ہوئی، ہر دے میں دو خواتین بیٹھی تھیں جن کے پاس کاٹیکر ڈیوڈ تھا جس نے جن کی سہولت کی وجہ سے ہاتھ اپنا اتحاد دینے تو وہ دونوں ہسٹریڈ نے تھیں اور اس طرح ہمیں ان مراحل سے آسانی سے نجات مل گئی۔ اس کے بعد نعمان نے سامان کی ٹرال فارخ موڈ اور رب ہم روزانہ سے ڈپ لگائی۔ نعمان نے مجھ سے کہا ای جی میں زاہد کو فون کر دوں وہ اپنے چکر لڑنے لڑ کر آجائے گا (نعمان کا ایک دوست زاہد اس وقت اپنے بیٹے بھائی اور بھالی کے ساتھ جدو دینت تھا اور نعمان سے بہت محبت کرتا تھا) میں نے نعمان سے کہا کہ بیٹا تمہارے معتمد

جا کر زاہد کو فون کر دینا اس وقت ہم احرام کی حالت میں ہیں ہمارا ایک ایک لمحہ تھتی ہے، میں سید سے بیت اللہ کا رخ کرنا چاہئے۔ جب ہم باہر آئے تو یحییٰ زین گاڑیاں لائن سے کڑی تھیں۔ میں ایک یحییٰ زین کی طرف بڑھی تو آیت خاتون تیزی سے چلتی ہوئی میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں، آپ مکہ مکرمہ جا رہی ہیں؟ میں نے کہا جی، تو وہ خاتون اللہ سے دریافت کرنے لگیں کیا یہ آپ کے ساتھ آپ کا بیٹا ہے؟ میں نے جواب دیا جی، تو کہنے لگیں آپ اپنے ساتھ ہمیں بھی گاڑی میں بٹھالیں۔ میں اور میری بیٹی اور ایک ڈپ سے بھائی ہیں، ہم پہلی دفعہ آئے ہیں، ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ مکہ میں اوٹل وغیرہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا ضرور لیکن ہم سب مل کر پھرتے ہیں، میں آپ کو ہوٹل کے پاس لے جاؤں گا (ابن شہار اللہ) ان کے بھائی ڈرائیور کے پاس بیٹھ گئے، پیچھے نعمان، میں اور دو دونوں خواتین بیٹھ گئیں۔ راستے میں مغرب کی لائن ہو گئی۔ سعودی عرب میں ہر جہاز ال پیپ سے ملتی ہے، یہاں کی ہر مسجد میں خواتین کی نماز کے لئے علیحدہ حصہ بنا ہوا ہے، جہاں ہندو اور خواتین کو نماز پڑھنے میں کوئی وقت محسوس نہیں ہوتی۔ ڈرائیور نے ہمیں خواتین کے حصے کی طرف تار اور ہم سب سے مخاطب ہوا، لیکن جب آپ نماز پڑھ لیں تو گاڑی کے پاس آکر کڑی ہو جائے گا۔ ہم تینوں بھی نماز پڑھنے جا رہے ہیں (ڈرائیور بھائی تھا اور اردو بھی بہت اچھی بول رہا تھا اپنی گفتگو، عادات و اطوار سے دیکھ کر آوی لگ رہا تھا۔ اس نے ہمیں راستے میں بتایا تھا کہ پچیس سال سے عرب میں خلافت کر رہا ہوں، ہم تینوں خواتین مسجد میں داخل ہوئیں، فود اجاعت کڑی ہو گئی۔ فرض پڑھنے کے بعد ہم نے اپنی نماز مکمل کی اور پھر مختصر تسبیح اور دعا کر کے ہم مسجد سے باہر آگئے، کیونکہ حرم منجھنے کی بھی ہلدی تھی۔ دو تین منٹ بعد دو خواتین بھی نماز پڑھ کر آگئے۔ ہم سب پرانی ترتیب کے اعتبار سے گاڑی میں بیٹھ گئے۔ ڈرائیور اپنے کام کا ماہر لگتا تھا اور پھر سڑکیں بھی ہموار اور صاف ستھری تھیں۔ بیک سب کے ہونٹوں پر چلائی تھی۔ میں تصور کی آنکھوں سے اللہ کے گھر کو بڑے شوق آتھن سے دیکھ رہی تھی، میری زبان پر اپنے ہی اشعار آگئے، جو میں آہستہ آہستہ دو کہنے لگی۔

میں عرفان خودی لے کر چلی ہوں
اک حسرت آگیا لے کر چلی ہوں

طواف کعبہ کرنے جا رہی ہوں
شعور بندگی لے کر چلی ہوں

اس دور کے ساتھ آگئیں بھی اپنی عبادت میں مصروف ہو گئیں اور وہ ریاضت و تقویٰ
قطرہ میرے ہاتھوں پر چکنے لگی۔ اللہ کے ذکر سے زبان و دل کی حالت عجب سی تھی اور ہم
عشاء سے قبل ہی مکہ منظر پہنچ گئے۔ حالانکہ میں 1991ء میں اس امن دانے شہر میں آگئی
تھی، لیکن اس شہر کی تو بات ہی نہ تھی ہے، یہاں آنا تو بہت اچھا لگتا ہے لیکن یہاں سے جاننے
وقت انسان اللہ کے گھر کی ہدائی کی وجہ سے غافل ہو جاتا ہے۔ میں اور نعمان دعا پڑھنے میں
مصروف ہو گئے۔ میں نے ڈرائیور بھائی سے کہا کہ باب عروہ کی شاہزادہ چلیں، جب ہم وہاں
پہنچے تو میں نے ان خواتین سے کہا کہ اس شاہزادہ کے دونوں طرف ہوٹل ہی ہوٹل ہیں، زیادہ
تر ہوٹل کم کرایہ کے ہیں، باقی جو ہوٹل آپ کو بڑے بڑے نظر آ رہے ہیں ان کا کرایہ کافی
ہے، اب آپ جیسا مناسب سمجھیں وہ کریں۔ ان کے بھائی نے بڑے ہوٹل کے سامنے
گاڑی رکوائی اور اپنا کرایہ لیا اور کے گاڑی سے اتر گئے۔ میں نے ڈرائیور سے کہا کہ حدیقا المہاب
کی طرف چلیں ہمیں مدرسہ صوفیہ جانا ہے۔ جب اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچے تو مدرسہ کے
قریب کوئی ہوٹل نظر نہیں آیا (میں نے سوچا تھا کہ مولانا شمیم کی فیملی چونکہ مدرسہ کے
ساتھ ہی رہتی ہے اور مدرسہ کے قریب ذرا مناسب قیمت کا کمرہ مل جائے گا، لیکن یہاں
آئے تو مدرسہ کے قریب ایک میدان نے ہمارا استقبال کیا) لیکن میں نے سوچا نفل کا شہن
دبانے میں کیا طرح ہے۔ اس وقت مولانا کے گھر سلمان رکھ دیں گے اور عشاء کی نماز پڑھ کر
سلمان اٹھا کر کسی ہوٹل میں چلے جائیں گے اور اس طرح ہمارا سفر بھی ہو جائے گا۔ یہ سب
سوچ کر میں گاڑی سے جری۔ سلمان گاڑی سے سامنے اتر کر بیٹھے رکھ رہا تھا، میں نے ڈرائیور
کو کہا کہ دیا اور پھر اللہ کا نام لے کر کابل ہیل ٹائلن واپس آیا۔ چند لمحوں میں مولانا شمیم رحمۃ اللہ
علیہ کے چھوٹے بیٹے ندیم کی آواز آئی کون ہے؟ میں نے جواب میں کہا بیٹا مسافر ہیں کراچی
سے آئے ہیں۔ آپ کے، حضرت مولانا صاحب کے واقف کار ہیں، اور وہ فوراً نفل کیا، ندیم کی

ہل نظر آئی میں نے کہا بیٹا ہمارا سلمان رکھ لو، ابھی ہم عشاء کی نماز حرام سے بڑھ کر آئے
ہیں۔ لیکن میں نے یہ محسوس کیا کہ ندیم تذبذب کا شکار ہے کہ آیا ہماری بات کا یقین کرے یا
نہ کرے۔ میں نے اپنا اکتیو جموعہ "خطیب الامم" اپنے پر میں سے نکال کر ندیم کو دیا اور کہا کہ
چلا پہلے تم اس جموعہ میں میرا مضمون "آئینہ جمال میں" پڑھ لو۔ ان شاء اللہ پھر تمہیں میری
بات کی صداقت کا پتہ چل جائے گا۔ کتاب ہاتھ میں لے کر دوپٹہ مٹھنٹن ہوا اور نکلے اور
نعمان کو اوپر والی منزل پر چلنے کی دعوت دی۔ نعمان نے سلمان ڈیوڑھی میں ہی چوڑا دیا تھا۔
مکرت میں ہم دونوں کو اٹھا کر ندیم دوسرے کمرے میں چلا گیا اور تقریباً تین منٹ بعد ہی
بھابھا بھاگا آیا اور کہنے لگا بھائی صوفیہ کچھے گا میں نے آپ سے کچھ اچھا سلوک نہیں کیا، ابھی تو
میں نے آپ کا پورا مضمون نہیں پڑھا ہے، آپ نے ابو کے لئے جو انکم لکھی ہے اور کچھ باتیں
لکھی ہیں صرف سرسری طور پر وہی پڑھیں ہیں تو مجھے فوراً یاد آ گیا کہ آپ 1991ء میں حج کے
لئے تشریف لائی تھیں آپ کے ساتھ دو خواہن اور بھی ہوتی تھیں۔ بھائی آپ دعویٰ جیسا
کہ جیسے ہی ابو آپ کو مدرسہ کی ڈیوڑھی میں دیکھتے تو فوراً اطلاع دے کہتے میری بیٹی آئی ہے، میں
ابھی آتا ہوں۔ ندیم کی باتیں سن کر مجھے مولانا شمیم کا خلوص یاد آیا تو میری آنکھیں ایک
کبرے نم سے جھلکانے لگیں۔ میں نے صرف گردن ہلانے پر اکتفا کیا۔ ندیم کہنے لگا بھائی
آپ تو ابوی کی خاص مہمان ہیں، اگر ابو زندہ ہوتے تو آپ کو کبھی بھی ہوٹل نہیں جانے دیتے۔
آپ دونوں اچھے و فیر کریں، میں اپنے بیٹے بھائی مولانا شمیم کو فون کر کے آتا ہوں۔ ابھی
ہم و فیر کر کے فارغ ہوئے تھے کہ ندیم آگیا اور کہنے لگا کہ بھائی دو منٹ میں بس پہنچا ہی
جائے ہیں۔ نعمان تمام کارروائی کو خاموشی سے دیکھ رہا تھا اسی عرصہ میں مولانا شمیم تشریف
لے آئے۔ نعمان سے دعا سلام ہوئی وہ کہنے لگے بھائی میں آپ کو لور آپ کے بیٹے کو یہاں
قریب ہی ایک گھر میں پہنچا دیتا ہوں، یہ گھر ابو نے ملاو کے ٹھہرانے کے لئے بنایا تھا، کچھ
سلمان بن کے خلوم نے اٹھایا اور کچھ نعمان نے۔ مولانا شمیم نے چابی میرے ہاتھ میں دی
اور کہنے لگے بھائی جب تک آپ کا دل چاہے آپ آرام سے رہیں، اس ٹھیکے میں دو کمرے
ہیں، پورتی خانہ، واش روم، فریج اور اسے۔ کسی وغیرہ سب ہے۔ جب تک آپ وہاں رہیں
کی تم کسی لور کو وہاں نہیں ٹھہرائیں گے اور اتنے دن دو گھر آپ کے لئے ابو کی طرف سے

تھے۔ میرے استاد مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ جب خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑے تو دماغ گریہ دعا ضرور مانگو کہ اے میرے رب جب تک میں زندہ رہوں اور اس وقت تک جو بھی جائزہ مانگوں تو ضرور قبول فرماتا۔ ہدایت، ایمان اور غایت کی دعا مانگو۔ اللہ کا مکر دیکھ کر دل خوشی سے دھڑک رہا تھا لیکن اپنی کوتاہیوں کا احساس کر کے آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ میری نظر خانہ کعبہ پر گئی ہوئی تھی اور اپنا ایک قلعہ میری زبان پر تھا :

بچے کے ساتھ بھی میں طوافِ حرم کروں
 صد شکر میرے شوق کی جھیل ہو سکی
 آنکھوں کے سامنے برت بیت العقیق ہے
 اک آرزوئے دید کی تکمیل ہو سکی

ہماری دعا قسم ہوئی تو جماعت کی تہذیبی شروع ہو گئی۔ میں نے نعمان سے کہا کہ بیٹا آپ صحن کعبہ میں جا کر نماز پڑھ لو، نماز پڑھ کر بابِ عمرہ کی میز جیوں کے قریب آ جاؤ۔ نعمان نے جواب میں کہا ٹھیک ہے اسی اور پھر نعمان صحن کعبہ کی طرف چلا گیا اور میں جلدی سے سورتوں کے حصے کی طرف بڑھی۔ نماز ختم کر کے میں نے جلدی سے آبِ زمزم پیا (کیونکہ اس وقت شدت کی پہلی لگ رہی تھی) پھر میں میز جیوں کے پاس کھڑے ہو کر نعمان کا ہاتھ پکڑنے لگا۔ میں نے نعمان سے پوچھا بیٹا آپ کو طوافِ وسیعی کا طریقہ تو یاد ہے تو نعمان نے کہا الحمد للہ سب یاد ہے۔ پھر اس نے اپنی چادر کو اس طرح لٹکا دیا کہ چادر کو اپنے ہاتھ کے نیچے سے لٹک کر بائیں موڑھے کے اوپر ڈال لیا۔ میں نے نعمان سے کہا کہ بیٹا ایک ساتھ طواف کرنا مشکل ہے، میں سورتوں کے جھنڈے کے ساتھ طواف کروں گی، تم واجب الطواف، استطام اور زم زم پنی کر لیجئے مقامِ ابراہیم کے پیچھے دیکھ لیتا، میں ایک طرف کھڑی رہوں گی۔ میں طوافِ استطام و زمزم اور واجب الطواف سے فارغ ہو کر کھڑی ہوئی تو نعمان مسکراتا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا اے نبی اللہ کا شکر ہے تمام امور صحیح طریقے سے پورے ہو گئے۔ اب آپ صفا و مردہ کی نشاندہی کریں۔ میں اسے لے کر چلی، میز جیوں پر پہنچتے وقت نعمان نے اب الصفا والمنوۃ من طغایر اللہ پڑھی۔ میں نے بھی فوراً مذکورہ آیت پڑھی، پھر ہم صفا کی طرف آئے۔ اب یہاں صفا کی کوئی پہاڑی نہیں تھی،

ہدیہ ہو گا۔ میں نے کہا حیم ہم فرقت نہیں کھولیں گے اور نہ ہی اس موسم میں نسبت ہی کی ضرورت ہے۔ ہمارا بیٹا خانہ کعبہ کی استہلال نہیں کریں گے کیونکہ اس نے کم عمری کے لئے توجیہ میں اور اس میں بھی کھانا پکانے میں لگ جائیں، سب چیزیں ہوئیں سے لے کر استعمال کریں گے۔ بہت ہم پہنچ دن دو کر مدینہ منورہ چلے جائیں گے پھر وہاں ہی میں چھ دن تک کرمہ میں قیام کریں گے۔ مدینہ الرسول میں پہنچنے کے قیام کا ارادہ ہے۔ مولانا حیم کہنے لگے کہ آپ اپنے گھر ہو کر جائیں لیکن جب آپ مدینہ منورہ جائیں تو مکمل وہ غیرہ لے کر جائیے گا۔ اپنی وغیرہ یہاں ٹھہریں چھوڑ دیجئے گا، صرف ہولڈال اور بیک ساتھ لے جائیے گا۔ یہاں الحمد للہ آپ کی سب چیزیں محفوظ رہیں گی، آپ سامان رکھ کر فوراً حرم جائیں، عطاء کی فلا کے بعد فرود کریں، جو بھی ہوائی خدمت ہو ضرور ہوائیں۔ ہم آپ کے پاس آنا رہنے کا، مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ اب ہمارا یہاں قیام نہیں ہے، صرف مذہب اپنی تعلیم کی وجہ سے یہاں رہتے ہیں، ورنہ ہم آپ کو بھی بوسہ لگا لیتے، نہیں کھانے دیتے۔ نعمان نے مسکرا کر کہا کہ مولانا صاحب آپ کا یہ احسان ہی بہت زیادہ ہے۔ میں نے مولانا حیم کا شکر یہ لیا کیا اور پھر اپنے رب کی شکر گزاری کی کہ اے میرے رب تو ہی مشکلات کو آسان فرمانے والا ہے۔ اس اللہ تو ہمیں اپنا کر لیا اپنا شکر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین) سامان رکھو کر خلوام چلا گیا، گراؤنڈ فلور کا فلیٹ نما گھر تھا۔ نعمان گھر میں داخل ہوا، ہم دونوں نے گھر میں داخلی ہونے کی دعا پڑھی۔ نعمان مجھ سے کہنے لگا یہ لوگ کتنے اچھے ہیں کہ فوراً اپنا گھر ہمیں دینے کے لئے پیش کر دیا۔ میں نے کہا دیکھ لو بیٹا ابھی بھی دنیا میں اچھے لوگوں کی کمی نہیں۔ سامان رکھ کر ہم نے ٹالا لٹایا اور لیک پڑھتے ہوئے حرم محترم کی طرف روانہ ہوئے۔ نعمان میری تقلید کر رہا تھا کیونکہ یہ تمام راستے میرے دیکھے بھالے تھے۔ بہت ایک خوبصورت شاہراہ لادوڑ ملی کا حارۃ الباب کے پاس اضافہ ہو گیا تھا۔ ٹیکس پڑھتے ہوئے بابِ عمرہ کی طرف بڑھتے رہے۔ اتفاق کی بات ہے جب ہم بچ پر آئے تھے تو ہمارا داخلی ورود از بابِ عمرہ تھا اور اب بھی بابِ عمرہ ہم نے سبھی داخل ہونے کی دعا پڑھی، میں نے نعمان سے کہا بیٹا اللہ ان میں جا کر آنکھیں کھاتا چنانچہ ہم دونوں نے یہی کیا نظر میں اٹھائیں تو یہی حالہ کہ آنکھیں خانہ کعبہ سے جا کر چمک گئی ہیں۔ عجیب حالت تھی، آنکھوں سے آنسو رواں تھے، ہاتھ لٹو رہے

سعودی حکومت نے تمام پہلوؤں کو ختم کر دیا تھا تاکہ زیادہ تعداد میں ایسی دائرین ہوں تو ان کو سنی کرنے میں دقت نہ ہو۔ جب ہم ۱۹۹۱ء میں آئے تھے تو مظاہر مردہ کی تمثیلی بی پہاڑیاں موجود تھیں، میں نے نعمان سے کہا آؤ بیٹا اور چڑھیں دیکھو یہی وہ ستون ہے جس کی تم نے اپنے ہوا میں نشانہ ہی کی تھی اور یہاں سے اس طرف نظر کرو دو دیکھا اور مردہ کی ہیز روٹھیاں نور ستون نظر آ رہے ہیں۔ جب بیٹا تمہاری سنی شکل ہو جائے تو اب السلام سے نکل کر باہر کی طرف چلے جاتا وہاں تمام کی دکانیں موجود ہیں، تم وہاں پہنچ کر اپنے ہاں منڈو لیا۔ میں باہر پر تمہارا اظہار کروں گی (اپنی سنی کرنے کے بعد) نعمان نے کہا ہاں جی جس طرح آپ نے ختم دیا ہے ان شاء اللہ اسی طرح کروں گا۔ ہم دونوں نے ستون کے پاس کھڑے ہو کر دعائیں مانگیں اور پھر چوتھی نکلے اور دعائیں پڑھتے ہوئے ہم نے سنی شروع کی۔ جب ہیز ستون شروع ہوئے اور ہیز روٹھیاں نے دہری آنکھوں کو غلط کیا تو نعمان دعائیں مانگتا اور دوڑتا ہوا ہم سے بہت آگے نکل گیا کیونکہ میں اپنی اور میانی رفتار سے سنی کر رہی تھی۔ عمرہ کرنے والوں کے دوڑنے سے جو آؤ لپیدا اور سنی دوکانوں کو بہت بھلی لگ رہی تھی اور مجھے حضرت باجو علیہ السلام پر آ رہی تھیں۔ سنتے عقیم اور اللہ کے تابع اور تھے، حضرت امیر ایم علیہ السلام جو اپنے رب کے قلم پر اپنے پیار سے اور شیر خوار فرزند حضرت امانیل علیہ السلام اور اپنی نیک بی بی حضرت حاجہ علیہ السلام کو صلا اور مردہ کی پہاڑیوں کے قریب چھوڑ کر چلے گئے تھے اور انتہائی سارے حضرت حاجہ علیہ السلام اللہ کی رضا پر راضی رہیں۔ پھر پانی کی تلاش میں حضرت حاجہ علیہ السلام نے صفا اور مردہ کے درمیان سات پندرہ نکائے۔ اس زمانے میں ان پہاڑیوں کو اور میانی حصہ نشیب میں تھا اس وجہ سے بی بی حاجہ اپنے پیار سے اور تھے۔ امانیل علیہ السلام کو نظر سے ہوا تو اسے اس وجہ سے اللہ جگہ سے دوڑ کر گزرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور بندوں سے بہت پیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی نیک بندی حضرت باجو علیہ السلام کی یہ سنی بہت پسند آئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس سنی کو قبول فرمایا اور بھیجے تھے۔ بی بی حاجہ علیہ السلام کو اور بیویوں کی دگرگی جگہ نہ رک سکے والا پانی جاری فرمایا۔ جب بی بی حاجہ علیہ السلام نے پانی دیکھا تو اسے منی اور پتھروں سے گھرا اور فرمایا زم زم (پتھر جا)۔ زم زم بھی اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت تھی۔

ہے۔ پیش: ہم ان باتوں پر غور کریں، ہر حاجی اور عمرہ کرنے والے کے لئے بی بی حاجہ کی پریشانی اور پانی کی سنی کے اجلاس میں صفا اور مردہ کے درمیان سنی کرنے کا حکم ہے۔ میرے دل میں اپنے رب کی محبت نے ایک جوش کی شکل اختیار کر لی۔ میں نے تمام تہجد و دعاؤں پر نکالی اور نمازیوں کو کھاری سے ہر جگہ میں اپنے رب سے دعا کیں کرتی رہی، یہاں نفس ہوتی تو پانی پانی تھی (کیونکہ سنی کے درمیان پانی پی سکتے ہیں، لیکن طواف کے درمیان نہیں) میں سنی کرنے کے بعد باب مردہ کے پاس سینہ تر ذکر، اذکار کرتی رہی تو نعمان مجھے آتا ہوا نظر آیا (بشارت اللہ نعمان اپنے قد اور جسم سے دور سے تھا پچھتا جاتا ہے اور چہرہ کی نظر تو اپنے پیچھے کے لئے دو درمیان سے بھی زیادہ تیز کام کرتی ہے) میرا پیارا بچہ ہاں منڈو اور بہت خوبصورت لنگ رہا تھا، مسکراتا اور میرے پاس آیا۔ میں نے کہا بیٹا مبارک ہو، اللہ کی مہربانی سے سب کام ہو گئے۔ کہنے لگا اسی تھی اس آپ کے ہاں نائے ہائی ہیں اور پھر حرم میں جا کر دو رکعت پڑھیں گے اور اپنے رب کا شکر ادا کریں گے۔ میں نے ایک بیٹھ سنی کے برابر ہاں اپنی ہاتھ پیر لپٹے (اتر بیٹھنا) اور پھر نعمان نے ایک مصری بھائی سے قیمتی ناگی اور میرے ہاں کانت دینے (زیادہ تر مصری، ترکی، انڈونیشی، ملائیشی اپنے سر کے ذرا اور اسے ہاں خود ہی کانت لیتے ہیں۔ سالانہ ایسا کرنا نبی ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔ مردوں کو تمام سر کے ہاں منڈوانے چاہئیں) نعمان مسلسل مسکرا رہا تھا میں نے خوش ہونے کا سبب پوچھا تو کہنے لگا ای تمام کی اکان پاب میں کرنا پو ہاں منڈوانے بیٹھا تو ایک غریب میرے قریب آئے اور مجھے بے تحاشہ پیار کرنے لگے۔ وہ عربی میں میرے ہاں کی تعریف کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے تمہارے ہاں نبی ﷺ کی سنت کے مطابق ہیں۔ میں نے محبت سے نعمان کی طرف دیکھا اور کہا ہاں بیٹا وہ ٹھیک ہی کہہ رہے تھے۔ پھر ہم دونوں نے حرم میں جا کر دو رکعت پڑھی اللہ سے دعا کی اور پھر میں نے اپنی جیب سے نقب نکال کر نور الہی چھو لیا وہاں ہاتھوں میں دستانے بھی پہن لئے۔ پھر ہم دونوں میں بیٹے باب فید سے دعا پڑھتے ہوئے نکلے اور اپنے گھر کے راستے پہنچے۔ راستے میں اس کے دائیں طرف سی دو ہو بل آتا ہے جب ہم حج پر آئے تھے ہمیں شہر ادرہ چل رہے ہیں اس کے دائیں طرف سی دو ہو بل آتا ہے جب ہم حج پر آئے تھے تو اسی دو بل سے کہا لیتے تھے۔ نعمان نے میرے کہنے پر اپنی نظریں اٹھائیں اور فوراً کہنے

نہا۔ اہی جی اچھے اس ہو نقل کا پور ڈنکر آگیا ہے۔ آپ یہاں دروازے کی آدھ میں کھڑی ہو جائیں میں کھانے کرا بھی آتا ہوں۔ ابھی دو تین منٹ ہی ہوئے تھے کہ نعمان کھانے کرا گیا۔ ہم آگے چلے تو ہاتھ ہاتھ پر پھل والے کی دکان تھی وہاں رک کر ہم نے پھل لئے، دائیں ہاتھ پر ایک بڑا تھلہ (جنرل اسٹور) تھلہ یہاں سے نعمان نے صبح کے لئے ہاتھ بھی لئے لیا۔ تمام سامان لے کر ہم گھر پہنچے، کھانا کھایا پھر ہم دونوں نے مل کر کمرہ صاف کیا۔ گدوں پر اپنی چادریں ہولڈال سے نکال کر بچھائیں، نگیوں پر غلاف چڑھائے، کپیل نکلانے، کچھ دیر نعمان باتیں کرتا رہا، پھر ہم دونوں کو نیند آنے لگی، کیونکہ ہم سڑ میں کانی تھک گئے تھے۔ بیت اللہ آنے کی خوشی میں ہم ایک رات پہلے بھی صبح طریقے سے سو نہیں پائے تھے۔ میں نے نعمان سے کہا بیٹا میں ڈھائی بجے کا آرام لگادی ہوں، پھر وضو وغیرہ کر کے نماز تہجد کے لئے جزم محترم چلیں گے۔ نعمان نے فوراً میری بات کے جواب میں کہا جی اچھا ای میں ایسا ہی کروں گا۔ نعمان نے رات کے معمولات پڑھنا شروع کئے تو میں نے بھی اپنے معمولات کا آغاز کیا اور جیسے ہی ہمارے معمولات ختم ہوئے، ہمیں گہری نیند آگئی۔ ڈھائی بجے آرام سے میری آنکھ کھلی، میں نے نعمان کو آواز دی تو وہ نیند میں برائے ناکہ کہ میں آپ کے ساتھ ہی چل رہا ہوں۔ مجھے اس کی بات سن کر فسی آگئی۔ لیکن وہ بے خبر سو رہا تھا۔ خبر میں نے حواج ضروریہ سے فارغ ہو کر وضو کیا اور نعمان کو دیکھا تو وہ اب بھی بے خبر سو رہا تھا۔ میں نے نعمان سے کہا بیٹا تم دروازے کی اندر سے کتھی نکالو، جلدی آجا میں جاری ہوں۔ اب نعمان کچھ نیند سے بیداری کی طرف آتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ کہنے لگا ای جی آپ اکیلا نہ جائیں آپ کو ڈر لگے گا، بس میں ابھی پانچ منٹ میں اٹھتا ہوں۔ میں نے کہا یہاں ڈرنے کی کوئی بات نہیں، راستے میرے دیکھے بنائے ہیں۔ تم تہجد پڑھ کر طواف کر لیتا، پھر فجر کی نماز کے بعد اشراق تک جتنے طواف کر سکو کر لیتا، پھر اشراق کی نماز پڑھ کر باب عمرہ کے قریب مجھے دیکھ لیتا۔ ایمان نے مجھے اللہ حافظ کہا اور مذہبہ کہا اور میں ویدار کعبہ کا حلق لٹے آگے بڑھتا رہی۔ لیکن راستے میں مجھے کوئی عورت یا مرد نظر نہیں آیا۔ رات تہجد کے وقت تو کونوں پر ڈائریں پہنچے پھرتے اور حرم کی طرف دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میں اس وقت تنہا جی ایک کمرہ کو تو مجھے ڈر سا لگا لیکن اللہ کے کلام نے ڈر اور خوف کو دور

کر دیا۔ پل کے پیچھے سے نکاد کا کازیاں گزرتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ جب میں حرم میں داخل ہوئی تو تین بیٹے میں دس منٹ باقی تھی۔ میں نے حرم کے ایک خادم سے پوچھا (حرم میں زیادہ تر خدا۔ پاکستانی ہیں) کیا تہجد کی نماز۔ سب نے پڑھ لی، تو وہ کہنے لگا جی تو تہجد میں ڈیڑھ گھنٹہ باقی ہے۔ میں نے کہا کہ جب ہم حج کرنے آئے تھے تو پونے تین بجے تہجد کی اذان ہوتی تھی۔ جو اب میں خلام حرم نے کہا، بہن اصل میں وہ گریوں کا زمانہ تھا، اس موسم میں تو ساڑھے چار بجے تہجد کی اذان ہوتی ہے۔ میں نے اس بھائی کا شکریہ ادا کیا۔ دس بجے طواف کے لئے مسجد کعبہ میں داخل ہو گئی۔ سبحان اللہ حرم کی کیا شان ہے، اس وقت تو اندرات کا کچھ زیادہ ہی نزول محسوس ہو رہا تھا۔ میں نے ڈیڑھ گھنٹے میں آسانی سے تین طواف کئے۔ جب تہجد کی اذان ہوئی تو پھر تہجد پڑھ کر فجر کی نماز تک طواف کئے۔ پھر فجر کی نماز پڑھ کر اشراق تک پہنچا۔ ساڑھے چار بجے طواف کئے۔ پھر اشراق کی نماز پڑھ کر عمرہ کے پاس عورتوں کے حصے میں ہوا کی۔ نماز پڑھ کر میرے حیلوں کے پاس دیکھا کہ نعمان کو کھڑے پایا۔ میں فورا اس کے پاس گئی اور کہا بیٹا آپ کب آئے تھے؟ نعمان نے کہا ای میں ساڑھے چار بجے آیا تھا اس وقت تہجد کی اذان ہو رہی تھی، میں نے نماز کے بعد طواف کئے، طواف میں کئی مرتبہ آپ کی جھٹک نظر آئی۔ ای جی سبحان اللہ حرم کی کیا شان ہے کہ گھر جانے کو دل تپ نہیں ہے۔ بس دل یہ چاہتا ہے کہ بس حرم میں رہوں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سختی نہیں کرتا۔ اس نے ہمارے جسم کا بھی ہم پر حق رکھا ہے اس لئے حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ناشتہ اور آرام بھی کر لیا جائے۔ میں نے کہا بیٹا آپ بالکل ٹھیک بات کہہ رہے ہو۔ پھر ہم گھر کی طرف چلے۔ گھر کے قریب پہنچنے والے تھے تو میں نے نعمان سے کہا بیٹا یہ سامنے جو چھوٹی سی دکان ہے یہاں سے اپنے لئے دودھ اور میرے لئے چائے کا کپ لے لو۔ ذیل روٹی اور کھنن تو آپ نے رات کو ہی لے لیا تھا۔ نعمان نے مجھ سے کہا جی ای آپ یہاں ٹھہریں میں بھاگ کر لے آتا ہوں۔ بہت جلدی دو نظر اب پیڑیں لے کر آگیا۔ ہم گھر پہنچے ناشتہ کیا، پھر آرام کیا۔

گے، پھر تہجد کی نماز پڑھ کر فجر تک طواف کیا کریں گے۔ پھر فجر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کریں گے۔ اشراق پڑھ کر عثمان باب عمرہ کی میز میوں کے پاس آجائے گا، پھر ہم دونوں بتالہ سے ناشتہ لیتے ہوئے گھر جائیں گے۔ ناشتہ کر کے کچھ دیر آرام کریں گے کیونکہ حرم کے دن و رات اور ساتھیوں میں طواف اور دل آویزی لےئے ہوئے ہوتی ہیں۔ جس طرح احکام میں سکنف تھوڑا سا آرام کر کے تازہ دم ہو جاتا ہے، یہی روحانی طور پر اس کی طاقت میں۔ کئی کتاب اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر ساڑھے دس بجے تک حرم جائیں گے، پھر ہم ہوں گے اور منگاف کے پیش قیمت لگات، حرم کی سکون پہنچانے والی ہوائیں وہاں کی عمارتیں (طواف، قرآن مجید کی تلاوت اور قیامات) پھر ظہر کی نماز کے بعد عثمان باب عمرہ کی میز میوں کے پاس آجائے گا، پھر رستے سے کھانا لیتے ہوئے گھر جائیں گے، کھانا کھائیں گے کچھ آرام کریں گے پھر عصر سے پہلے حرم کی طرف اپنی میٹھیوں کو خزانہ بنانے کے لئے پہنچ جائیں گے۔ عصر کی نماز کے بعد طواف حرم کرے رہیں گے، پھر مغرب پڑھ کر موقوفہ ملا تو طواف کریں گے ورنہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے، پھر عشاء پڑھ کر اگر مولائے کریم نے موقوفہ دیا تو ایک طواف کریں گے ورنہ گھر کی طرف چل پڑیں گے۔ رات کا کھانا دو ٹبل سے لے کر گھر پہنچ جائیں گے۔ کھانا کھا کر کچھ دیر دونوں ماں بیٹا باتیں کریں گے اور پھر آرام کریں گے۔ اسی طرح اللہ کے کرم سے ہمارا روزمرہ کا معمول چلتا رہے گا) میری باتیں سن کر عثمان مسکرانے لگا۔ اس کی آنکھیں قدیلوں کی طرح روشن نظر آ رہی تھیں۔ میں نے عثمان سے مسکرانے کا سبب پوچھا تو کہنے لگا ائی جی آپ کی باتیں سن کر میرے دل و دماغ پر روشنی اور نور کا یہ سفر اس طرح ثبت ہو گیا ہے کہ میں زندگی بھر اس فراموش نہیں کر سکوں گا۔ آپ کی یہ باتیں سن کر آپ کی حمد کا ایک شعر میرے دماغ میں گونج رہا ہے۔ مگر وہاں پر طوائف، سجدہ ریزی، ذکر و غیرہ کے الفاظ آ رہے ہیں۔ میں نے مسکراتے ہوئے شعر پڑھا:

READING

طواف و ذکر و فکر و سجدہ ریزی

ایمان شریعت کر رہی ہوں

عثمان نے فوراً اچھا سرا لایا اور کہنے لگا ائی جی یہی شعر تھا۔ میں نے کہا بیٹا میں نے

بچہ تو لگا۔ ائی جی اور لکھی لیا، میرے رب نے لکھو ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں پورے خلوص سے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) ظہر کی نماز پڑھ کر جب ہم مسجد حرام سے نکل کر گھر کی طرف پہلے تو عثمان نے مجھ سے کہا ائی جی آپ اطمینان سے گھر جائیں، میں کھانا مشروبات اور پھل لے کر آتا ہوں۔ ائی جی بازو کی ساری ذمہ داری میری ہے، میں نہیں چاہتا آپ کو اس سلسلے میں تکلیف دوں۔ میں نے تقریباً حرم کے ہر بڑے ذرو ذرے کے سامنے والے بازوؤں کو دیکھ لیا ہے۔ میں نے اپنے رب کا شکر ادا کیا اور عثمان کو دعا مانگی وہ جی ڈوئی گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ کچھ ہی دیر بعد عثمان کھانا لے کر آیا اور ہم کھانا کھا کر تھوڑی دیر کے لئے سوئے۔ سو کر اٹھے وضو وغیرہ کیا اور پھر حرم کے مبارک راستوں پر چلنے کے لئے تیار ہوئے۔ میں نے عثمان کو اپنا پرس دکھایا اور بتایا کہ بیٹا اس جیب میں ایک دن کا خرچ موجود ہوتا ہے۔ تم جب بھی بازو سے کچھ لینے جاؤ تو یہاں سے رقم لے لیا کرو اور کچھ ریال اپنے پاس بھی رکھا کرو، اگر درمیان میں تمہیں بھوک لگے تو حرم سے باہر جا کر مشروبات اور چائے پینے پسند آئے لے لیا کرو۔ عثمان نے ایک فرمانبردار بیٹے کی طرح سر ہلایا۔ میں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر اسے دعا دی۔ حرم کا یہ مبارک دن ختم ہوا اور عشاء کے بعد جب میں گھر پہنچا تو مجھے اپنے پیروں میں شدت کا درد محسوس ہوا۔ میں نے عثمان سے کہا بیٹا ایک زیتون کے تیل کا چھوٹا ڈبہ لے آؤ۔ عثمان ہانکل چھوٹے بچوں کے انداز میں کہنے لگا ائی جی یا میں آنسکریم بھی لے آؤں (عثمان کو آنسکریم بہت اچھی لگتی تھی) میں نے جواب دیا ضرور لے آؤ۔ فوراً پھر والا ائی آپ کے لئے بھی لاؤں۔ میں نے کہا لے آؤ بس تھوڑی سی کٹھنوں کی کیونکہ موسم شہد ہے۔ کہنے لگا ائی جی سردی میں آنسکریم کھانے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔ میں نے کہا بیٹا جو تمہارا ڈبہ لے آؤ۔ عثمان نے پیسے مانگے تو میں نے کہا بیٹا آپ پرس سے نکال لیں۔ عثمان نے خود پیسے نہیں نکالے اور کہنے لگا کہ ائی جی! آپ نے ہم سب بھائیوں کو اس ہلت کی عادت ڈالی ہے کہ کبھی پرس کو ہاتھ نہ لگائیں۔ ائی جی مجھے بہت برا لگتا ہے کہ میں آپ کی کوئی بات بناؤں۔ میں نے عثمان پر ایک محبت بھری مساک کی نظر ڈالی اسے مطالبہ پیرروں کے لئے پیسے دیئے اور کہا بیٹا پہلے کھانا کھاؤ، ہانکل شہد ہو جائے گا۔ ہم دونوں نے ہاتھ دھوئے میں نے دسترخوان بچھا اور دعا پڑھ کر کھانا شروع کیا۔ عثمان کہنے لگا ائی جی

ہوئی سے تھوڑا آگے ایک "فرن تیز" (تاجیائی کی دوکان) ہے۔ کبھی وہاں سے گزرتے ہوئے
 پر اٹھالے لیا کروں؟ میں نے کہا ضرور لو بیٹا۔ فرن تیز کا پر اٹھا بہت عمدہ ہوتا ہے۔ یہ قدرتی
 دلوں کا نام ہے اٹھا ہوتا ہے۔ نعمان کہتے نکالی جی وہاں قریب ہی عربی کھانوں کی ایک دوکان
 ہے، وہی تہ نہ بنتا ہے میں نے قیمت پوچھی تھی دس ریال کا پورا چڑھ ہے۔ میں نے کہا ایک
 ہے بیٹا جب تم دوپہر کا کھانا لیتے ہو تو آدھا چڑھ بھی لے لیا کرو مجھے نکالنا پھر کچھ کہنا چاہتا
 ہے۔ میں نے پوچھا بیٹے کیا تم کچھ اور کہنا چاہتے ہو تو کروں بلائے نکالیں گے کہا تھا بیٹا شرماتا
 نہیں۔ کہتے نکالی جی عربی ہوئی پر صبح کا ناشتہ ملتا ہے، ایک پنے کی ڈش ہوتی ہے اس کے
 ساتھ ایک روٹی دیتے ہیں، ایک ریال اس کی قیمت ہے، ای جی صبح ناشتہ کے لئے لے لیا
 کروں۔ مجھے نعمان کی سادگی اور بھولپن پر بڑا پیار آیا۔ میں نے کہا بیٹے جو تمہارا دل چاہے
 بحت کا خیال رکھتے ہوئے ضرور لے لیا کرو۔ تمہاری آنک کی باتوں سے لگ رہا ہے جیسے چھوٹا
 سا نعمان اپنی امی سے باتیں کر رہا ہے۔ نعمان مسکرتے ہوئے مجھ سے لاؤ کرنے نکالو بیٹے
 بھولپن سے یوں گویا ہوا، امی جی میں آپ کا پچھ ہی تو ہوں (اس وقت نعمان انیس سال چھ ماہ کا
 تھا۔ لیکن بچوں جیسی بھولی بھولی باتیں کرتا تھا) کھانا کھانے کے بعد نعمان زینوں کا تھل اور
 آسکریم لے کر آیا۔ ہم نے آسکریم کھائی، پھر میں نے دوسرے کمرے میں جا کر اپنے
 عروں میں تیل لٹکایا پھر بستر پر آکر لیٹ گئی تو اپنا ک میرے سر میں شدت کا درد اٹھلا۔ درد
 اتنا شدید تھا کہ میں اچانک بچڑھ کر بیٹھ گئی، نعمان میری تکلیف دیکھ کر پریشان ہو گیا، فوراً اٹھا اور
 کہنے لگا چلیں امی میں آپ کو لے کر نئی ڈاکٹر کے کلینک پر چلتا ہوں، میں نے کہا بیٹا اسپتال
 یہاں سے دور ہے۔ تم ایسا کرو کہ گو جرنالہ ہوئی سے آگے جاؤ ای لائن میں انوار کعب کے
 پاس ایک ڈرگ اسٹور ہے، یہاں پر ڈرگ اسٹور پر ڈاکٹر موجود ہوتا ہے۔ میری اس وقت
 بالکل صحت نہیں ہے کہ میں وہاں تک چل کر جاؤں، تم میری کیفیت بتا دینا کہ میری امی کے
 سر میں شدید درد اٹھ رہا ہے، ڈاکٹر صاحب آپ کوئی دوا دیدیں۔ نعمان میری بات سن کر
 جلدی سے چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور کہنے نکالی جی ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ
 آپ کو گولین کا پورا ڈبہ لینا پڑے گا اور امی جی ڈبہ بیس ریال کا ہے۔ میں نے نعمان سے کہا بیٹا
 جلدی سے آؤ۔ نعمان بہت جلد واناے کر آیا۔ فوراً ایک گلاس پانی بھر کر میرے قریب

ہوئی۔ میں اپنی تکلیف کی شدت سے میرے آنسو نکل آئے۔ نعمان نے جلدی سے مجھے دوا
 نکلائی، میرا سر تھکنے پر رکھا اور مجھے اچھی طرح کھیل لڑھکایا، میرا سر دلیلا، پھر مور کا ٹکڑا بن اور
 مورہ منزل پہنچ کر دم کیا۔ اللہ نے اپنے کرم سے مجھے کچھ عیاذ نبی بعد حفظا خطا فرمادی۔ اللہ کی
 رحمتیں اور اس کی مہربانی تھی کہ باقی قیام میں نہ سر میں درد ہو اور نہ ٹانگوں میں تکلیف ہوئی۔
 اچھائی صحت مند ہی اور خوش اسلوبی کے ساتھ رب العزت نے تمام کام کرا دیئے۔

دوسرے دن نعمان نے اپنے دوست زاہد کو جہد فون کیا۔ وہ امی کو پھر جہد سے مکہ
 مظہر لایا اور باب، عمرہ پر آکر نعمان سے ملا (دونوں بچوں نے ملاقات کا وقت فون پر
 مقرر کر لیا تھا) نعمان نے اپنے دوست سے میرا تعارف کر لیا اور اس کے ساتھ کھانا لینے چلا
 گیا، میں کمر کی طرف روانہ ہو گئی۔ جب نعمان نے دروازہ پر دستک دی تو میں نے تھوڑا سا
 دروازہ کھولا تو نعمان کہنے نکالی جی آپ پر قح اوڑھ لیں، زاہد آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا
 ہے۔ میں نے پر قح اوڑھا، نعمان زاہد کو لے کر اندر آیا تو زاہد کہنے لگا آپ کا مدینہ منورہ جانے
 کا کب پرگرام ہے۔ میں نے کہا بیٹا آج تیس دسمبر ہے، سٹائیکس دسمبر کی صبح کو ہمارے مدینہ
 کی پرواز ہے۔ زاہد کہنے نکالی میری بھانجی نے کہلایا ہے کہ آپ مدینہ منورہ جانے سے ایک دن
 قبل جہد ہمارے قریب خانے پر ضرور آئیں، میں بسوں کے آخری اسٹاپ پر گاڑی بھیج دوں
 گی۔ آپ کو ضرور آنا ہے۔ میں نے زاہد سے کہا چھا بیٹا ہم ضرور آئیں گے۔ پھر میں نے اپنے
 دونوں بھروسے "خطیب الامم" اور "روحانی کے سلسلے" زاہد کو دیئے اور کہا کہ یہ اپنی بھانجی
 عابدہ کو دیدینا، نعمان اور زاہد دوسرے کمرے میں چلے گئے، دونوں نے اسی کمرے میں کھانا
 کھلیا۔ میں نے بھی پر قح اتار کر آرام سے کھانا کھلیا۔ زاہد کھانا کھا کر واپس جہد چلا گیا۔ نعمان
 اسے بس اسٹاپ تک چھوڑنے گیا۔ پھر تو نعمان نے اپنا یہ معمول بتلایا کہ روزانہ زاہد کو ضرور
 فون کرنا تھا اور پھر چھوٹے بچوں کی طرح مجھے ساری باتیں بتا کر خوش ہوتا تھا۔

تیس دسمبر کو صبر سے پہلے میں باب عمرہ کے پاس عورتوں کے جسے میں پیشی شیع
 پہنچ رہی تھی تو میری نظر اپنے دائیں طرف پڑی، وہاں ایک لڑکی غالباً اپنی والدہ کے پاؤں دبا
 رہی تھی۔ میں نے اس کی والدہ کو سلام کیا اور پھر ہم آپس میں بات چیت کرنے لگے تو وہ
 دونوں ماں بیٹی بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں آپ تو پاکستانی ہیں، ہم تو آپ کو عرب خاتون

کچھ رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کب سے مکہ معظمہ آئی ہوئی ہیں تو اس لڑکی نے جس کا نام سعدیہ تھا مجھے بتایا کہ تقریباً تین دن ہو چکے ہیں۔ میں نے سعدیہ سے پوچھا کہ کتنے طواف روزانہ کرتی ہو تو سعدیہ نے مجھے بتایا کہ باہمی جس دن ام کویت سے آئے تھے (دہا کہ تہی تمیں لیکن ان کا قیام کویت میں تھا) اس دن ای اور ابو کے ساتھ عمرہ کا طواف اور سعی کی سعی ائی کا دن چونکہ بہت زیادہ ہے اور میں اکیلا طواف نہیں کر سکتی تھی، پہلے دن تو ام نے ای کو کسی پر بٹھا کر طواف سعی کرانی تھی۔ میں نے کہا سعدیہ بنی عصر کی نماز پڑھ کر میرے ساتھ طواف کر لیا کہ وہ بہت آرام سے مغرب کی بلان سے گھل تک تین طواف ہو جاتے ہیں۔ وہ خوش ہو گئی اپنی ٹھاب چہرے پر ڈالی اور مردوں کے حصے کی طرف گئی، جلدی ہی میرے پاس آئی اور کہنے لگی میں نے ابو سے اجازت لے لی ہے۔ پھر اپنی والدہ سے اجازت لے کر میرے ساتھ حرم کعبہ کی طرف چلی۔ کہنے لگی آپ میرا ہاتھ پکڑ لیں تاکہ میں آپ سے جدا نہ ہو جاؤں۔ ماشاء اللہ بڑی بھاری بھاری سعی طواف کی دعائیں اور طریقہ ایسے معلوم تھا۔ میں نے سعدیہ سے کہا کہ بنی ہم طواف کے بعد زحیم پلے کہ پھر دوسرا اور اسی طرح تیسرا طواف کریں گے اور مغرب کی نماز کے بعد تمام نوافل ادا کر لیں گے (واجب الطواف) کہنے لگی ٹھیک ہے۔ ہم نے طواف شروع کیا وہ طواف مکمل ہو گئے۔ ہمارا تیسرا طواف مکمل ہوا تھا تو ٹانگ پر کس صاحب کے گھانسنے کی آواز آئی۔ سعدیہ نے مجھ سے پوچھا باہمی یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ مؤذن کعبہ ہیں یہ اذان سے پہلے مقام امراہم پر کھڑے ہوتے ہیں اور اشارہ بنا کھاتے ہیں تاکہ تمام طواف کرنے والے طواف پورا کر لیں۔ ہمارا تیسرا طواف مکمل کو پہنچا اور پھر ہم دونوں اپنی نماز ادا کی جبکہ کی طرف لوٹ گئے۔ ایک دو مدت بعد مغرب کی اذان ہوئی۔ ہم نے آہستہ آہستہ اذان کا جواب دیا، پھر اذان کے بعد کی دعا پڑھی۔ اس کے بعد اپنی مغرب کی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ نماز کے بعد واجب الطواف کے نوافل پڑھے۔ پھر میں اور سعدیہ قرآن کی المادی سے قرآن لے کر اپنا چک آکر بیٹھ گئے۔ سعدیہ کہنے لگی باہمی آپ کل بھی مجھے اسی وقت پر یہاں ملیں۔ میں نے کہا باہمی میں پچیس دو گھنٹے تک آپ کو یہاں ان شاء اللہ ضرور ملوں گی۔ مجھے تہنات ساتھ طواف کر کے بہت خوشی ہو گی۔ پھر ہم دونوں قرآن پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔

میں نے اپنے دن سعدیہ اور ان کی والدہ سے ملاقات ہوئی۔ دعا سلام کے بعد ہم نے چند باتیں کیں۔ پھر عصر کی نماز کیلئے سب کھڑے ہو گئے۔ نماز کے بعد میں اور سعدیہ حرم کعبہ کی طرف چل پڑے۔ سعدیہ کہنے لگی باہمی میں نے جب اپنے ابو کو بتایا کہ میں نے عصر کی نماز کے بعد باہمی کے ساتھ سعی طواف کئے تو انہیں یقین نہیں آیا۔ کہنے لگے بنی وہ ضرور کوئی بہانہ دوں گی۔ باہمی مجھے ابو کی بات پر بے اعتیاد تھی آگئی اور میں نے ابو سے کہا کہ ابو باہمی میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر طواف کئے تھے، وہ انسان ہیں۔ میں نے سعدیہ سے کہا باہمی میں نے اپنے والدہ کو بتا دیا تھا تو انہیں بھی اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ میرے ہر کام کو آسان فرمادے گا۔ میں نے مندرجہ ذیل دعا سعدیہ کی خواہش پر اسے لکھ کر دی تھی:

اللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْغَيْرَ سَهْلًا اِذَا شِئْتَ

(اے خدا، آسان نہیں سوائے اس کے جسے تو آسان فرمادے اور تو سخت چیز کو آسان فرمادے، جب چاہتا ہے۔)

پچیس دو گھنٹے کو طواف کرنے کے بعد ہم نے نماز پڑھی۔ پھر قرآن مجید پڑھتے رہے، عشاء کی نماز سے کچھ پہلے سعدیہ نے میرے کانچ کا ایڈریس مجھ سے لیا اور کہنے لگی باہمی جب ہم کراچی اپنی چھوٹی کے گھر آئیں گے تو میں آپ سے ملنے آپ کے کانچ ضرور آؤں گی۔ نماز کے بعد میں نے سعدیہ کو گلے لگا کر دعائیں دیں۔ ان کی والدہ کو سلام کر کے میں نے ان سے ہاتھ ملایا تو وہ کہنے لگیں کہ آپ پڑھائی بھی ہیں اور دین کی کافی معلومات بھی آپ کو ہے۔ لیکن پھر بھی نسل پالش لگاتی ہیں۔ میں نے ان سے کہا آپ غور سے دیکھیں یہ ہندی سے نسل پالش نہیں۔ (اس وقت میں نے اپنے دستاں اندر رکھے تھے تو وہ ہندی کو نسل پالش کبھی نہیں) سعدیہ کی والدہ کہنے لگی مجھے معاف فرمادیں، میں نے آپ کو تکلیف پہنچائی۔ میں نے کہا کوئی بات نہیں۔ ہم ایک دوسرے سے رخصت ہوئے اور میں نعمان کے ساتھ گھر کی طرف روانہ ہوئی۔

نعمان روزلا مولانا شمیم رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ندیم سے ملاقات کرنے جا تھا۔ جس نے اپنی دوسری کتاب "روشنی کے سلسلے" بھی ندیم کو بھجوا دی تھی۔ چھبیس دسمبر کو نظریاتی نماز اور کھانے سے فارغ ہو کر ہم نے دو نڈال اور بیک لیا اور پہلے مدرسہ صولحیہ کی طرف دوڑنے ہوئے۔ نعمان نے کابل محل کاٹن دہلایا، ندیم نے دو روٹا کھولا۔ میں نے کہا بیٹا یہ ظالی رکھو ہم جدو جہاد ہے۔ کھل سچ مدینہ منورہ پہنچ جائیں گے۔ پھر یہاں چور جنوری تک رہ کر دوپہر تک جدو جہاد ہو جائیں گے کیونکہ سات جنوری کو رات کے ڈھائی بجے ہماری جہاز سے کراچی کی پرواز ہے۔ ندیم کہنے لگا ہاں ہی جب آپ مدینہ منورہ سے آجائیں گی تو میں آپ کے پاس اپنی بہن بھی کو لے کر آؤں گا۔ ان کو آپ سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے۔ میں نے کہا ضرور لانا۔ ندیم کہنے لگا ہاں اندر آئیں میں آپ کو ایو کا کرو دکھاؤں، ہم اندر پہنچے۔ ایک طرف پھر پر مولانا صاحب کی کتابیں ترتیب سے لگی ہوئی تھیں۔ ان کا پاندان بھی وہاں رکھا ہوا تھا۔ فالین پر مولانا صاحب کی لٹسٹ کتاب لٹائی ہوئی تھی۔ ندیم کہنے لگا کہ ہاں میں صفائی کر کے ایو کی چیزیں اسی طرح رکھ دیتا ہوں۔ ایو کے کمرے میں بیٹھ کر رات کو پڑھا ہوں۔ مجھے اس کمرے سے ایو کی خوشبو آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ پھر مدینہ منورہ کو ایک صاحب دہلی ٹافا کر لایا اور کہنے لگا ہاں میرے ابو نے آخری دن اس صاحب کو استعمال کیا تھا۔ میں نے اسی طرح دیکھا چھوڑا ہے۔ ہاں ہی ایو کی وفات اچانک ہوئی۔ آج تک مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے ایو ابھی مدرسہ سے آکر مجھے آواز دیں گے۔ یہ باتیں کرتے کرتے ندیم کی آواز بھرا گئی۔ عیسیٰ آنکھوں میں بھی مولانا شمیم کو یاد کر کے آنسو آ گئے، میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کی دعا کی اور ندیم کو مہر کی تلقین کی۔ نعمان بھی یہ باتیں سن کر خاموش اور رنجیدہ سا بیٹھا تھا۔ ندیم نے نعمان سے ہاتھ ملایا اور کہنے لگا نعمان صاف کرنا۔ میری وجہ سے تمہیں تکلیف ہوئی۔ نعمان نے ندیم کو سلام کیا، ندیم نے اپنے خادم کو ہاتھ ملانے کا اشارہ کیا۔ نعمان نے بے جا نہ بکے لئے بھیجا۔ جب ہم اسٹاپ پر پہنچے تو بس خالی کھڑی تھی۔ نعمان نے سلمان بنی کی ڈیگی میں رکھوا دیا اور خادم کو سلام کیا۔ مجھے بس میں ہٹا کر نعمان گٹ لے کر آیا۔ اس کے ہاتھ میں جوس کے ڈبے بھی تھے۔ ہم نے اللہ کا نام لے کر جوس پی اور اتنی دیر میں بس مسافروں سے بھری۔ نعمان کہنے لگا ای کتنی عمدہ اور خوبصورت بس ہے۔ سٹیشن بھی بہت

آرام دہیں، ایسا لگ رہا ہے جیسے جہاز میں بیٹھے ہیں۔ ای جی دیکھئے کتنا خوبصورت فالین بھی چھا ہوا ہے۔ اُتر گلی سے یہ بس کراچی پہنچ جائے تو ایک بندہ بعد اس کی شکل بالکل بدل جائے گی۔ اسی اثنا میں ڈرائیور بھی آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ہماری سٹیشن چونکہ آگے تھیں، اس لئے نعمان نے ڈرائیور کو سلام کیا۔ وہ عربی میں خیریت پوچھنے لگا۔ پوچھا کہیں سے آئے ہو یا تو نعمان نے عربی میں ہی بتلایا کہ کراچی سے آئے ہیں۔ ڈرائیور بہت خوش ہوا۔ اپنے نکا تمہارا ستانی ہو لیکن بہت اچھی عربی بولتے ہو۔ نعمان نے اسکا نام سے جواب دیا کہ بس ٹولی پھولی زبان بول کر کام چلاتا ہوں (سڑکیں صاف و شگاف تھیں، ہر شخص وہاں ٹریفک کے اصول و ضوابط کا خیال رکھتا ہے، بس میں کوئی جوڈا مسافر کو نہیں لگتا) میں نے نعمان کو اپنا ایک نکتہ قلعہ بتلایا۔

میں جگہ سے دینے چاہی ہوں
یہی تو روشنیوں کا سفر ہے
جہاں رات کی ان دلیوں میں
زہے قسمت کہ اپنا بھی گزر ہے

میں نے قلعہ شتم کیا، بس رکی تو نعمان نے ڈرائیور کو سلام کیا اور اللہ حافظ کہتا ہوا نیچے اتر گیا۔ ابھی نعمان سامن نیچے اتار رہا تھا کہ سامنے سے زاہد آتا ہوا نظر آیا (نعمان نے سچ کہ منظر سے زاہد کو فون کر دیا تھا اس لئے زاہد اپنی گاڑی لے کر پہنچ گیا) ہم گاڑی میں بیٹھے پھر کچھ دیر بعد ہی زاہد کے بھائی کے گھر پہنچ گئے۔ نعمان کو مردانہ بیٹنگ میں ہٹا کر زاہد لے مجھے اندر کی طرف جانے کے لئے کہا۔ جب میں اندر آئی تو پردے کے دوسری طرف زاہد کی بہن بھی (عابدہ) موجود تھیں۔ ان سے کراچی میں ایک دوسرے سرسری سی ملاقات ہوئی تھی۔ عابدہ نے مجھے سلام کیا اور پھر فوراً مجھے اپنے گلے سے لگا لیا۔ کہنے لگیں ہاں آو ام سے برتن اتاریں۔ پھر بیٹھیں ابھی ہم بیٹھے ہی تھے کہ عابدہ کے بچے اچھلتے کودتے اور سہ پاس پہنچ گئے اور انہ سے اس طرح لپٹ گئے جیسے برسوں سے میری ان سے جان پہچان رہی ہو۔ چار بچے تھے، دو تو بہت چھوٹے تھے اور دو ان سے ذرا بڑے تھے۔ بیٹی کا نام سہرا تھا اور بیٹے کا نام فرات تھا (فرات دونوں چھوٹوں کے نام میرے ذہن سے نکل گئے) فرات کہنے لگا یہاں خالد میں نے آپ

کی دونوں کتابیں پڑھ لی ہیں۔ آپ نے اپنے ہاتھ کے جتانوں کے جو واقعات لکھے ہیں ان واقعات
مجھے ان کے دوسرے واقعات بھی سنائے گا، میں آپ کو سونے نہیں دوں گا۔ ناہرہ کہنے کی
فرما ابھی ہانتی کو آرام کرنے دو۔ پھر عابدہ نے جلدی سے دستر خوان بچھایا اور پھر چائے اور
دیگر لوازمات لاکر رکھے۔ نعمان اور زہد کے لئے دوسرے کمرے میں دودھ اور ناشتہ کا سامان
تیار کیا (کیونکہ نعمان چائے نہیں پیتا، اب تو دو سال سے اللہ نے میری بھی چائے قسم
کر دی) جیسے ہی ناشتہ سے فارغ ہوئے تو فرما نے میرے کان کھانا شروع کر دیئے کہ جنات
کے واقعات سنائیں۔ ناہرہ نے فرما سے کہا ابھی بیٹے انہیں آرام کرنے دو، تم تو ذی ذریعہ
ناہرہ کی ہنڈلنے آئیں۔ ہم نے عصر اور پھر مغرب کی نماز پڑھی۔ مغرب کی غلاب سے فارغ
ہو کر چھ باتیں کیں تو کھانے کا وقت ہو گیا۔ عشا کی نماز کے بعد تو فرما نے میرا چھاپا کھلایا
کہ اب تو آپ کو جب تک نہیں سونے دوں گا جب تک مجھے جنات کے واقعات نہ سنائیں۔
نعمان زہد کے ساتھ جلدی سیر کو نکل گئے اور میں بچوں کو واقعات سناتی رہی۔ رات یہاں بیٹھے
تک فرما اور ریحہ قہقہے مینے رہے۔ پھر عابدہ نے انہیں زبردستی ان کے بستروں تک پہنچایا اور
اٹت تم کر دی، ہم سب آرام سے سو گئے۔ صبح نماز سے فارغ ہو کر جلدی جلدی تیاری کی
کیونکہ ہمیں گھر سے ساڑھے سات بجے نکالنا تھا، خوبچہ کی ہماری پرواز تھی۔ میں نے نعمان کو
سفید کپڑے نکال کر دیئے اور کہا بیٹا غسل کر کے یہ کپڑے پہنا لو کیونکہ نبی ﷺ کو سفید
رنگ بہت پسند تھا۔ کپڑوں پر نہیں قسم کی خوشبو بھی نکالنا کہ عابدہ نے بہت تیزی سے ناشتہ
تیار کیا، سب نے مل کر ناشتہ کیا، پھر میں نے برقع اور حجاب اور فرما بھی ایتر پورٹ تک
جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ زہد اور نعمان آج میں باتیں کر رہے تھے اور بچے مجھ سے
مصرولہ گفتگو تھے۔ راستے میں زہد نعمان کو مختلف پلوں اور شاہراہوں کی تفصیل بتا رہا تھا،
راستہ بہت خوبصورت اور کشادہ تھا۔ تقریباً ساڑھے سات بجے ایتر پورٹ پہنچ گئے۔ زہد نے
میں اندر تک پہنچایا، نعمان کو گلے لگایا، مجھے سلام کیا، درج اور فرما کا میں نہیں چل رہا تھا کہ
وہ زہد کے ساتھ مدینہ منورہ چلے جا گیا۔ مجھے سلام کرنے کے بعد فرما نعمان سے لپٹ گیا،
نعمان نے اسے باہر کیا، درج کو عادی اور پھر ہم انہیں اللہ حافظ کہہ کر اندر چلے گئے۔ قیام
بہراہن سے گزرنے کے بعد آخر کار ہم اپنی ٹھکانے کے انتظام میں لاؤنج میں آکر بیٹھ گئے۔

نعمان تم کو ذی ذریعہ کہتا ہے، بعد کالی کے دوک لے کر آیا۔ کالی انتہائی لذیذ تھی، ہم آہستہ آہستہ کالی
چتے رہے۔ کالی پل کر نعمان مدینہ منورہ کے بارے میں مجھ سے باتیں کرنا رہا پھر میں نے
نعمان کو اپنا ایک اکتیدہ اکتیدہ سنایا۔

ہم نے بھی ہانے کے امکان ہوئے
تعمیر ذوق و شوق کے سامان ہوئے
نے کر چلا ہے عشق و یاد رسول میں
مدد شکر پورے دل کے سب ارمان ہوئے

نعمان نے سن کر سبحان اللہ کہا۔ ہمیں ان بیماری باتوں میں وقت گزرنے کا احساس بھی
نہیں ہوا۔ پھر ہماری ٹائٹ کا اعان ہونے لگا، ہم دونوں فوراً اپنی نشستوں سے اٹھ گئے اور
طیارہ میں داخل ہوئے۔ ہمیں نعمان نے جلدی ہی تلاش کر لیں۔ اپنی نشستوں پر بیٹھے،
حیث بندھے، لڑکیوں نے حفاظتی جہازات دیکھا شروع کیں، وہ پڑھتی گئی اور پھر بنا ہٹیا رہنا
میں بیٹھ ہوا۔ حیات کھولیں۔ مشروبات کی ٹرالیوں آئیں، ایسٹورڈ نے پسندیدہ مشروب
پہنچا، نعمان نے میرے پسندیدہ مشروب (آزاد کا مشروب) کا نام بتایا، ابھی مشروب پل کر
فارغ ہوئے تھے کہ نعمان نے مجھے کچھ اخبار کی سرخیاں پڑھ کر سنائیں۔ پھر حیات باہر سے کا
مشاورہ وصول ہوا، طیارہ مدینہ منورہ کے ایئر پورٹ پر اترنے لگا۔ میں نے نعمان سے کہا بیٹا
اس شہر میں کثرت سے درود شریف پڑھنا اور کوشش کرنا کہ پانچ دن کے قیام میں تم آدھ دو
قرآن مجید کی تلاوت کر لو۔ ہماری چالیس نمازیں تو نہیں ہو سکتیں، ایسا کرنا ہر نماز کے ساتھ
ایک قضا نماز بھی پڑھ لینا۔ اگر اس کا حکم ہو گا تو تم توڑے سے کھلی سے بھی خیر کثیر مل جائے
گا۔ میں نے کبڑی سے دیکھا تو مدینہ کی پہاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ میں نے نعمان سے کہا تم
ابھی دیکھ رہے تھے حسین منظر نظر آ رہے ہیں۔ اسی اثناء میں پہاڑوں کے پر رک گیا۔ پہاڑ سے
تہک۔ سامان کی تلاش کا مرحلہ تھا، وہاں کے انتظامات انتہائی اعلیٰ تھے، بہت سادہ ہمیں اپنا سامان
مل گیا۔ نعمان نے ٹرالی میں سامان رکھا، ہم دونوں باہر کی طرف چلے پڑے۔ میں نے کہا بیٹا
اس طرف گاڑیاں کبڑی ہوتی ہیں، جا کر پوچھو جو بس روخصہ رسول ﷺ تک جاتی ہے اس
میں سامان رکھو۔ چنانچہ نعمان نے دو منٹ میں بس تلاش کر لی اس نے سامان اٹھایا تکت لئے

اور ہم دونوں ہاں بیٹے بس میں سوار ہو گئے۔ میرے ہونٹوں پر میری ایک لہریلی آنکھ آئی۔

طیبہ کی سمت بڑھنے لگے جب مرے قدم
ہر سطر جمیل لگا ہوں میں آگیا
جب یہ خیال آیا کہ سرکار ہیں یہاں
کیا نور تھا جو قریہ جاں میں سا گیا

مدینہ منورہ میں کافی سردی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن اس موسم سے طبیعت میں ایک خاص فرحت کا احساس ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بس مسافروں سے بھر گئی۔ بس چلنے لگی تو ہم نے دعا پڑھی۔ پھر مسلسل درود شریف پڑھتے رہے۔ کچھ ہی دیر بعد ہماری بس روڈ پر رسول ﷺ کے سامنے جا کر رک گئی۔ نعمان اور میں نیچے اتر کر حضور اقدس ﷺ کے گنبدِ خضراء کی طرف نظریں اٹھائے ادب سے گزرتے تھے۔ بزمِ شہد و محبوب میں چمکتا ہوا دل میں حیرت چاہ تھا۔ ہونٹوں پر درود شریف تھا اور آنکھوں سے آنسو نگاہوں کی صورت میں ٹپک رہا بہ رہے تھے۔ نعمان نے شہداء اسانس لیا اور بس میں سے سامان اتارو میں نے نعمان سے کہا کہ بیٹا سامان ایک طرف رکھ دو میں یہاں کھڑی ہو جاتی ہوں۔ تم اسی گلی سے سیدھے چلے جاؤ۔ اسی طرح چلے رہنا پھر ایک ہوٹل آئے گا جس کا نام "دارالسیف" ہے وہاں ایک بنگالی بھائی ہوتے ہیں۔ ان سے کہنا کہ اسی سال میرے ایک ہمسایوں نے فریج خریدی تھی آپ کے ہوٹل میں انہوں نے قیام کیا تھا، آپ نے کرایہ کے سلسلے میں ان سے بہت رعایت کی تھی، مجھے انہوں نے بھیجا ہے۔ میری والدہ اسٹاپ پر کھڑی ہیں۔

میں اسٹاپ پر کھڑی تھی اور چپکے چپکے اپنی ایک نصیب کا شعر بار بار پڑھ رہی تھی۔

حرم کے نگاہوں کو دیکھا کریں گے
نزاں میں بہاروں کو دیکھا کریں گے

ابھی میں یہ شعر پڑھ رہی تھی کہ نعمان تیزی سے آتا ہوا نظر آیا اور کہنے لگا اسی شکر ہے اللہ کا، ان بیٹا صاحب کا کادو میرے پاس تھا تو ان کا ہوٹل تلاش کرنے میں زیادہ مشکل نہیں ہوئی۔ اسی ہوٹل کے مالک بڑے اللہ والے ہیں مجھے بہت پیار کیا اور کہنے لگے، تمہاری والدہ بزرگوار کے شکر سے تمہاری ہونٹوں کی تم ان کو لے کر جلدی آؤ اور کسی بھی سلسلے میں پریشان

نہ دو، میں ان شاء اللہ تمہارے ساتھ کافی رعایت کروں گا۔ میں نے نعمان کی بات سنی اور کہا کہ یہ بیٹا چلو کچھ بچہ بچلا سامان میں اٹھا لیتی ہوں۔ لیکن نعمان نے سارا سامان خود اٹھا لیا۔ میں نے کہا میرے لالہ تم تک جاؤ گے، تو کہنے لگا اسی جی آپ کو پتہ ہے کہ میرا لالہ مجھ پر بیٹے کا ہے۔ اس لئے یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے کا کہ مجھ پر کبھی نہیں تھکتا۔ ہم دونوں جلدی جلدی ہوئی پینچ، دو صاحب ہمیں لے کر کمرے میں پہنچے اور کہنے لگے باقی صحاف کیجئے گا، ابھی اس بڑے کمرے میں قیام کریں۔ ان شاء اللہ دو بیٹا والا کمرہ آپ کو شام تک دے دوں گا۔ نعمان نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر ہم دونوں ہاں بیٹے نے وضو کیا۔ نعمان چائے اور مشروب لے کر آیا۔ پھر دیر آرام کرنے کے بعد ہم مسجد نبوی کی طرف چلے گئے۔ نعمان نے دہر السیف کے مالک کو سلام کیا، انہوں نے جواب دے کر کہا بیٹا آپ بے فکر ہو کر مسجد نبوی جاؤ، چابی کا کادو لے کر آؤ تاکہ آپ دونوں میں سے جو بھی پہلے ہوٹل میں آئے اسے وقت نہ ہو۔ میں نے نعمان سے کہا بیٹا میں عمر کی نماز کے بعد ریاض الجنہ کا دروازہ کھلنے کا انتظار کروں گی (عمر کے بعد اور اشرق کے بعد خواتین روئے رسول پر سلام و زیارت کے لئے حاضری دے سکتی ہیں) اور نبی ﷺ کے روئے کی زیارت کر کے اور ریاض الجنہ میں نوازل پڑھ کر پھر ہوٹل آؤں گی۔ یہ راستے میرے دیکھے بھالے ہیں، تم پریشان نہ ہونا۔ نعمان کہنے لگا ٹھیک ہے اسی جی میں اتنی دیر مسجد نبوی میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہوں گا۔ میں نے کہا بیٹا اس وقت ہم جا رہے ہیں، مسجد نبوی کا ایک دروازہ باب جبرئیل ہے تم اسی دروازہ سے روئے رسول پر جا کر حاضری دینا۔ آپ کے روئے پر آپ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام پڑھنا، صفحہ پر اللہ پڑھنا، استخوان الوفور کے پاس بیٹھ کر ستر مرتبہ درود شریف پڑھنا، لوہر حضور اقدس ﷺ کا چہرہ اور ہے وہاں بیٹھ کر یہ درود شریف پڑھنا لعنل ہے :

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الْمُفْعَذِ الْمُفْرَبِ جَنَّةِ
يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

"اے اللہ اپنی خاص رحمت نازل فرما سیدنا محمد ﷺ پر اور قیامت کے

دن ان کو اپنے دربار میں زور کی تمام مظاہر۔

استوان عاتقہ (رضی اللہ عنہا) پر وہ نقل پڑھتا۔ خلفائے راشدین میں خلیفہ کول بود خلیفہ ثانی (شہین) رضی اللہ عنہما کی نشست عموماً اسی ستون کے پاس ہوتی تھی۔ اس کی فضیلت اور خصوصیت برکت کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ستون کے قریب ایک جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی فضیلت معلوم ہو جائے تو وہاں جگہ حاصل کرنے کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت آجائے۔ اس خاص جگہ کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو علم تھا۔ آپ نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو خانہ بواہ جگہ بتادی تھی۔ جب صحابہ نے ان کو اس ستون کے قریب ذر بہت کر نماز پڑھنے دیکھا تو کچھ گئے کہ یہی وہ قطعہ مبارک ہے۔ باب الراجل والے تمام دروازے مردوں کے واسطے کے لئے ہیں اور باب النساء عورتوں کے لئے مخصوص ہیں۔ ہم باتیں کرتے ہوئے چل رہے تھے جب میں نے اپنی یہ بات ختم کی تو باب النساء کا بواہ اور واہ مجھے نظر آیا، میں نے نعمان سے کہا یہاں باقی اس سلیک کی باتیں رات کو ان شاء اللہ تفصیل سے بتاؤں گی۔ میں نے نعمان کو یہاں سے اللہ نافذ کہا اور میں باب النساء کی طرف چڑھی۔ مجھے اپنے حج کے زمانے کے واقعات یاد آئے، جب سب حج کے لئے آئے تھے (نور فاطمہ، صوفیہ، ان کی چھپو اور داری) ان زمانے میں مسجد نبوی کی توسیع ہو رہی تھی۔ باب النساء کے سامنے پردہ لگا ہوا تھا۔ اب دروازے کے سامنے عورتوں کے پردہ کے خیال سے ایک خوبصورت دیوار (آڑ کے لئے) موجود تھی اور بھریدہ زیب باب النساء اپنی شان و شوکت کے ساتھ نظر آ رہا تھا۔ دروازہ پر چار خواتین موجود تھیں جو عمرانی اور تلاشی کے فرائض انجام دے رہی تھیں۔ میں نے اپنا پاس کھول کر ان کے سامنے کیا تاکہ انہیں تلاشی میں وقت نہ محسوس ہو۔ یہ خواتین بڑی تیز نظر رکھتی تھیں کہ ایک بو میں عورتوں کو پہچان لیتی تھیں۔ میں نے انہیں سلام کیا اور مسجد نبوی میں داخل ہوئی اور ساتھ ہی مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھی۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی میری نظروں نے بچوں میں مسجد کے اس حصے کو اپنے اندر سمو لیا۔ مسجد میں خوبصورت ستون اور ان کے ساتھ ہی عمارتیں اور نماز میں لگنے لگے۔ اس سے جو درد تھے۔ بظاہر دیکھنے پر یہ گناہ کا کہہ سکتی تھیں کہ ان کے ستون ہیں لیکن ان کے اندر بڑے عمدہ طریقے سے اس کے لئے

یوں تھے۔ سردی کا ہی اور کچھ ہے۔ سی کی خشکی بہت اچھا محسوس ہو رہا تھا۔ میں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھنے لگی۔ اتنا ہوتی تو میں نے ادب سے قرآن حکیم کو اٹھاری میں رکھ دیا۔ یوں کا جواب یاد دہانی اور پھر دو دو شریف پڑھنے لگی۔ جماعت کے بعد میں اس دروازے کی طرف باہمی جو رہائش ایجنڈے کی طرف نکلتا ہے۔ اس وقت کی مسجد نبوی دارے پہلے سفر کے مقابلے میں کافی حد تک بدل چکی تھی۔ ہر طرف خوبصورت اور نفیس فائوس لگے ہوئے تھے۔ اسی کے چاروں طرف سونے کے گول پتھر موجود تھے جن پر چوڑا تلمہ تلمیہ بہت خوبصورت انداز میں لکھا ہوا تھا۔ قانونوں میں بے شمار بلب روشن تھے۔ مسجد نبوی کا حسن و جلال تو ہر دیکھنے والی آنکھ کو نظر آ رہا تھا۔ لیکن ذرا اور خوشبودار کا جو وہاں تھا تو صرف چند آنکھیں دیکھ سکتی تھیں اور چند لوگوں ہی کو اس سے آگاہی ہو سکتی تھی۔ ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۳ء تک کے ۲-۳ سالوں میں مسجد نبوی میں بہت تہہ پٹیاں واقع ہوئی تھیں۔ رہائش ایجنڈے کا دروازہ بھی بدل گیا تھا۔ لیکن یہ میرے پیارے نبی ﷺ کی محبت تھی کہ میں کٹھن کٹھن دروازے تک پہنچی رہی۔ جب میں وہاں پہنچی تو اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا، میں بیٹھ کر دو دو شریف پڑھنے لگی۔ آہستہ آہستہ سورتیں آنے لگیں، میں نے سورتوں کو دیکھ کر آسانی کی دعا پڑھی اور پھر دو دو شریف پڑھنے میں مصروف ہو گئی۔ ٹھیک ڈھائی بجے دروازہ کھلا تو عورتوں نے روضہ سوال کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ میرے دل نے مجھ سے کہا خبردار بھاگنا نہیں، یہ نبی ﷺ کی مسجد ہے اور جہیں رونق اللہ پر حاضری دینی ہے، بھاگ کر چلنا ادب کے خلاف ہے۔ میں نے دل سے کہا تم نے بالکل صحیح کہا۔ میں ادب کے حدود کو بھی بھی پامال نہیں کروں گی۔ میں ادب کے ساتھ اپنی بولی رہائش ایجنڈے پہنچی اور اللہ کے کرم سے بہت آرام کے ساتھ چلتی ہوئی استوانہ الازفون تک پہنچی گئی۔ وہاں بیٹھ کر دو دو شریف پڑھی رضی اللہ عنہا (ستر مرتب) پھر استوانہ عاتقہ (رضی اللہ عنہا) کی سیدہ میں دو نقل پڑھی (استوانہ عائشہ) باب التبت سے آتا ہے، وہاں عورتوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے، بلکہ اسی طرح استوانہ ابی لہب (استوانہ توبہ) کی سیدہ میں دو نقل پڑھی۔ پھر دو نقل استوانہ انوفو کے قریب پڑھی، پھر اسباب صفحہ کی نشست کچھ کی طرف چڑھی۔ گوکہ یہاں ایک شہادہ موجود تھی لیکن انہوں نے صفحہ پر چڑھنے سے مجھے نہیں روکا، یہاں کچھ نوافل پڑھے۔ ایک صاحب میرے قریب

بھی تھیں مجھ سے کہنے لگیں اگر آپ براندہ میں تو بتادیں کہ یہ کونسا مقام ہے۔ میں نے ان صاحبہ سے کہا براندہ کی کیا بات ہے، اس کے بارے میں جتنا تو میرے لئے بہت بڑی سعادت ہے۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ جب نبی ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ زمین خریدو تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ زمین خرید لی۔ اس وقت یہ مسجد نبوی ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ مل کر بنائی تھی۔ اس کی دیواریں کچی پتھروں اور گارے سے بنائی گئی تھیں۔ گجور کے تلوں کو ستون کے طور پر استعمال کیا گیا اور چھت گجور کے پتوں سے بنائی گئی۔ بادش کے زمانے میں یہاں کچھ ہو جاتی تھی، جس کو ختم کرنے کے لئے آپ ﷺ نے فرش پر کنگریاں پھیلانے کا حکم دیا۔ اس وقت نبی ﷺ نے اس مقام پر ایک چبوترہ بنوایا تھا، عربی میں چبوترہ کو مسد کہتے ہیں۔ یہ اس لئے بنوایا گیا تھا تاکہ وہ مسلمان جن کا بھی کوئی گمراہ نہیں ہے یا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نابینا ہیں، یا چلنے پھرنے کے لائق نہیں ہیں اور وہ صحابہ جو حصول تعلیم اور دین سیکھنے کے لئے ہر وقت حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں رہتے ہیں، وہ اس چبوترے پر قیام کریں۔ اس چبوترے پر گجور کے پتوں سے سائبان بنایا گیا۔ یہاں مختلف اوقات میں ستر سے لے کر سو صحابہ تک رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا تھا کہ ”بچی ہوئی گجوروں کے خوشے سائبان کے ساتھ لٹکادیا کرو تاکہ میرے یہ صحابہ اپنی چھتریوں سے گجوریں جھاڑ لیں۔“ آہستہ آہستہ صف کو ایک درسد اور جامد کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام سناؤ گا جن سے سب سے زیادہ احادیث مروی ہیں وہ اسی جامد کے طالب علم تھے۔ یہ اسلام کی پہلی بہترین درسگاہ تھی، یہاں کے طلباء حضور ﷺ سے علم حاصل کر کے دنیا کے مختلف حصوں کی تاریکیوں اور جہالت کو دور کرنے کے لئے نکلے تھے۔ اگر دل میں جہت کی شہ اپنی پوری تاملی سے روشن ہو تو مسجد نبوی میں (شہر مدینہ میں بھی) حضور ﷺ کی خوشبو سٹھائی دیتی ہے اور آنکھیں اس مبارک دور کے شہر کو دیکھنے لگتی ہیں۔ اس مسجد نبوی میں دور دور سے لوگ اسلام کی روشنی دیکھ کر آتے تھے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے حضرت محمد ﷺ کا ہر کام میں اجازت کرنا اپنا فرض بولیں جانا تھا اور آج ہم نبی

ﷺ کے اہلبیت سے بہت دور ہیں۔ تمام ہاتھوں میں کر وہ صاحبہ روہنے لگیں، پھر ہم دونوں نے داخلہ پڑھے۔ کہنے لگیں دعا کریں میں آمین کہوں گی۔ میں آہستہ آہستہ دعا کر رہی تھی اور ایک کی جگہ بہت سی آوازیں آمین کہتی ہوئی سنائی دے رہی تھیں۔ میں نے دعا ختم کر کے چہرے پر ہاتھ پھیرے تو بہت سی پاکستانی بھینس وہاں موجود تھیں۔ کہنے لگیں ہم نے آپ کی ہاتھیں سٹیں اور دعائیں شریک ہونے ہمیں بہت اچھا لگا۔ آپ ہمیں روڈ پر رسول پر سلام کا صحیح طریقہ بتادیں۔ میں نے کہا آپ میرے ساتھ چلیں۔ ہم سب روڈ پر رسول ﷺ پر حاضر رہتے ہیں، ہم درود شریف آہستہ آہستہ پڑھتے رہے اور آگے بڑھتے رہے۔ اسی وقت ایک صاحبہ تیزی سے چل کر آئیں اور ہمارے پاس سے گزر گئیں۔ میری ساتھیوں میں سے ایک بھینس نیچے گرنے لگیں ہم نے ان کو مل کر اٹھایا اور کہا بہنو! آپ ضرور خیال رکھیں کہ مسجد میں یا روڈ پر کسی جگہ پر بھی نہ دوڑیں، اپنے کسی بھی عمل سے کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں، کبھی بے وضو مسجد میں داخل نہ ہوں، ہم سب کو اپنے دلوں میں نبی ﷺ کی عظمت و محبت کو اس طور پر لٹکانا چاہیے کہ پھر عمر کے کسی دور میں بچی یہ نعمت و عظمت کمزور ہو۔ ہم روڈ پر رسول ﷺ پر نکلے چکے تھے۔ میں نے ان سے کہا اب لوہ سے ہاتھ نیچے کر لیں اور پھر انفرادی طور پر آہستہ آہستہ سلام پڑھیں میں مختصر سلام آپ کے سامنے پڑھ رہی ہوں اگر دل کی گہرائیوں سے اتنا بھی پڑھ لیا تو کافی ہے۔ آپ اپنی زبان میں بھی نبی ﷺ کے مرتبہ پر نظر رکھ کر سلام پڑھ سکتی ہیں۔ مختصر سلام یہ ہے :

- الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
- آپ پر صلوٰۃ و سلام، اے اللہ کے رسول (ﷺ)
- الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ
- آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے نبی (ﷺ)
- الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ
- آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے حبیب (ﷺ)
- الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْخُلُقِ الْعَظِيمِ

اس مختصر سلام کے بعد درود ابراہیمی پڑھیں۔ میں نے ذرا تمہن کی طرف نظر کی تو سب کی آنکھوں میں آنسو نظر آ رہے تھے (یہ آنسو محبت کا نشان تھے جو انہیں نبی ﷺ کے ساتھ تھی) پھر ہم کچھ دائیں طرف بٹھا اور میں نے ان سے کہا یہاں حضرت محمد ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما دونوں ہیں ان کی خوبیوں کو یاد کر کے یہاں بھی اپنے الفاظ میں اپنی محبت و عقیدت کا تذکرہ اسلام کی شکل میں پیش کریں۔ پھر لکھ بن کر یہاں خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونوں ہیں (انہیں اسلام دشمن لیزوڈا لولہ نے شہید کیا تھا) ان پر بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح عقیدت و محبت کے ساتھ سلام پیش کریں۔ مگر میری یہ خواہش یہ تھی کہ یہ مختصر ہی جہت ہے۔ اس میں کھڑے ہو کر سلام پڑھیں، اٹھ نہ پڑھیں۔ اذن آنے والی خواتین انہیں اوقات غلطی سے گم بھی جاتی ہیں۔ نماز پڑھتی ہوئی خواتین کو بھی چوٹ لگ جاتی ہے۔ نبی ﷺ کے روضہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگی، بلکہ قبلہ رو ہو کر دعا مانگی ہے۔ پھر ہم باب جبریل سے اپنے ہونٹوں کی طرف روانہ ہونے لگے تو میں نے انہیں اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ سامنے سبز میووں سے لہو پر جو جالیوں نظر آرہی ہیں وہاں "جنت البقیع" ہے۔ یہاں برگزیدہ صحابیات اور صحابہ رضی اللہ عنہم انجمن کی قبریں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے بندے اور بندے ہیں۔ ان کی قربانیاں، ان کی وفاداریاں ہم سب کے لئے ایک پیغام ہر ایک سبق ہیں کہ "دنیا تو فتم ہو جانے والی ہے اس لئے اس وقت تک نہ مرنے تک اللہ کو راضی نہ کرو" آپ جب چاہیں سبز میووں سے لہو پڑ جائے۔ اسلام کے ان سچے جانوروں کے مدفن دیکھ سکتے ہیں وہاں کھڑے ہو کر ان کو اپنا سلام پہنچائیں اور فاتحہ پڑھیں۔ ان قرآن خواتین نے میرا شکر کیا۔ میں نے بحوالہ اللہ کہا اور ہم سب سلام و دعا کے بعد اپنے اپنے گھرانوں پر

Section

اپنی جہاں چلی تو کاؤنٹر سے پتہ چلا کہ نعمان ابھی ابھی اوپر کیا ہے۔ میں نے دروازہ پر دستک دینی تو نعمان نے دروازہ کھولا اور کہنے لگا کہ اسی ہو ٹل والے بچانے مجھے ہمارے سنے بکرے کی چالی دے دی ہے۔ یہ کہنے کے بعد نعمان نے سامان اٹھایا اور ہم دوسرے کمرے میں آئے اس کمرے میں دو بیڈ تھے۔ میں نے دروازہ بند کیا اور نعمان سے کہا بیٹا جلدی سے کھانا لے آؤ، میں جب تک اپنی چادر میں نکال کر بیٹھتی ہوں۔ نعمان میری بات سن کر بازار چلا گیا، میں نے ڈائل کے کھیل ایک طرف لپیٹ کر رکھ دینے۔ بستر پر چادریں بچھا لیں، غلاف پڑھائے اور تسلی نکال کر بیڈ پر رکھ دیئے۔ ہاتھ دو م کاٹی، بالوں صاف ستھرے کر دیں، خوش ہو گیا۔ اس نے برقعہ اٹھ کر وضو کیا اور دسترخوان بچھا کر نعمان کا انتظار کرنے لگی۔ نعمان آیا تو ہم دونوں نے اللہ کا نام لے کر کھانا کھایا (نعمان کھانا بہت عمدہ تلاش کر کے لایا تھا) نعمان نے آنسو ہم میری طرف پڑھائی تو میں نے پیار سے مس کر دیا اور کہا کہ جب تم آنسو کیم کھانو تو مجھے پائے لادینا۔ نعمان نے کہا تھی اچھا ای ابھی لاتا ہوں اور چائے سے فارغ ہو کر میں نے کھل اور نہ لیا۔ سردی میں کھل کی گرمی نے پکار کر کہا کہ الحمد للہ کہو۔ نعمان اپنے بستر پر لیٹ گیا اور کہنے لگا ای جب میں باب الراجاں سے آگے بڑھا تو ایک شرابہ سے میں نے عربی میں پوچھا کہ باب جبریل کہاں ہے تو انہوں نے لا علی کا اظہار کیا۔ تب مجھے آپ کی بات یاد آئی کہ باب جبریل کا نمبر ۱۴ ہے۔ میں یاد کیج کر چلا ہوا اور باب جبریل پہنچ کر حضرت جبریل اور دیگر نبیوں پر گزیدہ فرشتوں کو سلام پہنچایا۔ پھر میں نے اصحابِ سفد پر نفل پڑھے، پھر روضہ البقیع کے ایک ایک مقبروں کو گور سے دیکھا، پھر مجھے استوانہ الی لباب اور استوانہ عائشہ نظر آئے وہاں دو دو لعل پڑھے۔ پھر استوانہ الوفود بھی آسانی سے مل گیا، یہاں بھی دو لعل پڑھے۔ پھر منبری جالیوں کے پاس جہاں آئیے پڑا سا گول سورخ جالیوں میں بنا ہوا ہے اسے مہاجر شریف کہتے ہیں ادب سے کھڑا ہو گیا۔ اسی کچھ عجیب حالت تھی روضہ رسول پر کھڑا تھا، میرا دل روضہ ادب کی پکار لگا رہا تھا۔ اللہ سے دعا کی کہ تو مجھے ہمت عطا فرما اور پھر آپ ﷺ پر سلام پڑھا، پھر دو سوراخوں کے پاس کھڑا ہوا، اسے ابو بکر صدیق اور سینہ ناصر فاروق رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجا۔ پھر میں نے منبر رسول کی طرف نظر کی۔ دل چاہ رہا تھا کہ آگے بڑھوں اور منبر رسول کو چھو کر دیکھوں، لیکن اپنی اس خواہش کو دل میں

وایا، منبر میرے سامنے تھا لیکن اسی میری نظرس ماضی میں دیکھ رہی تھی کہ جب نبی ﷺ
 حیات تھے تو نبی کی اس مسجد کی (سبحان اللہ) کیا شان ہوگی۔ جب آپ ﷺ کی ناست میں
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمنیں لہتہ پڑھتے ہوں گے، آپ ﷺ سے دین کی تعلیم حاصل
 کرتے ہوں گے، کیا سادگی اور دوام ہوگا۔ اسی نبی یہ اسلام کے نامور فرزند تھے جنہوں نے اللہ
 کے لئے اپنی ہر چیز کو قربان کر دیا تھا۔ آج میرے پیارے نبی ﷺ کی مسجد کو اللہ تعالیٰ نے
 سونے سے سنہرا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا والوں کو دکھا رہا ہے کہ یہ اسی سادہ و شاکر نبی کی مسجد
 تھی جو خود ہو کارو کر دوسروں کی بھوک کو دور کیا کرتا تھا۔ میرے نبی ﷺ نے اپنا مرکز
 محبت دنیا کو نہیں بنایا تھا بلکہ ان کا مرکز محبت نظر اللہ کی رضا میں پوشیدہ تھا۔ آج میں نے ان
 کے صبر کی واضح جھلک مسجد نبوی میں ظاہر کر دی ہے۔ اسی نبی اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے لئے
 جنت میں سب سے اعلیٰ درجہ (مقام محمود) رکھا ہے۔ یہ باتیں کرتے ہوئے نعمان کی آنکھوں
 میں شفاف سوتی سے چپکنے لگے، پھر غمگینی سانس بھر کر کہنے لگا اے وہ بچا جو ہمیں کراچی ایئر
 پورٹ پر ملے تھے وہ مجھے دوبارہ حرم محترم میں نظر آئے تھے۔ مجھ سے بڑی محبت سے ملے اور
 کہنے لگے جیسا تم دینہ منورہ کب جا رہے ہو اور وہاں تمہارا اقیام کہاں ہو گا؟ اسی میں نے ان کو اپنا
 تمام پرگرام بتا دیا، بڑی سادہ و طبیعت کے انسان ہیں۔ کہنے لگے پتا آپ اپنی والدہ سے کہنا کہ
 میری ایئر کنڈینر میں اپنے ساتھ ہی رکھیں اور بیٹھادینہ کی زیارتوں پر تم ہم سے ساتھ چلتا
 کیونکہ ہم تو پہلی دفعہ آئے ہیں۔ آج عصر کی نماز کے بعد وہ یہاں پہنچ جائیں گے۔ اسی میں
 نے بنگالی بچا سے بات کر لی ہے کہ ان کے لئے بھی رعایت کر دیں۔ میں عصر پڑھ کر فوراً
 یہاں پہنچ جاؤں گا تاکہ انہیں کمرہ لادوں۔ اسی انہوں نے اپنی مکہ معظمہ کی رہائش بھی بتا دی
 ہے وہ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ مکہ مکرمہ کی زیارتوں پر بھی ہمیں ضرور ملے کر چلتا میں نے
 نعمان سے کہا ٹھیک ہے جیسے آپ ان کے ساتھ ایسا ہی کریں۔ میں نے پھر نعمان کو مخاطب
 کیا اور کہا کہ پتا آپ رات کا کیا کھانا بازار کا چکر لگایا کرو، اگر کچھ خریدنا ہے تو یہاں سے
 خرید لو۔ نبی ﷺ کا شہر ہے یہاں سے سرمہ لو لو، بگوری، تسیجات اور مہندی ضرور
 خریدنی ہے۔ نعمان کہنے لگا اسی نبی ٹھیک ہے ضرور یہاں سے خریداری کریں گے اور اگر وہ
 اور مکہ معظمہ سے واپسی کے بعد کچھ بچت ہوئی تو پھر جدہ سے بچوں کے لئے کچھ خریداری

کرائیں گے۔ اسی کے بعد ہم نے کچھ دیر آرام کیا اور پھر عصر سے پہلے مسجد نبوی کی طرف
 روانہ ہو گئے۔ میں جب عشاء کی نماز پڑھ کر واپس آیا تو کچھ دیر بعد نعمان بھی آئے اور
 کہنے لگا اے نبی پر وگرام کے مطابق کراچی والے بچے آگئے تھے، ان کا بیٹا اور وہ میرے ساتھ ہی
 مسجد نبوی گئے تھے۔ ان کی اہلیہ کی طبیعت خراب تھی اس لئے انہوں نے ہوٹل ہی میں اپنے
 کمرے میں آرام کیا۔ چچا کہہ رہے تھے کہ تمہاری والدہ آجائیں تو ہمیں بتا دینا۔ میں تمہارے
 ساتھ بازار دیکھ لوں گا۔ کچھ کھانے پینے کی اشیاء بھی لینی ہے۔ دونوں خواتین اس حرم میں
 ایک دوسرے سے ملاقات کر لیں گی، نعمان بازار چلا گیا تو وہ لڑکھ پڑھتا ہوا، اس نے
 پوچھ کر دو لڑکھو اور خاتون کمرے میں آگئیں۔ میں نے ان کو کمرے میں بٹھایا، ان کا نام
 پوچھا تو انہوں نے کوثر نام بتایا۔ میں نے کہا کوثر دو ضرور لے لینا تاکہ جلدی طبیعت ٹھیک
 ہو جائے۔ کہنے لگیں کھانا کھا کر بیٹھری دوالوں کی، پھر ابن شاہ اللہ تہجد میں آپ کے ساتھ
 مسجد نبوی چلوں گی۔ ہم دونوں کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے ان کی باتوں اور چہرے سے مجھے
 اندازہ ہوا کہ کوثر بڑی ٹھیک اور سادہ طبیعت کی مالک ہے۔ اسی اثنا میں نعمان نے دستک دی تو
 وہ پردہ کرنے کے بعد اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔ نعمان کھانا لے کر آیا تھا چہرے پر
 خوشی نظر آ رہی تھی۔ میں نے کہا میرا بیٹا بہت خوش ہے تو کہنے لگا اسی نبی میں نے پیارے نبی
 ﷺ کے شہر کے کافی بازار دیکھے۔ اسی نبی مجھے قطعاً یہ محسوس نہیں ہوا کہ اس شہر میں میں
 نکلی ہر آیا ہوں۔ بلکہ راستوں سے گزرتے وقت یہ محسوس ہو رہا تھا کہ یہ سب میرے جانے
 بچانے راستے ہیں، اب مجھے یاد آیا کہ جب آپ حج کرنے کے بعد کراچی آئی تھیں تو آپ
 اکثر مختلف گلیوں اور شاہراہوں کے ہاٹے میں مجھے بتاتی رہتی تھیں۔ میں نے بڑے شوق اور
 توجہ سے اس کی باتیں سنیں، ان کو مسکرا کر دیکھا تاکہ وہ اپنی خوشی کو قائم رکھ سکے اور پھر ستر
 ڈوان بچھا کر اس پر کھانا کھا۔ پھر ہم دونوں ہاٹے میں نے ہاتھ دھوئے اور اللہ کا نام لے کر کھانا
 کھایا۔ پھر میں نے نعمان کو مخاطب کیا کہ بیٹا تہجد کے لئے چار بیجے گھر سے لگیں گے، پھر میں
 فجر پڑھ کر کمرہ آ جاؤں گی، پھر ناشتہ کریں گے، کچھ دیر آرام کر کے میں ۹ بجے حضور ﷺ کے
 دو ذمہ نادر پر حاضری کے لئے جاؤں گی (تاکہ باب جبریل سے مسجد میں داخل ہو سکوں) پھر
 حاضری کے بعد ہوٹل واپس آ کر آرام کروں گی۔ پھر تہجد سے قبل مسجد نبوی جاؤں گی، پھر

نہر پڑا کر اپنے نعل میں جاؤں گی۔ پھر عشا کے بعد ہی نعل آئیں گے۔ نعمان کہنے لگا
 اہی بی آپ نے جس طرح اوقات مقرر رکھے ہیں وہ ٹھیک ہیں تاکہ ہم مسجد نبوی میں زیادہ رہیں۔
 زیادہ قرآن کی تلاوت اور تسبیحات کا دورہ کر سکیں گے۔ پھر نعمان کہنے لگا اہی اب آپ اس
 وقت مسجد نبوی کے بارے میں بتائیں اس وقت بات لاہوری رہ گئی تھی۔ میں نے کہا لیکن
 ہے میں نے تمہیں استوانہ مبارک (رضی اللہ عنہما) کے بارے میں بتایا تھا۔ اسی طرح ایک
 ستون استوانہ اہل لباب (رضی اللہ عنہ) پر دو نعل پڑھا۔ حضرت اہل لباب رضی اللہ عنہ نے
 نعل افروش کے بعد خود کو بطور سزا اس ستون سے بانہ لیا تھا اور عہد کیا تھا کہ جب تک
 اللہ تعالیٰ مجھے حاجت نہیں کرنے گا اور حضور ﷺ مجھے اپنے دست مبارک سے نہ کہوں
 گے، میں اسی ستون سے ہلکا رہوں گا۔ نماز اور کھانے حاجت کے وقت ان کی ایلیہ لان کر
 کھول دیتی تھیں اور ان کا سون سے فارغ ہو کر وہ پھر خود کو بانہ لیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بڑا
 رحیم اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اللہ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا۔ اس لئے اس ستون کو
 استوانہ توبہ بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ استوانہ کے قریب ریش بہت زیادہ ہوتا ہے جب بھی
 تمہیں حاجت ملے اور یہ استوانہ خالی ملے اس کے قریب دو نعل پڑا لیا کرو اور کھانے
 میں نعل نہیں پڑھا کرنا، اللہ تم طاقت ور ہو لیکن کسی کو دکھائیں دینا، کسی کو زبان سے بھی
 بات نہ کہنا کیونکہ جس طرح مسجد حرام میں وہاں کے آداب کا خیال رکھتا ہے۔ اسی طرح
 نبی ﷺ کے حرم میں بھی ان تمام آداب کا خیال رکھنا ہے، پناہ اور کھانا ہر کوئی عمل ایسا نہ کرے
 جس سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچے۔ نعمان نے مجھے بڑے ادب سے جواب دیا۔ اہی بی آپ
 بے فکر رہیں میں ہمیشہ اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ میں اللہ اور اس کے نبی کے حرم میں کوئی
 معمولی سی غلطی بھی نہ کروں۔ مجھے اس کے جواب سے خوشی ہوئی اور پھر میں نے آگے بتایا
 کہ پناہ میرے استاد محترم مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ سب استوانہ مبارک کا تذکرہ کرتے تو
 آٹھ ان کا ذکر کرتے رہے اور نہ کہتے تھے۔ یہ استوانہ نبی ﷺ کی محراب کے دائیں طرف
 پشت کی سمت بالکل بلا اول ہے۔ یہ استوانہ کعبہ کے اس تنے کی جگہ ہے جس سے سہارا لیا
 حضور اقدس ﷺ غلبہ دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا منبر جب تیار ہوا گیا تو آپ نے اس پر
 تشریف فرما ہو کر خطبہ دیا۔ اس وقت کعبہ کا خشک تھا آپ ﷺ کی جدائی کے صد سے
 پہلے

پہاؤ پڑا، انے آقا۔ حضور ﷺ منبر سے اتر کر اس ستنے کے پاس ٹھہرے اور اپنے دست
 طاقت اس پر رکھا تو کتا پر سکون ہو گیا (یہ بتاتے تھے خود میری آواز نہ نکلتی اور نعمان کی
 ہاتھوں میں بھی آنسو ترنے لگے) میں نے نعمان سے کہا جس دن بھی پناہ پڑے دو
 نعل پناہ پڑا لیا کرنا، وہاں دیکھنا ایک اور ستون نظر آئے گا اس استوانہ جس کہتے ہیں۔
 جب نبی ﷺ نے مسجد نبوی کے ساتھ ہی حجرہ مبارک بنوایا تو ابتدائی ایام میں کوئی نہ کوئی
 صحابی رضی اللہ عنہ یہاں پہرہ دیا کرتے تھے۔ لیکن پھر قرآن مجید کی یہ آیت نزل ہوئی
 وَاللَّهُ يَجْعَلُكَ مِنَ الظَّالِمِينَ اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے حماقت میں رکھے گا تو پھر پہرہ
 داری کا اہل فتنہ ہو گیا لیکن یہ استوانہ اپنی جگہ موجود ہے، اگر موقع ملے تو یہاں بھی
 دور کت پڑھا۔ استوانہ سرمدیہ یہ وہ مقام ہے کہ حضور ﷺ رمضان المبارک میں یہاں
 اذکار فرماتے تو اسی مقام پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ استوانہ اولیٰ: حضور اقدس ﷺ نے
 اللہ کے حکم سے مدینہ منورہ میں ایک حکومت الہیہ قائم فرمائی تھی اور سات بجری میں آپ
 نے مختلف ممالک میں اپنے سفیر بھیجے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو نبی ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ
 تعالیٰ نے آپ کو اسلامی حکومت کا حکمران بنایا تھا۔ اسی لئے آپ ﷺ کے پاس مختلف علاقوں
 سے دُور آتے اور اسی جگہ آپ سے ملاقات فرماتے تھے۔ استوانہ چہر نعل: یہاں حضرت
 محمد ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات فرماتے تھے۔ ریاض الجنۃ: منبر رسول
 ﷺ اور قبر شریف کے درمیان کا حصہ ریاض الجنۃ کہلاتا ہے۔ اس مقام کی نسبت
 منبر ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے "جو جگہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے
 باغوں میں سے ایک ہے" (گھر سے مراد امام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما
 کا حجرہ ہے، جس میں حضور ﷺ کی قبر شریف ہے۔ یہ حجرہ حضرت سیدہ ہلیہ قاتلہ کے حجرہ
 کے درمیان میں ہے) اسی ریاض الجنۃ میں حضور اقدس ﷺ کا عملی بھی ہے، جہاں کھڑے
 ہر آپ امامت کے فرمائش انجام دیا کرتے تھے۔ اس جگہ جو محراب بنی ہوئی ہے وہی
 محراب نبی ﷺ کہلاتی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی نماز
 پڑھنے کی جگہ سوائے قدم مبارک کی جگہ چھوڑ کر باقی جگہ پر دیوار بنوائی تھی تاکہ آپ ﷺ
 نکلے تہہ کی جگہ لوگوں کے قدموں میں نہ آئے۔ میں بتا رہی تھی اور نعمان کے ذہن سے

ہے کہ زندگی میں اس کی مکمل طور پر شعور و حضور والی نماز کبھی پڑھنے کو نہیں ملی، ہم نماز فجر کے بعد گھروں گئے۔ میں نے کوثر سے کہا کہ میں اشرف گمراہی پڑھوں گی اور میں گھر سے نوبیچہ اگلوں کی، تاکہ صبح وقت پر روزہ رسول ﷺ پڑھ سکی جاؤں، وہ کہنے لگیں کہ میں بھی ضرور چلوں گی۔ جب میں سلام پڑھ رہی تھی تو ایک خواہجہ روت سما احساس مجھے جو رہا تھا اور اپنی ہی نیت کا ایک شعر یاد میری زبان پر آ رہا تھا۔

ردھے پہ میں آئی ہوں تو احساس ہوا ہے

جیسے کوئی جلی سے مجھے دیکھ رہا ہے

پھر خود بخود آنسو میری آنکھوں سے نکل کر برقع کی چادر میں جذب ہوتے رہے۔ لیکن رات پر ایک سرور سما طاری تھا۔ یہ کیفیت اتنی بڑھی کہ میں اپنے گرد و پیش کو بھی بھول گئی۔ جب کوثر نے میرا کندھا ہلاتا تو میں بچ گئی اور پھر شیخین پر سلام پڑھ کر باب جبرائیل پر کھڑے ہو گئے اور خاموشی سے سلام پڑھتے رہے (میں اپنے ہاتھوں میں کوئی کتاب نہیں رکھتی تھی اس لئے کوئی بھی عمر ان خاتون مجھے یہاں سے نہیں ہٹاتی تھیں) ریاض الجنۃ اور سفر سے ہم ادر آگئے تھے۔ پھر باب جبریل سے نکل کر کنوید حضرت کے سامنے کھڑے ہو کر درود شریف پڑھتے رہے، پھر میز میں چڑھ کر جنت البقیع کی جالیوں سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔ میں نے کوثر سے کہا دیکھو کوثر یہاں بڑے بڑے صحابہ صحابیات حضور ﷺ کی اولاد طلہات اور آپ کی بیویاں دفن ہیں، لیکن دیکھو کسی قبر پر کتبہ نظر نہیں آیا۔ پھر ہم دونوں نے سب کو سلام پہنچایا اور فاتحہ پڑھی۔ اس وقت ان مقدس ہستیوں کو یاد کر کے رونا بھی آیا۔ پھر ہم دونوں "توبہ السیف" کی طرف چلے پڑے۔

ظہر کی نماز سے کافی پہلے میں لود کوثر مسجد نبوی ﷺ گئے۔ نعمان کوثر کے بیٹے اور شوہر کے ساتھ تھا۔ نماز کے بعد سعدیہ لود اس کی والدہ سے ملاقات ہوئی۔ بھاری ان سے سلام دھاؤنی دونوں ہم سے مل کر بہت خوش ہوئیں۔ سعدیہ کی والدہ کہنے لگیں آج ہم کویت واپس جا رہے ہیں، کچھ دیر ہم نے مسجد سے باہر آکر باتیں کیں، پھر اللہ حافظ کہہ کر اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے۔ عصر کی نماز کے بعد میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھی تو ایک بھاری سی ٹی ملی میرے پاس آکر کھڑی ہو گئی میں نے اسے یاد کیا تو میری گود میں چڑھ کر

ہے ساتھ اللہ اکبر لگا اور دو کہنے لگا ایسی ہی ہمارے پیادے ہی پہنچنے کے کہا صاحبہ کا کیا اپنی کردار تھا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کی طرح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نعمان نے دعا کرنے کے بعد کہا ایسی ہی اگر آپ اجازت دیں تو تھوڑی دیر کے لئے اسے ہی چالوں میں نے کہا ضرور چلاؤ۔ پھر میں نے کنبلی کو اچھی طرح اپنے ارد گرد لپیٹا اور اپنے سموات پڑھنے لگی۔ نعمان بھی اپنے سموات پڑھنے لگا، اس کی پیادہ آواز میرے کانوں میں شہزاد بن کر ٹپک رہی تھی اور میں اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی کہ اسے میرے رب نے مجھے اتنا یاد دہرایا تھا کیا کہ اب مرو کے لئے آئی ہوں تو نہ کہنا خریدنے جانا چاہئے اور نہ ناشتہ۔ ورنہ صبح پر آئے تھے تو خود ہی تمام اشیاء خریدنی پڑتی تھیں۔ اب نعمان کی وجہ سے اسے میرے رب تو نے کتنی سہولت عطا فرمائی۔ میں نے پڑھتے پڑھتے محبت سے نعمان کی طرف دیکھا تو وہ اپنے ہستر پر بیٹھا سر جھکا کے پڑھ رہا تھا۔ چہرہ پر ایک ماس نور نظر آ رہا تھا میں نے نظر کی دعا پڑھی اور اس پر دم کہہ دی۔ کچھ دیر بعد نعمان نے اسٹاپ اور اسے سی بند کر دیا اور میں درود شریف پڑھتے پڑھتے سو گئی۔ سڑھے تین کا لارم لگا تھا، فوراً اتیار ہو کر نعمان کو اٹھایا اور کوثر کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اتنی دیر میں نعمان بھی تیار ہو کر باہر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا لگایا، کوثر کے شوہر اور بیٹا آئے آگے نعمان کے ساتھ چلنے لگے۔ ہم ذرا آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ ہوٹل سے نکلے تو اچھائی حسین موسم دیکھنے کو ملا، طشتری ہوا میں چل رہی تھیں نبی ﷺ کی مسجد کے سامنے دہلی سڑک روٹنے سے جگہ بڑھی تھی۔ اتنی روشنی تھی کہ سوئی بجی گئے تو فوراً مل جائے، رنج و لود کا ایسا نہیں تھا کہ میرے لبوں پر اپنی ہی نیت کا شعر آ گیا۔

کس دوچہ بڑا نواہر۔ بدینے کی لفظ ہے

خوشبو لئے دامن میں یہیں مویجہ مینا ہے

میں اور کوثر باب التماس پر تلاش سے کرسی مسجد نبوی میں داخل ہوئے، کچھ دیر بعد انان۔ ہو گئی۔ سب نے اپنی اپنی نماز پڑھی اور پھر قرآن پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ فجر کی آذان ہوئی اور پھر جماعت کھڑی ہو گئی۔ مسجد نبوی کے امام صاحب بھی حرم مکہ کے امام صاحب کی طرح بڑے خواہجہ سورت انداز میں تلاوت کرتے ہیں۔ نماز پڑھتے وقت ایسا محسوس ہوتا

آپ میں نے نعمان کو بہت دعاوی۔ ہم باتیں کرتے رہے اور کافی پختے رہے، میں کبھی اور اسے نہیں تھی۔ کافی غم کر کے نعمان مسکراتا ہوا میرے پاس آیا اور زبردستی میرے پاؤں دہانے لگا۔ (نعمان اسی طرح ہر روز اپنی محبت کا حق ادا کرنے کے میری دعائیں لیا کرتا تھا) کچھ دیر بعد ہم درود شریف کا ورد کرتے رہے۔ تہجد کے لئے اٹھے تیار ہو کر پلاسٹک میں نے برقع پہراڑھی، نعمان نے اپنی پلاسٹک اوڑھی اور کہنے لگای کہ اپنی والے چچا کہہ رہے تھے کہ اگر تہجد کے وقت ہادش ہو تو تم اپنی والدہ کے ساتھ چلے جانا، پھر ہم فجر کے وقت مسجد نبوی جائیں گے کیونکہ تہجد کی طاعت کی طبیعت خراب ہے۔

میں اور نعمان ہوٹل سے باہر نکلے تو حواں دحلہ ہادش ہو رہی تھی۔ دو آئیں بھی کافی تیز تھیں۔ نعمان کہنے لگای جی میرا خیال ہے آپ اس وقت نہ جائیں کہیں آپ کی طبیعت نہ خراب ہو جائے۔ میں نے کہا جانا ایک طویل سفر ہے میری خواہش تھی کہ شہر مدینہ کی ہادش دیکھوں۔ ان شاء اللہ میری طبیعت خراب نہیں ہوگی۔ نعمان مطمئن ہو گیا اور ہم دونوں ہوٹل سے باہر نکلے۔ سڑکوں پر بالکل بنا ناقہ بہت کم لوگ اپنے ہوٹلوں سے نکل کر مسجد نبوی کی طرف چلے رہے تھے، ہادش کے ساتھ ایسا لگ رہا تھا جیسے زور برس رہا ہو۔ میں نے نعمان سے تذکرہ کیا تو کہنے لگای کوئی سفید سفید چیز ہے جو ہادش کے ساتھ مجھے اتنی ہوتی نظر آ رہی ہے۔ میں نے نعمان سے کہا جانا میری لعت کا ایک شعر سنو جو حسب حال ہے۔

جب مدینے مجھے لے آئی برے دل کی تڑپ
لبر رحمت کو یہاں میں نے برستا دیکھا

اس کے بعد ہم چھٹی راتیں بھی تہجد کے لئے نکلے موسم ایسا خوشگوار ہوتا تھا کہ کبھی ایسا موسم دیکھنا نہ۔ روزانہ جلی جلی یونٹا باندھی ہوتی، بجلیاں چمکتی وہ دن تک نظر آتیں تھیں، بازاروں کے نکلے آسمان پر تیرتے ہوئے بلاے خوبصورت لگتے تھے۔ لیکن ان سب سے جدا جو انوکھی اور دل موہ لینے والی چیز تھی وہ وہاں کا رنگ و نور اور خوشبو تھی۔ جیسے یہاں کرنا میرے بس میں نہیں۔ اپنے ملک میں ہادشیں دیکھیں، پہاڑی طاقتوں میں بڑے حسین و جمیل، ہم دیکھے لیکن میں کیا کیوں کہ مدینہ والا موسم میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ موسم کو دیکھتے ہوئے میں نے اپنی لعت کے دو شعر نعمان کو سنائے۔

میں نے کہا۔ میں قرآن پڑھتی رہی اور وہ میری کوہ میں نہ رکھ کر خاموش بیٹھی رہی، تڑپ نے میرے پاس دوڑ دوڑ کر آ رہے تھے اور جلی کو پینہ کر رہے تھے۔ جب مغرب کی آواز ہوئی تو میں نے جلی سے کہا اب ہم لڑنے میں سے تم جلا تو جلی خاموشی سے وہاں چلی گئی۔ کوثر وار کی وجہ سے مجھ سے چمٹ گئیں اور کہنے لگیں رینڈہ مجھے ڈر لگ رہا ہے، ہو سکتا ہے یہ نیا جنات ہو۔ میں نے کہا اگر جنات بھی ہے تو انھی جنات ہوگی میرے جنات مسجد میں داخل نہیں ہو سکتے اور انھیں جنات خندان نہیں پہنچاتے۔ یہ اللہ کا امر ہے تم ڈرو نہیں۔ مٹا کی نماز کے بعد جب ہم مسجد نبوی سے رخصت ہونے لگے تو میں نے کوثر سے کہا آؤ کچھ دیر وہ نہ رسول کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور پھر جنت الہدیٰ سے باہر کھڑے ہو کر میں نے اپنی نظروں کو زور رسول تک پہنچا دیا۔ وہاں عالم ہی کچھ مجھ سے کہتا تھا میں بار بار اپنی لعت کا ایک شعر پڑھ رہی تھی۔

چمن ربی ہے ہر گزری جو روزنہ سرکار سے
دیوہ و دل کو مرے وہ چاندنی انہی لگی

دوسم کو زوریا و سرد و زور باقی بادل کھر کھر کر آ رہے تھے۔ بجلیاں کو ہر وہی تھیں۔ کیف دے خودی کا یہ حال تھا کہ مجھے یہ بھی یاد نہیں رہا کہ کوثر میرے ساتھ تھا رہی ہیں۔ جب انہوں نے میرا نام لے کر پکارا تو میں ان کی طرف متوجہ ہوئی۔ ہم باتیں کرتے ہوئے کھڑے پہنچے تو ہادش شروع ہو گئی کچھ دیر بعد نعمان کھانا لے کر آیا تو اس کے تمام کپڑے بھیک رہے تھے۔ میں نے نعمان سے کہا کہ جانا جلدی سے کہ مہاپاتی سے ششیل کر لو اور لباس تہجدی کر کے سوکڑ بھی پہن لو، اس کے بعد کھانا کھا کریں گے۔ کھانے کے بعد نعمان ہوٹل کے کازنٹریٹ پلاسٹک کے دو بڑے بڑے کڑے لے آیا (اس وجہ سے کہ جب تہجد کے لئے مسجد نبوی کی طرف جائیں گے تو ہادش سے بچنے کے لئے پلاسٹک اوزار لینے کے امین نے نعمان سے کہا جانا میرا دل چاہ رہا ہے کہ ایک کپڑا ہم کو ہم کافی مل جائے لیکن میں نے آپ کو اس وقت نہیں بھیج سکتی تھی کہ وہاں آ رہی ہے۔ نعمان میری بات سن کر مسکرایا اور کہنے لگای کہ ہمارے ہوٹل سے جملہ ایک کافی شاپ ہے جس انہی لے کر آؤ۔ اس نے پلاسٹک اور زور جلدی سے زور دارہ کھول کر چلا گیا، چند منٹ بعد ہی نعمان کافی کے دو کپڑے لے کر

وہاں ہر وقت ہر دم ہادش انوار ہوتی ہے
تجلی ریز ہوتی ہے جہاں شوکت محمد کی
جئے گا کیا فرس کا رنگ گلیوں میں دینے کی
یہاں بجلی ہوتی ہے دور تک عبت محمد کی

نعمان نے سبحان اللہ کہا اور کہنے لگای واقعی یہ حقیقت ہے کہ مدینہ میں حضرت
محمد ﷺ کی خوشبو کئی بار محسوس ہوئی ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی شوکت
اور خوشبو نے موسم کے حسن کو اور بڑھا دیا ہے اور یہ سب اللہ کی مہربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
حضور ﷺ کی وجہ سے یثرب کو مدینہ منورہ بنایا۔ ابھی ہم یہ باتیں کر رہے تھے کہ باب القناد کا
بڑا دروازہ نظر آنے لگا۔ یہاں سے نعمان نے مجھے اللہ حافظ کہا اور آگے بڑھ گیا۔ میں نے
دروازہ کے پاس جا کر پلاسٹک اینڈر کھمالی اور پرس میں سے شال نکال کر برقع پر ادا کر لی۔
دعا پڑھ کر اندر داخل ہوئی تو تھوڑی دیر بعد خشک کا احساس کم ہو گیا (اللہ کا شکر ہے اس
وقت اسے سی بند تھا) جب المرجب کی آخری تاریخیں تھیں۔ ایک جمعہ ہمیں مدینہ منورہ
میں ملا اسی دن نعمان نے مجھے بتایا کہ ای آج ہم خود کار میٹر تھیلوں کے ذریعے اوپر گئے تھے تو
ہم نے دیکھا سخن میں جا رہی تھی ہوتی ہیں لیکن کادنگروں کے پتھر پر ای میں وقفہ رہ گیا۔ جب
وہاں موجود پیرہ دار نے سن دیا تو جاہلیاں کا منب ہو گئیں اور دوسرا نٹن وہاں پر وہاں چھت
بان گئی۔ اسی ہی جمعہ کا طلب آپ نے بھی سنا دیا مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ان کے جلسہ کا
ایک ایک نقطہ میرے دل میں اتر رہا ہے۔ اسی ایک اور عجیب بات ہوئی جب ہم نماز پڑھ کر کھینچے
اترے گئے تو ایک عرب بزرگ نے عزبی میں پکارا (وہ کہہ رہے تھے بیٹے میرے پاس آئی
جب میں ان کے قریب چلا گیا تو انہوں نے میرے کانہ دھنے پکڑ کر مجھے خوب دعائیں دیں۔
اپنے ہاتھ میرے سینہ سے اٹکائے اور پھر مجھے اپنے سینہ سے لٹکایا۔ اسی ہی دن جانے میری
آنکھوں میں اس لئے آنسو کون آئے۔ میرا دل چاہا ہاتھ اس بزرگ کے پاس دینے جاؤں اور
ان کے پاس سے بٹنے کو سزا دل چاہے نہیں تھا۔ ان کی شخصیت بارعب اور چہرہ نورانی تھا۔
جانے ای ہی وہ کون تھے۔ میں نے کہا چنانچہ پیش چہرے میں اسرار میں ہوتی ہیں ان کے مجید اللہ ہی
جانتا ہے۔ نعمان کہنے لگای ہی اشرب کے وقت اکثر عرب کھجوریں ہاتھتے ہیں اور پھر مغرب:

کی نماز کے بعد قہوہ بھی تقسیم کرتے ہیں۔ میں نے کہا ہاں چنانچہ کافی لوگ چہ نکہ حقای ہوتے
ہیں اس لئے روزوار کھتے ہیں۔ خواتین کے حصے میں بھی اکثر عرب خواتین کھجوریں تقسیم
کرتی ہیں۔

اتبیس و صمبر کے لئے میں نے نعمان کے ساتھ مل کر پروگرام بنایا کہ یہاں میں اور کوثر
روزہ رسول ﷺ کی زیارت کے بعد ٹھیک دس بجے باب جبریل کے باہر کھڑے ہو جائیں
گے۔ تم وہاں کوثر کے بیٹے اور شوہر کے ساتھ آ جاؤ۔ پھر عیسیٰ نے کر مدینہ منورہ کی
زیارتوں کے لئے چلیں گے۔ چنانچہ نعمان نے ایسا ہی کیا۔ ہم سب عیسیٰ میں بیٹھے سواری کی
دعا پڑھی، اداری عیسیٰ چل پڑی۔ ہم سب آہستہ آہستہ درود شریف پڑھ رہے تھے۔ سب
سے پہلے مسجد شخین پہنچے۔ اسی مقام پر نبی ﷺ نے اس فکر کا مناسک کیا تھا جو آپ ﷺ
کے ساتھ دہائی اللہ کی طرف چلا تھا۔ اس مسجد میں ہم سب نے درود اور رکعت نماز اٹھ
ادا کئے اور دعائیں مانگیں۔ پھر ہم دہائی اللہ کی طرف روانہ ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کی ایک
حدیث مبارک ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احد جنت
کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے، جب تم یہاں سے گزرو تو اس کے درختوں میں
سے کھاؤ اگرچہ کانٹے والے درخت ہی کیوں نہ ہو (نصائح مدینہ منورہ، ڈاکٹر ظہیر ابراہیم)
۱۹۹۱ء میں جب ہم اس وادی میں آئے تھے تو جبل عین کا کچھ حصہ باقی تھا (میں اور
میری ساتھی خواتین نے اس پہاڑی پر چڑھ کر دیکھا تھا) اسی پہاڑی پر نبی ﷺ نے
حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگائی تھی۔ آپ کے ساتھ ایک فخر حضرات
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا (پہچاس صحابہ کرام تھے) اب جو وہاں پہنچے تو وہ پہاڑی
موجود نہیں تھی۔ سعودی حکومت نے یہاں سڑک کو کافی وسیع کر دیا ہے، پھر ہم اس
کنوے کے نزدیک پہنچے جہاں سید الشہداء حضرت حمزہ اور پہلے منفق اسلام اور خود واحد کے
تلہ دار حضرت مسعب بن عمیر اور حضرت عبداللہ بن جش اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم
انہیں کی قبریں ہیں۔ ہم نے وہاں شہداء احد کو سلام پہنچایا اور فاتحہ پڑھی۔ نعمان یسین
شریفات چھوڑا تھا اور اس کی آنکھوں سے عقیدت و نیت کے آئینہ خود واحد کے جلیں اللہ و

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی قربانیاں یاد کر کے قطرہ قطرہ فیک رہے تھے ہم خاموشی سے نہیں شریف من رہے تھے، ہاں اول غزوہ کا مد کے دن کو یاد کر رہے تھے (یہ غزوہ ہر شوہل مار بھری کوہ) اس وقت ایک عرب بچہ وہاں آکر کھڑا ہو گیا، یثیبن شریف ختم ہونے کے فوراً بعد اس بچے نے عربی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے لئے عربی میں سلام پڑھا اور پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا تشہید پڑھا، ہم سب کی آنکھیں ہلکبار ہو گئیں۔ نعمان نے فوراً اس بچے کو پیار کیا اور اپنے ساتھ گھوڑا لے کے پاس لے جا کر اسے گھوڑیوں والا لگا۔ پھر میں نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا کہ اندر بہتی میں وہ چھوٹی سی پہاڑی ہے جہاں نبی ﷺ نے کچھ دیر کے لئے آرام فرمایا تھا۔ اس نے لائسنس کا اٹھارہ کیا تو میں نے اس کو راستہ بتلایا۔ بہتی میں آکر ہم ٹیکسی سے اترے اور توڑی سی پڑھائی چڑھ کر اس مقام پر پہنچے یہاں ایک بڑی ٹوپی کی شکل میں اس پہاڑی کا ٹھہرا ہے اور ٹوپی کے نیچے چھینے کی جگہ ہے۔ میں نے نعمان سے کہا کہ یہ اس پہاڑی کی ٹوپی واپس لے جاؤ، نبی ﷺ نے اپنا مسجدا مبارک رکھ کر سہارا لیا تھا تو مسجدا مبارک کا نشان یہاں اسی طرح موجود ہے جیسے گیلی سینٹ پر نشان بن جاتا ہے۔ پہلے نعمان نے پھر میں نے اور پھر سب نے وہاں ہاتھ رکھ کر دیکھا۔ پھر نعمان نے اندر دیکھ کر دیکھا کہ لٹائی جی اگر یہ مقام پاکستان یا ہندوستان میں ہوتا تو لوگ یہاں پوجا پاٹ شروع کر دیتے اور آپ یہاں دیکھیں یہاں کسی قسم کا کوئی جھنڈا اوجھا اور ڈنڈا موجود نہیں ہے۔ میں نے کہا بیٹے تم سچ کہہ رہے ہو۔ نعمان نے کہا ائی جی لیکن یہاں ایک عجیب سا احساس ہو رہا ہے میرے ذہن میں دو مظاہر ابھر کر سامنے آ رہا ہے جب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے حضور اقدس ﷺ کو یہاں بٹھایا ہو گا۔ ائی جی اللہ کی کیا شان ہے سبحان اللہ۔ جب دنیا بانی ہو گی تو اپنے زخمی نبی ﷺ کے چلنے کا انتظام بھی اسی وقت سے فرمایا تھا۔ نعمان نے مجھ سے پوچھا ائی جی اسی غزوہ کے بعد ٹروروں پر نام کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا تھا میں نے کہا ہاں میں نے پھر ہم اللہ کے واسطے میں موجود سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی یادگار مسجد "سید الشہداء" میں داخل ہونے اور سب نے یہاں دو دو رکعت نفل پڑھے۔ پھر ہماری ٹیکسی مسجد جن نکلی اس وقت مسجد جن کی کچھ مرمت ہو رہی تھی اس لئے زیارت کے لئے استیضہ کر دیا گیا تھا۔ نعمان کوٹر کے شوہر اوزان کے بیٹے کو بتانے لگا کہ

اسی مقام پر جنوں کی ایک بڑی جماعت نے حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پھر ہم مسجد قبلہ میں پچھلے میں لور کوٹر پر چلے گئے کیونکہ مسجد کا بالائی حصہ خواتین کے لئے بنایا گیا تھا، وہاں ہم نے نوافل پڑھے۔ جب ہم دونوں پہنچے تو نعمان کوٹر کے بیٹے اور شوہر کو مسجد قبلہ کے متعلق بتا رہا تھا کہ حضور ﷺ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمانے کے بعد سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھی تھیں۔ لیکن اکثر آپ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے اور آپ کا دل چاہتا کہ اللہ تعالیٰ "بیت اللہ کو مسلمانوں کا قبلہ بنا دے۔" آپ اسی مسجد میں نماز کی حالت میں تھے تو آیت اتری کہ "اپنا رخ پھیر لو مسجد حرام کی طرف" "تحویل قبلہ کا پورا واقعہ سچا آپ سخیل کے پلے کے شروع میں پڑھیں گے۔ آپ ﷺ نے نماز کی حالت میں اپنا رخ بدلتے ہی اس مسجد کو مسجد قبلہ (دو قبلوں والی مسجد) کہتے ہیں۔ پھر نعمان نے مسجد کی تاریخ وغیرہ پڑھ کر سنائی کہ پہلے مہابنی ترکوں اور پھر سعودی حکومت نے اس مسجد کو تعمیر کیا (یہ مسجد تقریباً مسجد نبوی سے تین میل کے فاصلے پر ہے) پھر ہم مسجد قبا پہنچے۔ نعمان اور اس کے ساتھی بچے کے حصے میں چلے گئے، میں اور کوٹر بالائی حصے میں سخیل کوٹر لائے پڑھنے لگے۔ دونوں مساجد سادگی اور دکھ کا لٹلی نمونہ ہیں، انتظام بھی وہاں کا بہت عمدہ ہے۔ جب ہم نیچے اترے تو نعمان انٹرنس بنا رہا تھا کہ آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے وقت یہاں پہلا پڑاؤ کیا تھا اس وقت یہاں قبیلہ بنو عوف آباد تھا۔ حضور ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر بن فہرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کے ساتھ جب قبا کی بہتی میں پہنچے تو آپ ﷺ نے حضرت کلثوم بن الہدیم رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا تھا۔ اسی بہتی میں آپ ﷺ نے چودہ دن قیام فرمایا اور اپنے صحابہ کے ساتھ مل کر اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ قبا کی بہتی میں بہت سے قبیلوں نے آکر آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ پہلے قبا کی بہتی مدینہ کے نوائی علاقے میں تھی۔ اب تو یہ شہر مدینہ میں شامل ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ "جو اپنے گھر سے پاک ہو کہ مسجد قبا آئے اور وہاں دو رکعت ادا کرے تو اس کو ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔" مسجد قبا کے بعد ہم سب مسجد نبوی کی طرف گئے، یہ قبا سے کچھ فاصلے پر ہے جب آپ ﷺ قبا سے مدینہ منورہ کی طرف پلے رہے تھے

توراہ میں جو سالم قبیلہ کا محلہ آیا، بعد کادن تھا آپ ﷺ نے اس مقام پر پہلی نماز جو اپنے صحابہ کے ساتھ پڑھی اور نماز سے پہلے خطبہ دیا بعد میں اس مقام پر مسجد جو بنائی گئی۔ ہم سب نے یہاں دو رکعت نماز لٹل پڑھے۔ پھر ہم سب مسابہ ٹسہ کی طرف چلے۔ محلہ مسلح کے واسطے غزوہ خندق کے موقع پر یہاں ایک خندق کھودی گئی تھی، یہ خندق مسجد السنہ (روایت ہے کہ اس مقام پر نبی ﷺ نے غزوہ احد سے واپسی کے وقت کچھ رعب آرام فرمایا تھا) سے شروع ہو کر مسجد فتح تک گئی تھی (خندق کھودنے کا مشورہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیا تھا) نعمان سب سے آگے ایک رہنمائی طرح چل رہا تھا۔ اب ہم اس پہاڑی کی سیر جیوں پر چڑھ رہے تھے جہاں چڑھ کر نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے رخ و کامرانی کی دعا مانگا کرتے تھے۔ یہ مسجد چھوٹی سی ہے اور اونچائی سا وہ ہے، اسی مسجد کو مسجد فتح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مردوں نے مسجد کے اندر اور ہم نے چھوٹے سے صحن میں دو لٹل پڑھے۔ ایک خاص بات یہ تھی کہ ان مساجد میں پہنچ کر ماضی کے تمام واقعات اس طرز ذہن میں تازہ ہو رہے تھے جیسے وہ تمام واقعات ہمارے سامنے رونما ہوئے تھے۔ ایک طرف میدان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مسجد تھی لیکن وہ بہت غلٹ دور ہی تھی، حکومت نے اس کے گرد ہارنگا کر زیارت کے لئے بند کر دیا تھا، پھر ہم باقی کی مساجد کی طرف چلے اور ہم مسجد عمر رضی اللہ عنہ میں پہنچے اور وہاں سب نے نوافل پڑھے۔ نعمان جن کو بتانے لگا کہ اس مقام پر حضور اللہ ﷺ کے مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم اجماعاً کے خیمے تھے۔ ایک مسجد سعد بن معاذ کے نام پر تھی، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اسی غزوہ کے موقع پر زخمی ہو گئے تھے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدمی کا لہو کان کٹا کر بچھا تو کفار کا لشکر یہاں سے فرار ہو گیا۔ آدمی کی وجہ سے لہن کے خیمے گر پڑے (یہ غزوہ ۵ ہجری میں ہوا) اس جنگ کے موقع پر یہودیوں کے قبیلے بنو قریظہ نے مسلمانوں سے غداری کی (یہ کفار مکہ سے مل گئے تھے) آپ ﷺ نے ہتھیار نہیں اٹھائے تھے اس لئے حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم اجماعاً نے بھی اپنے ہتھیار نہیں اٹھائے۔ صحابہ نے کبھ لیا کہ ابھی کوئی اور جنگ ہوگی۔ پھر جبرئیل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے کہ آپ بنی قریظہ سے جنگ کریں۔ تب آپ ﷺ ان سے جہاد کے لئے نکلے اور ان کے قلعوں کا محاصرہ

کر لیا۔ اس وقت بنی قریظہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا منصف مقرر کیا کہ وہ تورات کے مطابق فیصلہ دیں (حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تورات کے عالم بھی تھے) حضرت سعد نے غدار یہودیوں کی خواہش پر تورات کے مطابق فیصلہ سنایا، اس لئے اس فیصلے کی تطبیق کا التزام اسلام یا پیغمبر اسلام کو دینے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ اگر نبی اسرائیل کسی نبی سے غداری کریں تو لانے والے قتل کئے جائیں، عورتیں اور بچے قیدی بنائے جائیں، ماں و اسباب کو مال قیمت قرار دیا جائے۔" احادیث میں مذکور ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے جب فیصلہ سنایا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے یہ آسانی فیصلہ کیا (یہ تورات کے حکم کی طرف اشارہ ہے) متولین کی تعداد ارباب میرے چھ سو بتائی ہے لیکن صحاح میں چار سو بتائی جاتی ہے۔ فیصلہ سنانے کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوئی، کیونکہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوہ خندق میں زخمی ہو گئے تھے۔ نعمان اور اس کے ساتھیوں نے مسجد میں جا کر نوافل پڑھے، کوثر اور میں نے نوافل داوان میں پڑھے۔ پھر حضرت ابی بنی لاطمہ کی مسجد کی طرف گئے۔ یہ مسجد بہت چھوٹی اور کچی بنی ہوئی ہے، اس میں دو ملاق بھی بنے ہوئے ہیں، مسجد کے اوپر اہل کاد رخت ہے جو چھت کا کام دیتا ہے۔ اہل اور اس کے بچے مسجد میں پڑے ہوئے تھے، مردوں نے قتل پڑھے پھر وہ باہر پہلے گئے تو کوثر اور میں نے قتل پڑھے۔ کوثر اپنے شوہر سے کہنے لگیں کہ نبی یوں خرید لیں تو نعمان نے کہا کہ ایسا خیال کرنا بھی بدعت ہے کہ یہ نبی یوں ہے۔ ہمیں تو اپنے نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا چاہئے۔ یہاں دونوں بچوں نے آنکھ کھلی کھالی (نعمان اور کوثر کا بیٹا) یہاں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کبوتر کی طرف گئے، نعمان نے انہیں بتایا کہ جس زمانے میں حضرت محمد ﷺ مدینہ ہجرت فرما کر آئے تو یہاں یہ "بیر روتہ" صرف ایک بھٹے پانی کا کواں تھا جو ایک یہودی کی ملکیت تھا۔ حضرت عثمان نے نبی ﷺ کے حکم پر پہلے آدھا اور پھر پورا کنواں خرچ کر اللہ کی رضا میں وقف کر دیا، آپ بھی اس کا پانی پی کر دیکھیں کیسا شکر اور بیٹھاپانی ہے۔ کوثر کے شوہر کہنے لگے بیٹا اللہ تمہیں خوش رکھے آیت ماہر گائیڈ بھی اس طرح نہیں بتا سکتا جس طرح تم نے ہمیں بتلایا ہے۔ نعمان کہتے لگے اللہ کی مہربانی ہے۔ میری والدہ تاریخ کی استاد ہیں یہ سب کچھ میں نے اپنی بیاری امی سے سیکھا ہے۔ نعمان نے یہ کہتے وقت

میری طرف نظر اٹھائی، مجھے اس کی آنکھوں میں محبت و عقیدت کا عکاس ملتا تھا۔ پھر ہم شہر میں داخل ہوئے یہاں نبی ﷺ کی مسجد کے قریب ہی ایک مسجد ہے حضور اللہ ﷺ یہاں عیدین کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس مسجد کو مسیّد مصطفیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک موقع پر یہاں نماز استقامت پڑھائی، اللہ کی قدرت اسی وقت بادل بگڑ کر آگئے اور بارش ہونے لگی اس لئے اس مسجد کو "مسجد غمامہ" کہتے ہیں (غربی میں غمامہ ہال کو کہا جاتا ہے) اس کے سامنے جو میدان ہے وہاں موجود دو دروازوں میں بجز سوائے کو نماز پڑھی جاتی ہیں۔ مسجد غمامہ کے قریب دو مساجد ہیں، ایک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مسجد اور ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مسجد ہے، یہاں حضرت علی نے نماز عید پڑھائی تھی۔

نعمان کا روزانہ کاموں کا ہر ذرا زائد کو ضرور فون کرنا تھا۔ یہ خوبصورت لکھت محبت کی شدت تھی یہ فوراً ہی دن اور رات بہت جلد اختتام کو پہنچ گئے اور اب دیکھنے سے رخصت ہوئے کا وقت قریب آ گیا۔ اس دن دسمبر کی انیس تاریخ تھی میرا دل بہت ادا تھا اور ہاتھ میں نمبر سے ہی درود شریف پڑھ رہی تھی اور روتی جا رہی تھی، مسجد نبوی میں بیٹھی تھی اور دل کی تڑپ بڑھتی جا رہی تھی۔ میں ہاب النساء سے اکل کر ہاب جبریل کے سامنے چلی آئی، ہاب جبریل سے کافی دیر بیٹھ کر کعبہ خضرہ کو اپنی نگاہوں کا مرکز بنا لیا، درود شریف پڑھتی رہی۔ اسی کیفیت میں بیٹھے بیٹھے کچھ وقت گزر گیا، مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اب میرے دل کو قرار آتا جا رہا ہے یہ میرے پیارے نبی ﷺ کی یادوں کی قربت ہی تھی اور درود شریف کی برکت اور کعبہ خضرہ کا حسن۔ فوراً ہی میرے لہجوں پر اپنی نعت کا ایک شعر آ گیا۔

دل کو تسکین نکالوں کو سکون ملتا ہے
چشم نہ شوق نے ایسا بھی نظارہ دیکھا

غرب کا وقت قریب آ رہا تھا میں پھر یاب النساء کی طرف روانہ ہوئی۔ جب مسجد میں داخل ہوئی تو اذان ہونے لگی۔ غرب کی نماز پڑھ کر پھر قرآن پڑھتی رہی اور پھر عشاء کی نماز پڑھ کر اور السیف کی طرقت روانہ ہو گئی۔ نعمان تھوڑا دیر میں کھانا لے آیا ہم نے کھانا کھایا تو نعمان کو میری خاموشی کچھ عجیب سی لگی تو اس نے خاموشی کا سبب پوچھا تو میں نے کہا

چنانچہ صبح ہی نماز کے بعد اس عمارت شہر سے چلے جائیں گے۔ اس لئے دل بہت ادا ہے، نعمان کچھ دیر بیٹھ کر نماز کی باتیں کر رہا اور پھر میرے دل کو کافی سکون ہوا اور پھر ہم دونوں ماں بیٹے اپنے معمولات پڑھ کر جلدی ہی سو گئے۔ تہجد کے لئے جب ہم روانہ ہوئے تو شہر مدینہ کا موسم آج بھی بہت خشک اور حسین تھا۔ تہجد کی نماز پڑھ کر قرآن پڑھتے رہے، پھر فجر کی نماز پڑھ کر ہوش بیدار ہوئے۔ نعمان آج ناشتہ جلدی لے آیا تھا ناشتہ کرنے کے بعد اس منٹ آرام کیا پھر غسل کرنے کے بعد احرام باندھے اور ہم سب مسجد نبوی پہنچے۔ دو رات نفل پڑھ کر نیت کی اور پھر نبی ﷺ کے روزانہ پر جاغزری کے لئے بیٹھی۔ وہاں پہنچتے ہی میرے اوپر رقت طاری ہونے لگی اور پھر میں اپنا ایک نعتیہ قطعہ پڑھنے لگی۔

وہ جن الفاظ میں خطبہ دیا تھا آپ نے آقا
میں اپنے دل میں ان الفاظ کی تصویر الٹی ہوں
محبت آپ کی جس کے ہر اک نقطے میں شامل ہے
بشکل نعت اپنے ساتھ وہ خیر الٹی ہوں

میں روئی رہی اور اشعار پڑھتی رہی۔ روتے روتے میری ہچکچاہٹ بندھ گئی، کوثر نے مجھے تسلی دی اور پھر میں نے روتے روتے نبی ﷺ کے روز پر اللہ والی سلام پڑھا اور پھر خیالوں میں اپنے پیارے نبی سے خطاب ہوئی کہ میرے پیارے نبی دعا کیجئے گا کہ میرا رب پھر بیٹوں آنے کا کوئی انتظام فرمادے۔ اللہ والی سلام پڑھتے وقت جو کیفیات اور احساسات تھے ان کو جان کرنے کی طاقت میرے قلم میں نکلی۔ پھر میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر سلام بھیجا۔ ریاض الجنۃ، اصحاب المدف پر بھی عجب سی کیفیات تھیں۔ اب مسجد نبوی کے دروازے پر ہاب جبریل تک پہنچی پھر پلٹ کر دیکھا میری محبت مدینہ کا نورانی زمانہ یاد کر رہی تھی (آج بھی مدینہ کے نورانی لمحات کئی مرتبہ شدت سے یاد آتے ہیں) کعبہ حضور ﷺ اسی مہلک مسجد میں بیٹھے کہ اپنے صحابہ کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ اب میں اور کوثر ہاب جبریل سے باہر کھڑے تھے، دل کہا تھا کہ یہاں سے تمہارا چارہ ہی ہو میرے دل کی گہرائیوں سے صدا بلند ہو رہی تھی۔ کاش یہ لمحات رک جائیں، یہ نظارہ کبھی ختم نہ ہو اور پھر اسی منظر کو دیکھتے ہوئے رونا میرے جسم سے پرواز

کر جائے۔ میں باب جبریل کے پاس کھڑی تھی اور اپنی نعت کے احوال پڑھ رہی تھی۔

سری آگئیں ہیں اٹھوں کا سمندر
میں اب شہر نی سے جلدی ہوں
قیامت کا میں ہے میرے دل میں
بہم سوز و غم میں بن گئی ہوں
کہاں پائیں گی آگئیں ایسے مہر
میں وہ کہ یہی اب سوچتی ہوں

میں روٹی آگئیں، ٹوٹے دل اور شکستہ قدموں سے ہوئی میں داخل ہوئی، کوثر بھی بہت خاموش تھیں۔ کمرے میں نعمان بھی خاموش سا بیٹھا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بیٹا حوصلہ عطا فرمایا تھا کہ اس کو جراتی میں بھی اس میں برداشت کا بہت سا ذوق تھا۔ میں کوثر سے ایک بار پھر ملنے گئی۔ نعمان بھی کوثر کے شوہر اور بیٹے سے ملاقات کرنے لگا۔ پھر سلام دعا کے بعد ہم نوٹس کی میز خیزیں اترنے لگی۔ نعمان نے سامان نیچے اتارا، میں نے نعمان کو یہاں قیام کے دیال دیئے تاکہ وہ بنگالی بھائی کو دیدے۔ انہوں نے نعمان کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی اور نعمان سے کہنے لگے چنا حرم میں جا کر ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ اپنا ایک آدمی سامان اٹھانے کے لئے ہمارے ساتھ بھیجا، ٹیکسی میں بیٹھ کر ہم مدینہ منورہ کے میزپورٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب تمام کاموں سے فارغ ہو کر چھ پر بیٹھے تو پھر دل بھر آیا اور میں رونے لگی۔ نعمان نے میرے کندھے پر ہاتھ کر چھنے قسلی دی میں روتے روتے اپنا ایک فقیرہ قطعہ پڑھنے لگی۔

وہ جو رحمت لقب ہیں کر زمانے کے لئے آیا
زمین طیبہ تجھ میں آج وہ انسان سوتا ہے
خدا کے پاک نے جن کو بلایا عرشِ اعظم پر
خدا کے پاک کا تجھ میں وہی مہمان سوتا ہے

پھر میری زبان سے بے ساختہ نکلا اوداع اسے مدینہ اوداع..... اوداع..... مدینہ کی
فضائل اوداع..... اسی وقت بالکل نے سوائی کی دعا پڑھی اور پھر جہاد فضائل میں پرواز

کر لے نکلا۔ میں نے کھڑکی سے دیکھا آہستہ آہستہ ہم ظاہری طور پر مدینہ سے جدہ کی طرف جا رہے تھے۔ لیکن دل تو ہمیشہ آپ کے ساتھ تھا۔ بس زور آگئیں بند تھیں اور سامنے مسجد نبوی اور روضہ رسول نظر آنے لگا ہے۔ کچھیں منٹ کے بعد ہم جدہ میزپورٹ پر پہنچ گئے (فضائی میزپورٹوں نے ہماری اسی طرح میزپورٹ کی تھی۔ جیسے جدہ سے مدینہ آتے وقت) جدہ میزپورٹ پر پہنچے تو نعمان سامان کی فرمائش لے آیا۔ ہم باہر پہنچے تو سامنے زاہد کھڑا سٹرا رہا تھا (نعمان نے ایک دن پہلے ہی زاہد کو فون پر آنے کی اطلاع دیدی تھی) جب ہم زاہد کے بھائی کے گھر پہنچے تو بیچے طرد کرنے لگے کہ آپ آج رگ جائیں تو میں نے ان کو پیار سے سبھایا کہ ہم احرام کی حالت میں ہیں اس لئے نہیں رک سکتے (یہ عمرو ہم نے اپنے پیارے نبی کے طرف سے کیا تھا) تمہاری خوشی کے لئے ہم وہ پیر کا کھانا یہاں کھا لیں گے۔ عابدہ نے جلدی جلدی کھانے کی تیاری کی، ظہر کی نماز پڑھ کر کھانا کھایا اور ہم چلنے کے لئے تیار ہو گئے تو عابدہ کہنے لگیں۔ ہائی آپ دو منٹ رگ جائیں فرار کے ابو آپ کو اپنا جیب میں تاک۔ مظہر چوڑوں کے، کچھ ہی دیر بعد جیب آگئی۔ نعمان نابذہ کے شوہر کے پاس پہنچ گیا اور میں پیچھے بیٹھ کر آہستہ آہستہ لہیک پڑھتی رہی۔ نعمان تھوڑی بلندی آواز سے لہیک پڑھ رہا تھا۔ عابدہ کے شوہر اگر کچھ پوچھتے تو جواب دیدیتا۔ ورنہ مسلسل اپنے وظیفہ میں مصروف تھا۔ جب ہم مکہ مظہر میں داخل ہوئے تو عصر کی آذان ہو رہی تھی۔ عابدہ کے شوہر حرم کی طرف گاڑی لے گئے اور باب حرم کے سامنے گاڑی روکی اور نعمان سے کہنے لگے بیٹا عصر کی نماز پڑھ لو۔ پھر میں آپ کو آپ کے گھر چوڑوں کا پھر آپ دوبارہ حرم میں آکر طواف رہتی کر لیتا۔ عصر پڑھ کر ہم گھر کی طرف آئے نعمان بھناگ کر ٹیم کے گھر سے چابی لے آیا۔ جلدی جلدی سامان اندر رکھا، میں گاڑی میں ہی بیٹھی تھی کیونکہ عابدہ کے شوہر کہنے لگے آپ کا گھر تو بہت نزدیک ہے۔ میں آپ کو دوبارہ حرم چھوڑ کر پھر جدہ کی طرف لوٹ جاؤں گا۔ ہم باب عمرو پر جیب سے اترے، میں نے فرار کے ابو کا شکریہ ادا کیا۔ نعمان نے انٹرنیٹ سلام کیا اور ہاتھ ملایا۔ پھر وہ نعمان کو دعا سے کہ جیب میں بیٹھ گئے، ہم دونوں ماں بیٹے حرم کے آداب پر نظر رکھتے ہوئے حرم محترم میں داخل ہوئے۔ اللہ کے کرم سے ہمراہ طواف بہت جلدی پورا ہو گیا، اس طواف میں درود ابراہیمی پڑھتے رہے اور نہ جانے کیوں

آنکھوں میں سلسل آسو تیرتے رہے۔ نیا بچہ کی یادوں کے فہاں خانوں میں چڑھ کر
 طرح روشن محسوس ہو رہی تھی۔ طواف کے بعد آٹھوں استلام کیا اور دحرم چلا اور میں
 صحن کعبہ سے صفاء مردہ کی طرف جانے لگی تو میں نے دیکھا کہ ایک طرف نعمان میرے
 اظہار میں کھڑا تھا۔ میں نے اس کی سعادت معذی پر اسے بہت دعا میں دیں۔ پھر ہم سب کے
 لئے جب صفاء مردہ پر پہنچے تو مشرب کی اذان ہو گئی۔ ہم نے یہ پہلی نماز صفا کے حصے میں
 پڑھی۔ مردوں سے خاصی دور عورتیں کھڑی تھیں۔ مشرب کی نماز کے بعد ہم نے یہی
 مکمل کی جس باب مردہ پر جا کر بیٹھ گئی۔ نعمان جیسا پنے ہاں منڈا کر آیا تو اس نے میرے ہاں
 کلبے میں نے نقاب نکالی اور ہم نے صحن حرم میں جا کر دو رکعت واجب الطواف اور دو
 شکرانے کے نفل پڑھے۔ پھر دیکھیں اور نعمان صحن کعبہ میں بیٹھ کر خانہ کعبہ کو محبت بجزئی
 نظروں سے دیکھتے رہے اور تیسرے گھم کا ورد کرتے رہے۔ صحن کعبہ میں بڑی خوشی
 ہو انیس چل رہی تھیں لیکن خانہ اقدس کی محبت کی گری نے محسوسات کو احتیال میں دکھا
 ہوا تھا۔ حلیم میں رش کم محسوس ہو رہا تھا۔ میں اور نعمان حلیم میں داخل ہوئے، میں
 عورتوں کی آخری صف میں چلی گئی اور نعمان آگے ہی رہا۔ وہاں بھی لکھا پڑھ کر دنا گیا۔
 پھر سلسلے میراب رحمت پر نظر پڑی تو بے چینی سے اٹھ کر وہاں پہنچ گئی۔ میراب رحمت کے
 نیچے خانہ کعبہ کو پکڑ کر اپنے زحیم و کریم آقا سے رو رو کر دین و دنیا کی حاجت اور خیر کی
 دعائیں مانگی رہی۔ ملت اسلامیہ کی ضرورت اور اتحاد کے لئے دل سے دعائیں کہیں، پھر اپنی
 ہدایت و صلاح اور مغفرت کے لئے دعائیں کرتی رہی۔ گمراہوں کے لئے، والدین کے
 لئے، بچوں کے لئے، عزیزوں کے لئے، دوستوں کے لئے دعائیں کرتی رہی، کافی وقت اسی
 طرح نکل گیا۔ ایک عشاء کی اذان کی آواز آئی میں اپنی جگہ سے ہٹ گئی اور آہستہ آہستہ
 اتان کا جواب دیتی رہی اور پھر اللہ کا شکر ادا کیا کہ میں یہاں اتنی دیر کھڑی رہی کسی پہرے دار
 نے مجھے ہٹایا نہیں۔ من عشاء کی نماز کے لئے ہاب عمرہ کی اپنی محسوس جگہ پر پہنچ گئی، نماز
 پڑھ کر اٹھ پڑھتی رہی۔ جب مجھے نعمان کی جھلک نظر آئی تو میں اٹھ گئی، دعائیں پڑھ کر نیم
 مسجد سے باہر آئے اور میں اپنے مخصوص راستے سے گھر پہنچی۔ ملا کھول کر گھر میں داخل
 ہوئی، بیرون اجڑا، اگلی چھٹی کمرے کی صفائی کی، صاف چادریں بچھا دیں، کھل نکال کر رکھے۔

اچھی دیر میں نعمان کھانا لے کر پہنچ گیا۔ کہنے لگا اسی ہی آپ نے کیوں صفائی کی، میں آکر
 کر لیتا۔ میں نے کہا بیٹا اللہ تعالیٰ تمہیں سعادت عطا فرمائے بس آسانی سے کام ہو گیا کوئی
 وقت طلب مسئلہ نہیں تھا۔ میں نے دسترخوان بچھایا، نعمان نے کھانا دسترخوان پر رکھا، میں
 نے فور کہا کہ آج کھانا مختلف ہے۔ نعمان نے جب پکٹ کھولا تو گولا کباب نظر آئے، میں
 نے کہا بیٹا اس کے لئے تو آپ کو ہاب عبد العزیز کے سامنے والے علاقے میں چاہا پڑا ہوگا۔
 نعمان کہنے لگا اسی واقع میں وہیں سے لایا ہوں، لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا؟ مجھے اس کے بھولپن
 پر ہنسی آگئی اور میں نے کہا بیٹا جب ہم حج کرنے آئے تھے تو ایک دو مرتبہ تمہارے ابو وہیں
 کے بڑے پاکستانی دوستوں میں لے گئے تھے وہاں ہم نے کڑھائی مرغی کھائی تھی اور ایک دن
 ایسے کباب بھی کھائے تھے۔ اس کے ساتھ جو ٹل دالا ملا اور رائیہ بھی دیتا ہے۔ نعمان نے
 پکٹ کھول کر رائیہ اور ملا بھی نکالی۔ بھوک شدت سے محسوس ہو رہی تھی، ہم دونوں نے
 کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کیا، پھر میں نے نعمان کی کمرہ ہاتھ پھیر کر اس کو دعائیں کہیں۔ چنانچہ
 ہنا کر دسترخوان پر حلیہ کچھ دیر ہم دونوں ہاں بیٹھا میں کرتے رہے پھر معمولات پورے پڑھ کر
 اپنے اپنے بستر پر سو گئے۔

بااخلاق اور مناسط طبیعت کی مالک تھیں۔ مجھ سے کہنے لگیں یا بیا میں نے آپ کی دونوں کتابیں "ظلیب الام" اور "روحانی کے سلسلے" پڑھیں۔ مجھے پڑھ کر بہت لطف محسوس ہوا۔ میری دلی خواہش تھی کہ آپ کا قیام ہمارے ساتھ ہو تا، لیکن ہم حرم سے کافی دور رہتے ہیں اور اب تو آپ کے پاکستان جانے کے دن بھی قریب آ رہے ہیں۔ کافی دیر تک مدلی اور سچی نظام الدین کی باتیں ہوتی رہیں تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے تک میں بھائی ہارون کی صاحبزادی بسے اور نعمان بزم سے کھٹکتو رہے۔ ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ دونوں سلام و دعا کے بعد رخصت ہو گئے۔ میں نے پلٹے وقت بھائی ہارون کی بیٹی سے کہا کہ تم مجھے ہمیشہ یاد رکھو۔

دوسرے دن فجر کی نماز کے بعد، میں بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی (کوثر بھی میرے ساتھ تھیں) ہم نے طواف کیا پھر آب زمزم پی رہے تھے کہ اچانک حرم میں چاروں طرف فوج نظر آنے لگی۔ میں نے ایک خادم حرم سے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگا ہائی آج شعبان المعظم کی پہلی تاریخ ہے۔ آج خانہ کعبہ کو اندر سے غسل دیا جائے گا۔ آپ زمزم کی میز میوں کے سامنے باندی اولیٰ جگہ پر کھڑی ہو جائیں تو آپ کو یہ دلچسپ منظر نظر آئے گا۔ میں نے کوثر سے کہا تو انہوں نے معذرت کی کہ میرے شوہر دروازے پر کھڑے میرا انتظار کر رہے ہوں گے، میں نے کہا کوثر نعمان بھی باب عمرہ پر موجود ہونگے آپ اس سے کہیں کہ گھر چلا جائے میں تھوڑی دیر بعد آتی ہوں۔ کوثر چلی گئیں اور میں اسی جگہ کھڑی رہی، تھوڑی دیر بعد مزید فوج آئی۔ اب نام آدمی طواف نہیں کر رہے تھے، چاروں طرف فوج موجود تھی، گونر اور بڑے بڑے عہدیدار آئے اور انہوں نے طواف شروع کر دیا، پاکستانی سفیر بھی ان میں شامل تھے (یہ تمام باتیں مجھے بعد میں ای خادم نے بتائی تھیں) میں ان کی خوش نصیبی پر غور کر رہی تھی کہ کتنے آرام سے ہر چکر میں حجاز کو بوسہ دے رہے ہیں۔ کوئی میزبانی رحمت کے بیچے کھڑا تھا، کوئی مقام ابراہیم پر۔ اسی وقت ایک خود کار میز می خانہ کعبہ کی چوکت کے پاس آکر کھڑی ہوئی۔ پھر بڑے بڑے کین عرق کا تاب سے۔ غرضے شوئے خانہ کعبہ کے اندر پہنچائے گئے، ہرے اور پیلے رنگ کی بڑی خوبصورت جہازوں میں بھی نظر آ رہی تھیں۔ انہوں نے میز می کے اوپر والے حصے میں ایک بڑا بلب روشن کیا ہوا تھا، میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا، لیکن اندر اندر میرا تھا مجھے کچھ نظر نہیں آیا

(بعد میں انہوں نے خادم کعبہ سے پوچھا کہ سب لوگ اندر جا کر کیا کرتے ہیں تو اس نے بتایا کہ ہر داخل ہونے والا در لٹل پڑھتا ہے، اس کے کہنے کے مطابق مکہ مکرمہ کے قاضی القضاہ اور کچھ شہزادے بھی آئے ہوئے تھے) خانہ کعبہ کو تقریباً ایک گھنٹے تک غسل دیا گیا اور اس عرصے میں خانہ کعبہ کا طواف بھی جاری رہا۔ طواف کے دوران بھی کچھ لوگوں کے ساتھ فوج کے سپاہی بھی حفاظتی انداز میں چل رہے تھے۔ خانہ کعبہ کا غسل مکمل ہوا تو میرے دل نے اللہ سے دعا کی کہ "مے میرے رتبہ یہ میز می یہاں تک آجائے" میں نے دیکھا کچھ فوجی میز می لے کر زمزم کی میز میوں تک پہنچ گئے۔ میری خوشی اس وقت دیکھنے والی تھی کہ کوثر میز می وہاں رکی ہوئی تھی، میں اپنے دھڑکنے والے اور بے قابو قدموں سے نیچے اتری۔ ایک فوجی سے میں نے عربی میں کہا مجھے میز می سے ہاتھ لگانے دو میں بدعتی نہیں ہوں صرف اپنی چادر پر اس کا پانی لگانا چاہتی ہوں۔ اس نے فوراً مجھے اجازت دیدی، میں نے برقع کی چادر سے پانی صاف کیا، وہاں تک میرا ہاتھ نہیں پہنچ رہا تھا، میں بیچوں کے گل کھڑی ہوئی اور جلدی جلدی میز می سے پانی صاف کرنے لگی۔ میں نے چادر کے اس کونے کو سونچا تو اتنی عمدہ خوشبو آ رہی تھی کہ ایسی خوشبو میں نے آج تک نہیں سونچھی تھی۔ میرے دل و دماغ کو ایک عجیب سا سکون محسوس ہو رہا تھا، میں نے چادر میں گرہ لگائی تاکہ چادر وہاں سے ٹھک نہ ہو جائے اور پھر جلدی جلدی گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔ دروازہ کھٹکتا تو نعمان نے کھولا اور مجھے سلام کر کے پھولے پھولے منہ کے ساتھ اندر چلا گیا۔ میں نے کہا بیٹا اپنی ای سے ہراس ہو گئے تو کہنے لگا آپ نے اتنی دیر لگا دی مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ میں نے کہا بیٹا آپ پر اس سے پیسے نہیں نکال سکتا کیونکہ عادت ہی نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ میں اکیلا آپ کے بغیر کیسے ناشتہ کرتا۔ میں نے چادر کے کونے سے اس کا منہ صاف کیا تو خوشبو سونگھ کر ذہن چمک کر بیٹھ گیا۔ کہنے لگا یہ کیسی خوشبو ہے؟ میں نے اسے تفصیل بتائی تو کہنے لگا مجھے کیا معلوم تھا وہ نہ میں بھی وہیں رک کر یہ منظر دیکھا (نعمان کو اپنے وہاں نہ رکنے پر برا مال تھا) میں نے پیسے دیئے وہ ناشتہ لینے چلا گیا۔ میں نے برقع اٹھا، ٹاب ہٹائی اور چادر کے کونے سے اپنے منہ کو خوب صاف کیا، چادر سے اپنے ہاتھ بھی صاف کئے۔ ایسا کرتے

ہوئے مجھے بڑی فرحت محسوس ہو رہی تھی۔ کچھ دیر بعد نعمان ناشتہ لے آیا، ہم دونوں نے
 اشد کاہم لے کر ناشتہ کیا، ناشتہ ختم کرنے کے بعد میں نے نعمان سے کہا کہ بیٹا کوٹر کے شوپز
 ملیں تو بتا دینا کہ ہم کل مسجد عائشہ جائیں گے تاکہ وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کی نیت
 کر کے آئیں۔ پھر پرسوں زیارت کے لئے جائیں گے۔ زیارت کا وقت ان کو سنا دے اور
 بیٹے کا دینا تاکہ ہم اشراف کے بعد گھر آکر ناشتہ کریں اور پھر ان کو بوشل سے لے لیں گے کوٹر
 ہوٹل کے قریب سے جیسی آسانی سے مل جاتی ہے۔ رات کو نعمان نے مجھے بتایا کہ گراچی
 والے پچانے عمرہ کا نام پوچھا تو میں نے کہا کہ اسی نے کہا تھا کہ نماز فجر کے فوراً بعد باب السلام
 سے نکل کر مسجد عائشہ کی طرف جانے والی بس میں بیٹھ جائیں گے تاکہ وہاں سے ہمازی
 جلدی والا بس ہو سکے، تو میری بات سن کر وہ کہنے لگے کہ میری ذہنیہ کی طبیعت خراب ہے اس
 لئے فجر کے بعد نہیں جاسکتے۔ البتہ دوسرے دن زیارتوں کے لئے ہمیں ضرور ہوٹل سے
 لے لینا، ہم تیار رہیں گے۔ فجر سمجھ سے پوچھنے لگے بیٹا تم دوسرا عمرہ کب کرو گے؟ تو میں نے
 انہیں بتایا کہ چھ جنوری کو ہم مکہ معظمہ سے ٹوانہ روانہ کر کے جدہ کی طرف جائیں گے اس
 لئے میری اہلی نے اس دن کا یہ پروگرام بنایا ہے کہ چھ جنوری کو فجر کے فوراً بعد ہم مسجد عائشہ
 جا کر پھر عمرہ کی نیت کر کے حرم محترم میں آئیں گے اور اپنے روزمرہ کے معمولات
 کے مطابق جب نو دس طواف کر لیں گے تو جدہ روانہ ہو جائیں گے۔ میری باتیں سن کر
 چچا کہنے لگے ٹھیک ہے پھر چھ جنوری کو ہم لوگ فجر کے فوراً بعد تمہیں باب السلام پر ملیں
 گے۔ (ابن شاہ اللہ)

دوسرے دن میں اور نعمان فجر کے فوراً بعد باب السلام سے گزر کر بس اسٹاپ پر پہنچے
 وہاں سینٹ کی بیسجن بنی ہوئی تھی۔ میں وہاں بیٹھ گیا اور نعمان سے کہا بیٹا آپ دو چکن
 سویاں چائے اور دو روٹے لے آؤ۔ نعمان ناشتہ لے کر آیا اور کہنے لگا اسی ہی آپ کتاب میں کیسے
 ناشتہ کریں گی۔ میں نے نعمان سے کہا بیٹا تم فکر نہ کرو، میں آسانی سے ناشتہ کر لوں گی۔ اس
 طرح کھانے کی مجھے عادت ہے، بیٹے کے فوراً بعد نعمان نے گٹ لئے اور ہم بس میں بیٹھ
 گئے (نعمان مردوں میں بیٹھا اور میں خواتین والے حصے میں بیٹھ گئی) کچھ دیر بعد جب بس پھر
 گئی تو میں نے دعا پڑھی اور ہمارا سفر شروع ہوا۔ چند روز بعد ہم مسجد عائشہ پہنچے، بس سے

اتر کر نعمان میرے پاس آیا اور کہنے لگا اسی کشتی سادہ اور خوبصورت مسجد ہے اور کشتی
 خوبصورت پودے لگے ہوئے ہیں۔ میں نے سنا تھا صحرائیں ہیرانی نہیں ہوتی میں نے کہا بیٹا یہ
 بات بالکل ٹھیک ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ جو چاہے وہ کر سکتا ہے۔ وہ
 چاہے تو صحرائیں بھی پھول کھلا سکتا ہے۔ میں نے کہا بیٹا یہ دیکھو مردوں اور عورتوں کے
 لئے الگ الگ باجمہ روم کا کتنا اعلیٰ انتظام ہے اور اندر احرام پہننے کے لئے باقاعدہ جگہ بھی بنی
 ہوئی ہے۔ وہاں کی صفائی دیکھ کر نعمان بہت تعریف کرنے لگا۔ میں نے نعمان سے کہا بیٹا
 غسل کر کے احرام بچھن کر سامنے والی دکان پر آ جانا تاکہ پھر ہم ایک ساتھ مسجد عائشہ میں
 داخل ہوں اور تم میری جگہ دیکھ لینا، پھر تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ نعمان نے اپنے
 احرام کی چادریں سنبھالیں تو میں نے نعمان سے کہا بیٹا آپ اپنا لباس اسی شاہراہ میں رکھ لینا۔
 میں اپنے تمام کاموں کو پورا کر کے دکان پر پہنچ گیا، ایک دو منٹ بعد ہی نعمان آ گیا۔ ہم
 دونوں دعا پڑھ کر ایک ساتھ مسجد عائشہ میں داخل ہوئے۔ میں عورتوں والے حصے میں پہلی
 گئی اور نعمان مردوں والے حصے میں۔ غسل پڑھ کر دعا مانگی نیت کی پھر بیٹھ بیٹھ گیا۔ کچھ ہی
 دیر بعد نعمان دروازے پر نمودار ہوا میں اسے دیکھ کر کھڑی ہو گئی، ہم دونوں بیٹھ بیٹھ
 ہوئے بس میں بیٹھ گئے۔ جب ہم مسجد حرام میں جانے کے لئے باب السلام کی طرف
 بڑھے تو ایک عجیب و غریب معجزہ دیکھا کہ اللہ ویشیا کا ایک قافلہ وہیں کھڑا ہوا تھا جو
 اس قافلے کا گروپ لیڈر تھا اس کے ایک ہاتھ میں چھیلیں اور ایک ہاتھ میں کتابیں تھیں اور
 اس نے دونوں ہاتھوں کو کعبہ کی طرف اٹھایا ہوا تھا۔ مجھے اور نعمان کو یہ معجزہ دیکھ کر بہت دکھ
 ہوا (ہمارے پاکستانی بھائی بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کیا جوتیوں کے لئے
 کپڑے کے تھیلے نہیں بنا سکتے۔ میں نے تو نعمان کے لئے بھی تھیلی بنادی تھی، ہم دونوں ماں
 بیٹے پہلے پلاسٹک کے شاہراہ میں جوتیوں پہننے اور پھر تھیلی میں رکھ کر اپنے کاندھے پر لٹکالیے۔
 جب ہم عمرہ کرتے تو میں نعمان کی تھیلی بھی اپنے کاندھے پر لٹکتی تھی کیونکہ مردوں کو
 احرام کی حالت میں تھیلی کاندھے پر لٹکانے میں دقت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حرم محترم
 کے آداب پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین) میں اور نعمان دعا پڑھ کر باب السلام
 سے داخل ہو کر صفا مردہ کے راستے سے گزر کر حرم میں داخل ہوئے (نعمان کے کپڑوں کا

شہر میں نے اللہ کا نام لے کر ایک چھوٹی سی جگہ پر رکھ دیا (طواف شروع کرنے سے پہلے میں نے اطمینان سے کہا کہ جیسا طواف دستی سے فارغ ہو کر میں حسب سابق باپ مراد پر تہوار اٹھانے کروں گی۔ نعمان نے اثبات میں جواب دیا۔ ہم نے حرم کی خوشبو سے بھٹی مٹھائیں نہیں اپنے عموں کا آغاز کیا۔ موسم شہنا تھا، حرم میں ہلکی ہلکی دھوپ تھم کو حرمت کے ذریعے ایک نئی توانائی سے آسودہ کر دی تھی۔ طواف کرنے میں ایک عجیب سا لطف محسوس اور باجی تھی کیونکہ اس وقت زیادہ روش نہیں تھا۔ حرم حرم کے تمام کام مکمل کرنے کے بعد ہم صفا عموں کی طرف روانہ ہوئے اور پھر اللہ کی حمد و ثناء اور محبت کے ساتھ سہمی بھی مکمل ہوئی اور میں باپ مراد کے پاس پہنچ کر پہنچ گئی۔ تھوڑے بعد نعمان اپنا سر اندازاً کر بابت جزا کی طرف آتا ہوا نظر آیا، پھر اس نے میرے ہال گالے۔ ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا میں نے خواب اٹائی اور ہم نے صحن کتبہ میں نکل پڑے اور پھر اپنے کمر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں نعمان سب سے لگا کر اسی ہی اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ تمام کاموں کو آسان فرماتا ہے۔ میں نے جواب دیا ویسے ہی تمام سچ کتبہ رہے ہو۔ ہم گھر پہنچے اور پھر روزِ مرد کی طرف ہم نے اپنے اس دن کے نورانی سفر کو مکمل کیا اور مشافہ کی نماز پڑھ کر قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

آج شعبان المعظم کی تین تاریخ ہے۔ میں اور نعمان تہجد کے لئے مسجد حرام کی طرف پہنچے۔ میری آنکھیں بار بار بند لانے لگیں، نعمان نے بہت جلد میری اس کیفیت کو محسوس کر لیا کیونکہ میرے قدم بھی بگڑ رہے تھے۔ نعمان نے فوراً میرا ہاتھ پکڑ لیا اور گھیر کر پوچھنے لگا وہی جی آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ میں نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا ٹھیک ہوں۔ نعمان کہنے لگا وہی شاہد آپ دوری میں! میرا دل اور بھر آیا اور میں نے کہا میں جانتا آج کے بعد ایک رات اور آوجمان باقی ہے۔ یہ نور میں ڈوبے ہوئے محلات پھر کہاں نہیں گے بس ان کی یادیں ہمارے دل میں ہوتی رو جائیں گی۔ نعمان فوراً کہنے لگا آپ پریشان نہ ہوں میں آپ کو ان شاء اللہ بارہ روز بیت اللہ کی زیارت کے لئے اڑوں گا۔ اس آپ میرے لئے رب کا نکاح سے دعا کریں کہ میں اس سال جو جاؤں میں نے کہا آمین اور یہ آمین باپ عموں کے روزانہ سے پہنچ کر میرا دل ہلکا ہوا اور ان کے دعائیں پڑھ کر ہم حرم محترم میں داخل ہوئے۔ باپ عموں ایسا روزانہ ہے کہ اس کی سیر میں ان کے چہرے پہلے برآمدت میں قدم رکھیں غارت کتبہ

اپنے پورے علمت و جمال سے چمکتا ہوا نظر آنے لگا ہے۔ میری آنکھوں سے آنسو تواتر کے ساتھ ٹپکنے لگے۔ نعمان نے مجھے حرم کا گلاب بھر کر دیا۔ میں نے دعا پڑھی اور زحرم پہنچنے لگی اور پھر باپ عموں سے متصل عورتوں کے حصے میں نماز تہجد پڑھی۔ نعمان آ کے جا چکا تھا اب اشراق کے بعد نعمان کو باپ عموں پر آنا تھا (پھر میں ایک برآمدت سے دوسرے برآمدت میں پہنچی) صحن کتبہ سے آتے وقت یہ پہاڑ برآمد ہوتا ہے، یہ برآمدت عثمانی ترکوں کے زمانے میں بنایا گیا تھا اس کے بارے میں اسلامی تاریخ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ جب یہ برآمدت بن رہا تھا تو عثمانی ترکوں نے بہت سے حفاظ قرآن جمع کئے تھے، وہ قرآن مجید پڑھتے اور جب ایک قرآن حکیم ختم ہو جاتا تو ایک ایسا رکھی جاتی تھی۔ سعودی تہجد نمونہ نے اس برآمدت کو اپنی پرانی اللہ میں رہنے دیا ہے۔ اس کے بعد وہم اور آمدہ جو باہر سے آتے، دوئے پہاڑ برآمدہ کہا جاتا ہے، سعودی حکومت کے مخالف بادشاہوں نے تعمیر کر لیا ایک دروازہ اور اس سے متصل تمام عمارت شاہ عبدالعزیز نے بنوایا تھا جو انیسویں صدی میں حرم محترم میں تعمیر کیا جاتا ہے۔ ایک دروازہ اور اس سے متصل حصہ شاہ لہند نے بنوایا جو انیسویں صدی میں حرم محترم میں تعمیر کیا جاتا ہے۔ صحن کتبہ سے کھڑے اور دیکھیں تو عثمانی تہجدوں والے برآمدے میں دو دروازے عمر ایوں کی صورت میں بنے ہوئے ہیں ان پر مظاہر راشدین اور حضرت سجاد رضی اللہ عنہم انصاری کے نام تجلیاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پھر صحن کتبہ میں داخل ہوئی اس وقت کافی تنگی تھی لیکن یہ خشکی زمین و دل کے لئے راحت کا سامان مہیا کر رہی تھی، مٹاؤں پر نظر کی تو مٹاؤں کے کھلے ہوئے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر انتہائی خوبصورت اور سہک سے ستون بنے ہوئے تھے۔ ہر ستون پر دو دو خوبصورت بلب روشن نظر آ رہے تھے۔ اس کے علاوہ صحن کتبہ میں چھتری نما چیلوں پر اور انہوں میں سفید و دو عیار روشنی کی لہر تھی لگتی ہیں، ان کی وجہ سے رات کو پورا مٹاؤں اور حرم محترم جگمگا رہتا ہے۔ جب میں حج کے لئے آئی تھی تو دن رات میں کوئی لمحہ ایسا نہیں تھا کہ مٹاؤں، طواف کرنے والوں سے نالی ہو۔ یہاں تک کہ دوپہر کو جلوت و صحرا کے اوقات میں بھی طواف ہو جاتا تھا۔ اب بروز کے موسم میں بھی یہ منظر دیکھنے کو مٹاؤں میں ہر وقت طواف ہو جاتا ہے۔ صرف نمازوں کے اوقات میں رکنا ہے، پھر فوراً ہی شروع ہو جاتا ہے۔ ان لحات میں ایسی گمن ہوئی

کہ بھول گئی کہ مجھے طواف کرنا ہے۔ ہچانک یاد آیا کہ مجھے طواف کرنا ہے پھر میں نے اپنا طواف شروع کیا۔ دو طواف کرنے کے بعد ٹائم دیکھا تو ابھی اذان فجر میں تقریباً پندرہ منٹ باقی تھے۔ میں محسن کے ساتھ دہلی سڑک پر بیٹھ گئی اور اپنے دل و دماغ کا مرکز بیت اللہ کو پہنچا (اور میں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ جتنی معنوں میں ہم ہمیشہ بیت اللہ کو اپنا مرکز دل و جاں بنا کر رکھیں۔ آمین) جب دو اتیر چلتی تو خلاف کعب چلنے لگا اور میرے دل کی آنکھیں اس میں سے ایک نور عظیم نکلتی: وہ محسوس کر رہی تھیں۔ میں اپنے گھٹنوں پر ٹھوڑھی رکھے جو نکلا رہا تھی اور میری زبان پر اپنی ہی حمد کے لکھے ہوئے چند اشعار تھے۔

مجھ پہ بھی زمتموں کے تو دروازے کھول دے
 مدت سے تیرے در پہ صدا کر رہی ہوں میں
 مالک میری دعاؤں کو پاپ قبول دے
 تیرے ہی گھر میں تجھ سے دعا کر رہی ہوں میں
 آنکھوں میں اٹک ہو ٹٹوں پہ ہیں سسکیاں مگر
 روشن چراغ راہ وفا کر رہی ہوں میں
 جہات تجھ سے آج تک میں نہ کہہ سکی
 وہ حمد کی نہیں میں ادا کر رہی ہوں میں

یہ اشعار بار بار پڑھتی رہی اور اللہ کے حضور اپنے آنسوؤں اور احساسات کا تذکرہ پیش کرتی رہی۔ فجر کی اذان کا وقت بالکل قریب آ گیا، میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب! پھر بار اپنے گھر کی ادب والی حاضری نصیب فرما۔ آمین۔ دعا مانگنے کے بعد عورتوں کے حصے کی طرف چلی اسی وقت اذان فجر شروع ہو گئی۔ فجر کی نماز کے بعد ایک طرف گیا، کچھ دیر تلاوت کی اور نماز اشراق کے بعد باب عمرہ کے پاس نعمان کو دیکھنے لگی۔ اسی وقت نعمان سامنے سے آتا ہوا نظر آیا۔ ہم باب عمرہ سے نکلے دعا پڑھی اور قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں نعمان بھاگ آیا طرف چلا گیا اور میں قیام گاہ کی طرف مڑ گئی۔ چند منٹوں بعد نعمان بھی گھر پہنچ گیا۔ اس وقت سالہ سے آٹھ بیٹے میں چھ سات منٹ باقی تھے چنانچہ محسن نے دو بار پورا فاتح پڑھا اور نعمان نے تالا لگا لیا اور ہم دونوں ہلے جلدی جلدی کوڑھ

کے دو منٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ نعمان نے مجھے ہونٹوں کی اترتار گاہ میں بٹھایا اور اللہ کے ذریعے ان لوگوں کو بلانے اور پہنچا گیا۔ دو تین منٹ بعد نعمان کی دعا ہی ہوئی، کوڑھ اور ان کے شوہر اور بیٹا بھی ساتھ میں تھے۔ ہم سب ٹیکسی میں بیٹھ کر مکہ کی زیارت کا جہاز دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ میں نے نعمان سے کہا سب سے پہلے میدان عرفات کی طرف چلو، ٹیکسی والے کو نعمان نے عرفات کی طرف چلنے کے لئے کہا۔ میدان عرفات میں سب سے پہلے مسجد عمرہ کی طرف چلے، لیکن مسجد عمرہ میں تالا لگا ہوا تھا ہم بے مسجد کے برآمدے میں ایک کپڑا اچھا کر دو رکعت نماز نفل ادا کئے (پہلے مردوں نے نفل پڑھے، پھر وہاں سے ہٹ گئے اور پھر میں نے اور کوڑھ نے نفل ادا کئے) اس کے بعد ہم میدان عرفات کو دیکھتے رہے میں نے نعمان کو بتایا کہ چنانچہ ہم یہاں جگہ کرنے آئے تھے تو ہم کے یہ درخت بہت چھوٹے چھوٹے تھے اب دیکھو کتنے بڑے اور سایہ دار ہو گئے ہیں۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ درخت جڑوں میں اسی طرح موجود تھے۔ پھر یہاں پر واقع جبل نور کی طرف چلے۔ اس پہاڑ پر چڑھنے کے لئے چھوٹی چھوٹی سی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں، جب ہم اڑ پڑھتے تو وہاں سے نیچے کا منظر دیکھنے میں بڑا خوش نما لگ رہا تھا۔ یہاں کچھ دیر بیٹھے اور دو رکعت نفل پڑھ لئے پھر ٹیکسی میں بیٹھ کر مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے، یہاں مشعر حرام کے قریب پہنچ کر کچھ دیر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کیا کچھ نفل پڑھے میں نے نعمان کو بتایا چنانچہ ہم جگہ کرنے آئے تھے تو میدان عرفات سے مزدلفہ تک پیدل سفر کیا تھا اور ہمارا یہ پیدل سفر بڑا یادگار تھا۔ راستے میں لوگوں نے ہماری بڑی خاطر مدارت کی، میں نعمان کو پہاڑیوں کے قریب لے گئی اور بتانے لگی کہ میں اور صوفیہ تمام رات ان پہاڑیوں پر گھومتے رہے اور ہمیں نیند نہیں آئی۔ وہ لگاتار بڑے جیتی تھے، آج بھی ان لگاتار کی یاد مجھے ایک نئی طاقت کا احساس دلاتی ہے۔ اس کے بعد میں نے نعمان سے کہا اب منیٰ کی طرف چلو، یہاں "مسجد خیف" کھلی ہوئی تھی۔ وہاں دو نفل پڑھا کہ اللہ سے دعا کی پھر ان کو وہ مقامات دکھائے۔ جہاں چھوٹے اور میانے اور بڑے شیطان کو ٹنگریں ماری جاتی ہیں۔ کچھ انڈو غیشی خواتین اور مرد وہاں تصویریں کھینچ رہے تھے۔ ایک انڈو غیشی نے نعمان کو تصویر کے لئے دعوت دی تو نعمان نے انگریزی زبان میں ان سے معذرت کی اور کہا کہ ہم تصویر نہیں کھینچتے، یہ حرام ہے۔ یہاں سے ہم خار

مرا کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ وہ مبارک قارہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں رسالت سے مرفوع کیا۔ اس وقت وہاں کئی چہر دار کھڑے ہوئے تھے شاید کوئی حادثہ پیش آ گیا تھا اس لئے ہمیں اوپر نہیں چڑھنے دیا۔ نعمان اپنے ساتھیوں کو پہلی ذی قحط کی تفصیل بتا رہا تھا کہ جب جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا "اقرأ" (پڑھئے) تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا "ما انا بقاریہ" (میں پڑھا ہوا نہیں ہوں) یہ مکالمے تین مرتبہ دہرائے گئے اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اقدس ﷺ کو سینے سے لگا کر بچھا لیا اور وہ دو صبح یہاں رہا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سینے میں مثنوی کی وحی کو بھیجا۔ نبی ﷺ کے سینے میں مثنوی ہو گئی اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا "اقرأ" تو حضور ﷺ نے سورہٴ علق کی پوری پانچ آیتیں تلاوت فرمادیں اور پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر خلیفہ تیسخ کا سلسلہ شروع فرمایا اور سب سے پہلی تیسخ اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر تکی جنہوں نے نور انعام قبول فرمایا اور پھر یہ روشنی اور نور کا سلسلہ آئے اور آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف چلے یہ پہلا مکملہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے، اس کی بلندی تقریباً بیس میل ہے اس کی چڑھائی کافی سخت ہے۔ نعمان اپنے ساتھیوں کو بتاتے آگے جب حضور اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی تو پہلے تین دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان مقام میں قیام فرمایا تھا۔ اتفاق کی بات کہ یہاں سے بھی ایک دن پہلے ایک خاتون بیچنے لگی تھیں ان کے ہمیں اوپر نہیں جانے دیا گیا۔ ہم کچھ دیر کھڑے رہے اور پھر وہاں سے جنت المعنی کی طرف چلے۔ یہ مکہ مکرمہ کا قدیم قبرستان ہے۔ اسی قبرستان میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مکان ہے اور متعدد صحابہ کرام، تابعین، تیس تابعین، اولیاء، علماء، صلحاء، شہداء اور نظام دقون ہیں۔ یہاں سب نے قاتحہ پڑھی۔ پھر یہاں سے باہر ترم کی طرف چلے یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت سجاد کرم رضی اللہ عنہم انجمن حضور اقدس ﷺ سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے، اسی مقام پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے دست اقدس پر سلام قبول کیا تھا۔ سجاد کے پیچھے دروازے کے یا گل سامنے ایک عمارت پر دروازہ قائم تھا جو ہے لیکن بعض تاریخ دانوں نے لکھا ہے کہ اصل مکان حرم کی جدید توسیع میں ضم ہو گیا ہے

اللہ بچتا رہتا ہے) اس کے بعد نبی ﷺ کی جائے پیدائش کی طرف آئے، پرانے زمانے میں اس محلہ کو "قشاشیہ" کہا جاتا تھا۔ ایک کچی سوق، لیل نامی تھی جہاں یہ گھر واقع ہے، لیکن اس وقت یہ مقام شاہراہ ملک مسعود پر واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ ابتدا میں حدودی قنوت سے اس جگہ کو منہدم کر دیا تھا لیکن اب وہاں ایک چنٹا اور ٹوٹا ہوا روت و رات بنائی گئی ہے اور اسے ایک لائبریری (کتاب خانہ) میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ یہ مقام عمارتیں دیکھنے کے بعد تم قیام گاہ کی طرف چلے۔ کوثران کے شوہر اور بیٹے کون کے ہو گئے انار۔ یہ پھر ہم اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم ٹیکسی سے اترے تو نعمان کہنے لگا اسی جی او سر آئیں میں آپ کو ایک جگہ دکھاؤں۔ میں نعمان کے کہنے پر وہاں چلی تو وہاں ایک چار دیواری بنی ہوئی تھی کچھ دیوار کا حصہ ٹوٹا ہوا تھا۔ نعمان کہنے لگا اسی یہ جگہ ہے جہاں کنارہ۔ لاکھوں کو زندہ و دشمن کر دیا کرتے تھے۔ میں نے وہاں تہائف کر دیکھا تو مجھے ماضی کی وہ ظلم و ستم کی داستانیں یاد آئے لکھیں، جب ایک آدمی اپنی کئی لاکھوں کو زمین میں زندہ کر دیا تو اس کا تھا۔ میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اس وقت کہ تو وہاں ہاجمہ کھارے تھے، مجھے سورہٴ قاتحہ پر تکی آیات یاد آئیں:

وَإِذَا الْغُيُوءُ افْذُؤُ سَبَلَتْ ۝ بَابُ ذَنْبٍ فَبَلَلَتْ ۝

"اور جب اس لڑکی سے جو زندہ و فداوی گئی ہو پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی"

میں نے نعمان سے پوچھا جیسا کہ میں نے بتایا کہ یہ وہ میدان ہے تو نعمان نے بتایا کہ نورم بھائی نے اس کے بارے میں مجھے بتایا تھا۔ ہم نے گھر آکر پتھر دیر آرام کیا، نعمان اپنے لئے آشکریم اور میزٹ لئے چائے لے کر آیا۔ ہم کچھ دیر باتیں کرتے رہے اور پھر آرام کرنے کے بعد حرم کی طرف روانہ ہو گئے۔ جیسے جیسے یہاں سے جاتے کا وقت قریب آ رہا تھا ایسے ایسے ادا کی دل و دماغ پر چٹائی جا رہی تھی۔

چار شعبان الحکم کی رات تھی میں اور نعمان عشا کی نماز پڑھ کر گھر آئے، کھانا وغیرہ کھایا۔ میں بہت خاموش تھی۔ نعمان نے میری خاموشی محسوس کی تو مجھ سے باتیں کرنے لگا۔

اس نے مجھے بتایا اسی آج حضرت انگیز بات ہوئی، میں خانہ کعبہ کی چوکھٹ پر کھڑے کھڑا تھا کہ ایک چھوٹا سا بچہ ہنستا ہوا دیوار پر چڑھا ہوا میرے پاس آیا اور پھر ہنستا ہوا میرے پیٹ کے پاس سے ہو کر گزر گیا، میں بہت حیران ہوا کہ یہ دیوار پر کیسے چل رہا ہے۔ اسی جی اس بچے نے اس طرح کی چکر لگائے اور جب میرے پاس آتا پھر مجھے خوب غور سے دیکھا اور ہنسنے لگا اسی جی! اب مجھ میں نہیں آیا وہ کون تھا، انسان تو اس طرح دیوار پر نہیں چل سکتا اور پھر کسی پھر دیوار سے بھی اس کو منع نہیں کیا (اللہ کے عہد اللہ ہی جان سکتا ہے) پھر نعمان کہنے لگا اسی جی مجھے وہ مرتبہ حجر اسود کا بوسہ ملا، لیکن حجر اسود کے پاس جانے کے لئے میں نے کسی کو دھکا نہیں دیا کیونکہ ایسا کرنا نبی ﷺ کو پسند نہیں۔ اب اللہ کرے کل دو تین مرتبہ حجر اسود کا بوسہ مل جائے۔ نعمان نے مجھ سے پوچھا اسی آپ کو موقع ملا؟ میں نے کہا ہاں بیٹا مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ موقعہ دیا۔ میری صلابت ہے میں خاموشی سے جا کر وہیں کھڑی ہو جاتی ہوں، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں، اللہ خود ہی شرط کے دل میں رحم ڈال دیتا ہے اور وہ حجر اسود کے لئے خود ہی میرے لئے جگہ بنا کر اٹھاتا ہے کہ حجر اسود کا بوسہ لے لو اور اس طرح میرا رب کرم فرمادیتا ہے۔ نعمان کہنے لگا اسی جی ایک دن ایک تھلی میری ٹانگ پر بیٹھ گئی، میں طواف کر رہا لیکن میں نے تھلی کو نہیں اڑایا اور نہ ہی وہ خود اڑی۔ اسی جی اس نے میرے ساتھ کسی طواف کئے، اس کے بعد دو خانہ کعبہ کے دروازے سے تھوڑا اوپر جا کر چپک گئی اور دو دن تک وہیں چھکی رہی (مجھے پتہ آیا کہ میں نے بھی ایک تھلی کو خانہ کعبہ سے چلا ہوا دیکھا تھا) میں نے کہا ہاں بیٹے مجھے بھی ایک تھلی دو دن تک وہیں چھکی ہوئی نظر آئی تھی۔ نعمان کی ان باتوں سے میری طبیعت کافی حد تک ہل گئی۔ میں نے نعمان سے کہا چنانچہ میں جب حرم جائیں گے تو یاد رکھنا کہ حجر کی نماز کے فوراً بعد عمرہ کا احرام پانہ منے کیلئے مسجد حائشا جانا ہے۔ نعمان کہنے لگا اسی جی مجھے یاد ہے۔ پھر ہم دونوں ماں بیٹے کچھ دیر ذکر و نماز پڑھنے کے بعد سو گئے۔

آج جب نماز تہجد کے لئے گھر سے اٹھے تو خشکی کافی بڑھی ہوئی تھی۔ ام تیوی سے حرم حجاز کی طرف روانہ ہوئے آج ہمارے قدموں میں بڑی تیزی تھی کیونکہ یہ احساس شدت اختیار کرنا چاہتا تھا کہ آج کا دن اس شہر میں ہمارا آخری دن ہے (اللہ زدگی اور موقعہ دے گا تو اس کے کرم سے پھر اس مہلک شہر میں آئیں گے) نماز تہجد کے بعد میں اور نعمان

باب السلام سے نکل کر اسباب کی طرف پہنچے، وہاں دو بیٹھے خالی تھیں۔ میں آرام سے بیٹھ گیا۔ نعمان ناشتہ لینے چلا گیا، اتنی دیر میں کوثر بھی وہاں پہنچ گئی۔ کوثر میرے پاس بیٹھ گیا ان کے شوہر اور بیٹا ناشتہ لینے چلے گئے، جلدی ہی اپنے ناشتہ لے کر آگئے۔ میں اور کوثر خاموشی سے اپنی نقاب کے اندر ناشتہ کرتے رہے۔ سردوں نے دوسری بیٹھ کر پینے کرنا شروع کیا۔ ناشتہ کرتے ہی ہم بس میں سوار ہو گئے اور کچھ ہی دیر بعد بس مسجد حائشا کی طرف روانہ ہوئی۔ راستے میں کوثر مجھ سے پوچھتی رہی اور میں انہیں مختلف بستیوں اور مخلوق کے بارے میں بتاتی رہی۔ جب ہماری بس جبل کعبہ سے گذری تو میں نے کوثر کو بتایا کہ یہ جبل کعبہ ہے اور یہ بائیں ہاتھ پر قبر مدینہ منورہ ہے۔ جب ہم حج کرنے آئے تھے تو اسی وقت میں قیام کیا تھا یہی باتیں کرتے ہوئے ہم مسجد حائشا پہنچے، وہیں سب نے اپنے اپنے کام خیر و خوبی سے انجام دیئے اور احرام پہن کر دوکان کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اسی دیر میں نعمان کا ساتھ بھی آ گیا، ہم نے آہستہ آہستہ دعا پڑھی اور مسجد حائشا میں داخل ہو گئے۔ میں نے کوثر کا ہاتھ پکڑا اور انہیں لے کر خواتین کے حصے میں چلی گئی۔ لعل اور نیت کے بعد دعا مانگا گیا پھر تین بار ایک پڑھی، پھر کوثر کہنے لگیں یہیں کتنا سکون محسوس ہو رہا ہے۔ میں نے جواب میں کہا کوثر تم صحیح کہہ رہی ہو، جب میں اس مسجد میں آئی ہوں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے جی شہادت سے یاد آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا رحمتیں نازل فرمائے کہ آج ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی اس مسجد سے احرام پہن کر عمرہ کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ ام ابی ایی یہ باتیں کر رہے تھے کہ نعمان کی آواز آئی وہ مجھے بلا رہا تھا۔ ہم دونوں مسجد سے باہر آگئے اور پھر آہستہ آہستہ لہیک پڑھتے ہوئے بس میں سوار ہو گئے۔ سواری کی دعا پڑھی اور بس منزل حصوص کی طرف چل پڑی، جلد ہی مسجد حرام نظر آنے لگی۔ ہم سب باب السلام سے حرم محترم میں داخل ہوئے، پھر میں نے کوثر سے کہا کہ میرا کہا سنا صاف کر دینا کیونکہ عمرہ کے بعد آپ لوگ تو ہوٹل چلے جائیں گے اور ہم آج کے طواف مکمل کریں گے، پھر تقریباً ساڑھے گیارہ بج گھر جائیں گے، ناشتہ کریں گے اور پھر جدو کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ نعمان نے کوثر کے شوہر اور اس کے بیٹے سے یہی باتیں دہرائیں اور اتنی دیر میں ہم مطاف میں داخل ہو گئے (نعمان نے اپنے کپڑوں کا شاپر محفوظ مقام پر رکھ دیا تھا تاکہ جاتے وقت لے

کر چلے جائیں، ایسا ہی بن لوگوں نے کیا اور ہم نے عمرو کے سلسلے کا طواف شروع کیا۔ کوثر اور
 میں ساتھ ساتھ طواف کر رہے تھے، واجب الطوائف چڑھ کر زحرم بیابان آسمانوں استقامت
 کر کے ہم دونوں صفہ مردہ کی طرف روانہ ہوئے۔ سہی بھی ہم دونوں نے ایک ساتھ کی،
 صفائی اور نچائی پر چڑھ کر ہم نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دعا کی دل میں سہی کی نسبت کی
 اور دونوں اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سہی کہنے لگے۔ جب سہز ستون شروع ہوئے تو اپنی
 درمیانی رفتار سے چلتے ہوئے عربی کی جامع دعائیں کرتے رہے اور اسی طرح باب مردہ تک
 پہنچے۔ باب مردہ پر پہنچ کر خانہ کعبہ کی طرف رخ کیا (یہاں سے خانہ کعبہ نظر نہیں آتا)۔
 اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں کیں اور پھر دوسرا چکر شروع کیا اور اسی طرح ہماری سہی کے
 ساتھ چکر بکمل ہو گئے۔ درمیان میں ایک مرتبہ مجھے پیاس لگی، میں نے آب زحرم بیابان کو کوزہ
 لیے لی، سہی کے وقت آب زحرم پی لیا؟ میں نے کہا کوثر سہی کے وقت آب زحرم پی سکتے
 ہیں اور اگر بھوک لگی ہوئی ہے تو کھجور بھی کھا سکتے ہیں۔ البتہ طوائف کے دور ان نہ کھہ پی سکتے
 ہیں اور نہ کھن کھا سکتے ہیں۔ سہی کھل کر کے ہم باب مردہ کے پاس پہنچے، اس دوران ہم
 دونوں اللہ کی تعریف بیان کرتے رہے، کچھ دیر بعد نعمان اور اس کے ساتھی آئے۔ نعمان
 نے میرے بال کاٹنے کو کوزہ کے بیٹے نے کوزہ کے بال کاٹے۔ نعمان کے ہاتھ میں جو س کے
 ڈبے تھے اس نے مجھے اور کوثر کے جس دیا۔ ہم دونوں نے جو س پیا، کوثر ان کا پینا اور شوہر
 سلام دعا کے بعد گھر جانے کے لئے تیار ہوئے۔ کوثر میرے گلے لگے، ہمیں ان کے شوہر اور
 بیٹے نے نعمان کو اپنے گلے لگایا اور سب رخصت ہو گئے۔ میں نے پیر سے چٹھا بنا کر نقاب
 لگایا، پھر میں اور نعمان صحن کعبہ میں پہنچے اور دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ نعمان کے کپڑوں کا
 پیکٹ میں نے لٹکا اور نعمان سے کہا بیابان کپڑے لادو اور ہاتھ دھو میں جا کر تبدیل کرو اور پھر
 شاہ یہاں رکھ دینا اور اپنی بیٹی میں یہاں سے نکال لیں گے۔ پھر میں طوائف کو منہ کیلئے صحن کعبہ
 کی طرف بل پڑی (باب مردہ کا وقت نعمان نے ساڑھے گیارہ بجے کاٹے کیا تھا) چار شعبان
 ۱۱۰۰ھ (چونکہ زوری کا دن ہمارے لئے بڑی مبارک ساتھیوں نے کر آیا۔ ان منافع میں زیادہ
 ریش نہیں تھا، میں نے طوائف کی اور واجب الطوائف کے لئے مقام ابراہیم کے چھپے (نہار کے
 لئے) آسانی سے جگہ مل گئی، سہی کی امور میں نوافل چڑھ رہی تھیں۔ میں نے زحرم بیابان

حطیم کی طرف نظر کی تو حطیم میں بھی ریش کم نظر آیا، میں جلدی جلدی چل کر حطیم میں
 داخل ہوئی، پیچھے جا کر دو نفل پڑھے۔ مجھے اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کعبہ
 اللہ کیلئے ہڈ پڑھنی یاد آئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا دل چاہتا تھا
 کہ میں کعبہ شریف کے اندر جاؤں اور اندر جا کر نماز پڑھوں۔ میں حضور ﷺ نے میرا ہاتھ
 پکڑ کر حطیم میں داخل کر دیا اور یہ فرمایا کہ جب تیرا کعبہ میں داخل ہونے کو دل چاہا کرے تو
 یہاں آکر نماز پڑھ لیا کر۔ یہ کعبہ کا ہی کلاہ ہے، تیری قوم نے جب کعبہ کی تعمیر کی تو اس حد
 کو (خرچ کی کمی کی وجہ سے) کعبہ سے باہر کر دیا تھا۔ (ابو داؤد، فضائل ریح)

یہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس لئے میں نے خوب دعائیں کیں۔ میں پیچھے اس لئے
 رہتی تھی تاکہ پھر وہاں خاتون مجھے حطیم سے جلدی نہ نکال دیں، کیونکہ آگے کی خواتین کو وہاں
 مردوں کی وجہ سے جلدی جلدی ہناتی تھیں۔ حطیم میں دعا مانگ کر حجر اسود کے ساتھ جا کر
 کھڑی ہو گئی اور اپنے رب سے دعائیں مانگنے لگی، اچانک ہی شرط نے چھری سے خواتین کو
 ایک طرف کیا اور ایک چٹنی کو میرے پاس بٹھا تاکہ میں حجر اسود کا بوسہ لوں۔ اللہ کی محبت پر
 میری آنکھیں آنسوؤں کے ذریعے اپنے رب کی شکر گزار ہوئیں۔ میں نے جلدی سے بوسہ
 لیا، دعا پڑھی اور مانگ ہو گئی تاکہ اللہ کے دوسرے چاہنے والوں کو بھی موقع مل سکے۔
 میں نے پھر طوائف شروع کیا، واجب الطوائف چڑھ کر زحرم پی کر پھر دل میں امیدیں لئے
 حجر اسود کے قریب کھڑی ہو گئی۔ اللہ کا کرم پھر اس طرح برسا کہ شرط نے اپنی چھری کے
 ذریعے حجر اسود کے بوسہ لینے کا اشارہ کیا، میں نے اپنے محبوب حقیقی کا شکر لیا اور پھر حجر اسود
 پر بچک لگی اور دعا چڑھ کر پھر بہت گئی، پھر اسی طرح طوائف کرنے کے بعد حجر اسود کے سامنے
 جا کر کھڑی ہو گئی، اس وقت ریش زیادہ تھا، ایک خاتون منترم کے پاس کھڑی تھیں، لیکن
 انہیں شاید منترم کی اہمیت کا پتہ نہیں ہو گا، وہ حجر اسود کے بوسے کا انتظار کر رہی تھیں۔ میں
 نے انہیں مخاطب کیا، میں کیا آپ مجھے تھوڑی سی جگہ دے سکتی ہیں؟ کہنے لگیں، ہاں ضرور،
 شہ تیزی سے آگے بڑھی اور منترم سے اسی امر میں پخت کر کھڑی ہو گئی جیسے آپ ﷺ
 کھڑے ہوتے تھے، چو کھٹ بھی اللہ کے کرم سے بالکل خالی تھی، دعا مانگ کر اپنے پیارے
 رب کے گمراہی پہ کھٹ پڑ کر کھڑی ہو گئی۔ سبحان اللہ کیا کیفیت ہے، اولیٰ ہاتھوں کھڑا

اللہ اور... کبھی تیسرا کلمہ پڑھتی کبھی اللہ شروع کرتی۔ مجھے ایسا لگتا تھا جیسے شاید آج میں دیوانی ہو گئی ہوں۔ لیکن میری دیوانگی کا علم میرے رب کے علاوہ کسی کو نہیں تھا، الٰہی احساسات کے ساتھ طواف مکمل ہوا۔ واجب الطواف کے وقت جب بیٹھائی صحن کعبہ کے فرش پر رکھی تو دل نے یہ خواہش کی کہ بس اب سجدہ سے سر نہ اٹھے، اس سجدہ کی حلاوت آج بھی کبھی محسوس ہوتی ہے۔ جب وہ علامتیں لگی تو اپنے رب کے حضور اس طرح گویا ہوئی۔

اللہ میرے قلب کو وہ نور بخش دے
 محمد و ثا کسی کی نہ لکھوں ترے ہوا
 دیتا ہے اور تو ہی دلاتا ہے مطلق کو
 پھر کیوں کسی سے اور میں مانگوں ترے سوا

پھر واجب الطواف پڑھ کر مز مہربانی کر، اللہ کی تقیرنی بن کر اللہ کی چوکت کے سامنے کھڑی ہو گئی، چوکت خالی تھی، چوکت پکڑی دعا کرنے لگی تو دیکھا ملتوم بھی خالی ہے۔ ملتوم سے لپٹ کر کھڑی ہو گئی، ایک ہاتھ سے اللہ کے عظیم الشان گھر کی چوکت پکڑی، گڑ گڑاتی رہی رب کے حضور اور دعائیں مانجی رہی اور پھر جب وہاں سے ہٹی تو شرط نے جبر اسود کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اللہ کی تقیرنی جبر اسود کا بوسہ لینے کے لئے جھک گئی، رب العزت کے کرم سے آج کا کام تکمیل تک پہنچا۔ لیکن قدموں میں چلنے کی سکت نہیں تھی، تھوڑا سا چلتی پھر سڑ کر اللہ کے عظیم گھر کی طرف رہ گئی۔ دل بہا رہا تھا کہ وہ ڈر کر خانہ کعبہ سے لپٹ جاؤں پھر بڑھتی رہی، عجب دیوانگی تھی جو بیان سے باہر ہے۔ برآمدے میں آکر کھڑی ہو گئی پھر اپنے غار سے رب کے گھر کو آئسو بھری آنکھوں سے دیکھتی رہی۔ آخر کار باب عمرو کی میز چوں تک پہنچی گئی، اب زمر مگاناس بھرا دروازے دل لیکن محبت کی نظر سے خانہ اقدس کو دیکھتی رہی اور زمر مہربانی رہی۔ اسی وقت نعمان کی آواز آئی ای ٹی چلیں۔ میں نے آہستہ سے کہا ہاں جاؤ، پھر میز حیاں چڑھ کر کھڑی ہو گئی۔ ابھی بھی خانہ کعبہ نظر آ رہا تھا ایک دم عداوت کی قوت ختم ہو گئی اور میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ نعمان کی آنکھوں میں بھی آنسو لرز رہے تھے اور کچھ آنسو اس کے گالوں پر بھی بہتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مرد کو بڑا قوی بنایا ہے، نعمان نے مجھے تسلی دی اور دعا پڑھی، میں بھی خشکی

کھڑا ہو گیا، جسم پر اللہ کے رعب و جلال سے لرزہ طاری ہو گیا، آنکھیں روت کر ٹپک رہی ہیں۔ آنسوؤں کا اندر اندہ چیش کرنے لگیں، خوب دعائیں کیں۔ پھر طواف کیا اس وقت بھی ملتوم خالی تھا، وہ چوکت پر بھی کوئی نہیں تھا میں تو اپنے رب کے کرم پر شکر گزار تھی کیا آرام کیا اپنی ہچیز بندی پر کہ چندہ، چندہ منٹ میں ایک، ایک طواف مکمل ہو رہا تھا۔ ملتوم سے لپٹ کر اور اللہ کے گھر کی چوکت پکڑ کر خوب دعائیں کرتی رہی، اپنی معافی کے لئے آنسو بہاتی رہی، پھر طواف شروع کیا اور طواف کے بعد اس وقفہ پھر عظیم میں جگہ مل گئی۔ واجب الطواف بھی عظیم میں ادا کئے، پھر ملتوم کے پاس آئی۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ناصدہ حتمیں نازل ہو رہی ہیں، اس وقت اپنی ہی حمد کا ایک شعر بے ساختہ زبان پر آ گیا۔

اس کیفیت کو کر نہیں سکتی بیان میں
 جو کیفیت ملی ہے تری ہار گاہ میں

میں نے گزری دیکھی ابھی صرف پونے دو بجے تھے۔ میں پھر طواف کعبہ میں مشغول ہو گئی اور پھر ایک دیوانی کی طرح کبھی ملتوم سے لپٹ جاتی، کبھی چوکت پکڑتی، کبھی حرم میں اپنے رب کے حضور آنسو بہاتی۔ اس وقت اپنا ہی ایک قطعہ میری زبان پر تھا۔

بے ہیں میری بچوں پر ستارے
 میں بیت اللہ سے لب جاد ہی ہوں
 عجب ہی کیفیت ہے قلب و جاں کی
 عجب عالم میں خود کو پار ہی ہوں

جب اسی حالت میں گیارہ بج گئے تو میں نے طواف دوبار کی نیت کی۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتی رہی، پھر تو حال یہ ہو گیا کہ ایک ایک چیز سے رو رو کر کہہ رہی تھی، اللہ اور اے مطاف اللہ اور... اللہ اور زکریٰ بیانی اللہ اور... اللہ اور اے ملتوم اللہ اور... اللہ اور اے جبر اسود اللہ اور... اللہ اور اے عظیم اللہ اور... اللہ اور اے صحن کعبہ اللہ اور... اللہ اور اے حرم کی خلیف اور خوشبو میں اپنی ہوئی ہواؤں اللہ اور... اللہ اور اے خانہ کعبہ اللہ اور... اللہ اور اے مقام ابراہیم اللہ اور... اللہ اور اے چاوہ زمر اللہ اور... اللہ اور اے کعبہ کی چوکت اللہ اور... اللہ اور اے باب عمرو اللہ اور... اللہ اور اے باب عمرو اللہ اور...



اور پھر آہستہ آہستہ مکہ مکرمہ کے بازار اور علاقے گزرتے چلے گئے اور میری زبان سے اوراں..... اوراں..... انقار ہل نعمان نے میری یہ حالت دیکھی تو کہنے لگا اکی آپ پریشان نہ ہوں ان شاء اللہ پھر جلد ہی آئیں گے۔ مجھے نعمان کی بات بہت اچھی لگی اور میں نے آمین کہا اور پھر سزا کی طرف نظر کی سزا بہت خوبصورت لگ رہی تھی اور بس سزا کی پریشانی سے چلی جلد ہی تھی۔ لیکن نہ کوئی جو کھا لگ رہا تھا نہ وہاں تھا بلکہ ایسا محسوس ہوا جیسا کہ جہاد میں بیٹھے ہیں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد ہی ہم جہاد پہنچ گئے اور انہوں نے بس اسٹاپ پر بس روکی۔ نعمان نے اپنا سامان اتار لیا۔ نعمان پارہ اسٹاپ کے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا یہ اسٹاپ ایک چار دیواری میں بنا ہوا تھا۔ یہاں دروازے اور دیواروں کے بائیں کے آرام کے لئے کمرے بنے ہوئے تھے، اسے زاہد کا انتظار تھا۔ نعمان نے زاہد کو کل سے انتظار سے فون کیا تھا کہ ہم ان شاء اللہ ذریعہ جے تک جہاد پہنچ جائیں گے اور اس وقت ذریعہ ہی ہوا تھا۔ نعمان نے سامان اٹھایا اور کہنے لگا آئیے اب ہر جا کر زاہد کا انتظار کرتے ہیں لیکن جب پونے دو بجے تھے۔ بھی زاہد نہیں آیا تو نعمان نے ایک شخص کو روکی اور ہم زاہد کے گھر لوٹ ہوئے، مگر پہنچ کر عابد نے بتایا کہ گاڑی خراب ہو گئی تھی، زاہد ابھی آپ کو لینے گیا ہے، وہ جب آپ دونوں کو اپنی ٹیکس پائے گا تو گھر پر ضرور فون کرے گا۔ دس منٹ بعد ہی فون ٹی بیل ہوئی، نابد کو یقین تھا کہ یہ زاہد کا فون ہوگا، جب عابد نے فون سنا تو دوسری طرف زاہد ہی تھا۔ عابد نے کہا زاہد انعمان اور ریحانہ باقی گھر پہنچ چکے ہیں، تم فوراً آؤ۔ میں اور نابد اندر بیٹھ گئے، مردانہ بیٹھک میں نعمان کے ساتھ فراز باتوں میں مصروف تھا۔ فراز بہت باسعادت بیٹھا تھا، ہمہ باتیں کرتا اور سناتا اس کا خاص مشغلہ تھا۔ عابد ہاؤس میں چلی گئیں اور اس سے میرے پاس بیٹھ گئی، میں نے اس کے لئے ایک لگائی اور اس کی مصروفیت سے بھرپور باتیں سننے میں لگ گئی، اسی اثناء میں فراز نے آکر بتایا کہ زاہد چاہا آگئے ہیں۔ عابد نے فراز کے ہاتھ پر دبانے میں لگایا، عابد نے اپنے کمرے میں ہم سب کے لئے کھانا نکالیا۔ کھانا بہت عمدہ اور لذیذ تھا۔ ہم پورے عابد نے زیادہ تر عربی کھانے پکائے تھے۔ کھانا کھا کر دس منٹ آرام کیا، فراز، نعمان اور زاہد نماز کے لئے مسجد چلے گئے، ہم سب نے گھر میں نماز پڑھی، پھر کچھ دیر آرام کیا تو نعمان نے کہوٹیا کی ای ب بازار چننا چاہئے تاکہ بچوں کے لئے کچھ تحائف لے لیں۔ میں

سانس بھر کر دماغ چھت گئی اور پھر سر ہٹا کر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی (ان کی گہرا سانس سے بار بار یہ دماغ کھل رہی تھی۔ میرے رب مجھ پر اپنے گھر کی لوب والی حاضری کے لئے بلا لیا اور اسے میرے رب مجھ سے کبھی ناراض نہ ہونا) نعمان نے مجھے گھر بھیج دیا۔ منجھل چال کے ساتھ گھر میں داخل ہوئی، نعمان سمیٹی ہوئی لے کر آگیا۔ ہم دونوں نے لے کر کھلیا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ میں نے ہنسا پھلکا سامان چکر لیا، نعمان نے سارا سامان باہر نکال لیا اور کہنے لگا ابھی آپ یہاں رکھیں میں غم بھائی کو چاہتی رہے، تم بھی آنا، وہ منٹ بعد ہی نہ گیا اور نعمان آتے ہوئے نظر آئے۔ غم کے کچھ ہی منٹوں کا ملازم تھا، میں نے غم کا شکر یہ لیا اور کہا بیٹے اپنی والدہ کو بھائی کو میرا سلام پہنچا دینا۔ غم کہنے لگا باقی آپ کو تازہ ذرات سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو معاف فرما دیجئے گا۔ سلام دینا کے بعد ہم بس اسٹاپ کی طرف روانہ ہوئے، غم کا ملازم نعمان کے ساتھ ساتھ آ رہا تھا۔ وہ جہاد چلنے والی بس کے قریب پہنچے، نعمان نے اس کے ساتھ مل کر سامان رکھوایا، پھر ملازم کو سلام کیا وہ دونوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملا کر دیر غصت نہ کیا۔ یہاں سے حرم کے بیٹار نظر آ رہے تھے اور میری زبان پر میری ہی تمہاری ایک شعر تھا۔

ہر سمت ہر طرف تمے اولد چھائے ہیں
تیرے ہی جٹوںے کلب و نظر میں آئے ہیں

میں اور نعمان کچھ دیر باتیں کرتے رہے، موضوع حرم ہی تھا۔ ان باتوں میں ہمیں پتہ بھی نہیں چلا کہ بس کب میری ولادت جب ذرا عرصے نے بس اسٹارٹ کی تب ہم چھ گئے۔ نعمان نے کہا ابی ہمیں وقت گزرنے کا پتہ نہیں چلا۔ ہم اس مبارک مزدمن سے سولہویں دن رخصت ہو رہے تھے لیکن اس کے باوجود ایسا محسوس ہوا جیسا کہ ابھی آئے تھے اور ابھی وہاں جا رہے ہیں۔ گھر جانے کی خوشی نہیں تھی، نہایت اللہ سے رخصت ہونے کا غم قلب میں لگاؤ کی بے قریبی تھی، شہزی ہوا میں تھا کہ چھوٹی ہوئی جلد ہی تھیں۔ فوراً میری زبان پر اپنی ہی شعر کا ایک شعر آ گیا۔

تیرا گھر روز ہی ہوتا ہے لے با
میرا سلام کبھی حرم کی نھاؤں کو

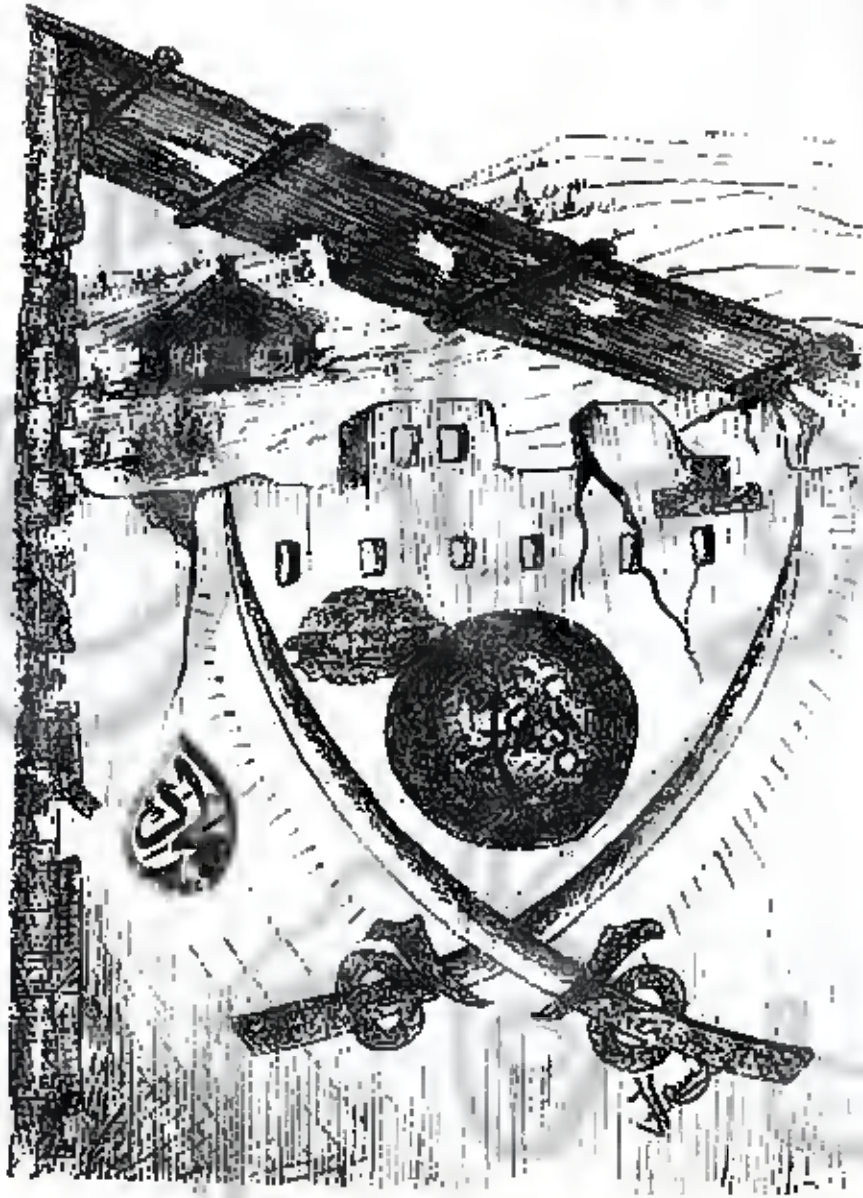
نے کہا ٹھیک ہے، میں نے اور عابدہ نے برقع کوڑھا اور ہم سب گاڑی میں بیٹھ کر فریادیں ادا کی۔
 کی طرف چلے۔ نعمان نے اپنے ہاتھوں کے لئے ان کی پسند کے مطابق کچھ تحائف لئے۔
 اس کے بعد عابدہ نے کہا کہ زاہد گاڑی آپا کے گھر کی طرف موزولو (میںاں قریب ہی عابدہ کی
 بند، آپا رہتی تھیں) زاہد نے گاڑی کا رخ آپا کے گھر کی طرف کیا اور تین منٹ میں ہم آپا
 کے گھر پہنچ گئے۔ نعمان اور زاہد مردانے میں چلے گئے، عابدہ کی منڈ بڑے تھاک سے ملیں، کچھ
 عیوب پر بیٹھے تھے کہ انہوں نے چائے اور اس کے ساتھ کیک اور بسکٹ وغیرہ ہمارے سامنے
 لا کر بیٹھے سے رکھ دیئے۔ نام چاہئے ہی کہ فارغ ہوئے تو عصر کی اذان ہو گئی۔ نعمان اور
 زاہد عابدہ کے نندوئی اور بچوں کے ساتھ مسجد چلے گئے، ہم خواتین نے گھر میں نماز ادا کی۔
 کچھ دیر ہم باتیں کرتے رہے تو مغرب کی اذان ہو گئی۔ مغرب کی نماز کے بعد عابدہ کہنے لگیں
 باہی آپ کو جدو کا سائل دکھاتے ہیں۔ میں نے کہا عابدہ اتنا وقت نہیں ہے کیونکہ ذات
 لعلیائی بچے کی ہماری فلائٹ ہے۔ رات پارہ بچے گھر سے نکلیں گے، انہیں کسی اور ہلاکار کا ایک
 پکر رکالیتے ہیں تاکہ بچوں کے لئے گھڑیاں وغیرہ لے لیں۔ اس وقت تک نعمان اور زاہد بھی
 آچکے تھے، ہم فوراً ہی ہلاکار کے لئے روانہ ہو گئے۔ بچوں کی عمروں کے مطابق درآمد قیمت اور
 خوبصورت گھڑیاں نعمان نے خریدیں اور ایک گھڑی زبردستی مجھے ولادی۔ پھر عابدہ کو ایک
 انگوٹھی پسند آئی تو کہنے لگیں باہی یہاں کی ایک نشانی ضرور لیں۔ میں نے اس کے کہنے پر
 انگوٹھی خرید لی۔ ہلاکار میں خود کار میٹر حیاں لگی ہوئی تھیں، انہوں کو بہت مزہ آ رہا تھا۔ لیکن
 زاہد نے بچوں کو ڈانٹا اور کہا پارہ میٹر میٹروں پر نہ چڑھو۔ اب نعمان کو کچھ گھوڑوں اور
 چاکلیٹس وغیرہ لینی ہیں پھر گھر چلنا ہے کیونکہ پھر عشاء کی اذان ہو جائے گی۔ ہم نے جلدی
 جلدی خریداری کی۔ نعمان نے اپنے لئے صرف ایک دو سوپ کی ٹوپی اور ایک کریم خریدی
 (دو سوپ کے اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے) زاہد نے بہت کہا اپنے لئے کچھ اور لے لو،
 لیکن میرا ایک دو تھی برا کچھ ڈال ہے، اس نے زیادہ تحائف بچوں کے لئے خریدے، یہ کونسا تحائف
 تھیں صاحب اور آپا کے لئے خریدے۔ گھر میں جیسے ہی داخل ہوئے عشاء کی اذان ہو گئی،
 سب اپنی اپنی نماز کی تیاری میں لگ گئے۔ جب ہم ٹیلا پارہ کر فارغ ہوئے تو فریادیں آئی اور کہنے لگا
 ریختہ خانہ نعمان بھائی پوچھ رہے ہیں کہ میں زاہد کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے ساحل پر چلا

بچوں میں نے کہا کہنا ضرور جاؤ اور فریادیں آپ بھی ان کے ساتھ کھوٹے چلے جاؤ۔ ہم گھر
 میں کچھ دیر آرام کرتے ہیں۔ ساڑھے دس بجے تک بیچے ساحل سے واپس آئے۔ میں اور
 عابدہ حرم کی خوبصورت یادوں اور باتوں میں ایسے مصروف ہوئے کہ وقت گزرنے کا احساس
 بھی نہیں ہوا۔ عابدہ نے کہا باہی کافی وقت ہو گیا ہے لب کھانا لگا دیتے ہیں۔ وہ نون جگہ دستر
 خوان پر کھانا لگا دیا گیا، کھانے سے فارغ ہوئے تو تہیہ سامنے آ گیا (عابدہ اور اس کے گھر والوں
 نے ہماری خوب مہمان نوازی کی۔ آج بھی عابدہ کی محبت اور خلوص یاد آتا ہے تو میں عابدہ اور
 اس کے گھر والوں کے لئے بہت دعا کرتی ہوں) کچھ دیر چٹل تھی کی پھر میں نے اپنے اور
 نعمان کے کپڑے استری کیے اور کچھ دیر بعد ہم تیار ہو گئے۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا، پارہ
 بیچے ہم سب جدو ایئر پورٹ کے لئے روانہ ہوئے (عابدہ اور اس کے بیچے بھی ساتھ تھے)
 جب تک ہمیں ایئر پورٹ کے اندرونی حصے کی طرف نہیں بلایا گیا، عابدہ زاہد اور بیچے ہمارے
 پاس ہی بیٹھے رہے۔ جب ہمارے لئے اعلان ہوا تو نعمان زاہد سے ملا، فریادیں ان کے چھوٹے
 بھائی کو یاد کیا۔ میں عابدہ سے ملی اور تیج کو یاد کیا، فریاد کے سر پر ہاتھ رکھا، پھر ایک دوسرے
 کو سلام کیا اور ہم اللہ حافظ کہتے ہوئے اندر جانے کے لئے اٹھ گئے۔ بچوں کی آنکھوں میں ہم
 سے جدا ہونے وقت آنسو صاف نظر آ رہے تھے۔ میرا دل بھی چونکا، بڑا احساس ہے اس لئے
 میری آنکھیں بھی آنکھیں خلوص کا نذرانہ پیش کر کے نکلیں (عابدہ اور اس کے گھر کے افراد
 بہت زیادہ پر خلوص تھے۔ ایسے لوگ دنیا میں کم ہی ملتے ہیں) آتے چلے چلتے اچانک نعمان
 اور میں لے پلٹ کر دیکھا تو وہ لوگ اب اس کھڑے ہماری غماز طرف دیکھ رہے تھے۔ نعمان اور
 میں نے پھر ملی احسان اللہ کہا اور ہم اب ایئر پورٹ کے اندرونی اڈے میں داخل ہو گئے۔ کچھ
 دیر وہاں بیٹھے اسی عرصہ میں ہمارے چہلا کا اعان ہو گیا۔ ہم دونوں اپنی نشست سے اٹھ کر
 جہاز میں بیٹھنے کے لئے چل پڑے۔ میٹر حیاں چڑھیں جہاز میں بیٹھے تو طبیعت پر ایک عجیب سی
 نوعی کیفیت طاری ہو گئی، مجھے وہ فریاد آیا، جب ہم کراچی سے جدو کے لئے روانہ ہوئے
 تھے تو دل ایک انوکھی خوشی اور اللہ کے خوف سے معمور تھا اور اب ہمارے کلمات اور مقدس
 ساتھیوں پر آ کر زاہد کی رائی تھیں۔ ہدایات شروع ہوئیں، کپٹن نے سولہ کی دغا پڑھی، میں
 اور نعمان بھی دعا پڑھنے لگے۔ جہاز کچھ دیر روانہ ہوئی اور پھر کراچی کی طرف پرواز

کرنے لگا (دو اہلی چہل قدمی بھی اللہ کی تسخیر ہی بڑی نعمت ہے کہ دونوں کا سفر آگے بڑھنے اور گناہوں کا بھروسہ
 منوں میں لٹے ہو جاتا ہے) نعمان میری اسی کو خوب اچھی طرح محسوس کر رہا تھا، ان لئے
 وہ اپنی باتوں سے میرا دل بہلا رہا۔ کبھی وہ بر بعد ناشتہ کی ٹرائی میں آتیں، ناشتہ کیا۔ میں نے
 نعمان سے کہا ایسٹورڈ سے کہو، ہمیں چائے نہیں کافی دیر۔ نعمان نے میرے کہنے کے
 مطابق کافی مانگی، بہت جلد کرنا، مگر ہم اور لذیذ کافی ہمارے ہاتھوں میں تھی۔ ہم اللہ کا ہم نے کر
 آہستہ آہستہ کافی پی رہے، کافی پی کر کچھ دیر سیت سے سر ٹھاکر آرام کیا۔ کچھ نیند بھی آگئی
 اور اس طرح ہمارا چہل قدمی کا سفر ختم ہوا اور ہم کہ جی ایئر پورٹ پہنچ گئے (نعمان نے چند عرصے
 اپنے دوست جنید کو فون کر لیا تھا کہ جارا چہل سوات جنوری کی صبح کراچی کے ہوئی اگست پر
 ان شاء اللہ پہنچ جائے گا) نعمان نے مجھے ایک طرف کھرا کیا اور سامان پہچان کر، میرے پاس
 لانے لگا۔ جب سب سامان آگیا تو نعمان نے اوپر دھیر دیکھا وہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کو
 تلاش کر رہا تھا۔ چند روز تک نعمان دیکھتا رہا اس کے بعد نعمان نے ایک ٹیکسی روٹی اور ہم
 گمر کی طرف روانہ ہوئے۔ میں نے نعمان سے کہا کہ بیٹا اتنے مقدس مقامات اور پاکیزہ شہر
 دیکھنے کے بعد کراچی آکر ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے ہر طرف کوڑا ہی کوڑا ہے۔ نعمان کہنے
 لگا، اتنی امی اصل میں جلد یہ عظیم شہر کی مغالی اور سڑکوں کی مرمت کی طرف زیادہ توجہ نہیں
 کرتا اور پھر دیتے بھی کراچی کے حالات ٹھیک نہیں۔ ہم اس واقعہ کی گفتگو سے کراچی آئے
 ہیں، اللہ تعالیٰ کراچی اور پاکستان پر اپنا کرم فرمائے۔ یہاں محبت و امن کی فضا پیدا ہو جائے
 میں نے آئین کہہ اور میں نے نعمان سے کہا بیٹے پورے عالم اسلام کی حفاظت اور امن و امان
 کے لئے دعا کیا کرو۔ نعمان کہنے لگا اتنی امی آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ کاش دنیا کے تمام مسلمان
 ثوابِ عظمت سے جاگ جائیں، اللہ بزرگ ہم کو کہیم کہ ہم ہے۔ آخر ہم بار بار اپنے رب سے رحم کی
 درخواست کریں گے تو وہ ضرور قبول فرمائے گا۔ اب ہماری ٹیکسی پیٹرول پمپ سے ہوتی
 ہوئی تین نمبر آٹا میں داخل ہوئی۔ نعمان نے ٹیکسی ڈرائیور کو گاڑی مولنے کی نشاندہی
 کی اور ہم اپنے عزیز غائب خانہ تک پہنچ گئے۔ نعمان نے ٹیکسی ڈرائیور کو پیسے دیئے اور ٹیکس کے
 چہرے کے ساتھ سامان لے کر اوپر چلی چلا اور ابھی میں دوسری منزل تک پہنچی تھی تو نعمان
 نیچے اترتا نظر آیا اور کہنے لگا امی گھر پر تو تالا لگا ہوا ہے۔ تو کیدار کہنے لگا وہ سب تو آپ کو لینے

کے لئے ایئر پورٹ گئے ہیں۔ دوسری منزل پر میری کیمہ طالبات رہتی تھیں ان کے والد
 میں بھائی باہر آئے اور نعمان سے کہنے لگے بیٹے اندر آ جاؤ یہاں سے اپنے دوست کے گھر
 فون کر لو تو آپ کو صحیح بات کا پتہ چل جائے گا۔ نعمان نے میری طرف دیکھا تو میں نے اشارہ
 اے اندر جانے کے لئے کیا۔ نعمان اندر چلا گیا، تو میری طالبات اور ان کی والدہ مجھے لینے
 آئیں اور میں بھی ان کے ساتھ اندر چلی گئی۔ نعمان نے جنید کے گھر فون لیا تو انہوں نے کہا
 کہ ایئر پورٹ والوں نے دوسری فلائٹ کا سمجھ کر جنید کی فلائٹ ہمسائی کی اور لوگ اس وقت
 ایئر پورٹ پر پہنچے ہوں گے جب آپ لوگ ایئر پورٹ سے نکل پڑے تھے۔ ایک آدھ گھنٹے
 بعد آپ (میری والدہ) رانچ، حلو، مہادیہ (یہ تینوں نعمان سے بچھوئے بیٹے ہیں) اور دیگر بھائیوں
 کے بچے آگئے، جنید، نومی اور شاہد وغیرہ بھی آگئے۔ نعمان کے دوست مردانہ ہینک میں
 نعمان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ جب بچے اور نعمان کے دوست نعمان سے ملے، آپ اور فاضلی
 صاحب بھی نعمان سے ملے، پھر نعمان اپنے دوستوں کے ساتھ ہاتھ لے لگا۔ آپ نے فوراً
 غصہ تیار کرنا شروع کیا میں نے ہاتھ جانا چاہا تو انہوں نے پیار سے مجھے منع کر دیا کہ تم آرام
 کرو تھکی ہوئی ہو۔ فاضلی صاحب کہنے لگے ایک تو ایئر پورٹ والوں نے فلائٹ ہمسائی کی،
 دوسرے بچوں کی گاڑی پولیس والوں نے روکی اور لائسنس کا پوچھا، اتفاق کی بات ہے بچے جلدی
 کی وجہ سے گھر پر ہی لائسنس بھول گئے تھے۔ پھر جنید نے اپنے والد صاحب کو آگاہ
 صاحب) کو فون پر صورتحال بتائی۔ انہوں نے کہا میں ابھی کسی ایس۔ ایچ۔ اے سے بات کرتا
 ہوں تم فوراً گھر پہنچو کیونکہ نعمان گھر پہنچ گیا ہے اور اس طرح آخر کار وہاں فون پہنچا اور
 ہماری جان چھوٹی۔ سب نے ناشتہ کیا، پھر کتنے دن تک سب نعمان سے اور مجھ سے ملے آتے
 رہے (لوگ وہاں کے واقعات بڑے شوق سے سنتے ہیں کیونکہ ہر بچے مسلمان کی یہ تمنا ہوتی
 ہے کہ ابھی ہم وہاں نہیں گئے ہیں تو وہاں کا ذکر، تو سن لیں، شاید رب العزت ہمیں بھی اپنے
 گھر کے دیدار کے لئے بلا لے) یہ میرا اور نعمان کا یا، گار سفر تھا جس کا ایک ایک لمحہ مجھے آج
 تک اسی طرح یاد ہے اور مجھے یقین ہے کہ زندگی کے کسی بھی موڑ پر میں ان لمحات کو فراموش
 نہیں کر سکوں گی۔

جب مدینہ کا سفر کوئی آتا ہے نظر
پورا نظر ہری آنکھوں میں آتا ہے
ذہن کرتا ہے سز روئے اقدس کی طرف
دل میں ان یادوں کا ہر نقش ابھر آتا ہے
روح پرورد وہ مناظر مجھے یاد آتے ہیں
نور سخن کر ہری بیٹائی پہ پھا جاتے ہیں



وَاخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝
وَضَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ ۝
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝



READING
Section

”جہاد فی سبیل اللہ“

اور مجاہد اسلام

حرمین و شریفین سے آنے کے بعد نعمان میں تیزی سے تبدیلی پیدا ہوئی اور وہ یہ کہ اس کی زبان پر جہاد کا تذکرہ بہت زیادہ رہنے لگا اللہ تعالیٰ نے اس میں جہاد کی شان پیدا فرمادی اور آخر کار میری بچپن کی خواہش کہ میں جہاد میں نکلوں (لیکن میں جہاد میں نکل نہیں سکتی تھی، کوئی بھائی بھی نہیں تھا کہ جسے جہاد کی ترغیب دیتی) نعمان کی صورت میں پوری ہوتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نعمان کے دل کو تہجد کا قلب بنا دیا۔ اس کی دین میں دلچسپی آخر کار اسے جہاد تکمیلی اٹھی اور ارفع منزل تک لے آئی۔ نعمان مسلسل قرآن و حدیث میں جہاد کا مطالعہ کر رہا تھا اور اپنے محلے کی مرکزی مسجد میں دعوت جہاد میں پیشناب اس کا روزانہ کا معمول بن گیا تھا۔ ایک دن نعمان جہاد کی کیسٹ لے کر آیا اور اس کے لئے اس نے بڑا عجیب طریقہ اختیار کیا، کیسٹ کو شیپ دیکارڈ میں لگایا اور سنٹا شروع کر دیا۔ مجاہد مولانا کی آواز کیسٹ سے اس طرح نکل رہی تھی جس طرح سمندر کی بھری ہوئی تہ جہاں۔ تقریر میں وہ کفار کے ظلم کا تذکرہ بھی کر رہے تھے اور جہاد کی اہمیت کو واضح بھی فرما رہے تھے۔ جب وہ تقریر کے اس حصے پر پہنچے کہ جہاد کی تربیت شامل ہوئی اور اب مجاہد کو میدان جنگ کا روح کرنا ہے۔ لیکن اس طرح بھی ہوتا ہے کہ دہشت گرد تنظیمیں اس سے رابطہ کیلئے آتی ہیں اور اس کو اسائنمنٹس اور پیش پسندی کے جتنے جتنے خواب دکھاتے ہیں کہ جذبہ ایمان کو خرید لیتے ہیں اور پھر ایک تربیت یافتہ سپاہی جس پر مجاہدین کمانڈروں نے دن رات محنت کر کے اور پیسے کو پانی کی طرح بہا کر تربیت دی تھی۔ وہ سر فروشی چھوڑ ایمان فروری کو اپنا شعار بنا کر دہشت گردوں کے فوسلے کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ ان واقعات کو بتاتے بتاتے وہ اتنا صاحب ہونے لگے کہ وہ اس طرح رو رہے تھے کہ ان کی سسکیاں بھی جہاں سنائی دے رہی تھیں۔

”الجہاں“

پرستارانِ حق

اپنی جاں اپنی ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں ہم
 موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لڑتے ہیں ہم
 ہم پرستارانِ حق ہیں جاں نثارانِ رسول
 کو ہزاروں سے بھی نکرانے کو خود بڑھتے ہیں ہم

READING
 Section

میرت تینوں تھے، فضلی صاحب اور میں خود بخود اس طرح پہنچے ہوئے ٹیپا ریگڈ اسکے
 قریب پہنچنے لگے جس طرح لوہے کے ڈنڈے متناہیس سے چوٹ ہاتے ہیں۔ جب کیسٹ ختم
 ہوئی تو سب کی آنکھوں میں آلس تیر رہے تھے۔ میں نے نمودار کی طرف نظر اٹھائی تو اس کی
 آنکھیں بھی آنسوؤں سے لبریز نظر آ رہی تھیں۔ لیکن اس کے ہونٹوں پر بڑی جاہلیہ
 مسکراہٹ تھی، جو اس کی کامیابی کی بہت بڑی دلیل تھی، کیونکہ اس نے ہم سے کسی کو
 بھی جہاد کی کیسٹ بننے کی دعوت نہیں دی تھی۔ لیکن ہم سب اس کے مشن میں شامل
 ہو گئے۔ مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ’’وہو سن کر مجھے تو جہاد سے بڑی گہری دلچسپی تھی
 اور اس کے ساتھ میرا مشنوں بھی تاریخ اسلام ہے کہ میری تو پڑھتے وقت اور حالات کو
 پڑھتے ہوئے ماضی کے ان حالات پر نظر ہوتی ہے جو حضور اقدس ﷺ نے اپنے مبارک
 ہاتھوں سے سجانے تھے اور مسلمان صحابہ رضی اللہ عنہم انہیں سنبھال رہے تھے، خندق، خیبر،
 تبک، حنین، موتہ اور دیگر سفر کوں میں حج و عمرت کے پرچم لہرائے تھے اور خلفائے راشدین
 کے زمانے میں عراق، ایران، فلسطین، مصر، افریقہ، قبرس، ایشیائے کوچک، بلخستان،
 پنجابستان، آرمینیا، لوز اور بائیجان کے میدانوں میں کفر و باطل کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا شروع کیا۔
 پہلے وہیں لہرا لیا تھا یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تبعین حضور اقدس ﷺ کے تربیت یافتہ
 سپاہی تھے، اس لئے حق و باطل کے کسی سفر کو جہاد و جہاد میں جہاد نہیں ہوتے تھے۔
 اس کی زندہ مثالیں یہ ہو گئے کہ قادیان کا میدان تھا کہ مسلمانوں کی تعداد بھی قلیل تھی اور
 سامان حرب کفار کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر تھا، لیکن انہوں نے دشمنوں کی لشکروں
 میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ یہ لوگ میں عیسائیوں اور یہودیوں میں پارسیوں کی تعداد اور سامان حرب
 کی زیادتی بھی انہوں نے شرمناک شکست سے نہیں بچا سکی۔ یہ ہو گئے کہ امریکہ اس لحاظ سے بھی
 بڑا بڑا گڑبڑ ہے کہ ایک مقام پر حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کم تعداد میں
 ہونے کی وجہ سے میدان جہاد سے بولٹ آئے تو ان کی بڑی حضرت ہمدرد رضی اللہ عنہا نے
 بڑھ چاک اور سفیان میدان جنگ سے واپس کھینچ لیا، انہوں نے کہا ہم تو صرف
 سامان ہیں اور دشمن ہمارے مقابلے میں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں (جس لحاظ پر حضرت
 ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ہوا) اس پر حضرت ہمدرد رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ٹھیک ہے

تم میرا ہمدرد میدان جنگ کی طرف جائیں گے اور عیسائیوں کی پٹی میں اٹھائیں اور عورتوں کو
 لے کر چلیں تاکہ دشمن سے مقابلہ کیا جائے (نبی ﷺ نے میدان جنگ سے راہ فرار کو قلعی
 پسند نہیں کیا) ابو سفیان نے حضرت ہمدرد رضی اللہ عنہا کی بات سنی تو ان کی غیرت نے جوش
 برپا کر دیا وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنے پیام کر کے نکلے۔ کچھ ہی دیر بعد وہ اس حالت
 میں آئے کہ ان کی ایک آنکھ شہید ہو چکی تھی۔ انہوں نے حضرت ہمدرد سے کہا ہمدرد میری
 آنکھ شہید ہو گئی، حضرت ہمدرد رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے یہ بتاؤ کہ تم کا سیلاب ہوئے یا دشمن
 کا سیلاب ہوا۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم صرف سامان تھے اور دشمن ہزاروں
 کی تعداد میں۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی عطا فرمائی۔ حضرت ہمدرد نے کہا ابو سفیان
 مجھے اب تم پہلے سے زیادہ عزیز ہو گئے کیونکہ تم نے مرد و مجاہد ہونے کا ثبوت دیا۔ یہ ہو گئے کہ
 جنگ پھر وہ جہاد میں لڑی گئی تھی۔ حضرت ابو حنیفہ بن ابرار رضی اللہ عنہ سالار لشکر
 تھے۔ یہ ہو گئے کہ قادیان کے قریب تھا۔ رومیوں کے لشکر کی تعداد وہ لاکھ تھی، مسلمان
 صرف چالیس ہزار تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید و رضی اللہ عنہ
 کی مدد کے لئے پہنچ چکے تھے۔ یہ ہو گئے کہ جنگ میں تین ہزار صحابہ نے جام شہادت نوش کیا۔
 ہمدرد نے کہا ہے کہ ستر ہزار رومی ہلاک ہوئے۔ ابن جریر طبری کا کہنا ہے کہ ’’ایک لاکھ
 رومی قتل ہوئے۔‘‘

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو کئی راتوں سے سو نہیں سکے تھے، یہ ہو گئے کہ امریکہ کی فتح کی
 خوشخبری سنی تو رب کریم کے حضور ہمدرد میں گر گئے۔ یہ وہ امریکہ ہے جس میں ہزاروں
 عیسائیوں کی لاشیں بے گور و گھن پڑی ہوئی تھیں۔ ’’اس میدان کے کھانے ایک سال تھابہ
 پورا تالہ رومیوں کی لاشوں سے بھر گیا تھا۔‘‘ (ابو ذری لفتح البلد ان)

عیسائیوں کی لاشیں وقتاً فوقتاً لے کر راہ فرار اختیار کر گئے تھے۔ صرف چند پادری رات
 کے اندھیرے میں لاشیں روشن کر کے کچھ چہرے ان لاشوں میں تلاش کرتے نظر آتے
 تھے۔ کتنے دن تک گدے ان لاشوں پر منزلتے رہے، لیکن مسلمان صحابہ نے بڑے ہمت
 اور بے کھوہ کر ان لاشوں کو ان گڑھوں میں ڈال دیا۔ مسلمانوں کو یہ ہو گئے کہ میدان میں
 شاندار فتح حاصل ہوئی اور شکست خوردہ عیسائی ایک طویل عرصے تک اپنے ذم

دوسرا قادیہ کا معرکہ تھا جس میں ایمانوں نے مسلمانوں کے مقابلے میں کثیر فوج استعمال کی اور اس کے ساتھ ہی ہاتھیوں کی ایک بڑی تعداد میدان میں لے کر آئے۔ مسلمان مجاہدین نے یہ دیکھا کہ گھوڑے ہاتھیوں کو دیکھ کر گھبرا رہے ہیں تو وہ گھوڑوں سے نیچے اتر آئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہوران کے ساتھ کچھ صحابہ پر رضی اللہ عنہم ہاتھیوں کی ریلوں میں کھس گئے اور انتہائی بے ہنگامی سے ہاتھیوں کی سونڈوں کو کھت دیا۔ یہ مسلمانوں کا جذبہ ایمانی اور جوش جہاد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بے قابو ہاتھیوں کو اپنی کی فوجوں کی طرف لٹا دیا، جس سے پارسیوں میں مکملی بھاگ گئی۔ ان کے کتنے ہی سپاہی ہاتھیوں کے پیروں میں چل کر مارے گئے۔ مسلمانوں کا جذبہ جہاد اپنی مثال آپ تھا، ایک بار وہ خطیب حاکم بن عمرو نے مجاہدین کو پورا "مجاہدوں تمہیں جنت کی تمنا ہے اور دشمن کو بے نیکی تمنا، دوش و ٹروٹہ خانے دینا، ایسا نہ ہو کہ دنیا کے کئے آخرت کے شیریں پر ہانسی لے جائیں۔"

ایک اور خطیب ابن ابی العزیز نے مسلمانوں کو خطاب کیا "اے خاندانِ رسول! اپنی تلواروں کو قلم بنالو اور دشمن کے مقابلے میں شیریں کہ چڑھ کر دو کی زور لیکن لو اور نکالیں بیٹی کہ لو جب تلواریں جھک جائیں تو تیروں کی بال تھوڑو، اہل کو پست نہ دے دینا۔"

ابن ابی العزیز نے فرماتے ہیں کہ "دوسرے دن مجاہدین دس دس اہل ایک ساتھ ہاتھ کر گئے۔ آنکھوں کے سوا اونٹوں کے جسم چھو لوں اور چاروں سے چپے ہوئے تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ اس صورت میں یہ معرکہ دیواریں زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتی ہیں۔ اونٹوں کی قطاروں اور تیرا اندازوں نے دشمن کا زور توڑ دیا تھا۔"

تیسرے دن بھی بڑی کھمسان کی جنگ ہوئی اور اسی رات (ایسا دگرہ، سکون کی رات) کو بال بھی مجاہدین پر حملہ کر دیا (مجاہدینوں کی فوج کا سپہ سالار تھا اور ختم دوسرے کی طرف بھاگ رہا تھا، اسلام کے بہادر فرزند کے ہاتھوں داخل جہنم ہوئے یہ مسلمانوں کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑی نصرت تھی۔ جو وہ جہنمِ عمر کے مینے جن قادیہ کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شاندار فتح عطا فرمائی۔ اس فتح نے مسلمانوں کے لئے ایمان کے دیگر شیریں کی فتح کو آسان کر دیا اور ایمان کی ایک ہزار سالہ سلطنت مسلمانوں

کے ہاتھوں میں آگ بھڑکی۔ ان کا جھنڈا اور نقش کاویانی (خارج ایران حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پیروں میں پڑا ہوا تھا۔ یہ مسلم مجاہدین کی شان تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جذبہ ایمانی کی وجہ سے انہیں ہر معرکہ میں فتح نصرت سے نوازا۔ (ہم بھی انہی مجاہدین والا جذبہ خیر کریں) اس معرکہ میں حضرت خسار رضی اللہ عنہا نے بہت زبردست کارنامہ انجام دیا۔ ایک دن میرا مجاہدینا جب گھر میں داخل ہوا تو اس کا چہرہ ٹوٹی سے جنگ رہا تھا، کہنے لگا اے نبی "جہاد کے مرکز" تمہیں تھا۔ وہاں معرکہ قادیہ پر وہ غلطی کر آ رہے تھے۔ اسی دن ۱۰ سالہ صاحب فرماتے تھے کہ معرکہ قادیہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد کا بے پناہ ثبوت ہے۔ حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پارسیوں سے زبردست مقابلہ کیا، تین دن کے بعد راتِ بعثت نے مسلمانوں کو ایک زبردست فتح سے ہمکنار کیا۔ اسی ہی آپ تو تاریخ اسلام کی استاد ہیں، آپ نے حضرت خسار رضی اللہ عنہا کا وہ جذبہ پورا ہوا کہ یہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جنگ قادیہ میں اپنے چار بیٹوں کے ساتھ تھیں (تھیں) قادیہ کی فتح ایران میں مسلمانوں کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی تھی) بیٹی عذرا شاعرہ تھیں اور اپنے بہترین کلام کے ذریعے اپنے بچوں کے ایمان و دل میں جذبہ جہاد کو خیر و برکت اور انہیں شہادت پر جنت کی خوشخبری سنائی تھیں۔ جنگ قادیہ میں ان کے چاروں بیٹوں نے بڑی بے ہنگامی سے دشمنوں سے مقابلہ کیا اور کافروں (پارسیوں) سے ہوتے لڑتے شہید ہو گئے۔ لیکن ماں کی بیٹھائی پر جسکے نہ آئی، بلکہ ان کی شہادت پر کلہ شہر اڑا گیا۔ اسی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چاروں صاحبزادوں کا ولیفہ بھی حضرت خسار رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیتے تھے اور وہ تمام غنائف جہاد کی سبیل اللہ میں خرچ کر دیا کرتی تھیں۔ پھر نعمان بڑے لالچ سے کہنے لگا میری بیاری اے آپ کے بھی تو چار بیٹے ہیں، آپ کو بھی اللہ تعالیٰ حضرت خسار والا جذبہ عطا فرمائے۔ آمین

اسی رات بیٹھے بیٹھے میرے لو پر غلو دگی سی طاری ہوئی۔ میں دیکھتی اس ساحل - سفیر ہے۔ ساحل پر ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، اس پہاڑی پر حضرت خسار رضی اللہ عنہا اپنے چاروں بیٹوں کے ساتھ کھڑی ہیں اور میں اپنے بچوں کے ساتھ اس نیلے کے قریب کھڑی ہوں۔ سفیر کی لہریں اچھل اچھل کر ساحل تک آرہی تھیں، ان کی طرف دیکھتی ہوں

تو وہ میری طرف دیکھ کر خوش ہوئی ہیں اور مسکراتی ہیں۔ اس واقعہ کے پانچویں دن جہاد
 نعمان نے جہاد کی تربیت حاصل کی۔ میں نے نعمان کو حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے
 واقعہ کے بارے میں بتایا تو نعمان بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پر جانوں کو
 آپ میرے لئے ہوا اس لئے ہونے لگا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے
 قدم پر چلیں وہ اتنی پاؤں سے تھیں کہ اپنے بچوں کو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے
 میدان جنگ کی طرف بھیجتی تھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ
 لَّهُمُ الْجَنَّةَ يُفَاكِلُونَ فِيهَا مِمَّا كَسَبُوا وَلا يَمُوتُونَ
 وَغَدَا عَلَيْهِمْ عِذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ
 أَوْفُوا بَعِيثِهِمْ مِنَ الْمَالِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبِعْثِكُمُ الْبَيْتِ
 بِأَنَّ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (سورۃ توبہ - آیت ۱۱)

ترجمہ: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان
 کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی (یہ
 اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے مومنوں کو ان کے جان و مال
 کے عوض جو انہوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جنت عطا فرمادی،
 جبکہ یہ جان و مال بھی اسی کا عطیہ ہے۔ پھر قیمت اور معاوضہ بھی جو
 عطا کیا یعنی جنت، وہ نہایت ہی بیش قیمت ہے، گو یا اگر اللہ کی راہ میں
 لڑتے ہیں، جہنم میں قتل کرتے ہیں، اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر
 سچا وعدہ کیا گیا ہے۔ تو ربیت میں اور انجیل میں اور قرآن میں، اور اللہ
 سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے (یہ اسی سورے کی تاکید
 ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سچا وعدہ کئی کتابوں میں بھی اور قرآن میں
 بھی کیا ہے اور اللہ سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟)
 تو تم لوگ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس کا تم نے حاملہ تمہیں لیا ہے خوشی مناؤ (یہ

مسلمانوں کو کہا جا رہا ہے لیکن یہ خوشی اس وقت سنائی جاسکتی ہے جب
 مسلمان کو بھی یہ سورا منظور ہو۔ یعنی اللہ کی راہ میں جان و مال کی
 قربانی سے افسوس دور چلے نہ ہو، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔"

(ترجمہ و حاشیہ مولانا محمد جواد کراچی، دارالافتاء اسلامیہ، لاہور، ص ۱۰۰)
 ان جی جی جی اصل کامیابی تو یہ ہے کہ اس اللہ تم سے راضی ہو جائے۔ میری اپنی جی
 عورت تو جہاد کے سلسلے میں بڑا اہم کردار ادا کر سکتی ہے، اگر وہ چاہے تو اپنے بچوں کو اسلامی
 خطوط پر پرورش کرے اور اس طرح مسلم معاشرے میں لاکھوں نئے مجاہدین بن جائیں۔
 عورت میں بھی کراہتیں بچوں کو جہاد کے لئے تیار کر سکتی ہے، یہ بھی عورت میں شوہر کو
 جہاد کی تربیت دے سکتی ہے، لیکن کی عورت میں بھائی کو جہاد کی طرف مائل کر سکتی ہے اور
 بیٹی کی عورت میں اپنے والد کے ذہن و دل میں بھی لگن بکھڑائی چا سکتی ہے اور یہ لگن معمولی نہیں
 ہوتی، یہ آہستہ آہستہ جہاد کا فلسفہ اور تامل میں چلتی ہے۔ ان جی جی عورت پر اللہ تعالیٰ نے
 بڑا احسان فرمایا اس پر جہاد فرض نہیں کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کا جہاد جہاد فرمایا۔ لیکن مجاہدین
 کی راضی اور جہاد سے ذوق و شوق میں عورت چاہے تو بڑا بہتر کر دے اور لڑا کر سکتی ہے۔
 حضرت صحابیات رضی اللہ عنہما، جمہور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کئی معرکوں میں شریک
 ہوئیں۔ انہوں نے دشمنوں کی مرہم پٹی کی، مجاہدین کو پانی پلایا، اور کھین کھنکھار چلائی اور نیزو
 پڑنی بھی کی اور کتے کا فردوں کو داخل جہنم کیا۔ حضرت مرقۃ روق رضی اللہ عنہا کے زمانے
 میں بھی صحابیات ایران اور شام کے معرکوں میں شریک ہوئیں۔ بات کرتے کرتے نعمان
 فوراً اٹھا اور اعراف القرآن لے کر میرے پاس آیا اور سورۃ البقرہ کی آیت: ۲۱۶ نکال کر مجھے
 دکھانے لگا اور پھر عورتوں کو یہاں لایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مولا اسلمی محمد شفیع صاحب رحمۃ
 اللہ علیہ نے جہاد کے سلسلے کی فضیلت کو ظاہر کیا ہے :

كَيْبَ غَلِيكُمْ الْبَنَاتُ وَهُوَ حُرَّةٌ لَكُمْ - وَعَسَىٰ أَنْ
 تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ - وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا
 وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ - وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝

(سورۃ البقرہ: آیت ۲۱۶)

ترجمہ: "فرض ہوئی تم پر لڑائی اور وہ بری لگتی ہے تم کو اور تمہاری برائی لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید تم کو بجلی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

پھر دلانا سختی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے احکام جہاد پر اس طرح روشنی ڈالی کہ "مکتبہ غلبہ الفضائل" یعنی تم پر جہاد فرض کیا گیا۔ ان الفاظ سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جہاد ہر حالت میں فرض ہے۔ بعض آیات قرآنی اور رسول کریم ﷺ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فریضہ فرض عین کے طور پر ہر مسلمان پر خاندان نہیں بلکہ فرض کتابی ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت اس فرض کو ادا کر دے تو باقی مسلمان سبکدوش سمجھے جائیں گے۔ ہاں کسی زمانے یا کسی ملک میں کوئی جماعت بھی فریضہ جہاد ادا کرنے والی نہ رہے تو سب مسلمان ترک فرض کے گناہگار ہو جائیں گے۔ نبی ﷺ کی حدیث "الجهاد ماضی الی یوم البیضاء" کا یہ مطلب ہے کہ "ایمانت تک ایسی جماعت کا موجود رہنا ضروری ہے جو فریضہ جہاد ادا کرتی ہے" قرآن مجید کی دوسری آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ فَرْجًا وَكَلًّا وَعَدَّ اللَّهُ الْجَسَنَاءَ

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو تارکین جہاد پر فضیلت دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے دونوں سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔"

اس میں ایسے لوگوں سے جو کسی عذر کے سبب یا کسی دوسری اونی خدمت میں مشغول ہونے کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوں ان سے بھی بھلائی کا وعدہ مذکور ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر جہاد ہر فرد مسلم پر فرض ہو تا تو اس کے چھوڑنے والوں سے وعدہ فضلی یعنی بھلائی کا وعدہ ہونے کی صورت نہ ہوتی۔

اسی طرح ایک دوسری آیت میں ہے:

فَلَوْ لَا نَفَرْنَا مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لَيَنْتَفِخُوا فِي الدِّينِ

ترجمہ: "اور انہوں نے فتنے کھڑی ہوئی تمہاری ہر بڑی بیعت میں سے تہذیبی جماعت اس کام کے لئے کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں" اس سلسلے میں خود قرآن کریم نے تقسیم عمل پیش فرمائی کہ "کچھ مسلمان جہاد کا کام کریں اور کچھ تعلیم دین میں مشغول رہیں اور یہ جب ہی ادا ہو سکتا ہے جبکہ جہاد فرض عین نہ ہو بلکہ فرض کتابی ہو۔"

یہ نیز صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث ہے کہ "آپ ﷺ نے آنحضرت ﷺ سے شریعت جہاد کی ابتدا چاہی تو آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ "کیا تمہارے ہاں باپ زندہ ہیں؟" اس نے عرض کیا ہاں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر جاؤ ہاں باپ کی خدمت کرتے جہاد کا ثواب حاصل کرو۔"

اس سے یہ معلوم ہوا کہ جہاد فرض کتابی ہے۔ جب مسلمانوں کی ایک جماعت فریضہ جہاد کا تم کے ہونے ہو تو باقی مسلمان دوسری خدمتوں اور کاموں میں لگ سکتے ہیں۔ ہاں اگر کسی وقت امام المسلمین ضرورت سمجھے کہ تقسیم عام کا قلم دے اور سب مسلمانوں کو شریعت جہاد کی دعوت دے تو پھر جہاد سب پر فرض عین ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں سورہ قوہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتَأْتِلُم إِلَى الْأَرْضِ وَأَرْضِيكُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ لِمَا فَتَنَّا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۚ
۝ إِلَّا تَتَّقُوا وَيُعَذِّبْتُمْ غَدَابًا أَلِيمًا ۚ وَيَسْتَنْبِئُ قَوْمًا غَيْرِكُمْ وَلَا تَنْظُرُونَ شَيْئًا ۚ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (سورہ قوہ، آیات: ۳۹، ۴۸)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم گر جاتے ہو زمین پر۔ کیا خوش ہو گئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر؟ سو بیچہ نہیں نفع اٹھاؤ دنیا کی زندگی کا"

آخرت کے مقابلے میں مگر بہت کمزور اور کم نہ نکلنے کی صورت کا تم
کو غلاب درونک اور بدلے میں اسے نکالو اور گ تھلے سے سوار اور
کچھ نہ بگاڑ سکو کے تم اس کا اور اللہ پر چڑ پے قادر ہے۔"

مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت تمام جرائم کی
بنیاد ہے" اس لئے حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے : **حُبُّ الدُّنْيَا زِينَةُ الشَّيْطَانِ**
یعنی "دنیا کی محبت ہر خطا و گناہ کی بنیاد ہے" اس لئے دنیوی زندگی سے **تعلیٰ انفسا**
تعمہ یعنی ہمیں بہت فکیر و حیر ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ بڑی قدر یہ آخرت کی ہو لی جائے
(جہاں دائمی زندگی ہوگی) اور یہ فکر آخرت ہی دو حقیقت سادہ امر اہل کا دامن اور عمل
عالم ہے اور اللہ جہاد کے لئے بے نظیر نیک اکسیر ہے۔ دوسری آیت میں سستی اور کھلی
برستے والوں کے ان کے مرض اور علاج پر متنبہ کرنے کے بعد آخری فیصلہ سنا دیا کہ "اگر تم
جہاد کے لئے نہ نکلو تو اللہ تعالیٰ تمہیں درونک غلاب میں مبتلا کر دے گا اور تمہاری جگہ کسی
اور قوم کو کھڑا کرے گا اور دین پر عمل نہ کرنے سے تم اللہ کو یا اللہ کے رسول ﷺ کو کوئی
نقصان نہ پہنچا سکو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس آیت میں اسی نظیر عام کا حکم مذکور ہے۔ اسی طرح اگر اللہ نہ کرے کسی وقت کفار
کسی اسلامی ملک پر حملہ آور ہوں اور مدافعت کرنے والی جماعت ان کی مدافعت پر پوری
طرح قادر اور کافی نہ ہو تو اس وقت بھی یہ فریضہ اس جماعت سے متعوی ہو کر پاس والے
سب مسلمانوں پر عائد ہو جاتا ہے اور اگر وہ بھی عاجز ہوں تو ان کے پاس والے مسلمانوں پر
یہاں تک کہ پوری دنیا کے ہر ہر فرد مسلم پر ایسے وقت میں جہاد فرض نہیں ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: اسی لئے جب تک جہاد فرض کفار ہو اور اللہ کو بغیر ماں باپ کی اجازت کے جہاد میں جانا
جائز نہیں۔

مسئلہ: جس شخص کے ذمہ کسی کا فرض ہو، اس کے لئے جب تک فرض ملانہ کر دے اس
فرض کفار میں جہاد کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر کسی وقت تعمیر عام کے سبب یا کفار کے فرغ
کے باعث جہاد سب پر فرض نہیں ہو جاتا ہے، اس وقت نہ والدین کی اجازت شرط ہے نہ
شوہر کی (یعنی اس وقت عورت بھی جہاد پر لگتی) اور نہ فرض خواہی کہ

اس آیت کے آخر میں جہاد کی ترغیب کے لئے ارشاد فرمایا ہے کہ جہاد امر طبعی طور پر
تعمیر ہماری معلوم ہو، لیکن خوب یاد رکھو کہ انسانی بصیرت، دانش مندی اور تعمیر امت
مراقب و محتاج کے ہادے میں بکثرت نقلی ہوتی ہے۔ کسی غلبہ کو مغزی یا مغز کو مفید سمجھ لینا،
بڑے سے بڑے ہو شیار سے بھی مستعد نہیں۔ ہر انسان اگر اپنی عمر میں پیش آنے والے قائل
پر نظر ڈالے تو اپنی ہی زندگی میں اس کو بہت سے واقعات ایسے نظر آئیں گے کہ وہ کسی چیز کو
نہایت سطر سمجھ کر اس سے اجتناب کر رہے تھے اور انجام کار یہ معلوم ہوا کہ وہ نہایت مفید
تھی۔ انسانی عقل و تدبیر کی دوسری اس معاملہ میں بکثرت مشاہدہ میں آتی رہتی ہے۔ اس لئے
فرمایا کہ جہاد و قتال میں اگرچہ بظاہر مل و جان کا نقصان نظر آتا ہے، لیکن جب حقائق سامنے
آئیں گے تو کھلے گا کہ یہ نقصان ہرگز نہ تھا بلکہ ہر امر نفع اور دائمی راحت کا سامان تھا۔

(معارف القرآن، جلد اول و چہارم۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)
(میں جب معارف القرآن پڑھتی ہوں تو جہاد کی آیات پر پیشل سے لپٹان لگے ہوئے
نظر آتے ہیں، یہ نشان میرے جہاد ہے، ایمان نے ڈالے تھے تاکہ پڑھنے والے توجہ سے
جہاد کی آیات اور تفسیر پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ میرے انگر بچوں میں بھی یہ جذبہ جہاد پیدا
کر دے۔ آمین)

یہ تمام بیان ایمان نے معارف القرآن سے پڑھ کر مجھے سٹایا۔ بیان سٹاے وقت ایمان
انسانی پر جوش تھا۔ مجھ سے کہنے لگا ائی جی آپ کو تو پتہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا کے
مسلمانوں پر ایسا ہنود، یہود، نصاریٰ اور گیوٹس کیسے کیسے ظالم و جارح ہے، بتائیں انی کیا
ہم ناموش رہ سکتے ہیں؟ میں نے جواب دیا ایسے وقت میں خاموش رہنا تو ہے کسی کی علامت
ہے۔ فوراً ہی ایمان کہنے لگا جی ائی آپ نے صحیح کہا۔ ائی جی آپ نے سنا مولانا صاحب نے
فرمایا کہ تیسرا عام ہونے کے بعد دنیوی کو شوہر کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں۔ ائی جی اس کا
مطلب ہے کہ اس وقت عورت کو بھی جہاد پر ملانا ہو گا۔ ائی اگر یہ اجازت آیا تو آپ کیا کریں
کی؟ میں نے جواب دیا تم فکر نہ کرو، میرے بیٹے جہاد پر نکلنے والی عورتوں میں (ان شاء اللہ) میں
سب سے پہلے نکلنے کی کوشش کروں گی۔ میرے بیٹے میں نے نئی نئی کی احادیث مبارکہ کا
اطلاہ کیا ہے۔ جہاد کے سلسلے میں نبی ﷺ نے فرمایا: جس کا مقہوم کچھ اس طرح ہے۔

”جہاد فرض عین“

خدا کی اس نرس پر ایک بھی کافر ہے تو زعمہ جہاد فی سبیل اللہ فرض عین ہے تم پر مسلط ہے تمہی کو کفر کی ظلمت نے ان سے نہ تھا کوئی نہ ہوگا اور نہ ہے رب کا کوئی ہم سر شہادت کا مقام و مرتبہ کیا ہے سمجھ لو تم شہادت کی رسول اللہ نے خود آرزو کی ہے حدیثوں سے یہ ان کی خود قسم صاف روشن ہے شہادت پانے والوں کو نوبہ زندگی دی ہے

ان اشعار مستجابہ تھا ان اس کی آنکھوں کی چمک پڑھتی جا رہی تھی۔ مجھے اس وقت ایسا لگا کہ یہ اس کی آنکھیں نہ ہوں دور روشن چراغ ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس روشنی کو ہمیشہ ہمیشہ تاخبر رکھے۔ آمین

میرا جہاد بیٹا ہے موثر انداز میں جہاد کی تعلیم دینا کہ تاحقہ کم تر تھا، نوجوانی میں نایاب داخل ہوا تھا، کئی بہت جوش میں آجاتا تھا۔ جہاد کے سلسلے کی پیشتر کتابیں اور کتبیں گھر پر لاتا، دوستوں اپنے بھائیوں کو سناتا، مجھے، قاضی صاحب کو اور آپا کو سناتا۔ ایک دن آیا اور کہنے لگا ”ای جان! کیا مساجد میں جہاد کی تعلیم پر پابندی ہے؟“ میں نے کہا نہیں بیٹا میرا خیال ہے ایسا تو نہیں، دو چار دن ہی پابندی ہوتی چاہئے۔ تو جواب میں نے بے نکاحی ہی کو مل مار کیت کی جان مسجد میں کچھ چاہدین توج دہئے، ایک مولانا صاحب ”جہاد“ پہ وعظ فرمانے کے لئے آئے تھے، اسی وقت کچھ نوجوان آئے اور کہنے لگے یہاں تبلیغ ہوتی ہے، جواب میں میں نے کہا جہاد کی تعلیم بھی تبلیغ کا ہی ایک حصہ ہے، آپ اور ہم سب مسلمان ہیں، ہمیں کلمہ، نماز، روزہ، تو اور حج اور جہاد پر تبلیغ کرنی چاہئے۔ امی جی خبر میں نے ان کو سلطان صلاح الدین اللہی کی جہاد زندگی کے بارے میں بتایا کہ جب غازی صلاح الدین کو پہلا جہاد کے خطیب تہذیبوں کو جہاد سے ہٹانے کی ترتیب دے رہے ہیں تو ان باتوں کو سن کر صلاح الدین

پوچھا یہ ایک سہیلی نے اک دن حضور سے وہ تو جہاد کے دو برابر عمل بتائیں بولے حضور ایسا عمل تو توئی نہیں جس کو بدل جہاد کے اے دوست کہہ سکیں

نہان میرا اقلعہ بن کر خوش ہو گیا اور کہنے لگا ای اس وقت مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے مجھے بیان کرنا میرے بس نہیں تھیں کہ میرے نبی ﷺ نے جہاد کی کتنی نفسیات ظاہر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی ﷺ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ آمین۔ اچھا اب جی جب میں جہاد کی تربیت لے کر آجاؤں گا تو آپ مجھے جہاد پر جانے سے تو نہیں روکیں گی؟ میں نے جواب دیا نہیں میرے چاند میں تمہیں بھی جہاد پر جانے سے نہیں روکوں گی کیونکہ میری اپنی ہم جنس ہزاروں مسلمان عورتیں غیر مسلمانوں کی بربریت کا نشانہ بنی ہوئی ہیں، میری بہنوں کی بہنوں ان کے سر سے کپڑی چارہ ہیں، ان کی عصمت کے خلاف دائیں ٹو داغ دار کیا جا رہا ہے۔ میری بہنوں کی گودوں سے ان کے منہ مچھو کچھو کو پھینا جا رہا ہے، منہ مچھو اور بے کلام بچوں کو بے دردی سے ان کی ہڈیوں کے سامنے زخم کیا جا رہا ہے، ایک لوبیل دہاتے جسے میں مسلمانوں پر ایسا ظلم کیا جا رہا ہے کہ اسے جان کرہوں تو انسانیت کی گردن شرم سے جھک جائے۔ لیکن یہ وہ انسان ہی، کیونکہ است اور ہندو ظلم و تشدد کرنے کے باوجود خود کو انسانیت کا علمبردار سمجھتے ہیں اور اپنی مہارتوں کو اچھائیوں سمجھ کر بڑے بڑے نظر آتے ہیں۔ میں تو اپنے رب سے دعا کرتی ہوں کہ ان ظالموں پر اپنا غضب نازل فرمائے اور ہر جگہ پر مظلوم و بے کس مسلمانوں کی مدد فرمائے اور ہمارے جہاد میں کوشش و شہادت سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔ میرے چاہدے ہیں تمہیں اس انتقال واصلی کام سے کس طرح روک سکتی ہوں، میرے بیٹے سادہ۔

”جہاد“ میں تہذیب و تمدن دنیا سے
 یہ سب کچھ ہم سے کھار چھین لیتا ہے
 پھر بے نیوہ و ہر دور کیے میں
 میں جہاد پر اپنی ایک پھولی سی تعلیم سالی ہوں۔

کر دیا ہے۔ وہ اپنا کالی وقت مکمل کے نقشہ باز لوگوں کی تربیت میں لگا تا، ان پر امت کا وعدہ کر دیا، انہیں جہاد کی کیسیں سننے کو دیتا اور کہتا بھی ابھی وقت ہے سوچ لو نشہ کرتے کرتے تمہاری زندگی بوجہ ختم ہو جائے گی اور جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تم سے سوال کرے گا کہ دنیا میں تم نے میری اور میرے رسول ﷺ کی کتنی اطاعت کی اور میرے کتنے احکامات کو پورا کیا؟ تو میرے بجائے اس وقت تم کیا جواب دے گے۔ مسلمان اگر طہور، پورا قار اور پاکیزہ ہونا چاہتا ہے، نشہ تمہاری طاقت کون بدن کم کر رہا ہے، تم میلے کچیلے رہتے ہو، آہستہ آہستہ تمہاری صحت بر باد ہو رہی ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ تم سڑکوں پر اپنے نقشہ کے لئے بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاؤ گے، پھر لوگ تمہاری حالت کو دیکھ کر فطرت سے تم سے مزہ موزائیں گے، پھر ایسا بھی وقت تم پر آئے گا کہ تمہارے گھر والے تم پر اپنے گھر کے ور دلا سے بند کر لیں گے اور پھر غلیظہ فتنہ پاتھ تمہارا انکشاف بن جائے گی۔ ختم کرو اپنے اس نقشہ کو۔۔۔۔۔۔

اؤ میرے ساتھ میں جنہیں جنتی اور پاکیزہ زندگی کی طرف لے کر جاؤں گا۔۔۔ آؤ۔۔۔ پاکیزہ خساکیں کو اپنالو، جہاد کی تیاریوں میں لگ جاؤ۔۔۔ اللہ کی قدرت دیکھیں کہ ان میں سے بیشتر بچے اقبال بدل گئے کہ ایک دن شاہد بن کر جہاد کے میدانوں کی سمت روانہ ہو گئے۔ آقا بھی ان بچوں کی مائیں جب میرے پاس آتی ہیں تو کہتی ہیں کہ ہم آپ کو اور آپ کے جہاد لینے کو تمہارا پھیلا کر دانا نہیں دیتے ہیں۔ (اللہ رب العزت میری بہنوں کی دعائیں قبول فرمائے۔ آمین)

نعمان اکثر مجھ سے کہتا کہ ائی جی میرا دل چاہتا ہے کہ دنیا چھوڑ کر جنگوں میں نکل جاؤں (یعنی رہبانیت اختیار کر لوں) تو میں جواب دیتی، نہیں بیٹا آپ کو بہتوں میں برو کر اللہ کے احکامات کی پابندی کرنی ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کو دشمنوں نے کتنی تکالیف پہنچائیں، لیکن آپ نے بہتوں کو نہیں چھوڑا اور اپنا مشن جلدی رکھا۔ میرے پیارے بچے تم جہاد فی سبیل اللہ سے گھری ہو چکی رکھتے ہو، اس میں آگے بڑھتے رہو کیونکہ حضور ﷺ کی مددیت مبارک ہے :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اور شاہد فرمایا: نکلی کا بتانے والا نکلی کرنے والا جیسا ہے، ہر امت کے لئے ایک رہبانیت ہے اور

ابوہی کا خون کھولنا تھا۔ لیکن اس معاملے کی تحقیق کے لئے انہوں نے بڑی عجیب حکمت عملی اختیار کی۔ ہمیں بلا اپنے ساتھ مجلس شوریٰ کے پچھ آرمیوں کو لیا اور انکی مساجد میں بیٹھ گئے، وہاں بیٹھ کر خطیبوں کا بیان سنتے رہے، جب خطیب جہاد کے حق پر پہنچے تو انہوں نے کہا کہ جہاد پر اگر آپ نے اپنے بیٹوں کو بھیجا تو وہ شہید ہو جائیں گے، پھر تمہارے گھر کے تمام کس طرح چلیں گے؟ تمہارے بچے قیم ہو جائیں گے اور تمہاری ملاں کی گودا اڑ جائے گی اور تمہاری بیویاں نہ گی کی چادر بوڑھ لیں گی۔۔۔۔۔ جہاد چھوڑو۔۔۔۔۔ اور آرام سے زندگی گزارو۔۔۔۔۔ صحابہ الدین ابوہی نے اشارہ کیا تو اس کے پانچوں نے انہیں تڑکڑ کر لیا، ان کے مخالف تجویزات ہو گئے تو یہ چلا کہ وہ سیرائی پورنی تھے، انہوں نے سازش کے تحت بہت سی مساجد کے نیچے گر جا کر مار گئے تھے، مسلمانوں کو بڑھل بنا کر اپنی قادی میں لینے کی تیاریاں کی جا رہی تھیں۔۔۔۔۔ ائی پورا واقعہ بنا کر میں نے ان سے کہا کہ آپ تو ہمارے مسلمان بھائی ہیں، وہ تو عیسائی تھے، مسلمان تو جہاد سے روگردانی نہیں کر سکتا۔ لیکن ابی انہوں نے سنا کہ وہ پاک اس سیر پر جہاد کے سلسلے کا حصہ نہیں ہونگا۔ ابی بنی کی مدت آگیا کہ مساجد جو اللہ کا گھر ہیں اور جہاں اللہ کے قرآن کی تعلیم ہوتی چاہئے وہاں آج اللہ کے حکم کی بجا آوری سے منع کیا جا رہا ہے۔ ابی مجھے غصہ تو بہت آیا لیکن آپ ہمیشہ مجھے غصہ کرنے سے روکتی ہیں، اس لئے سوچا بات زیادہ بڑھ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما کہ پسند نہیں فرماتا، آپ کی بات مجھے یاد آتی، کام کرو خود لو چند لوگ ہی کیوں نہ ہوں، اس سے ہم باتیں سوچ کر میں اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ جو نمازانا صاحب جہاد پر وعظا فرمانے آئے تھے وہ ابھی بڑے حکیم الملک تھے، انہوں نے زمین پر بیٹھ کر وعظ شروع کیا اور الحمد للہ کافی نوجوان ہمارے ارد گرد جہاد کا وعظ سننے کے لئے جمع ہو گئے۔ ابی لڑکے کہتے ہیں کہ جب ہم جہاد کا بیان سنتے ہیں تو ہمیں اپنی زگوں میں باقاعدہ خون گردش کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ ابی لکھا ہے کہ جہاد کے بیان نے ہمارے سرو خون کو تڑا دیا۔۔۔۔۔ چھٹا گر چہ بے شک نہ ہو جائیں تو۔۔۔۔۔ ابی ہمیں دیکھو اللہ کے دشمن سے جنگ کرنے کے لئے گرم خون اور خالص جذبہ شوق کی ضرورت ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شکر گاہ ہوتی کہ اس نے میرے جہاد کی زبان میں بڑی مناسب اور اثر پہنچا

میرنی امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اسے میرے پروردگار میری امت کے لئے
سج کے وقت میں نہکت عطا فرما۔ (ابن عساکر)

بنا امام ابو عبد اللہ الحلیمی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیسانوں کی رہبانیت یہ تھی کہ
دو دنیا کے تمام مشاغل چھوڑ کر لذت اختیار کرتے تھے۔ یعنی اپنے نفس کو دنیا کی مشاغل سے
فارغ کرنے کو رہبانیت سمجھتے تھے۔ جبکہ جہاد تو اپنے نفس کو اللہ کے راستے میں قربان کر دینا
ہے۔ اس طرح سے وقتی مشاغل تو کیا اور اللہ کی رضا کے لئے شہید ہو کر دنیا تک چھوڑ دینا
ہے تو اس سے بڑھ کر رہبانیت کیا ہوگی۔

یہ سہارک باتیں سُنیں تو میرا جہاد کہنے لگا کہ ائی جی پھر دنیا کی سیر کو اٹھ جاؤں۔ میرا
دل چاہتا ہے کہ میں دنیا دیکھوں۔ اس کے جواب میں میں نے حضور اقدس ﷺ کی ایک
حدیث بیان کی:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے
سیاحت کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا
میرنی امت کی سیاحت ہے"۔ (ابوداؤد، السنن الکبریٰ المستدرک)

(جبل السراج سے نعمان نے جب یہ سُننے لگی تو اس میں اس بات کا تذکرہ کیا کہ جہاد کی وجہ
سے نکلنے کے علاوہ دیکھنے کو ملے ہیں)

جہاد فی سبیل اللہ سے نعمان کی دلچسپی روز بروز بڑھتی چلی گئی۔ جہادین کے سفر جہاد
کے لئے ہتر ہاتھ ہٹا اس کا دلچسپ مشغلہ بن گیا۔ جب امر جماعت کو مل مار کرین جہادین
کے لئے زاہر ہو چیتے تو بڑی محبت سے ہم سے کہتا ائی تی آپ اجتماع میں ضرور اعلان کریں
تاکہ زیادہ سے زیادہ مال اللہ کی راہ میں بھیجا جائے۔ جہاد کی تربیت پر جانے سے قبل گھر والوں
کو جہاد کے مرکز خیال پرانا چاہتا تھا کہ اکثر آپسب سنتیں کہ نعمان جہاد کی تربیت پر جہاد
ہے تو فوراً کہیں کہ ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے۔ نعمان فوراً آیا کہ جہاد کی نسیات کے بارے
میں جہاد پھر امام حسن کی کتابیں (جہاد سے متعلق) پڑھ کر ان کو سنا، ابھی کیشیں سنا (آج
آپکا حال یہ ہے کہ جہاد کا جان سن کر خوش ہوتی ہیں۔ ضرب مو من اور اہمال کی ایک ایک
شہر ان کو اور ہر دینی شہر انہماں آ کر ایک دن میرے پاس بیٹھ گیا اور کہنے لگا ائی تی آپ مولانا

فضل محمد صاحب کو جانتی ہیں۔ میں نے کہا، ہاں چنانچہ اچھی طرح جانتی ہوں۔ دو میرے
استاد محترم ہیں، ایک زمانے میں مدرسۃ البنات (فردوس کالونی) میں مولانا صاحب (پردے
میں بیٹھ کر) مشفقانہ طور سے دیکھتے تھے اور دوسری کا وقت صحیح سات بجے مقرر تھا۔ میں پہلے
مدرسہ جاتی اور مولانا صاحب کا درس سُننی اور پھر کالج پہنچ جاتی تھی۔ پھر استاد محترم نے
مشفقانہ طور سے کہا کہ ہمارا امتحان بھی لیا تھا اور الحمد للہ مجھے سو میں سے چھیانوے نمبر ملے تھے۔
کہنے لگا ائی آپ کو معلوم ہے یہ کہاں کے استاد ہیں؟ میں نے کہا چنانچہ جاتی ہوں نہ ناؤن کی
جامع مسجد میں حدیث کے استاد ہیں۔ میری بات سن کر میرا جہاد بیٹا خوش ہو گیا اور کہنے لگا
ای میں آج جہاد کے بڑے سرگرم سے ان کا وقت سن کر آ رہا ہوں۔ میں ان کے وعظ کا
لب لباب آپ کو سنا ہوں۔ کوشش کروں گا کہ احتیاطاً مجھ کو لایا اختیار کروں کیونکہ مجھے
ان کا لہجہ بہت پسند آتا ہے۔ میں نے کہا سب گھر والوں کو بھی متوجہ کر لو پھر سناؤ۔ جہاد نعمان
نے مولانا فضل محمد صاحب کا بیان شروع کیا۔

نَحْمَدُهُ وَنُضَلِّيْ عَلَيَّ وَسُوِيْهِ الْكَرِيْمِ

أَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "مشرکین
کے خلاف جہاد کرنا اپنے ہاؤں سے اپنی جانوں سے اور اپنی زبانوں سے"

(۱) جہاد بالمال، (۲) جہاد بالنفس، (۳) جہاد باللسان

(۱) کسی مسلمان کا مال جہاد اور جہادین کے کام آجائے۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وَلَا عَلَيَّ الْاٰلِيْنَ اِذَا مَا اٰتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ

فَلَنْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَاَعْيَنُهُمْ تَلْفِيْضًا

مِنَ الْمَالِ حَزَلًا اَلَا يَجِدُوْا مَا يَنْفِقُوْنَ

(سورہ آل عمران آیت ۹۳)

ترجمہ: "اور نہیں ہے کوئی گناہ ان لوگوں پر کہ جب وہ آئیں آپ

کی خواہش کے خلاف ہو اور ظاہر ہے جہاد میں جا کر لڑنا نفس کو نکلاؤ شوار معلوم ہوتا ہے۔

(۳) جہاد باللسان:

اسلام میں جہاد باللسان کی بھی بہت اہمیت ہے اور حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ اللہ کے رسلوں کے ذریعے سے جہاد کرو (ذہابی تفسیر سے) لوگوں کو شوق جہاد دلانا ہوتا ہے (جہاد کے فضاک و مسائل بیان کئے جائیں) جہاد کی اہمیت پر بھی جائیں۔ جہاد باللسان پر وہ گفتگو ہے جس سے میدان جہاد اور جہادین کو قہر دیا جاتا ہے۔

ایسی ہی لوگوں کا فضل محمد صاحب بڑی پر جوش تقریر فرماتے ہیں۔ فرمانے لگے میرے بھائی اور بھائیوں کو یہ زندگی ختم ہونے والی ہے اس دنیا سے تو ایک دن رخصت ہونا ہے تو کیوں نہ جہاد میں شہید نہ کیا کر رخصت ہوں۔ میں نے کہا لیکن جہاد جہاد باللسان ہی ہے۔ کہ کوئی بھی مسلمان اپنے قلم کے ذریعے وہ تمام باتیں کہیں کہیں لکھیں جن کا تعلق جہاد سے ہے۔ انہیں کہنے لگائی ہی آپ لیک کر رہی ہیں۔ پھر کہنے لگائی میں جلد ہی ہی جہاد کی تربیت کیلئے تھمیر جاؤں گا۔ میں نے کہا یہ ضرور جانا کہ کوئی بھی جہاد کے لئے فرمایا:

إِذَا اسْتَفْرَغْتُمْ فَاَنْفُسُكُمْ (ابن ماجہ)

جب تمہیں جہاد کے لئے طلب کیا جائے تو فوراً نکل پڑو۔

نعمان پوری بات سن کر خوش ہو گیا اور محبت سے میرے زانوں پر سر رکھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے اس کے سر پر ہاتھ بچھ کر دعا کیا دیں، میری دعا سنیں سن کر اس کے ہونٹوں پر ایک دنگل مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ مجھے اکثر اس کا اس طرح لاڈ کرنا اور مسکراتا یاد آتا ہے۔ مجھے اکثر محسوس ہوتا ہے کہ اس کا سر میرے زانوں پر ہے اور میں محبت سے اس کے سر پر ہاتھ بچھ رہی ہوں۔

میں اور بچے گرمیوں کی پٹھیاں گزارنے لاہور گئے۔ یہ ۱۹۹۶ء کا سال تھا (لاہور میں بہت نخیال دلوں کی بہت بڑی تعداد ہے ماشاء اللہ) اہل سے ساتھ نعمان اس لئے نہیں گیا تھا کہ اس کے پونیو سٹی میں سمسٹر بور ہے تھے۔ ابھی لاہور میں قیام کے چند دن ہوئے تھے تو آپ (میری والدہ) بھی لاہور آگئیں اور کہنے لگیں کہ نعمان تو جہاد کی تربیت کے لئے

کے پاس تاکہ آپ ان کو سواری دیں تو آپ نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ تم کو اس پر سوار کروں، تو وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے پاس اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں اس غم میں کہ وہ نہیں پاتے وہ چیز جو خرچ کریں۔

میرے مسلمان بھائی ایمان اور اسلام کی مخالفت کے لئے جہاد میں خرچ کیا کرو اور اس مبارک سلسلے سے اپنے ہاتھ مت روکو، کیونکہ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارا یہ عمل دنیا کی بلائیت کا سبب بن جائے گا۔ یہ اور کھولیں کا جہاد ہے کہ اپنے مال کو جہاد اور اس کے کاموں میں خرچ کیا جائے۔ پھر مولانا صاحب نے نبی ﷺ کی حدیث بیان فرمائی:

مَنْ جَاهَدَ غَايِرًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُ غَزَا

ترجمہ: "جس نے جہاد کو سامان فراہم کیا جس اس نے (جہاد کیا)"

یاد رکھو مال کے بغیر جہاد کا عمل ناقص ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس لئے اپنے مالوں کو جہاد کے لئے خرچ کیا کرو۔

(۲) جہاد بالنفس:

جہاد بالنفس عربی کا لفظ ہے اور بالنفس میں ہا کا لفظ آکر پروا مل ہے۔ یعنی نفس کے ساتھ جہاد کرنا ایسا ہے جیسے بددق کے ساتھ جہاد یا تلوار کے ساتھ جہاد، توپ کے ساتھ جہاد یا گلاشکوف کے ساتھ جہاد۔ جتنے آلات حرب و ضرب ہیں اس پر بار اعلیٰ ہونے کے بعد یہ مطلب سمجھ میں آتا ہے کہ ان اشیاء کو بطور آرم استعمال کیا گیا۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس شخص نے جہاد یا سیف کیا۔ یعنی تلوار کے مقابلے میں آکر تلوار نارتا شروع کر دی۔ جہاد بالنفس کا مطلب ہے کہ اس نفس کو کفار کے مقابلے میں استعمال کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے اپنی کتاب میں ایک حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ ہیں "جہاد وہ ہے جو اپنے نفس سے اسی نفس کے ذریعے جہاد کرے" یعنی نفس کو جہاد کے میدان میں ڈال دینے اور اسے مقابلہ کفار میں استعمال کرے۔ یہ نفس کے ذریعے سے کفار سے مقابلہ یعنی ذرا اور ان دشمنوں میں نفس کا جہاد بھی ہوا کیونکہ نفس کا جہاد وہی عمل سے ہوتا ہے جو نفس

کھمبہ چلا گیا۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔ میں نے
منکر، اک، کہا کہ آپ اس میں پریشان دولے کی کیا بات ہے؟ تو کہنے لگیں کہ وہ لوگ نہیں کر
تریت دے کر میدان جنگ کی طرف روانہ کر دیں گے۔

”مجاہد کی ماں کا دور س جہاد“

میں نے آپ کی بات پر غور کیا اور سوچا کہ اس وقت خاموش رہنا ٹھیک نہیں۔ جہاد کی
تفصیل جانا ضروری ہے یہ سوچ کر میں نے آپ کو جواب دیا کہ آپ کی ایسا نہیں ہو سکتا یہ تریقی
کو دس ہوتا ہے، اس کے بعد جہاد اپنے گھر واپس آ جاتا ہے، پھر اپنے والدین کی رضامندی
میدان جنگ کی طرف جاتا ہے۔ اب آپ کے چہرے پر کچھ غصہ نظر آنے لگا اور پھر اس طرح
گویا ہوئیں کہ جہادی کھمبوں کو ہار دینا سنیے لے ہیں۔ میں نے آپ سے کہا، آپ کو تو ایسا
سے بہت نصیحت ہے۔ آپ تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت شعار ہیں، پھر ایسا کیا بات
کیوں کہہ رہی ہیں؟ جہاد تو ہر دن کا ایک اہم جزو ہے اور عسکری تربیت تو مسلمانوں کے
لئے بہت ضروری ہے، ورنہ غیر مسلم تو مسلمان کو یہ دیکھتے تو بے گناہ کہ یہ جہاد سے غافل ہیں
پڑھ دوڑیں گے۔ آپ نے نبی ﷺ کی یہ حدیث ضرور پڑھی ہوگی :

”مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَاتَ أَوْ قُتِلَ أَوْ مَرَّ بِمَنْزِلٍ أَوْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَاتَ أَوْ قُتِلَ أَوْ مَرَّ بِمَنْزِلٍ أَوْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَاتَ أَوْ قُتِلَ أَوْ مَرَّ بِمَنْزِلٍ“ (طبرانی)

”جو قوم بھی جہاد چھوڑتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر عذوبی عذاب لاتے ہیں۔“

آپ جی آپ کو تو تاریخ اسلام سے بھی کبہ اشرف ہے۔ آپ نے خلیفہ اول سیدنا
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور پڑھا ہوگا، جب بنو عیس، بنو غطفان، بنو زبیر، بنو
سہل اور بنو کنانہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا (یہ کچھ قبائل تھے) تو حضرت ابو بکر صدیق رضی
اللہ عنہ نے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو مشورہ کے لئے بلایا تو حضرت عمر
قدوق رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ اے رسول ﷺ کے خلیفہ چھوڑ دیجئے ان لوگوں کو
یہ نماز پڑھ لیا کریں کہ زکوٰۃ دینیں۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں ایمان داخل ہو چکا ہے تو
وہ زکوٰۃ کا بھی اقرار کریں گے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”قسم ہے اللہ
جات کی! اگر میرا جس اس کے ہاتھ میں ہے، یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں آسمان سے

کر پڑوں۔ نصیحت اس کے کہ میں کسی ایسی چیز کو چھوڑ دوں جس پر رسول اکرم ﷺ نے
جنگ اعلان کیا ہے۔ ہاں میں بھی ان چیزوں پر جنگ و قتال کر کے رہوں گا۔“ حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے سخت لہجہ میں فرمایا: ”اللہ کی قسم اگر یہ اونٹ کی ایک رسی سے بھی
اچھڑ کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔“ یہ فرما کر اپنی ٹکڑا کو نیام سے نکال لیا۔ حضرت
نور رضی اللہ عنہ نے بھی ٹکڑا نیام سے اٹھالی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
ساتھ چل پڑے، حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بھی آپ کے ساتھ جہاد کے لئے نکل
پڑے۔ (”حیاء الصحیباہ“ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کا ترجمہ مطبوعہ دارالحدیث علیہ)

نکیرین زکوٰۃ نے ”ذی القعدہ“ میں جمع ہو کر مدینہ پر حملے کی تیاری کی تھی۔ اس دوران
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا لشکر شام سے کامیابی کے ساتھ لوٹ آیا تھا۔ آپ نے اس لشکر
کو مدینہ منورہ میں روکنے کی ہدایت کی اور خود منکرین زکوٰۃ سے ٹھننے کے لئے روانہ ہوئے
اور ”ذی القعدہ“ میں منکرین زکوٰۃ کا قلع قمع کیا۔ منکرین زکوٰۃ کے مخالف حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کی جہاد شان نے متعدد قبائل کو ہر خوب کر دیا اور انہوں نے مدینہ
میں حاضر ہو کر زکوٰۃ دیا کی۔ (”حضرت ابو بکر“ (رضی اللہ عنہ) محمد حسین ذکری)

میں نے آپ سے کہا آپ جی! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ
سے جہاد کی تربیت لی تھی، جہاد کی تربیت تو ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ آپ جی آپ تو
خوش نصیب ہیں کہ آپ کا نوجوان نواسہ نبی ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا
ہے۔ آپ اپنی میری باتوں کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ پھر ارادے سے لپٹیں اس طرح غالب ہوئیں،
یہاں آنے سے دونوں پہلے لڑنے کی تیار کے بعد دو میرے پاس آیا تھا کہ کہنے لگا آپ جی! مجھے دعا
دے کر نصیحت کریں تاکہ میں اپنے مشن میں کامیاب ہو جاؤں۔ میں نے پوچھا کیا مشن
ہے؟ تو کہنے لگا ابھی تو اس مشن کا پہلا سٹیج پڑھنے چاہوں (یعنی تربیت حاصل کرنے جا رہا
ہوں) میں نے کہا تمہاری اسی تو لاہور تھی، دہلی میں ان کو کس طرح بیڑے؟ تو کہنے لگا میں
نے اسی کے لاہور جانے سے قبل ان سے اجازت لے لی تھی۔ میں نے پھر کہا اور تمہارے ابو
کیا کہہ رہے ہیں؟ تو لہور آئیے جاؤ کہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا آپ کا نواسہ مجاہد ہے اور مجاہد کو
اللہ تعالیٰ روز پان عطا فرماتا ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو نبی ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ

مہم انجمن کی زندگیوں کی جھلک دکھا کر جہاد کے لئے تیار کر رہا ہے۔ اس لئے چاہتا ہوں کہ
 کمانے پینے کا کیا ہو گا؟ تو بولا کہ کھانا تو مجاہد صرف اس لئے کھاتا ہے کہ وہ اس طاقت
 کو میرے ان جنگ میں اللہ کے دشمنوں کے خلاف استعمال کرے گا، ورنہ حضرات صحابہ کرام
 رضی اللہ عنہم انجمن کی تو روحانی قوت اتنی زیادہ تھی کہ وہ مجھ کے پاس سے بھی اللہ کی راہ میں
 لڑتے تھے اور دشمن اسلام ان کی روحانی قوت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا اور اصل جہنم ہو جاتا۔
 پھر میدان سے تڑپ کر فرار اختیار کر لیا۔ آپاچی یا آپ بے فکر رہیں میں اللہ کا پاسی ہوں وہ اللہ
 تعالیٰ خود ہی میرے تمام کاموں کا کفیل ہے (جہاد کی تعلیم نے نعمان کے ذہن میں زبردست
 تبدیلی پیدا کر دی ورنہ ان سے قبل وہ کمانے پینے کو بڑی اہمیت دیتا تھا)

آپا نے چپکے چپکے میرے نصیحتوں کے تمام بزرگوں کو یہ بات بتادی کہ نعمان جہاد پر جانا
 چاہتا ہے۔ میں بھی منع نہیں کرتی لیکن بس چاہتی ہوں کہ ابھی نہ جانے، ابھی وہ کم عمر ہے۔
 میری دونوں بہا بھیاں، زمانت اور نصرت بھی اس پلاننگ میں آپا کے ساتھ شامل ہو گئیں۔
 یہاں تک کہ گھر کے بچوں کو بھی آپا نے اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ میری ایک بھینجی نے مجھے
 تمام پلان بتا دیا۔ وہ پلان یہ تھا کہ خانہ ان کے تمام بزرگ، عشا کی نماز کے بعد میری خالہ کے
 گھر میں (میری خالہ رضیہ کے دو بیٹے حافظ محمد شریف اور حافظ عبد السلام ہیں۔ خالہ
 کا انتقال ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین) چائے وغیرہ ہل کر تمام بزرگ
 میرے اوپر زور ڈالیں کہ بچے کوئی الحاح جہاد پر نہ جانے دوں۔ خیر قصہ مختصر مقررہ تاریخ پر
 سب گھر کے بڑے ہل میں جمع ہونے لگے، آخر کار وہ وقت آئی گیا جس کا میں انتظار کر رہی
 تھی۔ لیکن وہ سب یہ سمجھ رہے تھے کہ مجھے ان کے پلان کا قطعی علم نہیں ہے میں نے ایک
 بڑی سی چادر اوڑھ لی اور گھونگھٹ کے اندر میں اسے اپنی پیشانی سے نیچے ڈھکا لیا۔ میں
 جب اندر داخل ہوئی تو سب کو سلام کیا اور ادب سے ایک طرف بیٹھ گئی۔ کچھ ہی دیر بعد ہر
 بزرگ ایک ایک جملہ اس سلسلے میں بولنے لگا۔ جس کا لب لباب یہ تھا کہ اس دور کے علماء
 ہمارے بچوں کو جہاد کی طرف بھیج رہے ہیں، اس کو وہ جہاد کا نام دیتے ہیں، یہ جہاد کہاں ہے؟
 افغانستان میں مسلمان، مسلمان سے لڑ رہا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ ایک جماعت منافقین
 کی ہے جو مسلمانوں سے لڑ رہی ہے، ایسے لوگوں سے جہاد کرنا چاہتا ہے۔ پھر کہنے لگے تمہارے

ہائی بچے چہلے چہلے ہیں، صرف ایک بچہ بڑا ہوا تو تم اس کو جہاد پر بھیج رہی ہو۔ میں نے
 کہا میرا بچہ کوئی الو کھانا نہیں ہے، آپ دیکھیں پور غور کریں، سخی ماٹیں اپنے بچوں کو جہاد
 فی سبیل اللہ کے لئے بھیج رہی ہیں۔ جہاد کو ترک کرنا بہت گناہ کی بات ہے۔ حضرت ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت پر فائز ہونے کے بعد جو خطبہ دیا اس میں خاص طور پر فرمایا
 کہ ”جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ اس پر ذلت مسلط کر دیتا ہے“
 حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

لَوْ وَخَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ غَدَوْا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا
 فِيهَا (صحیح مسلم)

”اللہ کے راستے میں ایک شام ایک صبح کا لگا دینا دنیا اور جہاد جو دنیا میں
 ہے سب سے بہتر ہے“

مدیٹ سٹانے کے بعد میں نے بزرگوں، بچوں اور خواتین پر تھری تو ایب محسوس ہو رہا
 تھا کہ بچے تو رز جو ش تھر آرہے ہیں، لیکن بڑوں کے لئے اس وقت کھل کر بولنا پڑتا کا
 کیونکہ ایک طویل عرصے سے ان کے ذہن و قلب پر جہاد کے سلسلے میں قفل لگے ہوئے
 ہیں۔ میں نے دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے میرے رب! وہ اللہ میری زبان سے ان
 کے سامنے نکلوا دے جس سے ان کے ذہن و دل کے گھل نہ صرف کھل جائیں، بلکہ یہ بھی
 اپنے بچوں کو اللہ کی رضا کے لئے جہاد پر بھیجیں اور اے میرے رب! مجھے بھی اپنی رشاہت ملی
 زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

اب مجھے اپنے اقتساب کا ذرہ نہیں تھا کیونکہ اللہ ہر طرح میرے لئے ہوتی ہے، وہی مجھے
 اپنے کرم سے ان کے سامنے سسٹورڈ فرمائے گا اور وہی میرا ابا رب ان کے قلوب میں
 گداز پیدا فرمائے گا (کیونکہ یہ سب بزرگ، خواتین اور بچے بڑی محبت کرنے والے تھے۔ ان
 میں سے کثیر تعداد میں وہ لوگ تھے جو صوم و صلوة کے بھی پابند تھے اور اپنی روزمرہ کی زندگی
 میں بھی عمل صالح کو اپناتا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے) میں دعا پڑھا کہ اپنے بزرگوں کی
 طرف متوجہ ہوئی اور ان سے اجازت طلب کرنے کے بعد انہیں برصغیر کی طرف لے گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ٹھیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو م ایبل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↩ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↩ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

میں نے کہا میرے قابل احترام بزرگوار میرے عزیز بھائی اور میری محترم اور عزیز بہنوئی اور
 برادر! ہم تو اس وقت موجود نہیں تھے۔ شاید بزرگوں میں سے کچھ موجود ہوں یا ان کے
 بڑوں نے بن کو بتایا ہو، اگر دیکھا اور سنا ہو تو پوسٹاً ضرور ہو گا۔ دو دن یا تین دنوں میں
 شہنشاہوں کی کمزوریوں اور عیاشیوں نے انگریز (ہیسائی) کو برصغیر میں قدم ہانکنے کا حوصلہ
 بخشا، کیونکہ اس وقت اورنگ زیب عالمگیر جیسے مہم جو اور مجاہدان میں موجود نہیں تھا، کیونکہ اس
 نیا بدست مرنے والوں سے پارہ جہاد کیا اور ان کو ریت کے ذروں کی طرح نکھیر کر رکھ دیا تھا۔
 اورنگ زیب کی وفات کے بعد یہاں خود اس ہونا تھا کہ مسلمانوں کی دفاعی اسٹیجنگائی کمزور
 ہو چکی ہے۔ لیکن اب ہے کہ شہید تھتو میر، لاداب، راج الدار، سعید احمد شہید، مولانا ساجد
 شہید اپنی بہادری اور عزم سے باوجود انگریزوں سے طوقان کو نہ روک سکے اور بڑے بڑے
 شہادت کو اپنے گلے سے لگا لیا، کیونکہ ان کے چاروں طرف بڑی قدرتی قہر اور ایمان فروغ
 مسلمانوں کی تھی، ان کی طرح کے سرفروش تو بہت کم تھے۔ وہ بگ شہادت عظمیٰ تو مسلمانوں
 کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا انعام ہوتا ہے۔ لیکن بات تو جب فنی جب پوری مسلم
 قوم انگریزوں کے سامنے سیدہ پائی ہوئی دیا، بن ہائی۔ مولانا محمود الحسن (ایر پائلٹ) مولانا
 سعید اللہ سندھی اور دیگر علماء کرام نے آزادی کی تحریک چلائی۔ اگر اس وقت پوری قوم
 غفلت سے جاگ اٹھتی تو انگریز بہت جلد برصغیر سے بھاگ جاتا، گروہاں تو یہ حال تھا کہ
 دولت نے وہ بگ کی طرح ان کے ایمان کو چاٹ لیا تھا۔ انہوں نے یہ بھلا دیا کہ ہماری زندگی
 کا مقصد نبی ﷺ کا اتباع ہے۔ اس کے برعکس انہوں نے انگریز کی خیالی کو اپنا لڑنے والے بن
 سمجھا اور آج تک یہ صغیر کا مسلمان آزادیوں نے کا باوجود انگریز کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا
 بیٹھا ہے۔ دشمن ہزاروں میل دور بیٹھ کر بھی مطمئن ہے کہ اس دور کے نام نہاد مسلمان تو کون
 ہنگام کی طرح ہیں۔ اس طرف جو سائی، یہودی، ہندو اور کبوتہ انہیں سمجھائیں گے، یہ بھیر
 پان و جوش کے آدھ کھوم جائیں گے۔ انگریزوں نے یہ صغیر کے مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ
 ڈال دیا تھا کہ اس آزادی کی لڑائی عیاشی کر، (کیونکہ انگریز کو معلوم تھا کہ نبی و شہداء
 میں جھگڑا کر کے اپنا دین بھول جائیں گے) جہاد سے دور رہو، جہاد تمہارے گھروں کو تویر بن
 کر دیتا ہے (مراہ شہادت) ہم تو انہیں کے صغیر ہیں، ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں۔ مسلمانوں

”مسلمانان جہاں سے خطاب“

جذبہ ایمان دل میں اس طرح زندہ کر دو
 موت کے زبٹے میں راتو راتو کی پلایا کر دو
 کثرت سگارا کو خاطر میں وہ لائے نہیں
 تم بھی ان بدی صحابہ کی طرح سوچا کر دو
 وہ کسی یوجھل سے اک لہو تمہارے نہیں
 تم حسین و بدر کی تاریخ کو زندہ کر دو
 موت بن کر پھر وہ چھا جائے الہ اعلیٰ پر
 پھر کسی تاری صلاح الدین کو پیدا کر دو
 قبک لڑاں تمہارا شکر ہے آج بھی ا
 اس کی آزادی کے ہارے میں بھی کچھ سوچا کر دو
 یہ بتادو اک خدا کو ماننے والے ہیں ہم
 قبک اول کی جانب بھی کبھی دیکھا کر دو
 مسجد اقصیٰ میں گونجے پھر صدا تکبیر کی
 یوں روایت کو سر فاروق کی تازہ کر دو



تھی کہ تاحقاً (یعنی اس کا ظاہر اور باطن یکساں تھا) اسی طرح "آداب المسلموک" میں محمود غزنوی کے بارے میں تحریر ہے کہ "سلطان مقتدا انش مند تھا اتنا ہی بہادر بھی تھا۔ اس کی وقتی شہادت کا اثر یہ تھا کہ اس کے ساتھی انتہائی مایوس کن حالات اور دشوار گزار راستوں میں بھی ایسی بے تیزی سے لاتے تھے کہ متوقع ناکست فتح بن جاتی تھی" (ہماری پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی مسلمان اپنے سر سے کفن ہاندھے اللہ کے راستے میں نکلے تو اللہ تعالیٰ نے غیب سے اپنے سپاہیوں کی مدد فرمائی) غور کریں کہاں غزنی اور کہاں ہندوستان... سلطان محمود کو کون سا جذبہ یہاں کھینچ کر اور ہاتھ دھو کھینچنے کی تھی چند پہ گزار دیتا تھا۔ میرے بزرگ گواہ چند پہ گزار تھا، جس نے غزنی سے ہزاروں میل دور یہ سفیر میں اسے پہنچا دیا تھا۔ بعض آنکھوں کے اندھوں اور کاڈوں کے بہروں نے اسے لیرا کہا وہ لیرا نہیں محافظ تھا، محمود غزنوی کو لیرا کہہ کر تاریخ پر قلم کرنا ہے سو منات سے عیاشی کے آڈے کو قسم کرنے والا وہ جاننا زبانی محمود غزنوی ہی تھا وہ اللہ کی رضا کو پناہ تنسب نیات بنا کر بر سفیر آیا تھا وہ دولت کالابی نہیں تھا اور نہ سو منات کے پہلو یوں کی بات مان لیتا۔ وہ محمود غزنوی کے آگے ہاتھ جوڑ رہے تھے کہ تم ہمارے بہت کون توڑو، ہم تمہیں توباری مند مانگی رقم دیں گے۔ لیکن اسلام کے سچے شیدائی نے جب اس بہت کو توڑا تو یہ سب، جو اجرات اور سونے کی ڈالیاں محمود غزنوی کے پیروں میں ڈالیں تو گیس۔ انگریزوں نے اپنے دور میں ہندو فلسفوں کی کتابوں میں ہماری تاریخ کے تابناک چہرے کو داغدار کرنے کی کوششیں کیں، لیکن سواہل تو یہ پیدا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل و تیز ہمیں عطا کیا ہے، وہ ہم استہل کیوں نہیں کرتے۔ آج بھی ہندو کے گھر کی محبت ہمارے دل میں اس طرح رہا ہے جیسے بنی اسرائیل کے دل میں چھڑے کی محبت رہی اس ملی تھی، ہماری تاریخ نماز اور عبادت سے نہیں نکلے لوزر گانوں سے ہوتی ہے اور اسی ہے، وہ اکی پر ہماری راہبر، شام اور رات کا اختتام ہوتا ہے۔

آج کتنے مسلم ممالک میں کتنی بستیاں، بیہودہ نسنائی، اہل ذہن اور اکیہ نسنوں کے علم کا شکر ہیں، آج ہمارے کتنے بھائی صلاح الدین ایوبی کے چچا زاد بھائی اصرار اور امیر سیف الدین کی طرح ہیں، جنہیں اپنے آرام و آسائش کا خیال ہے اور مجاہدین کے خلاف

تم اٹھو سوئی، اطلاق اور قبیلہ کی طرح اور بنا کام سالی میں حوصلہ پیدا کرو پھر نئے نئے جتن جہم دیتی ہے ارض سو منات غزنی سا کوئی اپنی صف میں پھر پیدا کرو پھر ہر رخ حق بچانے کو اٹھی ہیں آندھیاں تم جہاد فی سبیل اللہ کو ذمہ کرو، پھر یہ دیکھو کیا دکھاتا ہے تمہارا رب تمہیں حوصلہ رکھو اسی کی ذات پر تکیے کہ مل نہیں سکتا کوئی پتہ بغیر اللہ خدا مانگتا ہے جو تمہیں اس ذات سے مانگا کرے جب بھی میدان وقت میں جاؤ لڑنے کے لئے اپنے تم اسلاف کا نظریہ نقل دیکھا کرو اپنے بندوں کا بڑا ہی چاہنے والا ہے وہ چاہتا ہے وہ تمہیں، تم بھی اسے چاہا کرو مالک نقل بھی ابی ہے رت نام بھی وہی ہے مہبود کتنی اس کی تم پہنچا کرو

قلم قسم ہوئی تو میں نے محسوس کیا کہ میرے عزیزوں پر کافی اثر ہوا ہے۔ گو کہ قلم ایسی تھی کہ پڑھتے وقت میرے جسم پر لڑوہ سا طاری ہو گیا تھا۔ لیکن ان کی حالت دیکھ کر مجھے خوشی ہو رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ جب لوہانزم ہو جائے تو ذرا اتنی چوٹ کے بعد اسے اپنی رضی سے پہنچا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے پھر اپنا بیان دوبارہ شروع کر لیا۔ میرے بزرگ گواہ آپ جب دعا کریں کہ اللہ سے ہمارے رب پھر کوئی محمود غزنوی جیسا مجاہد پیدا فرمادے، جو بت پرستوں کے لئے مسلمان تھا۔ سلطان محمود غزنوی کے بارے میں میں اس لئے کہنے پر تحریر کیا ہے کہ "سلطان محمود غزنوی اپنی پرانیوت زندگی میں بھی اسلامی اصولوں کی پابندی،

غیر مسلمانوں کو اپنا دوست سمجھ کر اپنے ہی بھائیوں کے نکلے پر پھری گھیرنے کو تیار ہو جائیں۔
 ہیں۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے لکھنؤ میں اپنے دونوں چچا زاد بھائیوں کو خط لکھا تھا جس کا لب لباب یہ ہے "تم دونوں نے کفار کی پشت پناہی کر کے ان کے ہاتھوں میں اہم و اہم مقامات کی مثال کی ناپاک کوشش کی ہے، اگر یہ نہ سوچا کہ تمہاری یہ سازش عالم اسلام کا بھی نام و نشان مٹانے کا باعث بن سکتی ہے۔ تم عیاشی چھوڑو، میرے ساتھ تعاون کرو، اپنی تمام برائیوں کو چھوڑ کر میرے ساتھ جہاد میں شریک ہو جاؤ۔ اگر یہ نہ کر سکو تو میری اور اسلام کی مخالفت سے باز آ جاؤ، میں تمہیں کوئی سزا نہیں دوں گا، اللہ تمہیں صاف فرمائے۔" آمین

میرے بزرگوار میرے بچہ امیری بہن! سلطان صلاح الدین ایوبی اور سلطان نور الدین زنگی نے مل کر عیسائیوں سے زبردست جہاد کیا۔ نور الدین زنگی میدان جنگ کا بڑا جیالاسی تھا جسے عیسائیوں نے حسن بن مسیح کے ساتھیوں کے ذریعے کمانے میں زہر شامل کر دیا (پور اس طرح ایک طویل القدر جہاد شہید ہو گیا) جسے طبیعوں نے صلیب کی سوزش سمجھا۔ (جنرل محمد اکبر خان رٹائرڈ)

صلاح الدین ایوبی فتوحات کرتا ہوا رجب ۵۸۳ ہجری میں بیت المقدس تک پہنچ گیا۔ اس جہاد میں جو سپاہی زخمی ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم بیت المقدس کے اندر جا کر زخموں کی سزا ہم پنی کروائیں گے۔ ایک امریکی جرنل دان اٹھوئی ویسٹ لکھتا ہے کہ "بیت المقدس کے محاصرے کے دوران عیسائی وحشت زور زدگیاں اور سینے کو پنی کرنے لگے، اس وقت پوریوں کی بھی نہیں من رہے تھے"

میرے بزرگوار امیری بہن! اور میرے بچہ! ہم انکی قوم سے تعلق رکھتے ہیں کہ اس قوم کے ایک مرد جہاد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب بیت المقدس میں قدم رکھا تو مسجد اقصیٰ میں کسی عیسائی اور یہودی کا خون نہیں بہایا اور جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نفس قدم پر چل کر ۱۲ رجب ۵۸۳ ہجری میں صلاح الدین ایوبی ایک فاتح کی حیثیت سے جب مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا تو جہاد الدین شہزاد لکھتے ہیں کہ "سلطان ایوبی کے آنسو اس طرح بہ رہے تھے کہ اس عظیم مسجد کی دیواریں اس کے آنسوؤں سے وصل رہی تھیں۔ یہ سلطان ایوبی ہی تھا جس نے عیسائی عورتوں کے نکلے سروں کو دیکھ کر اپنے غماز سے دوپٹے بنا

مگر ان کے سروں پر ڈال دیئے تھے" اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسلمان غیر مسلمانوں کی عورتوں، بچوں، یوزھوں اور نہ ہی رہنماؤں سے جتنو نہیں کہتے تھے۔ وہ تو اللہ کے رفیقوں سے میدان جنگ میں جہاد کرتے تھے۔ صلاح الدین ایوبی کے خلاف پورے یورپ سے چند جمع ہوا تھا (جس کا نام انہوں نے صلاح الدین انگلیس رکھا تھا) یورپ والوں نے بیت المقدس کو مسلمانوں سے واپس لینے کے لئے رچھڑتی سرگرمی میں ایک زبردست لشکر جمع کیا۔ لیکن صلاح الدین اور اس کے بزرگوار دشمن سپاہیوں نے یورپی لشکر کو شکست دی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ٹیمیں مدد کی تھی، انہیں راستے میں یورپی لشکر عیا غنڈوں کی وجہ سے آپس کے جھگڑوں میں مارا گیا، تو کہیں انہیں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا، کافی تعداد لڑائی قلت کی وجہ سے ماری گئی اور کہیں دشمنوں کے جہاد اللہ تعالیٰ نے سندھ میں غرق کر دیئے۔ صلاح الدین ایوبی ایک مددگار اور بہادر سلطان تھا۔ اس نے اپنی قلیل فوج کو اللہ کے عشق سے مر شاد کر دیا تھا۔ سلطان کی بحری فوج نے آک کی ہاٹھیاں اور دسٹی ہم بنا کر استعمال کئے تھے (دسٹی ہم سب سے پہلے مسلمانوں نے بنائے تھے) رچھڑا یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گیا کہ سلطان بہادر ہی نہیں ایک بااطلاق بہریان بھی ہے (رچھڑا جب ہمارا جہاد صلاح الدین نے اس کے لئے برف اور پھل وغیرہ بھیجے تھے۔ ایک بار سلطان نے دیکھا کہ رچھڑا کا کھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا تو اس نے رچھڑا کو تحفہ اپنا ایک گھوڑا بھی بھیجا تھا۔ جب یہ گھوڑا سلطان کا ایک سولہ رچھڑا کے پاس لے کر پہنچا تو راتوں اور پاروں نے رچھڑا کو منع کیا کہ یہ سلطان کا مددگیا ہو گھوڑا ہے، اسے تم استعمال نہ کرو، یہ سلطان کی پال ہے گھوڑا تمہیں لے کر سیدھا سلطان کے پاس جائے گا، تو رچھڑے نے راتوں سے کہا سلطان بہت شریف ہے اور دشمنوں کے ساتھ بھی دوستوں والا سزا رکھتا ہے۔ میں یہ گھوڑا ضرور استعمال کرونگا۔ اس جواب پر تمام راتوں کی گروٹھیں نکل گئیں۔)

میرے بزرگوار میرے عزیز بچہ! تادمچا ہمارے اسلاف کے شہرے کا رہنے والوں سے ہماری نواہی ہے۔ آؤ آج ہم سب مل کر جہاد کی تیاری کریں۔
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا :
 "بیک جنت میں سورج ہے ہیں جو اللہ پاک نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کیلئے تیار

۲۱۰

فرمائے ہیں اور درجوں سے درمیان زمین و آسمان جتنی مسافت ہے۔" (بخاری شریف)
 يَا وَاعْلَمُوا انَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلِّ الشَّوْطِ (ابن جریر شریف)
 "اور چاہی لو چنگ جنت کمراؤں کے سامنے میں ہے"

میرے چچا اور بزرگوار پوری دنیا کے مسلمان ایک ہو جائیں تو تمام کفار خس و خاشاک کی طرح اسلام کے ٹھاٹھیں مارے مندر میں بہہ جائیں گے۔ میرے محترم بزرگوار آپ شکر کریں کہ اس دور کے کچھ نوجوان جہاد سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ دعا کریں کہ انہیں منظور کر دیا جائے اور پاکستان کی حفاظت فرمائے۔ اگر ہماری یہ کوشش جاری رہی تو پاکستان کا خطرہ سسلی (مسئلہ) اور اہل لیس کی طرح نہیں ہوگا۔ کبھی سسلی بھی نہ رہا تھا اور اسے اسلام کی گونجوں سے لگنے والے دشمنوں کے گٹھون کو کاٹا اور یہاں اسلام کا پرچم لہرایا تھا۔ لیکن پھر وہاں کے نوجوان تو مسلمان زمین سے غافل ہو کر جہاد کو بھلا بیٹھے، تو عیسائی قوتوں نے سسلی سے مسلمانوں کا نام و نشان ملا لیا۔ ہماری مساجد کو گرجا اور کلیسا میں تبدیل کر دیا گیا۔ کچھ دین سے محبت رکھنے والے جوبین عیسائیوں سے مسلسل جہاد کرتے رہے اور آخر کار شہید ہوئے اور کچھ غور تکمیل سے بڑھتے اور نوجوان اہل لیس کی طرف ہجرت کر گئے۔ پھر اہل لیس کی طوائف اہلو کی نے بھی رتھ دکھانے شروع کر دیئے، کیونکہ اب کوئی یوسف بن یوسف جیسا مرد جہاد نہیں تھا جو عیسائیوں سے جہاد کرتا، چند طلباء اور علماء کرام تھے جو جہاد کی عظیم کو چلا رہے تھے، لیکن ان کی جوسا افزائی کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ سب اپنے اپنے نیش و طرب میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اکثریت نے اپنے ایمانوں کو چند سٹون کے عوض بیچ دیا تھا اور عیسائی لیبر نے ان کی آڑ میں اہل لیس میں غلبہ لگا رہے تھے۔ وہی اہل لیس جسے کبھی ملائق ہی نہ پڑھیے بہادر شیر دل جہاد کار موسیٰ بن نصیر جیسے اور العزم جرنیل نے فتح کیا تھا وہ آہستہ عیسائیوں کے تپاک قدموں سے روندنا چاہتا تھا۔ سر زمین اہل لیس رو رہی اور دگر پلہ رہی تھی۔ میرے چچا اور اسلام کے بہادر جہاد کار تھے، تم کہاں ہو؟ دیکھو میری بربادی کی داستان مکمل ہونے والی ہے اس لیے اس لیے ہر مسلمانوں نے سارے آٹھ سو سال حکومت کی۔ علم و ادب، صنعت و حرفت، طب و جراحی، علم ہندسہ، فن ہرنج، فن تعمیر اور دیگر شعبوں میں حیرت

دیکھنا کارنامے انجام دیئے۔ دیکھو میری عمارتوں پر عیسائی شیرے اپنے جھنڈے گاڑ رہے ہیں اور میرے جہاد کار دیکھو قرطب، اشبیلیہ، طلیطلہ۔ سب عاقبتوں سے مسلمانوں کو بے دخل کیا جا رہا ہے، دیکھو..... دیکھو اہل لیس کا آخری صوبہ غرناطہ بھی فریڈینڈ (عیسائی حکمران) کے ظالم ہاتھوں میں پکڑ گیا..... میرے پیارے اسنو..... میری آواز کو..... دیکھو آج میری بیٹیوں اور کوچوں میں تمہاری مسلم بہنوں کی عزتوں کو ادا کیا جا رہا ہے۔ دودھ تلخ..... شرم و حیا کے جنازے جا رہے ہیں..... دیکھو کتنی غیور اور باہیا لڑکیاں اپنے نچھروں کو اپنے سینوں میں گھونپ رہی ہیں۔ دودھ کو ابو عبد اللہ (اہل لیس کا آخری تاجدار) ہاتھ میں کھولنے کھڑا ہے۔ لک لڑایا (فریڈینڈ کی ظالم دستاکی بیوی) گھڑے پر سوار ہے۔ دیکھو..... دیکھو ابو عبد اللہ مسلمانوں کی لبرت و حمت کس طرح ایک عیسائی عورت کے ہاتھوں میں پھنسا رہا ہے۔ اس نے اپنی زندگی عزیز ہے، بلوا عزیز نہیں (اسلم تو مسلمان مرد کو بہت عزیز ہوتا ہے) اور نہ اسی کھوار سے دو تہی کو تو جہنم رسید کر سکتا تھا۔ لیکن نہیں..... کھوار تو جہاد اٹھاتا ہے، بزدل و خندار اختیار نہیں اٹھاتا۔ دیکھو قرآن مجید کی بے حرمتی کی جا رہی ہے..... اُف میرا سینہ پھٹ رہا ہے..... دیکھو مگر گھر سے قرآن مجید کے جا رہے ہیں اور دیکھو قرآن مجید کو عیسائی شیرے چلا رہے ہیں، میری آنکھیں آنسوؤں کے دریا بہا رہی ہیں۔ میرے جہاد کار آج تم اہل لیس میں ہوتے تو میں اس طرح برباد نہ ہوتی۔ افسوس اہل لیس کے مسلمان ایک دوسرے سے لڑتے رہے لیکن اسلام دشمن عناصر سے جہاد نہیں کیا۔ یہ سب جہاد کو چھوڑنے کا انجام ہے، دیکھو..... دیکھو کچھ سکتے ہوئے قافلے ہجرت کر رہے ہیں۔ قریب ہی نزدیکی مسلمان حکومت ہے لیکن وہ خاموش تماشا بنی ہوئی ہے (یہ سب نظر ہے اس لئے دیکھنے کو مل رہے ہیں کہ مسلمانوں نے اپنے اتحاد کو پرہ پارہ کر دیا) دیکھو مساجد رو رہی ہیں، دیکھو مساجد پر سلیب لگائی جا رہی ہے، دیکھو قرطبہ کی جامع مسجد فریڈ کر رہی ہے، افسوس صد افسوس ہر بچے کچھ مسلمان ہیں، انہیں ظالم فریڈ کے حکم پر اس کا پورا پورا زبردستی عیسائی بنا رہا ہے۔ ہائے افسوس میں لٹی رہی اور کوئی مسلمان میری مدد کو نہ پہنچا۔ اب یہ دن اور افسوس کرنا میری زندگی کے ساتھ رہے گا، لیکن میں اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتی ہوں، شاید پھر جہادوں کا کوئی لٹکر آئے اور مجھے عیسائیوں کے جبر و تشدد سے نجات دلائے (میری باتیں سن کر

میرے بزرگ امیر کی بجائے میری بہنیں امیر بنی آپ اور پتے سب روز رہے تھے، میں نے انہیں روکنے دیا مجھے یقین ہو چکا تھا کہ اب ان میں سے کوئی بھی جہاد کی شانیت نہیں کریگا۔ میں پھر کہنے لگا آپ نے دیکھا ہے وہ لوگوں نے باہری مسجد پر ظلم کیا، باہری مسجد نے فریاد کی، لوگوں کو کیا؟ کون سا؟ کس نے رو رو کر اللہ کے حضور دعائیں مانگیں؟ سزایں عطا دیں، علماء حق اور نبی دارس کے طلباء (پندرہویں اسکول) و تاج کے طلباء، انہی علماء اور طلباء کے ساتھ شامل ہو گئے اور چند گنتی کے مسلمان مرد و عورتیں۔ باہری مسجد پر تقریر کرنے والے تاج نے لوجہ انوں میں جہاد کا ایراج نہ دیا، یہ بتایا کہ ان شاء اللہ آپ یہ جذبہ بڑھتا ہی رہے گا۔ ہمارے نوجوانوں کے قافلے اپنے دل میں جذبہ جہاد اور شوق شہادت لئے اسی طرح بڑھتے رہیں گے، پھر وہ دن دور نہیں رہے گا، جب بیت المقدس سے یہودی سامراجیت کا جہاز اٹل جائے گا۔ مسجد اقصیٰ ایک دن ضرور مسلمانوں کے عہدوں کے لئے آ رہا ہو جائے گی (ان شاء اللہ) کشمیر میں ایک دن ضرور اسلام کا پرچم لہرائے گا، ہند کی سر زمین پر پھر کوئی محمود غزنوی جیسا سرد جہاد باطل پرستی کو ختم کر کے اسلام کا جھنڈا گاڑے گا۔ میرے بزرگوا آپ مجھے سو سلا دینے کے بجائے کیوں سلائے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے کیوں بڑوں جاننے پڑنے دئے ہیں۔ میرے بزرگوا آپ نے ۱۱۰۰ھ لایم لایم آرزو کی تقریر ضرور سنی ہو گی، میں ان کی بے مثال تقریر سے ایک اقتباس آپ کے سامنے پیش کر رہی ہوں:

میرے بزرگ امیر کی بجائے میری بہنیں امیر بنی آپ اور پتے سب روز رہے تھے، میں نے انہیں روکنے دیا مجھے یقین ہو چکا تھا کہ اب ان میں سے کوئی بھی جہاد کی شانیت نہیں کریگا۔ میں پھر کہنے لگا آپ نے دیکھا ہے وہ لوگوں نے باہری مسجد پر ظلم کیا، باہری مسجد نے فریاد کی، لوگوں کو کیا؟ کون سا؟ کس نے رو رو کر اللہ کے حضور دعائیں مانگیں؟ سزایں عطا دیں، علماء حق اور نبی دارس کے طلباء (پندرہویں اسکول) و تاج کے طلباء، انہی علماء اور طلباء کے ساتھ شامل ہو گئے اور چند گنتی کے مسلمان مرد و عورتیں۔ باہری مسجد پر تقریر کرنے والے تاج نے لوجہ انوں میں جہاد کا ایراج نہ دیا، یہ بتایا کہ ان شاء اللہ آپ یہ جذبہ بڑھتا ہی رہے گا۔ ہمارے نوجوانوں کے قافلے اپنے دل میں جذبہ جہاد اور شوق شہادت لئے اسی طرح بڑھتے رہیں گے، پھر وہ دن دور نہیں رہے گا، جب بیت المقدس سے یہودی سامراجیت کا جہاز اٹل جائے گا۔ مسجد اقصیٰ ایک دن ضرور مسلمانوں کے عہدوں کے لئے آ رہا ہو جائے گی (ان شاء اللہ) کشمیر میں ایک دن ضرور اسلام کا پرچم لہرائے گا، ہند کی سر زمین پر پھر کوئی محمود غزنوی جیسا سرد جہاد باطل پرستی کو ختم کر کے اسلام کا جھنڈا گاڑے گا۔ میرے بزرگوا آپ مجھے سو سلا دینے کے بجائے کیوں سلائے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے کیوں بڑوں جاننے پڑنے دئے ہیں۔ میرے بزرگوا آپ نے ۱۱۰۰ھ لایم لایم آرزو کی تقریر ضرور سنی ہو گی، میں ان کی بے مثال تقریر سے ایک اقتباس آپ کے سامنے پیش کر رہی ہوں:

بَلَا مَا ظَنَرْتُمْ أَنَّ قَدَمًا غَيْبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَقَمَّشَهُ النَّارُ

(بخاری شریف)

”جس ہند کے قدم اللہ کے راستے میں خراب آلود ہوں گے، اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی“
آج ہمارا جوش و خروش جہاد کے لئے نہیں ترک کرنے کے لئے ہے، جب ہندوستان اور پاکستان کا کرکٹ ٹیم ہو ہے، تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ کھرو اسلام کا بہت بڑا امر ہے۔ اس میں بیت کے لئے دعائیں مانتی جاتیں ہیں، شکرانے کے نفل مانے جاتے ہیں۔ میرے بزرگوا! کاش یہ بلا نہ ہو تاکہ شکرانے کی دعائیں ماننے کا موقع نہ ہو، جس سے کھریہ تو میں

”شاہ جہاں کی اس یادگار مسجد میں میرے لئے یہ اجازت دیا نہیں۔ اس پر لیل و نہار کی ہزاروں گردشیں بیت چکی ہیں۔ میں نے تمہیں اس مسجد میں کئی مرتبہ خطاب کیا تھا، اس وقت تمہارے چہروں پر اضطراب کے بجائے اطمینان اور چرم روگی کے بجائے آسودگی تھی۔ آج تمہارے چہروں پر چرم روگی اور دلوں کی ویرانی دیکھتا ہوں تو مجھے چند سالوں کی جنوری بھری کہاں کہاں آتا ہے۔ کہاں جاز ہے؟ وہاں کیوں جاتا ہے؟ یہ مسجد کے کنارے تھے۔ جگمگتوں کی سواں کر رہے ہیں، تم نے اپنی ہرجا کے صفحات کو کیوں بھلا دیا ہے۔ ابھی قلی ہی کی بات ہے، جہاد سے کافروں نے (جہاد میں) کے لشکر جنوں نے یہ صغیر فتح کیا، ان جہاد کے کنارے وضع کیا تھا، آج تمہیں یہاں رہتے ہوئے خوف و ہراس دامن گیر ہوتا

ذمہ داری اور مردہ ہو کر جہنم کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ میرے بچے! میں نے اس مسئلے میں کبھی غلطی نہیں کی۔
 کیا ۱۲۷ھ سے بچوں کا پسندیدہ مشغلہ کرکٹ ہے، اس کے آگے نہ تمہیں نمازیں پڑھنی ہیں اور
 نہ اپنا کوئی صحیح کام، تم نالیوں بننا بھا کر اپنے ہاتھ سرخ کر لیتے ہو، جب بھارت ہارتا ہے تو
 تمہیں بڑی خوشی ہوتی ہے، تم مسخا ہواں تقسیم کرتے ہو، اس وقت تم یہ بھول جاتے ہو کہ یہ
 بھارتی دور نہ ہے تمہارے کشمیری بھائیوں پر کتنا ظلم توڑتے ہیں، تمہاری بہنوں کی چادروں کو
 سروں سے کھینچ کر اپنے پیروں تلے روندتے ہیں۔ پھر ان کے ہزاروں حکام فوجی قبضے لگا دیتے
 ہیں۔ تم سوچو، غور کرو وہ بیٹوں ہتے ہیں ۶ میرے بچے! وہ ہم سب مسلمانوں کا مذاق اڑاتے
 ہیں کہ یہ پاکستان ہے جو ہمیں کرکٹ میں شکست دے کر خوش ہو جاتا ہے، لیکن اسے کشمیر کی
 ان ولایتوں میں اپنی شکست نظر نہیں آتی۔ میرے بچے! وہ بھی تمہارے ہی بھائی ہیں، جو ان
 مظلوم کشمیری مسلمانوں کی حمایت میں بھارت سے سالہا سال سے جہاد کر رہے ہیں اور اللہ کا
 راہ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ ہم خود کوئی کارنامہ انجام نہیں دے رہے ہیں
 تو اپنے ان بہادر سپاہیوں کی فتح کے لئے اللہ سے دعا تو کر سکتے ہیں۔ یاد رکھو شہداء کا خون ضرور
 رنگ لاتا ہے، ہمارے شہداء کا خون بھی رائیگاں نہیں جائے گا۔

میرے بڑے بڑے گوا اور میرے بچے! آؤ ہم نبی ﷺ کے نقش قدم پر چلیں کیونکہ نبی ﷺ
 کی حدیث مبارک ہے:

”حضرت مہاجر بن حاتم رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
 کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرو کیونکہ اللہ کے راستے میں جہاد جنت کے دروازوں میں سے
 ایک دروازہ ہے۔ جہاد کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ تمہارے کو ہر قسم کے غم اور پریشانی سے نجات
 دلاتا ہے۔“

میرے عزیزو! اب جلدی فیصلہ کرنا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہر جہنم میں دو بار اور
 آج بھی بہتر اور پسندیدہ ہے۔ مگر تمہارا جہاد میں جلدی بہتر ہے: (۱) جب ظلم اسام میں
 پانچ کی آواز بلند ہو جائے تو سب اپنے اپنے لئے والوں میں رہو، (۲) اور جب نماز کے لئے
 اللہ ہو جائے تو سب سے پہلے جانے والوں میں رہو، (۳) اور جب جنازہ تیار ہو جائے تو
 اسے لئے جانے میں جلدی کرو۔

اس وقت ہر طرف کفر یہ اور شر کیہ طاقتیں مسلمانوں کا سینا دو بھر کر رہی ہیں، لیکن تو
 جہاد میں نکلنے کا صحیح وقت ہے۔ آؤ..... آؤ..... جلدی کرو۔ اس وقت..... اس دور میں
 چاندین، اعلاء کرام اور طلباء جہاد کے سلسلے میں دن رات کام کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے قابل فخر
 ماہر مسلما ہیں کہ جن کی تھکاوٹ اور مضامین ہمیں خواب غفلت سے بیداری کی طرف لے
 جاتے ہیں اور ان اللہ کی مہربانی سے دنیا کے ہر خطے کے مسلمان جاگ رہے ہیں۔ مسلمانوں
 کی بیداری اور جہاد کو مقصد حیات بنانے کی وجہ سے یہ وہ نفاذی اور دیگر اسلام دشمن عناصر
 سخت پریشان ہیں۔ میں نے یہ باتیں کرنے کے بعد ایک نظر سب کے چیزوں کی طرف دیکھا
 تو مجھے محسوس ہوا کہ اب ان کے چہروں سے مایوسی دور ہو چکی ہے، ان کے چہرے ہنس رہے
 تھے، میرا دل اور میری آنکھیں محسوس کر رہی تھیں کہ صدیوں سے سوئے ہوئے بیدار
 ہو چکے ہیں۔ مجھے محسوس ہوا ہاتھاکہ کامیابی اب بہت قریب آچکی ہے۔ میں نے ان میں عزیمت
 جو شہدائے فوج پیدا کرنے کے لئے سجا چکا کہ اب اپنی انیم بیداری ان کو سناؤں۔ میں نے کہا
 میرے بڑے بڑے گوا اور میرے بچے! اور میری عزیز ساتھیو! اب میں آپ کو اپنی انیم "بیداری" سنا
 رہی ہوں۔ ذرا غور سے سنیں۔

”بیداری“

اک عمر سے جو خوابیدہ تھا، جذبہ غیرت جاگ اٹھا
 صد شکر مسلمان کے دل میں پھر جوشِ اخوت جاگ اٹھا
 شمشیر بگم ہر مسلم ہے، ایمان کی جھلک ہے، دل میں
 ہر ایک، عمل کی دلاوی تھی، اب تو عقیدت، جاگ اٹھا
 ہر استغری قوت پر لرزہ طاری ہو جائے گا
 اللہ کے شیروں کے دل میں، اب شوقِ شہادت جاگ اٹھا
 باطل نے سلایا تھا جس کو، مددوش بنایا تھا جس کو
 وہ غیند کا ۲۱ جاگ اٹھا، زنجیری غفلت جاگ اٹھا

پھر مسلم کی تکبیروں سے، مغرب کے کلیساؤں تک۔
 اک شور اٹھا ہر جانب سے، وہ نصیغ و صدمت جاگ اٹھا
 جہاں تک حکام بھی سن رکھیں، اب ان کی حکومت جائے گی
 وہ جس کو خدا نے بخشی ہے، دنیا کی خلافت جاگ اٹھا
 ٹوٹیں گی ساری زنجیریں، عکروی باطل کی ہر سزا
 آگاہ ہوا نصیغ خود سے، یوں جوشِ حمیت جاگ اٹھا
 پھر دلہا، سرورِ ہمد و غم، لے کر اٹھے حق کا پرچم
 ایمان کی مشعل دلوں میں، پھر نورِ صداقت جاگ اٹھا
 اور ان حکومتِ سرد ہوئے، اغیار کے چہرے درد ہوئے
 ٹوٹا ہے ظلم بتِ خاند، اعجازِ شریعت جاگ اٹھا
 صد شکرِ تمہم باطل پر غالب آجانے کی جس نے
 قرآن میں رب کی جانب سے پائی تھی بشارت جاگ اٹھا

جب تقریب اور علم شمع ہوئی تو سب سے پہلے آپ نے مجھے اپنے گلے سے لگایا اور کہنے لگیں تمہاری باتوں سے جہاد کے سلسلے میں سوتے ہوئے جذبات جاگ اٹھے ہیں۔ اب اپنے خاندان میں، میں خود جہاد کی ترغیب دوں گی (ان شاء اللہ) ان کی آنکھوں سے آنسو زباں تھے، وہ بے تحاشہ مجھے پیار کر رہی تھیں، چھوٹے بچے اپنی جد سے اٹھ کر دوڑتے ہوئے میری طرف آئے اور مجھ سے چمٹ گئے اور پھر مجھ سے کہنے لگے، ہم جہاد نہیں گئے، ہم اپنی مساجد کو کافروں کے تپاک ہاتھوں سے چھین لیں گے۔ ان سے کچھ اور بڑے بچے کھڑے تھے ان کے ہونٹ لرز رہے تھے، ان کی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو گئی تھیں، آنکھیں جیسے مجھ سے یوں مخاطب تھیں، ہم اس کافلے میں ضرور شامل ہوں گے۔ جو بیت المقدس اور کشمیر کی طرف لے جائے ہم جہادِ افغانستان میں شامل ہوں گے۔ ہم دنیا کے تمام زخمی مسلمانوں کے لئے سربراہِ عدل بن جائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

میری بہاؤ میں اور بہنوں نے لرزتے کانپتے ہاتھوں سے میرے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور پھر

رفتِ بجا آواز میں کہتے تھیں، اللہ ہمیں - حاکم کرے کہ ہم نے اسے طوئیں عمر سے سے
 چیز سے آنکھیں بند کر کے رکھیں، لیکن اب ہماری آنکھیں کھل گئیں ہیں، اب
 ہمیں جہادین کی قربانیاں یاد آ رہی ہیں۔ ہم جہاد پر تو نہیں قائل تھے لیکن جہادین کے لئے
 اپنے رب سے دعا کر رہے تھے کہ وہ ان کو ہر محاذ پر فتح اور کامرانی عطا فرمائے۔ آمین اور ہم
 اپنے بچوں کے دلوں میں جہاد سے ذلت اور تہمت پیدا کریں گے۔

اب بزرگوں کی جماعت میری طرف بڑھتی آ رہی تھی، ان کو دیکھ کر بچے ہور خواتین
 ایک طرف ہو گئے۔ میرے چند بزرگوں نے اپنے لرزتے ہاتھوں کو میرے سر پر رکھا اور
 روئی ہوئی آواز میں گویا ہوئے "ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں ایسی نواہی
 دلائی، جس سے ہمیں خوابِ فطرت سے جگایا، ہم اپنے رب کے حضور اپنی کھجلی باتوں پر
 سخت شرمندہ ہیں، ہم تو بوزخے ہو چکے، ہم جہادین کی کامیابی کے لئے دعا کریں گے۔ لیکن
 اگر جی ایسا وقت آیا کہ امیر المؤمنین نے تمام مسلمانوں کو آواز دی تو ہم بھی میدانِ جنگ کی
 طرف دوڑتے ہوئے جاؤں گے (میں نے سب سے پہلے اپنے رب کا شکر ادا کیا یہ اسی درہم
 و کرمِ آفاقی مدد تھی کہ میں اپنے مطیع نظر کو ان پر واضح کرنے کے قابل ہوئی۔ پھر میں نے
 اپنے بڑوں اور بچوں کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے میری بات سنی اور اسے قبول کیا) پھر اسی
 وقت میرا بھائی حافظ محمد شریف علامہ حسن صاحب کو لے کر آیا (سب خواتین لے پر دو کر لیا)
 پھر علامہ صاحب نے جہادِ افغانستان کے پہلے واقعات بتائے (جہادِ افغانستان میں علامہ
 صاحب اور حافظ شریف بھی شریک ہوئے تھے) پھر آج کے واقعات پر جب بزرگوں نے
 روشنی ڈالی تو علامہ صاحب بہت خوش ہوئے اور سب کے لئے دعا کی۔



” مجاہد نعمان ”

اور تربیت جہاد

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْهِ خَلِيًّا رَسُولَهُ الْكَرِيْمِ

اِنَّمَا نَعْبُدُ مَا عُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْمُنْجَبِيْنَ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ای جی! آپ رابع، اظہر اور معاہدہ گریوں کی چیمپوں میں شریف ماہوں کے گھر گئے ہوئے تھے۔ کہ اپنی میں، میں آپ اور ابوتی تھے۔ آپ جب لاہور کے سفر پر روانہ ہو گئے تو عمران بھائی نے مجھ سے کہا نعمان تم جہاد کی تربیت کے لئے تیار رہنا۔ مرکز سے جب بھی حکم آتا تو فوراً تمہیں اور دوسرے بچوں کو روانہ کر دوں گا۔ ان کی باتیں سن کر میرا دل خوش ہو گیا اور میں نے عمران بھائی سے کہا، عمران بھائی آپ بالکل بے فکر ہیں، میں جانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ کہنے لگے اصل میں گمراہوں کو تیار کرنے میں وقت لگتا ہے، تم اپنے گمراہوں کو تیار کرو، اپنے ابو اور ای سے اجازت لے لو۔ میں نے جواب میں کہا عمران بھائی میری ان لاہور گئی ہوئی ہیں، انہوں نے جانے سے پہلے مجھے اجازت دے دی تھی۔ عمران بھائی تینے لگے تم بڑے خوش نصیب ہو، کہ تمہارے والدین نے تمہیں آسانی سے اجازت دیدی، ورنہ والدین جہاد کی بھی اجازت نہیں دیتے اور نہ ہی جہاد کی تربیت حاصل کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ جہاد کی مرکز پر جانے سے قبل ہماری کیا جی کی تربیت جاری تھی۔ جہاد کے ہر نوع پر روزانہ بڑے بڑے علماء وعظ فرماتے اور میں اس میں ضرور جاتا، تاکہ میرے ذہن و دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ کی باتیں جڑ پکڑ لیں اور میں کسی بھی مقام پر بے مبرنی کا مظاہرہ نہ کروں، کیونکہ جہاد کی تربیت میں سہرا و استقامت کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ کی مہربانی سے آئی دن عمران بھائی نے خوشخبری سنائی کہ نعمان تمام سچے تیار ہیں، تم اپنا زور دو لے لو، مرکز سے تم لوگوں کے لئے اجازت نامہ آ گیا ہے۔ ان جی میں نے دو ہفتوں کی کپڑے لئے، تیل کی شیشی، کھانا، مسواک، صابن اور سونہرہ وغیرہ لے لیا، کیونکہ جس

گریوں کی تعطیلات جب ختم ہونے لگیں تو ہم سب کراچی، ایس آئی جی میں آئے کے ایک ہفتہ بعد ایک رات کو میرے عزیز خانہ کا دروازہ بڑی آہستگی سے کھلا، میری آنکھیں فوراً دروازے کی سمت اٹھیں اور پھر کافی، براہی ہی رہ گئیں۔ السلام علیکم کی آواز آئی، میں نے وہ بیٹیم السلام کہا۔ ایک آواز آئی یہ کیجیے سے کپڑوں میں کون ہے؟ جس کے چہرے پر کمزوری اور تھکان کے باوجود ایک عجیب سی چمک ہے، یہ کون ہے؟ جس کے کپڑے جگہ جگہ سے پھرتے لگے، اے؟ یہ کون ہے؟ میرے دل نے جواب دیا، میرا بیٹا، میرا مجاہد ہے۔ دیکھو وہ میری طرف بڑھ رہا ہے اب اس نے میرے لہڑتے ہاتھوں کو اپنے مستحضر ہاتھوں سے پکڑ لیا ہے، میں اپنے بچے کو دیکھتے دیکھتے غلطیے راشدین کے زمانے میں جا چکی۔ میرے مجاہد نے مجھے پکارا ای جی! میں اس کی ایک آواز پر فاشی سے حال میں آگئی، میں نے نعمان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور میری آنکھوں سے لگا ہوا آنسو گرنے لگے۔ میرے مجاہد نے میرے آنسوؤں کو صاف کیا اور کہنے لگا، میری ای آپ تو بڑی باعوض ہیں، پھر کیوں رو رہی ہیں؟ میں نے کہا بیٹا تم بہت کمزور ہو رہے ہو اور تمہارے کپڑے۔ نعمان کہنے لگا، ای جی! ہم کئی روز سے مسلسل سفر میں ہیں، میں کمزور نہیں ہوں، جب تربیت ہوتی ہے تو انسان بظاہر کمزور سا لگتا ہے، لیکن اس کی روحانی قوت بہت بڑھ جاتی ہے، میرا جسم ٹھوس ہو گیا ہے۔ میں نعمان کی باتیں سن کر مطمئن ہو گیا۔ میں نے کہا بیٹا آپ غسل کر لیں، میں کھانا گرم کرتی ہوں۔ غسل کرنے کے بعد نعمان نے کھانا کھلا، لہذا بڑھی اور کہنے لگا، ای جی! مطہرت چاہتا ہوں، غنیمت بہت زیادہ آ رہی ہے، میں ان شاء اللہ کل آپ کو اپنی تربیت کی تکمیل رواد سنائیں گا۔ دوسرے دن نعمان کو میں نے دیکھا کہ آج بھی اس کے چہرے پر تھکان کے آثار ہیں، تو میں نے کہا آج بھی تم آرام کرو، کل رات کو واقعات سنائے۔ آخر کار نعمان کی تھکان اتری تو تیسری رات ہم سب اس کے لہڑ گرو بیٹے گئے۔ نعمان نے اس طرح اپنے جہاد کی سطر (جہاد کے لئے جو تربیت کی) کی داستان سنائی۔

READING
Section



علاقے میں ہم تربیت کے لئے مبارک تھے وہاں گزریاں میں بھی شدت کی سردی ہوتی ہے۔
 راستہ بھی کافی دشوار گزار تھا لیکن راستے میں تمام ساتھی جہاد کے جہانات چڑھتے رہے، کبھی
 بارانی باری ہم نے قرآن سنایا ہی جی! آپ کافی کھانا بنا کر میرے لئے رتھیں تھیں اور
 دودھ کے ڈبوں کی بھی اٹھائی گئی تھی۔ اسی تمام چیزوں کو کچھ کر کے اسماں ہوا کہ آپ
 میری خوراک کا کتنا خیال رکھتی ہیں۔ لیکن ہم تربیت پر چاہتے تھے، ہمیں وہیں جہاد کی تربیت
 لگنا ہے، ان تمام باتوں کو سوچ کر میں نے تیس دودھ کے ڈبے، بسکٹ اور کچھ کھانا لیا، جو
 راستے میں ہمارے کام آیا۔ سفر کے دوران ہم صبح ساتھی غنیمتیں پڑھتے رہے، سفر کی زمانہ
 کچھ سوئے اور کچھ جاگتے گذری۔ مرنے والے کچھ کی خوشی بہت زیادہ تھی، آخر امارت ختم ہوا اور
 ہم اپنے تربیتی مرکز پر پہنچ گئے۔ مرکز میں ہمارے کافی اساتذہ تھے، جنہوں نے ہمیں خوش
 آمدید کہا۔ سب سے پہلے امتلا فتحیم (امیر) نے فرمایا ایک دن اور ایک رات آپ آرام
 کریں، اس عرصہ میں آپ کا کام صرف یہ ہے کہ آپ نمازیں پڑھیں، قرآن کی تلاوت
 کریں، جہاد کے ذمہ دار بنیں، کھانا کھائیں اور آرام کریں۔ اس کے بعد آپ کی تربیت کا
 آغاز ہوگا۔ انہی سے اپنے ذہن و دل کو تیار کر لیں، کیونکہ تربیت بڑی نیت ہوتی ہے۔ آپ
 ان نیتوں کے لئے تیار رہیں۔ نیتوں سے مراد نہ پائی نہیں ہے۔ بلکہ جہاد کی تربیت بڑی
 سخت ہوتی ہے۔ آپ نے یہاں آنے سے قبل حضرات صحابہ کرام، رضی اللہ عنہم، ہمیں کسے
 واقعات سنے اور پڑھے ہوں گے، ان کے مہر، محنت اور جذبہ کو سامنے رکھنا اور تیار رہنے کے
 سب سے بڑی مثال ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی ہے، جنہوں نے میدان جنگ میں ہر قسم
 کی سختیاں برداشت کیں، لیکن حریف شہادت نہ پاں پر نہ نالہ نہ۔ نوجوان شاہد و آپ اپنے
 گھروں کے آرام اور آسائش کو چھوڑ کر ان برف پوش وادیوں میں صرف اپنے پروردگار
 کو راضی کرنے کے لئے آئے اور وہ کہو اگر تم نے اپنی خواہشات کو اللہ کی رضا پر قربان
 کر دیا تو پھر تمہارے لئے کوئی مشکل دشمنی نہیں رہے گی۔

ہم سب کی زبانیں سبحان اللہ کا ورد کر رہی تھیں، ایسا وجہ ہے کہ خطرناک
 راستوں کے باوجود ہم اللہ کی حفاظت میں نیچے اس مقام تک پہنچ گئے، جہاں پہلی تھا۔ پانی لے
 کر اور چڑھنا کافی مشکل مرحلہ تھا (اس سے قبل ہم نے اس طرح کبھی پانی نہیں اٹھایا تھا)
 لیکن اللہ اکبر کا ورد کرتے ہوئے ہم اوپر چڑھتے رہے اور اس مہلک دور نے ہماری مشکل
 آسان فرمادی۔ جب ہم اوپر پہنچے تو لہان حجر کی آواز نشانیوں کو بٹھنے لگی، سردی کافی شدید
 تھی، لیکن سب ذوق و شوق سے دھوکہ کرنے کے بعد رب کائنات کی خوشنودی کے لئے
 مہلوں میں کمرے ہونے لگے۔ امام صاحب جب قیام میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے تو
 ہماری روتوں کو ایک نئی توانائی کا احساس ہوا، نماز فجر کے بعد ایک استاد نے جہاد کی فضیلت
 پر بیان کیا، پھر تیزی سے چلنے کا حکم دیا۔ یہ تربیت کا بڑا اہم لمحہ تھا، ہم اس طرح استاد کے
 پیچھے پہاڑی علاقے میں دوڑ رہے تھے جیسے کچھن لور لڑکھن انہی وادیوں میں گذر رہے۔ نیر چلنے
 کی وجہ سے جسم میں حرارت پیدا ہوئی، پھر ایک مہو اور وسیع علاقے میں فائرنگ کی مشقیں
 کرائی گئیں۔ میرا دل کینٹ خوشی سے سرشار تھا، ایک طویل عرصہ سے میری خواہش تھی کہ
 میں اللہ کے حکم پر اسلحہ اٹھاؤں اور بہترین و معائنہ نشانہ ہاڑوں اور پھر مجھے اللہ کریم کی
 طرف سے اعزاز مل جائے اور میں اللہ کا سپاہی کہلاؤں اور اس طرح میری پیدائی ہی کی
 برسوں پر ملی خواہش پوری ہو جائے۔ مشقیں ختم ہو گئیں تو ناشتہ کے لئے سب ساتھی جمع
 ہو گئے، سویاں پکی ہوئی تھیں (میں سویاں نہیں کھانا تھا) اس لئے میں نے رات کی روٹی بھا کر
 رکھ لی تھی، روٹی ٹھنڈی ہو کر سوکھ گئی تھی، لیکن میں نے دودھ میں بھگو بھگو کر روٹی کھالی
 (امیر نے ساتھیوں کو پوچھا کہ چناک میں چائے نہیں پیتا تو انہوں نے صرف قبوہ پی لیا اور اپنی چائے
 کا دورہ مجھے دے دیا۔ یہ ایسا بھی چہاڑی کا ایک حصہ ہے) صبح سے دوپہر دوپہر سے سہ پہر
 اور پھر رات تک تربیت، مواظبت، تلاوت، نمازیں اور تسبیحات، یہ مبارک سلسلہ چلتا رہا۔
 اسی طرح مبارک ساتھیوں گذرتی رہیں، ایک دن ایک استاد محترم (کمانڈر مسالار امیر) نے
 کہا کہ آج آپ لوگوں کا ایک ٹیسٹ لینا ہے، یہ ایک چنڈ کر نیل ہے اسے نیچے کھانچوں میں
 پھینکتا ہے، لیکن اس بات کا خیال رہے کہ یہ وقت بہت مختصر ہوگا، ہین نکالتے ہی ایک لمحہ کی
 تاخیر کے بغیر اس کر نیل کو پھینکنا ہوگا، آپ میں سے کون یہ اہم کام انجام دے گا اور کسے ذرا

انہوں نے لطف اندوز ہوتے ہیں، اہل کفر کہتے ہیں جنت کے پہلوں کی خوشبو انہیں آتی ہے۔ جن سے ان کے مشام جان معلوم رہے ہیں۔ لیکن حدیث سے ایک تیسری شکل معلوم ہوتی ہے، اس لئے یہی صحیح ہے، وہ یہ کہ ان کی رد میں سبز پردوں کے ہونے یا سنوں میں داخل نہ ہونے یا انہیں ہر اور جنت میں کھائی پھرتی ہیں اور ان کی نعمتوں سے مستح ہوتی ہیں۔

(فتح القدر، بحوالہ صحیح مسلم، کتاب الإحصار)
اسلام محترم فرمانے لگے مجاہد و اباد رکھنا، یہاں تم جہاد کی تربیت لینے آئے ہو۔ نیت پاک و صاف رکھنا، کچھ لڑکے تربیتی کیمپ میں صرف اس لئے آتے ہیں کہ یہاں سے تربیت حاصل کریں اور پھر اپنی وہشت گرد و گھمبیسوں کے غلط و بن باتیں۔ لیکن اللہ کے پیاروں انسان، انسان کو تو دھوکا دے سکتا ہے لیکن اللہ کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ چند ہی دنوں میں وہ یہاں کی جہنموں سے گھبرا جاتے ہیں کہ اللہ کا مستعد دنیا کی جاہت ہے۔ آ، ان کا قصد اللہ کی جاہت ہونی نواس رستہ کی ہر تکلیف کو وہ ہنسی خوشی برداشت کر لیتے۔ جہادنی سبیل اللہ کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

حضرت سعد بن جبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوة تبوک میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا "اگر تم جاہلو تو میں تمہیں آتی کام کی اصل (یعنی اس کا سر) اس کا سنون اور اس کے کہان کی بلندی نہ بتاؤں" میں نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیے ان اللہ کے رسول ﷺ، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میرے کام (یعنی دین) کا سر (یعنی اصل) اسلام ہے اور اس کا سنون نماز ہے اور اس کے کہان کی بلندی جہاد ہے"

(المصدر رک مسند احمد، تلمذی)
حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اسلام کی چوٹی کی بلندی جہادنی سبیل اللہ ہے اور اس بلندی کو اونچا بنانے کا جو ان میں سب سے افضل ہوگا۔" (الطیورانی)

اللہ کے شہداء نام اپنے گمراہوں کا آرام چھوڑ کر جہاد کی تربیت کے لئے آئے ہو، اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور ان کی چاہتیں چھوڑ کر آئے ہو۔ یاد رکھو! اب تمہیں اپنی تمام تر توجہ جہاد پر رکھنی ہے۔ اگر تم نے اپنی تمام دلچسپی تربیت پر صرف کر دی تو تم ان شاء اللہ بہترین

ی تاثیر ہوئی تو یہ گریہ ہاتھ میں ہی پھٹ جائے گا اور پھر انہماں تو آپ سب کی سمجھ میں آسکی ہوگا۔ تمام لڑکے خاموش کھڑے رہے۔ میں آگے بڑھا، استاد نے کہا "جو ان اچھی طرح سمجھ لو، یہ کافی مشکل کام ہے۔ میں نے کلاب سے جواب دیا میں ان شاء اللہ پوری کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کی توقعات پر پورا اتروں۔ استاد کی آنکھوں میں ایک لمحہ کے لئے ایک جگنو سا چمکا اور وہ گریزا انہوں نے میرے ہاتھ میں دیکھا۔ میں نے اللہ کا نام لے کر بہت تیزی سے پن کھائی اور نیچے کھائی میں بیٹھ کر نیک کو اپنی پوری قوت سے اچھا دل دیا دھماکا بہت زوردار تھا، استاد محترم اور ہم سب لڑکوں نے دیکھا، نیچے کافی ہوا سا گرا، حاکم نے یہاں سے استاد نے میری کمر تھپتھپائی تو مجھے لگا جیسے میرے جسم میں کسی سی سی خون پڑا کیا ہو۔ اسی جی! مجھے آج بھی ایسا لگتا ہے کہ میرے استاد شفقت سے میری فٹ پڈ پر ہاتھ پھیر رہے ہوں، وہاں کی تربیت میں انسان اس طرح ہو جاتا ہے جس طرح سوتا آگ میں تپ کر کند بن جاتا ہے۔

ایک دن ہمارے کیمپ کی مشقیں چل رہی تھیں کہ استاد محترم نے خیلے میں سے ایک سوکھی سی ردی نکالی اور سب کی طرف دیکھ کر مخاطب ہوئے "اس کو تیار رہے ہو یہ ایک گولی سی چیز ہے وہ دنیا اس کے پیچھے بھاگتی ہے۔ لیکن تم اس کے پیچھے کبھی نہیں گمانا، اللہ تعالیٰ تو پتھر کے کپڑے کو بھی رزق عطا فرماتا ہے، تمہاری ورزش و امرت اور شہادت کی طرف ہونی چاہئے۔ سب سے بڑی خوشخبری تو یہ ہے کہ مجاہد قتل ہو جانے کے باوجود زندہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا ، بَلَىٰ

أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿۱۶۹﴾ (آل عمران: آیت ۱۶۹)

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل (شہید) کئے گئے ہیں ان کو ہرگز مرنا نہیں سمجھیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں"

(شہداء کی زندگی نہیں ہے یا مجازاً، نتیجہ حقیقی ہے لیکن اس کا شعور نکل دیا کو نہیں، جیسا کہ قرآن نے وضاحت کر دی ہے ملاحظہ ہو (سورۃ البقرہ: آیت ۱۵۳) پھر اس زبردستی کا مطالبہ کیا ہے، لیکن کہتے ہیں قبروں میں ان کی رو میں لوٹائی جاتی ہیں اور وہاں اللہ کی

علاء بن جاؤ گے۔ اس تہذیب میں تمہیں یہ بھی بتایا جائے گا کہ میرا عمل ایسے کیسے ہے اور میرا

یہ کس طرح ضرب دگائی جاتی ہیں، اس سببوں پر کس طرح پہرا دیا جاتا ہے، میدان جنگ میں
کون تہذیبوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بھی بتایا جائے گا کہ امیر کی اطاعت کتنی ضروری ہے
کیونکہ امیر کی بات من مان کر مجاہد بہت ہی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ چھوٹی فریبوں سے
اپنے ذہن و دل کو بھانسنے، اسے مجاہد واجب دشمن کے ساتھ مقابلہ کرو تو بہادری سے گزرا،
ان کے سامنے بھی گھٹنے نہ دیکنا، ان کی تعداد اور سامان حرب سے نہ گھبرانا، جنگ تعداد اور
تعمیرات سے نہیں جڈب سے لڑی جاتی ہیں۔ اللہ کا سپاہی صرف اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور
مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ جنگ کا میدان چھوڑ کر راہ فرار اختیار نہیں کرتا۔ اس کی تفصیل
سمجھانے کے لئے میں تمہارے سامنے قرآن کی یہ آیات پڑھتا ہوں: ان کو غور سے سنو اور
پھر اللہ کے فرمان پر پورا پورا عمل کرو:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا
تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ۚ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يُوَلِّئُهُمُ اللَّهُ ذُبُورًا إِلَّا مَنِ اخْتَصَرْنَا
لِنَعْمَالٍ أَوْ مَخْضِرًا إِلَىٰ فِتْنَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ
وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَيُنسِ الْأَمْسِيرُ ۝ (سورہ انفال: آیات ۱۵، ۱۶)

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دوہرا مقابلہ ہو جاؤ تو
ان سے پشت مت پھیرنا" (زحفا کے معنی ہیں ایک دوسرے کے
مقابل اور دوہرا ہونا، یعنی مسلمان اور کافر جب ایک دوسرے کے
بالمقابل صف آرا ہوں تو پیچھے پھیر کر بھاگنے کی اجازت نہیں ہے۔
ایک حدیث میں ہے "سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو! ان
سات میں ایک "مقابلے والے دن پیچھے پھیر جانا ہے"

(صحیح بخاری، کتاب اوصیاء و صحیح مسلم، کتاب الایمان)
ترجمہ: "اور جو شخص اس سورت پر پشت پھیرے گا، مگر ہاں جو لڑائی
کے لئے بہتر راہ لگائے اور جو (یعنی) ایمان کی طرف پناہ لینے آئے اور



جنگی ہے۔ ہائی اور جو ایسا کرتے گا وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا اور

اس کا ٹھکانہ روزخ ہو گا وہ بہت ہی بری جگہ ہے"

(گذشتہ آیت میں پیچھے پھیرنے سے جو منع کیا گیا ہے وہ امور میں اس سے مستثنیٰ ہیں
ایک صحوف کی اور دوسرے صحیفہ کی۔ صحوف کے معنی ایک طرف پھر جانے یعنی لڑائی
میں جتنی چاہاں کے طور پر یاد دشمن کو دھوکے میں ڈالنے کی غرض سے لڑنا لڑنا ایک طرف پھر
جانے دشمن یہ سمجھے کہ شاید یہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ رہا ہے لیکن پھر وہ ایک دم پھرتا
پہل کر اپنا دشمن پر حملہ کر دیتا ہے یہ صحیفہ پھیرنا نہیں ہے بلکہ یہ جتنی چاہاں ہے جو بعض دفعہ
ضروری اور مفید ہوتی ہے۔ صحیفہ کے معنی ملنے اور پناہ لینے کے ہیں، کوئی مجاہد لڑنا لڑنا مجاہد
پانے تو بہ لیا تکف الاکمل میدان جنگ سے ایک طرف ہو جائے تاکہ وہ اپنی ایمانت کی
طرف پناہ حاصل کرے اور اس کی مدد سے دوبارہ حملہ کرے۔ یہ دونوں امور میں جائز ہیں،
یعنی نہ کورہ امور توں کے علاوہ کوئی شخص میدان جنگ سے پیچھے پھیرے گا اس کیلئے یہ سخت
ایمید ہے) (اور وتر ہو، طہوت قرآن، حدیث النور)

اس کے بعد استاد محترم نے ایک حدیث سنائی:

جا "جب مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار ہو تو ان کے لئے کسی حال میں فرار ہونا اور پیچھے ہٹنا
جائز نہیں" کیونکہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "بارہ ہزار کا لشکر طاقت کی وجہ سے
مطالب نہیں ہوگا۔" (ابو داؤد، ترمذی، السنن الکبریٰ)

نعمان کہنے لگا اے نبی! جب رات ہوئی اور ہم سب تہذیبوں کے بعد رخ ہوئے
ترجمہ اس حدیث کے حوالے سے آپ کا بتایا ہوا ایک واقعہ یاد آ گیا جو میں نے اپنے ساتھیوں
کو بھی بتایا۔ اسی جی جب میں نے انہیں بتایا کہ افریقہ کے گورنر موسیٰ بن نصیر نے ۹۲ ہجری
میں طارق بن زیاد کو سات ہزار کا لشکر بہت کر ایمین کی طرف روانہ کیا تھا۔ لیکن طارق بن
زیاد کے جاسوسوں اور کاؤنٹ جو لیکن (یہ مسلمان کا طرفدار بنا ہوا تھا) نے یہ خبر دی کہ
دارارک (ایمین کا ہواشاہ) ایک لاکھ فوج کے ساتھ دریائے کوزابیٹ کے کنارے پہنچے اور
بے تو طارق بن زیاد نے موسیٰ بن نصیر سے کمک بھیجی اور درخواست کی تو موسیٰ بن نصیر نے
پانچ ہزار کا لشکر طارق کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ اس طرح مسلم افواج کی تعداد بارہ ہزار ہو گئی

جبکہ اسری طرف دشمن کی تعداد ایک ایک تھی۔ اسی ہی میں نے انگلیں نکال کر طارح کی توجیہ
ایک سچا اور پکا مسلمان تھا وہ ایک بہادر اور مدبر سپہ سالار کی طرح اللہ پر نبرد کر کے
میدان جنگ میں ہزار ہا مسلمانوں کا جذبہ تھا، فتح یا شہادت۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد
کی ایک آنکھ زمین کھلتی خوردہ ہو کر ہتھیار پھینکنے لگیں اور بارہ ہزار کا لشکر جذبہ ایمانی کی
وجہ سے فاتح لشکر قرار پایا۔ راز کہ اس جنگ میں ہزار گنا فائدہ دل میں چھنسی کر سرگیند الی تھا
خدا کی روشنی میں اللہ کی پہلی فتح میں بارہ ہزار کا لشکر فتح کا پر ہم لہرا نہ والا تھا اس
واقعہ کو سن کر میرے ساتھیوں کے دوسلے بہت بلند ہوئے۔

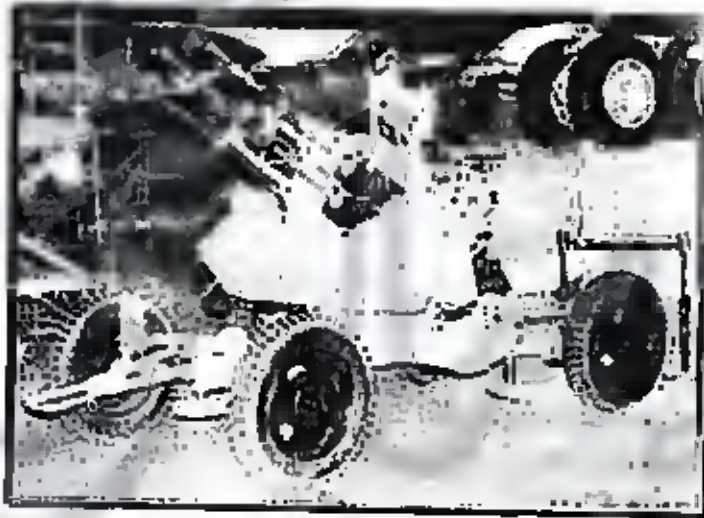
ایلی باقی نام جب تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو نماز پڑھ کر تلاوت و تسبیحات میں لگ
جاتے۔ پھر نماز پھر کے بعد ہماری تربیت شروع ہو جاتی۔ رات کے بعد جب صبح ہوتی تو پھر
دن کا شروع ہمیں بہادری کی نئی نوید سناتا۔ ہمارا تہجدی کیمپ بڑی خوبصورت وادی میں تھا
سردی کی شدت کبھی کبھی بہت زیادہ محسوس ہوتی، لیکن پھر ہمارے ساتھ جب ہمیں جنگ
تربیت دیتے تو ہمیں اپنی دگوں میں خون گردش کرتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ اب میں آپ سب
کو بڑی حیرت انگیز بات بتاؤں کہ میں نے کبھی اپنے ہاتھوں سے اپنے کپڑے نہیں دھوئے
تھے، لیکن وہاں ہر چاہ اپنے کپڑے خود دھو کر، ہم خود ہی اپنے کپڑوں میں چونہ نکالتے تھے۔
بعض ساتھی لٹا نکالتے تھے وہاں ہم خند تھیں کبھی کھوتے تھے۔ یہ تمام تربیت کبھی ہمیں اپنے
ساتھ ہی طرف سے ملتی تھی، پھر نعمان نے ایک اور واقعہ بیان کیا۔ کہنے لگا اسی ہی ایک دن ہم
کیمپ کے کسی کیم سے وہابی کے نیچے والے حصے میں گئے، یہاں ہاتھ دھو کر کھانسی اور کالی بڑی
آبادی تھی (لیکن جہاں ہماری تربیت ہوتی وہیں اور لوگوں کو رہنے کی اجازت نہیں تھی)۔
وادی کے اس حصے میں تربیتی کیمپ کے ستا بلے میں سردی کم تھی، لیکن پھر بھی وہیں سب
نے گرم کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ جس سے ہمیں اس بات کا احساس ہوا کہ سردی تو ہے لیکن
ہمیں پیشوں کی وجہ سے محسوس نہیں ہوتی۔ ہم وہاں اپنا کام کر کے لوٹنے لگے تو اسی وقت
ایک چٹائی جانتی آئی۔ انہوں نے سوئٹر اس پر گرم کوٹ اور چادریں پلوڑھیں ہوتی تھیں۔
ہم ہر طرف بٹھوڑھیں اور لوٹی پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہمیں حیرت سے دیکھا پھر اپنے
توجیہ یا ہمارا ہمدردی کر رہا تھا۔ پھر کہہ دیکھنے لگے کہ شاید ہم نے تیسوں کے نیچے سوئٹر پہننا

رکھے ہیں، لیکن انہیں کمر پر ہاتھ لگا کر اندازہ ہوا کہ ہم صرف کپڑے پہنے ہوئے ہیں تو انہیں
بہت توجیہ ہوا۔ نعمان کے ابو نے پوچھا کیا آپ کو سردی نہیں لگتی تھی۔ نعمان نے جواب
دیا جی ہاں، زیادہ تربیت میں اور فائزنگ میں مسرور رہتے تھے (فائزنگ بھی تربیت کا ایک
حصہ ہے) جس کی وجہ سے ہمیں موسم کی ٹھنڈک کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ
رات کو ہم اپنے کپڑوں سے باہر پھر دیکھتے (پہرو کی پیری لگتی تھی) تو اس وقت بھی ہمیں
سردی کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ وہاں ہم نے ایک ٹو بھی نشان نہیں ہوئے دیا۔ ان تھیں
لغات کو ہم کبھی کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ آپ سب میرے لئے اور میرے ساتھیوں کے
لئے دعا کیجئے گا کہ ہزار ب ہمیں استقامت، طاقت دے اور جو کچھ ہم نے سیکھا ہے اس پر جلد
اپنی چھوٹی زندگی میں عمل کریں۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے جو درس ہمیں دیا ہے،
ان کی وہ سبق میں ہر مسلم تک کا پھانسا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا نعمان چنانچہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے
کہ جو خیالات کسی مسلمان کے ذہن میں آتے ہیں، وہی کسی اور مسلمان کے الفاظ ان جہت
ہیں۔ اب سنو جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو وہ خیالات میرے دل کی کس طرح آواز ہیں گئے۔ سنو
بیٹا تم بھی کہنا چاہتے ہو؟

قلبت کے ہر نشان کو منا کر رہیں گے ہم
پودہ حقیقتوں بت اٹھا کر رہیں گے ہم
سرکار دو جہاں نے سکھایا ہے جو ہمیں
وہ درس حق جہاں کو سکھا کر رہیں گے ہم

میرا تعلق سن کر نعمان کہنے لگا اسی ہی اٹلی میں ان شاء اللہ آپ نے خیالات کے مطابق
قلبت کے ہر نشان کو منا کر رہوں گا۔ بس آپ میرے لئے دعا کریں کہ میں نیا نیا
بیر دکار میں جاؤں اور اللہ تعالیٰ مجھے اسلام کا سچا خادم بنا دے (آمین) اور میں خواہرین کے ہر
اس کارواں کے ساتھ شامل ہونا چاہتا ہوں، جو اسلام دشمن عناصر کی برسات کو فتح کرتے
ہمیں دولت آمیز شکست سے دوچار کرے۔ اسی ہی میرے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ میری
تمناؤں اور آرزوں کو پورا فرمادے۔ میں نے کہا آمین۔ اور پھر میں نے نعمان سے کہا،
میرے بچے میں تو جاگتی آنکھوں بھی تمہیں چھوڑے لگے، وہ نہیں ایک شاہد کی حیثیت سے

اور ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ مجھے اپنے شاہد بننے کا ثبوت سے گھبراہٹ ہوئی۔ یہ انداز اٹھا اچھا لگا کہ آج تک یہ نقش میرے دل کی گہرائیوں میں محفوظ ہے اور اللہ شاکر، اللہ ہمیشہ محفوظ رہے گا۔



”نعمان کا شوقِ جہاد“

نعمان جب سے تربیتی کورس (جہادی تربیت) کر کے آیا تھا تو میں اس کی خوراک کا پیلے سے بھی زیادہ خیال کرنے لگی۔ کشمیر سے واپس آنے کے بعد اس نے وہ بارہ ہاڑی بلڈ گنگ کا سلسلہ شروع کیا تو ہفتہ دس دن میں ہی اس کا جسم دو بارہ بھر گیا (ملا لگا کہ نعمان ہار یا، نینت پتین رات تھا کہ میری اتنی میں وہاں ٹھہرا ہوا ہوں بلکہ میرا جسم خوش ہو گیا ہے۔ لیکن دل اپنی حالت سے مجبور ہوتی ہے) صبح سے دوپہر نعمان کا وقت پورا نہ رہتا (جہاں دو ایم کام کر رہا تھا) پھر باقی وقت میں وہ سرتاز جہاد پر جاتا وہاں سے واپسی میں اپنے کلب جاتا۔ اپنی لٹاؤں کا خیال کرتا اور روزانہ قرآن کا دورہ کرتا۔ دوپہر اور رات کو وہ میرے پاس آکر بیٹھتا، میرے پیروں پر جاتا اور اپنے ابو کے کندھے دبا دبا (اس نے میری والدہ اپنے والد کی خدمت کرنا اپنا

دیکھتی رہتی ہوں۔ کبھی تم کھڑا دوڑاتے ہوئے نظر آتے ہو اور کہیں تمہاری کمانچوٹی دھستوں کے سینوں میں سوراخ کرنی نظر آتی ہے۔ میں تو تمہارے لئے ہمیشہ اپنے عزیز مفقوت سے دعا کرتی ہوں کہ تم ظاہری اور باطنی طور پر اللہ کے سپاہی بن جاؤ۔ اللہ کی قدرت دیکھو میں نے ایک ”علم تمہارے اوپر لکھی تھی، جس کا عنوان ہی ”اسلام کے سچے خادم“ ہے اور خیالات کی مماثلت دیکھو تم نے ابھی کچھ دیر پہلے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسلام کا نچا خادم بنا لے۔ اب تم بھی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میرے دل کی پکار کو قبول فرمائے۔ آمین۔
اب علم سنو۔

”اسلام کے سچے خادم“

عزم و یقین کی مشعل جو آنکھوں میں تمہارے روشن ہے
و تو تمہاری عظمت کی ہر آن گواہی دیتی ہے
سوڑ دیا ہے تم نے رخ پر سبیل رداں کے وسطے کا
نقہ بھڑک کر شمع کی لوہے اپنی زہاں میں کہتی ہے
تم اسلام کے سچے خادم آگے بڑھتے جاؤ گے
کوہ گراں کے سینوں پر تم پلی میں چڑھتے جاؤ گے
کوئی بھی حالت اپنے حرم کو جب بھی زحمانے آئی ہے
اس کا کیا انجام ہوا یہ سارے جہاں نے دیکھا ہے
تم اسلام کی خاطر جب گرد و پاؤں سے کھینے ہو
تم کو خدا کی نصرت نے یہ کہہ کر پار اتارا ہے
تم اسلام کے سچے خادم آگے بڑھتے جاؤ گے
کہہ لو ان کے سینوں پر تم پلی میں چڑھتے جاؤ گے
میری یہ اہم سن کر نعمان کا چہرہ خوشی سے دیکھنے لگا۔ وہ آگے بڑھا اور میرے ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں سے لگا لگا (میں دونوں میں چہرہ خوشی کے باوجود اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے

اممول مالیا تھا) رات کو انھیں روزانہ جہاد کے واقعات سناتا۔ قیوں پہنچے اور قاضی صاحب بھی اسی کرتے میں آجاتے، اکثر جہاد کی کیسٹیں لاتا اور ہم سب کو سناتا۔ اکثر مجھ سے بہت اور کرتا اور بہت ہی جس وقت میں گھر میں موجود ہوں آپ کا اس وقت جو بھی کام ہوا اس کے لئے کسی سے نہ کہیں، بس آپ اپنی انگلی سے دیوار پر ضرب لگائیں میں فوراً حاضر ہو جاؤں گا (بیرے اور انھان کے کرتے کے درمیان ایک دیوار ہے، میرا چار اچھے اللہ ہے ہمیشہ خوش رکھے اور وہیں وہ دنیا کی ممانیت عطا فرمائے اور اپنے سپاہی کو غازی بنا کر لوٹائے۔ آمین) میرا جہاد بہت جناس ہے۔ میں جب انگلی سے دیوار میں ہلکی سی ضرب لگاتی تو وہ فوراً میرے کمرے کے دروازے پر آتا اور بڑے جبار سے کہتا "حقاً الی! اس کی اس جباری سی آواز پر میری ہر اونگھ تک پر سکون ہو جاتی میں کبھی اس سے پانی پاتی یا باہر سے کوئی چیز لانے کا کبھی تو میرا جہاد دوڑ کر سارے کام کر دیتا (اللہ تعالیٰ اس کے بھی سارے کام بلائے اور اس کے راستے میں جو رکاوٹیں ہوں ان کو دور فرمائے۔ آمین)

ایک دن بڑے جوش و خروش سے گھر میں داخل ہوا۔ میں نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا تو مجھے ایسا لگا جیسے ہزاروں گلیاں کھل کر پھول بن گئی ہوں اور اس کی آنکھیں پتھروں کی طرح لودے دی گئیں۔ سام کرنے سے بعد فوراً میرے پاس آکر بیٹھے قیام میں نے سزا کر اس کی طرف دیکھا اور پوچھا کیا میرا بیٹا اپنی ان کو اپنی خوشی کے بارے میں نہیں بتائے گا؟ تو کہنے لگا حقاً ہی ضرور بتائوں گا۔ میں ابھی نبر کز جہاد سے آ رہا ہوں وہاں مولانا فضل محمد صاحب اور جمیل بھائی (مشق محمد جمیل خان) نے جہاد کے موضوع پر تقریر کی۔ ابھی آپ کو لپٹا ہے مولانا فضل محمد اور جمیل بھائی دونوں ہی نہ جوش تقریر کرتے ہیں کہ وہاں موجود ہر لڑکا جہاد پر جانے کے لئے فوراً تیار ہو جاتا ہے۔ ابھی جب تقریر ختم ہوئی تو لوگوں نے ہن سے اصرار کیا، میں بھی آگے بڑھا اور مولانا فضل محمد صاحب اور جمیل بھائی کو سلام کیا اور دعا مانگا کہ لے جائیں بڑھایا تو جمیل بھائی فوراً سے مجھے دیکھنے لگے۔ پھر ان سے برداشت نہ ہو سکا تو فوراً کہنے لگے مجھے تمہاری عقلیں کافی چھٹی پھیلی ہی لگ رہی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں مجھے اچھا لگتا ہے کہ میں نے اپنی میرا جملہ کھل بھی نہیں ہوا تھا کہ انہوں نے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا اور کہنے لگے ماشاء اللہ اب تو تم پہچانے بھی نہیں جا رہے۔ لڑکھن میں دلہ

پہنچے دوتے تھے۔ میں نے کہا جی آپ نے صحیح فرمایا، اصل میں بات یہ ہے کہ اب میں مجاہد بن گیا ہوں اور مرکز کی طرف سے ہتھیار ہوں، جیسے ہی اللہ کا حکم ہو انور اچھلو پو چلا جاؤں گا۔ آپ میری کامیابی کے لئے ضرور دعا کیجئے گا۔ جمیل بھائی نے کہا ضرور کہوں گا اور پھر ابھی اور آپ کی خیمہ بہت پوچھنے لگے۔ ابھی جی ایسے ہی میں نے ان سے کہا کہ میں مجاہد بن گیا ہوں نہ بہت خوش ہوں اور میرے سر پہ ہاتھ بچھیر کر مجھے دعا دینے لگے۔ ابھی اس لئے میں بہت خوش ہوں۔ جب استاد بھی شاگرد سے خوش ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا میں قبول کرتا ہے۔ میں نے کہا چونکہ نعمان کافی دیر تک میرے پاس بیٹھ کر باتیں کرتا رہا یہ وہ زمانہ تھا جب افغانستان میں دو بار جہاد ہوا تھا۔ ایک طرف اللہ کی رضا کے لئے یہ ان جنگ میں اترنے والے طالبان تھے اور دوسری طرف منافقوں کی لمبی قطاریں (رہائی، جنگت پارہ، دوستم، اجزل، نجیب، اجزل، عبدالملک، تنب و عدت اور احمد شاہ مسعود) تھیں۔ نعمان بڑے ذوق و شوق سے روزانہ ریڈیو پر بی۔ بی۔ سی سنتا اور طالبان کی ہر شرح پر اس کی خوشی کا عالم ہی کچھ عجیب ہوتا تھا اس کی خوشی بچوں کی طرح تھی جیسے بچہ اپنی کسی کامیابی پر گھر کے ایک ایک فرد سے جب تک خراج تحسین وصول نہ کر لے تو وہ چین سے نہیں بیٹھتا۔ یہی عالم نعمان کا تھا جب مجاہدین کی شہادت کی خبر سنتا تو وہ خاموش ہو جاتا۔ (مالا لنگہ شہادت ایک بہت بڑا بوجھ ہے لیکن انسان کی فطرت ہے کہ وہ طول ہو جاتا ہے) پھر ایک دن وہ سہارک لکھات آئے جب منزل نجیب مجاہدین کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس وقت پوری دنیا نے طالبان کے لئے بڑی باتیں بتائیں کہ یہ کیسے مسلمان ہیں ہوا ہے ہی بھائیوں کو کھل کر رہے ہیں۔ ان کے ذہن اس جہاد کو قبول ہی نہیں کر رہے تھے لیکن نعمان اور اسی جیسے بہادروں نے اور بچے کے مجاہدین اور مسلمان ہر روز عورتیں اور بچے بہت خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے طالبان کو بہت بڑی فتح و نصرت عطا فرمائی ہے۔ نعمان کہنے لگا ابھی جس طرح افغانستان میں مجاہدین نے روس کی طاقت کا طلسم توڑا تھا اور ان پر طاقت کر دیا تھا کہ بہرا ایمان تمہاری توپوں اور بموں سے زیادہ طاقتور ہے۔ آپ دیکھئے گا اسی طرف ان ثناء اللہ طالبان اس بات کو ثابت کر دیں گے کہ ان کا مقصد افغانستان میں اسلامی حکومت قائم کرنا اور دس دس برس موجود مسلم ریاستوں کو آزادی دلانا ہے۔ ابھی جی اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ جیسے روس سے جہاد کرنے کے لئے پوری

تو ایسا پائی بنا جاتا ہوں جو لہذا روزِ حجِ زکوٰۃ اور جہاد کو اپنی ذمہ داری بنائے۔ ایسا کرنے سے
 "وہن" ختم ہو جاتا ہے اور انسان کے دل میں یہ جذبہ موجزن ہوتا ہے کہ جس خالص اللہ کی
 راہ میں جنگ کرے اس کو گناہ نہیں سمجھتا کی حدیث ہے:

۱۶ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ
 کے پاس آیا اور کہتا: "کوئی شخص مالِ نسیئت حاصل کرنے کے لئے جنگ کرتا ہے، کوئی شہرت
 و ناموری کے لئے جنگ کرتا ہے، کوئی اپنی بیادری دکھانے کے لئے جنگ کرتا ہے، فرمائیے
 کہ ان میں سے کوئی جنگ اللہ کی راہ میں ہے؟" حضور اقدس ﷺ نے جواب دیا: "راہِ حق
 کی جنگ تو صرف اس شخص کی ہے جو عرض اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے لڑے۔"

نعمان بنے نور امیری طرف دیکھا اور کہا امی امی! آپ میرے لئے کیا دعا کریں گی؟ تو
 میں نے کہا میرے بچے میں دغا کروں گی کہ "اے میرے رب میرا جہاد بنا تیرے دین کا
 بول بالا کرنے کے لئے ہیٹ جہاد کرے" نعمان میری بات سن کر خوش ہوا پھر اس نے نبی
 ﷺ کی ایک اور حدیث بیان کی

۱۷ "جو شخص مر گیا اور اس نے جہاد نہ کیا اور نہ جہاد کی نیت اس کے دل میں آئی وہ ظن
 کے ایک حصے پر مرے گا۔" (مسلم)

ایسی ہی اسٹے سورۃ التصف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَقَدْ جَاهَلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 بِأَمْوَالِكُمْ وَالنَّبِيِّكُمْ ۖ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ
 تَعْلَمُونَ ۝ (سورۃ التصف - آیت ۱۱)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں
 اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم
 میں ظلم ہو۔"

ایسی سورۃ محمد میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ

دنیا سے مجاہدین افغانستان پہنچ گئے تھے، اسی طرح خائبان کی مدد کے لئے ہر طرف سے
 مجاہدین افغانستان پہنچیں گے اور الحمد للہ پہنچ بھی رہے ہیں۔ اسی تقابلیہ کے لئے دعا کیجئے گا میں
 اسلام کا تیر بنا جاؤں اور اسلام دشمن عناصر کے سینوں کو چھنٹی کر دوں۔ میں نے آمین کہنا
 پھر کہئے گا امی امی! آپ دعا کیجئے کہ پوری مسلم قوم جہاد کے لئے اٹھ جائے تاکہ جہاد حق
 کرنے کی وجہ سے جو خرابیاں ہمارے اندر پیدا ہو گئی ہیں وہ ختم ہو جائیں۔ ہم سمجھتے ہیں جہاد
 یہ جذبہ رکھے کہ اس کی جان اللہ کی راہ میں قربان ہو جائے۔ پھر فوراً روزِ حج ہو کر بیٹھ گیا اور
 تیسے لگا امی امی میں نے ایک حدیث آج پڑھی ہے، آپ بھی سنے ہو سکتا ہے اس سے قبل
 آپ نے یہ حدیث پڑھی ہو، لیکن ذرا ہلکے سے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

۱۸ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا "ایک وقت آئے گا جب قومیں تم پر حملہ کرنے
 کے لئے آئیں دوسرے کو اس طرح دھمکریں گی جیسے بعض بعض کو کھانے کے دسترخوان
 کی طرف دعوت دیتے ہیں۔" صحابہ نے سوال کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا وہ لوگ اس لئے
 ہم پر حملہ آور ہوں گے کہ ہم لحدوں میں کم ہوں گے؟ فرمایا: "نہیں، اس وقت تمہاری
 تعداد بہت زیادہ ہوگی، لیکن تمہارا حال ایسا ہوگا جیسے سیلاب کے پانی پر بھاگ۔ اللہ تعالیٰ
 دشمنوں کے دلوں سے تمہارا عب اٹھائے گا کیونکہ تم میں "وہن" پیدا ہو جائے گا۔ عرض
 کیا "وہن" کیا چیز ہے؟ فرمایا نبی ﷺ نے "سُحْبُ الدُّنْيَا وَتَجْرَابَةُ الْمَوْتِ" یعنی دنیا سے
 محبت اور راتِ حق میں جان دینے سے تڑپت۔" (مشکوٰۃ)

ایسی ہی اس وقت چاہیں طرف سے غیر مسلم، مسلمانوں کی حکومتوں کو ختم کرنے کے
 ورپ ہیں۔ اس کی وجہ یہ دنیا کی محبت ہے، اس دور کا مسلمان دنیا کی محبت اپنے دل میں لئے
 بیٹھا ہے، اس لئے انہیں اپنی جان بہت پیاری ہے۔ میری تو دعا ہے کہ تمام مسلم برادری کے
 لو جو ان بیدار ہو جائیں اور وہ اس بات کو سمجھ لیں کہ ہم اللہ کے سپاہی ہیں۔ ہم سب مل کر
 اسلام کی سپاہیانہ زندگی کو اپنا شعار بنالیں، یہی مقصد جہاد ہے۔ جہاد ہر مسلمان کے لئے
 سب سے زیادہ شہروری اور پہلا فرض ہے۔ وہ مسلمان جو اپنے آپ کو اللہ کا سپاہی کہتا ہے وہ
 نماز روزہ اور حج کو تو اہم سمجھتا ہے، مگر جہاد کی پابندی کرتا ہے، مگر جہاد کرتا ہے تو اس کی
 حیثیت ایک چمکے ہوئے کھڑکی کی جیسی ہے، بلکہ اسے سپاہی کہنا ہی نہیں چاہئے۔ امی امی!

ترجمہ: "اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔"

تفسیر: اللہ کی مدد کرنے سے مطلب اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد ہے۔ کیونکہ وہ اسباب کے مطابق اپنے دین کی مدد اپنے دو مسلمانوں کے ذریعے سے ہی کرتا ہے۔ یہ مسلمان ہندو اللہ کے دین کی حفاظت اور اس کی تبلیغ و دعوت کرنے میں تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا ہے۔ یعنی انہیں کافروں پر فتح عطا کرتا ہے۔ جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہجرت کر دینے والوں کی رہنمائی فرمائی ہے وہ دین کے جوڑے تھے تو اللہ بھی ان کا ہوا کیا تھا۔ انہوں نے دین کو غالب کیا تو اللہ نے بھی انہیں دنیا پر غالب فرمایا۔ جیسے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا

وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَبْتَصِرُ (سورہ الحج - آیت: ۳۰)

ترجمہ: "اللہ اس کی ضرورت مند فرماتا ہے جو اس کی مدد کرتا ہے۔"

(اردو ترجمہ مطبوعہ قرآن مدینہ منورہ)

انہما ہر روز سرگز جہاد کی رپورٹ مجھے سنا تا۔ جو دعوت اس مقام پر علاء کرام دیتے تھے مجھے سنا تا، مجھے اپنے مجاہدین پر بڑا ایثار آتا، میں اللہ کا شکر ادا کرتی کہ "اے میرے رب ایسے حیرت انگیز احسان عظیم ہے کہ آج میرا بیٹا تقریر بھی کرتا ہے تو صرف تیری رضا کے لئے" آنٹروڈیویشن کی فوجات اور کشمیری مجاہدین کے ایثار و جہاد کی داستانیں سنا تا۔ پھر "ضرب مومن" کے سلسلے نے ایمان و ایمان کو مزید استحکام بخشا۔ ابتدا میں "ضرب مومن" پر لوگوں نے بڑے اعتراضات کیے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ لوگ حق کی خواہش تھی ہی مخالفت کریں ایک دین حق غالب آکر رہتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نعمان کا ایک اور پسندیدہ سلسلہ بھی اپنی پوری آپ کتاب سے جاری و ساری تھا کہ محلے کے لڑکوں کو جہاد کی تعلیم دینا۔ اللہ نے کہ تم سے نعمان کے دو-تین شاگرد کا چھوٹا بھائی راشد شہید بھی آخر کار نعمان کی صحبت میں رہ کر اپنے دل میں جہاد کی محبت لئے تربیت کے برکت میں پہنچ گیا۔ ان دنوں راشد کو تربیتی

جہاد کی تربیت چاہتا تھا نعمان اکثر مجھ سے اجازت لئے کہ راشد کے ساتھ ہزار جاتا، جب راشد کی تیاریاں مکمل ہو گئیں تو اب راشد بھی بلاوے کے انتظار میں بے چین رہنے لگا۔ راشد کے گھر میں ابھی جہاد کے سلسلے میں کسی کا ذہن نہیں بنا تھا۔ البتہ نعمان جب راشد کے گھر جاتا تو اس کی والدہ کو جہاد کی فضیلت کے بارے میں ضرور بتاتا۔ اس فضیلت کو سن کر انہوں نے راشد کے لئے کل اختیار نعمان کو دیدیا تھا۔ یہاں تک کہ اپنے شوہر کو بھی انہوں نے اس بات کے لئے تیار کر لیا کہ راشد تربیتی کیمپ کی طرف چلا جائے۔ ایک دن نعمان میرے پاس آیا اور کہنے لگا ابھی آپ وقت نکال کر راشد کی اٹی کو قتل دینے ضرور جائیے گا۔ کیونکہ قتل راشد تربیتی کیمپ کی طرف چلا گیا۔ انی جب میں راشد کو لینے اس کے گھر پہنچا تو راشد کی والدہ بہت رو رہی تھیں۔ میں نے کہا فیروز ذوال آپ تو خوش نصیب ہیں کہ آپ کے ایک بچے کے دل میں اللہ تعالیٰ نے جذبہ جہاد پیدا فرمایا۔ میں نے کہا آپ مجاہد راشد کو اللہ کے سپرد کریں اور خوشی سے اجازت دیں تو اسی فیروز ذوال کہنے لگیں بیٹا تم میرے پاس آتے رہتا۔ تم میرے لئے راشد کی طرح ہو، پھر راشد گھر سے نکلے گا تو اپنی اہلی کو سلام کیا، اپنی بہن کے سر پر ہاتھ رکھا (مجاہد راشد کی چھوٹی بہن کو بھی اب تک جہاد سے گہری رغبت ہو چکی ہے اور اس وقت جب کہ میں "مجاہد تم کہاں ہو" لکھ رہی ہوں تو شہزادہ (مجاہد راشد کی بیٹی) کا یہ حال ہے کہ ہر روز دعا کرتی ہے کہ "ات میرے رب اس کتاب کو قبول فرما اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما آمین" اور السلام علیکم کہہ کر گھر سے باہر نکلے گا۔ اس وقت فیروز ذوال سسک سسک کر رونے لگیں تو میں نے ان سے پھر کہا کہ آپ راشد کو اللہ کی حفاظت میں دیدیں۔ بیشک یہ آپ کا پیارا بیٹا ہے لیکن یہ اللہ کا سپاہی ہے، اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ آپ ماں ہیں، آپ جہاد میں راشد کی ثابت قدمی کی دعا کیجئے گا۔ فیروز ذوال میری بات سن کر اپنے آنسو صاف کرنے لگیں اور پھر راشد کے سر پر ہاتھ رکھ کر نئی نمان اللہ کہا۔ اور اسی ہی اس طرح الحمد للہ آج راشد تربیتی کیمپ کی طرف روانہ ہو گیا۔ پھر میں اسے عمران بھائی کے پاس لے کر گیا کیونکہ عمران بھائی کے ساتھ راشد کو تربیتی کیمپ کی طرف جانا تھا۔

اس واقعہ کے بعد مجاہد راشد کی والدہ مجھ سے حقیقی بہنوں کی طرح محبت کرنے لگی ہیں

(اور اب تو ان کی یہ محبت کئی گنا بڑھ چکی ہے کیونکہ راشدہ اور نعمان دونوں جہاد افغانستان کے لئے گئے ہوئے ہیں، ہم دونوں ہمیں اپنے بچوں اور تمام نیاہدین کی فتح و نصرت کے لئے دعا کرتی ہیں) ہاں اپنے بچوں کے احساسات بہت جلد سمجھ جاتی ہے۔ میں نے ۱۹۹۹ء سے ۱۵ مارچ ۱۹۹۶ء تک ہر روز یہ محسوس کیا کہ نعمان روزانہ میرے ساتھ کچھ اہل تہائی میں گذارنا پسند کرتا ہے۔ اس کا اندازہ مجھے اس طرح ہوا کہ ایک دن اسے بیاتر بخار ہوا۔ فاضلی صاحب اسے ڈاکٹر کے کلینک لے گئے، جب میں کالج سے گھر پہنچی تو فاضلی صاحب نے کہا، نعمان آج بخور سلی نہیں گیا اسے بخار ہو گیا ہے، وہ صبح سے بار بار تمہیں یاد کر رہا ہے۔ میں نے جلدی جلدی برقع اتار اور اس کے پاس جا کر بیٹھ لی۔ میں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا کہ اس کا سر ہڈاؤں تو میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے منہ پر ہاتھوں میں پکڑ کر دوسلے لگا۔ میں نے کہا مجھے بے نیچے کیوں رو رہے ہو، کیا کسی نے تم سے کچھ کہا ہے؟ تو کہنے لگا، نہیں انی جی بس آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ میری امی ہیں؟ میں نے جواب دیا میرے لال اس میں شبہ کی تو کچھ نہیں ہی نہیں اس تمہاری امی ہوں۔ کہنے لگا نہیں صرف آپ میری امی ہیں اور یہ کہہ کر اس نے میری گود میں اپنا منہ چھپا لیا۔ مجھے بھی اس کی باتیں سن کر رونا آ گیا کہ نہ جانے پچ اس طرح کی باتیں کیوں کر رہا ہے۔ میں نے پیشانی پر ہاتھ رکھا تو بخار بھی زیادہ تیز نہیں تھا، بس وہ جو کچھ کہہ رہا تھا میں سمجھ رہی تھی (ساتھ سے سات سال تک دو آگیا، رہا اور میری ساری منتوں کا سر کر نعمان ہی تھا۔ پھر تم نے بھائی اللہ تعالیٰ نے نعمان کو عطا کیا، لیکن میں سب بچوں سے زیادہ اسی سے محبت کرتی تھی۔ یہاں تک کہ آپا فاضلی صاحب اور بچے سب نعمان کو بہت چاہتے تھے اور میری محبت اس وقت بھی سب سے زیادہ نعمان کے لئے ہے) نعمان شاید اپنے ذہن میں یہ سوچ رہا تھا کہ جب میں جہاد پر جا جاؤں گا تو میری امی میرے بغیر کس طرح رہیں گی۔ میں نے شدت سے گریہ بڑی مشکل سے قابو پایا۔ اس کے سر کے بالوں پر کالی دیر تک ہاتھ پھیرتی رہی پھر میں نے اس کے بالوں پر پیار کیا۔ نعمان نے اس دن بڑی مشکل سے اپنے اوپر قابو پایا تھا۔

شعبان ۱۹۹۶ء (جنوری) میں افغانستان سے کافی زخمی مجاہدین آئے، ان میں زیادہ تر ریش A.O کلینک اور کراچی سینٹرل ہسپتال میں علاج کے لئے داخل ہوئے تھے۔ نعمان

ایک دن جب گھر میں داخل ہوا تو میں نے محسوس کیا کہ وہ آج بہت اداس ہے۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگا امی جی تریقی کیمپ پر جو میرے استاد تھے، ان میں سے ایک استاد زخمی حالت میں کراچی آئے ہیں اور ہوش میں نہیں ہیں، خازن پر شدید زخمی ہو گئے تھے۔ امی مجھے اپنے استاد کو اس حالت میں دیکھ کر بہت رونا آیا۔ لیکن میں نے ضبطت کام لیا۔ امی جی عمران بھائی نے مجھ پر زخمی کی ڈیوٹی لگائی ہے، بیٹھے میں رونا تھا بار میری ان کے پاس رات کی ڈیوٹی ہوا کرے گی۔ اس طرح ان کی صحیح طریقے پر تیمرواری ہو سکے گی۔ امی جی آپ میرے استاد کے لئے دعا کیجئے گا، ان کی والدہ حیات نہیں ہیں۔ والد صاحب نے دوسری بیٹی شادی کر لی ہے اور اپنے بچاؤ بیٹے پر بالکل توجہ نہیں دیتے اور نہ ہی اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں، البتہ ان کی مائی صاحبہ کہہ رہی تھیں میں اپنے بچے کو روزانہ دیکھنے آؤں گی۔ میں نے نعمان سے کہا کہ تم پریشان نہ ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے استاد کو جلد ہی جفا عطا فرمائے گا۔ ایک بیٹے بعد نعمان نے مجھے بتایا امی جی ان کی مائیں سخت زخمی ہیں، ڈاکٹر زبرد امید نہیں ہیں۔ گمرانی جی حیرت کی بات ہے کہ وہ بے ہوشی میں بھی قرآن مجید پڑھتے رہتے ہیں، جب ہوش میں آتے ہیں تو آئرز سے کہتے ہیں مجھے جلدی سے ٹھیک کرو۔ میں واہن علاقہ جنگ کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ انہی حالات میں رمضان المبارک کا مہینہ بھی آگیا۔ نعمان اپنے استاد کے لئے چپس ضرور لے کر جاتا تھا۔ مجھے بڑی محبت سے بتاتا ہی میرے استاد کو چپس بہت پسند ہیں۔ آپا نعمان سے کہیں بیٹا تم میری طرف سے روزانہ اپنے استاد کے لئے چپس لے جایا کرو۔ ایک دن نعمان میرے پاس آکر بیٹھا تو بہت مطمئن نظر آ رہا تھا، میرا دل خوش ہو گیا، میں اسے پیار سے دیکھنے لگی اور دل ہی دل میں اپنے لال کے لئے دعا کرنے لگی۔ نعمان کہنے لگا امی جی اللہ کا شکر ہے میرے استاد کو دو تین دن میں چھٹی مل جائے گی۔ کچھ دن اور اپنی مائی کے پاس رہیں گے پھر ان شاء اللہ افغانستان چلے جائیں گے اور امی ایک بات مجھے یاد آئی میرے استاد روزانہ آپ کی خدمت ضرور پوچھتے ہیں۔ شاید ان کو اس بات کا اندازہ ہو گیا ہے کہ میں اپنا پیاری امی سے بہت محبت کرتا ہوں۔ سوال کے سامنے میں نعمان کے استاد مکمل شگفتگیاب ہو کر سید اپنا چہاؤ کی طرف چلے گئے۔ نعمان ان کی صحت یابی اور دوبارہ جہاد کی طرف واہن پر بہت خوش تھا۔

ذیقعدہ کے مہینے میں نعمان نے مجھ سے کہا ہی تھا اب آپ میری جہاز کے لئے چل دیں
 کریں۔ میں نے کہا بیٹے کتنے جوڑے بناؤں تو کہنے لگا کہ صرف چار جوڑے بنائے۔ میں نے
 نعمان کے موسم کے اعتبار سے چار جوڑے بنائے۔ آپ نے نعمان کے لئے معتدل کا
 شہید بنایا، تیل بھی بنا کر دیا، راشور و پلا پہلے جہاز کی تربیت سے واپس آچکا تھا اور وہ بھی نعمان
 کے ساتھ جا رہا تھا۔ راشد کی تیار کی میں نعمان چٹن چٹن تھا۔ رانج، طلحہ اور معاویہ نعمان کے
 جانے کا بہت اداس تھے۔ میری نظروں کی تماشائی کہ میں جہاز میں نکلوں اور آتا ہوں تو
 کہہ کر آتا ہے میرے پیارے بیٹے کو اس لائق بھلا کہ وہ اللہ کی رحمتوں کی رشحات نکل رہا
 تھا۔ نعمان یہ بھی قدرتی بات ہے کہ مال کی ماسٹری ہی عیب ہوتی ہے کہ خواہش کی تکمیل
 ہو رہی تھی۔ لیکن پھر بھی نوای نے پیسے مجھے چاروں طرف سے کھیر لیا تھا۔ لیکن یہ تو میرا
 رب شانہ و عظمت والا ہے کہ اپنے بندوں کو ایک خاص قسم اور کمزور مظلوم بنا رہا ہے۔ میرا
 مہینہ شروع ہو چکا تھا اب نعمان میرے پاس اور زیادہ وقت لگا تھا۔ رات کو میرے پاس کالی
 ویر تک آکر بیٹھتا۔ اس وقت رانج، طلحہ، معاویہ، آپا اور قاضی صاحب بھی آکر بیٹھ جاتے
 کالی ویر تک جہاز کا بیان ہمیں سنا دیا۔ پھر سب دیکھنا کہ ماحول کافی سنجیدہ ہو گیا ہے تو اپنی نظر پلاد
 باتوں سے بھٹ اور گھر والوں کو چھانے کی کوشش کرتے۔ کالی ویر تک میرے پاس ہوتا رہتا۔
 ۱۲ مارچ کو میں نے اس کا سامنا ہیٹ میں رکھا تو مجھے یاد آیا کہ عطا (میری عزیز دوست)
 نے کہا تھا کہ نعمان، جہاز پر جانے سے پہلے میرے پاس ضرور آنا۔ میں اور نعمان ہرگز نہ
 بیٹھ کر گذرا کے گھر کی طرف چلے گئے۔ نعمان نے شہید کلف کا شلوار قمیص پہنی رکھا تھا۔
 ماشاء اللہ بہت یاد آگیا۔ قہر ڈی ویر بعد ہمہ دونوں ہاں بیٹھا گذرا کے گھر پہنچے۔ خدا کے
 نعمان کو جمیل بھائی کے پاس لے جانے لیا۔ نعمان میں سب کے کمرے میں چلی گئی۔ سب نے نعمان
 کو خوب دعا کی۔ میں نے سب سے دعا کی اور وہ سب نے دعا کی اور سب نے دعا کی۔ میری طرف سے
 کسی طرح کو وہ بیٹھ گیا۔ یہ صدق ہے نعمان کا میری طرف سے۔ اس کی محبت بھری ہاتھ
 میں۔ میرا دل پھر آپا، نعمان میں اللہ کا نام لیتی رہی۔ الحمد للہ کچھ دیر بعد ہی سکون ہو گیا۔ سب
 نے مجھے خوب تسلی دی۔ گذرا نعمان کی خاطر تڑپتی رہی تھیں۔ ہم کچھ دیر وہاں بیٹھے اور
 پھر گھر آیا۔ ایک اور خال جان (فرحت کلیم میری عزیز دوست کی والدہ صاحبہ)

نے بھی کہا تھا کہ نعمان کو ہمارے پاس ضرور لانا، لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے میں نے ان
 دونوں شیخی استیوں سے معذرت کر لی (ان تین سالوں کے دوران سب سے زیادہ فون خال
 جان اور خالد جی نے کیے ہیں۔ میری فخریت پورے سالانہ استیوں نے اپنے معمولات میں شامل
 کر لیا ہے۔ نعمان کے لئے میری یہ چاہئے والی ہستیاں اس طرح دعا کرتی ہیں، تم دو کھانا بنا
 بیٹی ایک دن نعمان ہمارا غازی بن کر آئے گا۔ (ابن شاہ اللہ) راشد بھی میری عزیز سہیلی ہے
 اس کا بھی یہ حال ہے کہ مجھے ہر تیسرے چوتھے دن فون کرتی ہے اور آخر میں یہ ضرور کہتی
 ہے ہاں رحمانہ کوئی آج کی تازہ خبر۔ میں اس کے لہجے سے جان جاتی ہوں کہ یہ نعمان کے
 لئے پوچھ رہی ہے۔ میں جواب میں کہتی ہوں بس دعا کرو اللہ تعالیٰ دلوں کی پھر سننے والا ہے۔
 ان شاء اللہ ایک دن میرا ہماہر پنا ضرور آئے گا تو پھر وہ آئیں کہتی ہے۔ بونس (میرا شاگرد ہے
 اس نے بچپن میں مجھ سے قرآن مجید پڑھا تھا۔ راشد کا چہنچہ اور مجید اور بونس کا بھائی مبین
 یہ سب چھوٹے چھوٹے تھے جب میرے غریب خانے پر قرآن پڑھنے آتے تھے۔ نعمان ان
 سب سے پیورے تھا اس لئے یہ سب نعمان سے بہت یاد کرتے تھے اور آج بھی کہتے ہیں)
 کی والدہ بھی میرا بہت خیال رکھتی ہیں اور نعمان کی فخریت پوچھ کر اس کے آنے کے لئے
 دعائیں کرتی ہیں۔ کلاس میں پڑھنے والی خواتین جو میری عزیز بہنوں کی طرح ہیں اور بھلا
 اناک، سزقی، فریدہ بانگی، ایسکین امجد، حیدر کی امی سب نعمان کے لئے کثرت سے دعائیں
 کرتی ہیں۔ میری بچیاں اور بھینس جو کلاس میں پڑھنے آتی ہیں، رحمانہ، گلشنہ، فوزیہ، اسرار،
 شاہدہ، ثروت، کنول، طویلی، مدیحہ، فاکہ، مریم، سہا قر، سیما پروین، ہامد، خدیجہ، امیر،
 شاکتہ، شہلا، حمیرہ، سمرہ، آمنہ، شادیہ، ناظم، حراء، حمین، صوفیہ اور نصرت شوکت نہ صرف
 یہ کہ نعمان کی فخریت کی وہاں ہی کے لئے دعا کرتی ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ میرے دکھ
 درد کی سانس بھی ہیں۔ میری معمولی سی تکلیف پر یہ سب بھینس اور بچیاں غراب جاتی ہیں اور جب
 تک میری تکلیف دور نہ ہو جائے اس وقت تک یہ نہ سکون اور کھینس نکلتی۔ ٹکلیہ، افضل
 جو میری بڑی بھاری سہیلی ہے وہ بھینس ہانگی اور فریدہ شیعہ نعمان کے لئے بڑی دعائیں کرتی
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی دعاؤں کو قبول فرمائے۔ آمین

پڑھ کر دم نہیں اچھر میں نے اسے اپنے سامنے اٹھایا، سب گھروالے بھی اُسی کمرے میں تھے ہو گئے۔ میں نے نعمان سے کہا میرے بارے میں نے تمہارے لئے ایک نظم لکھی ہے، وہ تمہیں سنائی ہوں۔ میرے ان الفاظ کی ہمیشہ لاج رکھنا۔

”صراطِ استقامت کا رنگیر“

تو جہاد فی سبیل اللہ کی تجویز میں ہوں صراطِ استقامت کا نیا رنگیر میں کارنامے حضرت خالد کے ازیر ہیں تجھے تو بھی ان کی ہی طرح ناقابلِ تعمیر میں بادشاہی میں تعمیر جس کا آگ انداز ہے تو خدا کی اس زمین پر ایسا عالمگیر میں دشمنین میں بھی تیرے جھٹلے کی داغ میں تو ملاج جنگ پر نعمان ”تہذیب میں جو ملاج جنگ پر کھڑے ہر سے سدا میرے بیٹے تو جہاں میں حق کی وہ شمشیر میں نام سے جس کے لڑتے ہیں کیسائی تمام تو صلاح الدین ایوبی کی وہ تصویر میں نصرتِ حق کے لئے دیکھے جو میں نے رات دن میرے بیٹے اُن حسین خوابوں کی تو تعمیر میں جس صدا سے کانپتی ہے اب بھی ارضِ مومنات تو ابی محمود کی آواز کی تجویز میں ذہن و دل پر عبت ہیں جس کی شجاعت کے نقوش میں تمام کے انہی جذبات کی تعمیر میں

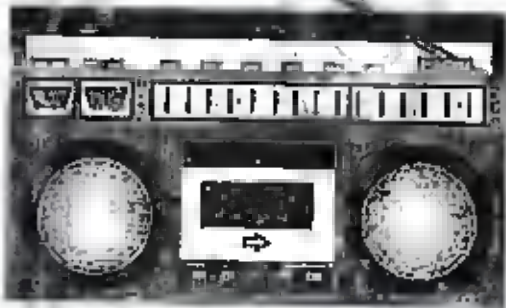


”نعمان کی میدانِ جہاد کی طرف روانگی“

نعمان اللہ کے راستے پر جا رہا تھا، میری اور گھروالوں کی مرضی سے جا رہا تھا پھر بھی سب اداں تھے۔ ایک گھمبیر خاموشی چورے گھر پر طاری تھی۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ ”اے میرے رب مجھے اور میرے گھروالوں کو ہمت عطا فرما اور نعمان کو جہاد کے راستے میں استقامت عطا فرما۔“ آمین۔ ۵ مارچ کو نعمان نے مجھے بتایا کہ ای میں اور راشد ظہیر کی فریاد پڑھ کر منزل کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ جانے کا وقت جب قریب آیا تو نعمان میرے پاس آیا، اس نے نہانے کے بعد سفید بڑا تولیہ اپنے کانٹھوں پر ڈال رکھا تھا (ابھی قیام نہیں ہوئی تھی) کہنے لگا ای جی آپ مجھے اللہ کے حوالے کر دیں۔ میں نے اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں اس کے ہاتھ عزم کی ہلک سا نظر آ رہی تھی۔ میں نے اسے تولیہ لوڑھے دیکھا تو حرم کا سہرا یاد آ گیا، اس وقت بھی صبح کے وقت اس کا سہرا اسی طرح دکھلا ہوا تھا میں نے بے تپلی سے اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اور رونے لگی۔ نعمان میرا پیار بڑھا مجھے اس طرح تسلیم کرنے پر تیار تھے ایک باب اپنی بیٹی کو تسلیم دیتا ہے۔ میں نے حفاظت کی دعا نہیں اس پر

تھے، انہوں نے کہا نعمان جیسے کہ اس کی تیاری ہے تو نعمان کہنے لگا شاہ چاچا جہادی سبیل اللہ کے لئے جا رہا ہوں۔ انہوں نے بھی نعمان کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیں اور نعمان کو گلے لگا کر رات بھر دعا پڑھنے کے لئے انہوں کو ایک ایک بار دعا پڑھنے کی طرف مڑا اور مجھے تسلی دینے لگا۔

ابھی آپ مجھے اللہ کی رحمت میں سمجھ رہی ہیں، اس لئے آپ اور اس نے ہوں۔ جنتے ہوئے مجھے جہادی سبیل اللہ کے لئے رخصت کریں۔ ہم سب نے اسے اللہ کے حوالے کیا، اس نے ہم سب کو سلام کیا اور میرا ہاتھ چلا پتھر بوب کو راضی کرنے کے لئے اچھائی عطیوں اور پرسکون انداز میں دعا پڑھا کر گمرت نکلا۔ پیچھے تک چھوڑنے گئے۔ رات بھر نے آکر بتایا کہ رات بھر جہادی بھی اپنی ای لاور گھر والوں سے مل کر آگئے تھے۔ شعیب بھائی اور عمران بھائی بھی نیچے موجود تھے۔ رات بھر کہنے لگا ای جی عمران بھائی اور شعیب بھائی انہیں بس میں سوار کرانے کے لئے گئے ہیں۔ گھر میں سب موجود تھے لیکن جہاد نعمان کے گھر میں نہ ہونے سے سنا اور ہاتھ تھک میں نے بچوں سے کہا تم سب زیادہ زور نعمان کے گھر سے مل رہا کرو۔ یہ جہاد کا گھر ہے یہاں بیٹھ کر پڑھا کرو تاکہ مجھے سکون ملے۔ اپریل کے مہینے میں نعمان نے اپنی آخریت کا حکم لکھا اور نعمان نے جو کیسٹ جنرل السراج پر ہتر مید والے دن بھری تھی وہ ہمیں جنرل مظفر میں (جون) ملی پڑھنے والوں کے لئے یہاں اس کیسٹ کو پیش کر رہی ہوں، اس سے آپ لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ کیسٹ نعمان نے ہتر عید کے تیسرے دن روانہ کی ہے۔ اس کیسٹ کے بعد پھر ہمیں کوئی خط اور کوئی ٹیلیفون نہیں ملا۔ آپ سب پڑھنے والے کیسٹ سنیں۔



سر اٹھانے کی بھی ہمت نہ ان کو ہو سکے دشمنوں کے ہاتھ ایسی کوئی زنجیر میں ضرب تو کھاری لگا ایسا کفر و شرک ہے تو غلام مصطفیٰ ہے لہذا بھیجیر میں خند کے ماتے چکاتے نئے توحید سے مجھو حکیم کے پیام زیست کی تشہیر میں ہر قدم آگے بڑھا انجام فرودا سوچ کر حرف آجائے نہ بیٹے تیری ماں کے دودھ ہے

نظم پڑھنے پڑھتے میری آواز بھرا لگا۔ نعمان نظم سن کر بہت متاثر ہوئے اس کا چہرہ شدت جذبات سے سرخ ہو رہا تھا۔ نظم ختم ہوئی تو مجھ سے کہنے لگا، میری ای آپ کی یہ نظم میرے لئے مشکل رہا ثابت ہو گی اور میرے ذہن و دل کے کہاں خانوں میں ہمیشہ محفوظ رہے گی۔ اس نظم کے ذریعے جو پیغام آپ نے مجھے دیا ہے اس میں ابدیت بھی ہے اور آقاویت بھی۔ میں اسی پیغام کی روشنی میں ان شاء اللہ میدان جہاد میں آئے اور آگے بڑھا جاؤں گا۔ میں ایسا کوئی کام نہیں کروں گا جس کی وجہ سے آپ کے دودھ پر حرف آئے۔ ایسی ہی اچھے آپ سے بہت محبت ہے لیکن اس پیغام کے بعد آپ کی محبت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے ایسی ہی اللہ مجھ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ آمین۔

میری ای آپ کی دعا میرے لئے ایک سائے وار درخت سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ آپ میرے لئے دعا کیجئے تاکہ میرے پیروں میں کبھی لغزش نہ پیدا ہو۔ میں نے آپسین کہا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، اس کے کندھے سے چھپتا ہے، آپ اپنے راستے کے لئے نعمان کو کھانا دیا اور پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بہت دعائیں دیں۔ تین دن پہلے نعمان سے گلے ملنے، سب بچے آبدیدہ ہو رہے تھے، نعمان کو اللہ تعالیٰ نے برواقت کی بڑی قوت دی ہے۔ لیکن اس برواقت کے باوجود اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ میں اس کو لے کر اس کے ابو کے پاس پہنچا تو انہوں نے مناوشی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور اللہ کے حوالے کیا۔ اس وقت میرے استاد حافظ پروفیسر شاہد حسن بلوچی بھی بیٹھے ہوئے



”نعمان کامیدان جہاد سے پیغام“

لَا تَحْنَدُوا وَلَنْ نَحْنُ غَالِيًا وَمَنْزِلَةُ الْكَرِيمِ
لَمَّا بَعَثْنَا هَارُونَ بِاللَّهِ بْنِ شَيْطَانَ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

(العلق) جلیل درحمت (ظہار و کاندہ)

آج ۲۰ اپریل ہے۔ میں یہاں بالکل خیریت سے ہوں۔ اس سے قبل میں نے ایک خط لکھا تھا (ایک لڑکے کے ہاتھ بھجوا دیا تھا) شاید آپ کو مل گیا ہو۔ کیسٹ ہاتھ میں لے کر ایک گھنٹہ سے گزرا ہوں، کچھ میں نہیں آ رہا کہ کیا باتوں۔ رات کی تحصیل میں نے نہیں بھیجی تھی۔ وہی آپ کو پہلے سنا تھا ہوں۔ جب ہم لوگ کراچی سے چلے تو رات میں مجھ پر غریب واقعات کا سامنا کرنا پڑا۔ ہمارا یہ سفر کراچی سے کوئٹہ کے لئے تھا۔ رات تو بارہ بجے گئے تھا لیکن رات میں ایک جگہ ہل ٹوٹا ہوا تھا، اس لئے جاسٹر ۱۲ بجے میں پورا ہوا۔ اس کے بعد کوئٹہ سے گذر جا رہا تھا، ایک لڑکا پلور ٹائیڈ کے بازے ساتھ جا رہا تھا کہیں لگا کہ اب گئے گا سفر ہے، سفر کا بی دشاوار تھا نہ جانے ہل ٹوٹ گیا تھا یا وہاں میں سیلاب آ گیا تھا۔ ہمارا یہ سفر ۱۲ سے ۱۳ بجے میں ختم ہوا۔ قندھار پہنچے اور رات کو

قندھار ہی میں قیام کیا، آگے جانے کے لئے یہاں سے جہاز پر سفر کرنا تھا۔ لیکن موسم کی خرابی کی بنا پر جہاز کا سفر ناممکن تھا کیونکہ برف باری ہو رہی تھی، یہاں بھی ایک لڑکا ساتھ تھا، اس کو مکمل طور پر یہ نہیں معلوم تھا کہ قندھار سے قائل کے سفر میں کتنا وقت لگے گا۔ قائل قندھار سے ۳۹۷ کلومیٹر کے واسطے ہے۔ سوچا کہ یہ سفر ۱۰-۱۲ گھنٹوں میں پورا ہو جائے گا لیکن یہ شاہراہ گچھلی جنگ میں بمباری کی وجہ سے تباہ ہو گئی تھی، ہماری لڑائی کوئی صرف ۱۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہی تھی اور وہ سفر ۱۳ بجے میں مکمل ہوا۔ اس میں محسوس ہو رہا تھا کہ کلشن کی کشتی میں بیٹھے ہیں۔ بیٹ میں عجیب قسم کی اٹیشن ہو رہی تھی اور تکی ہی محسوس ہو رہی تھی۔ بہر حال اللہ اللہ کر کے ہم قائل پہنچ گئے، ایک انٹیلی ساتھ تھا اس نے بڑے غلوں سے ہمیں اپنے مگر ٹھہرایا۔ حقیقتاً انٹیلی بڑے بڑے غلوں اور مہینوں کو لے رہے ہیں۔ خاص طور پر پاکستانوں سے بہت محبت کرتے ہیں، رات کو وہاں ٹھہرے۔ پھر صبح آفس چلے گئے، اس آفس کا نام وزیر اکبر خان ہے، وہاں تکمیل ہوئی۔ یہاں پہلے روسی ہوتے تھے ان کی توہنی بیک بنی ہوئی تھی۔ وہاں ہم آٹھ دس دن رہے، یہ جگہ بڑی خوبصورت ہے، سامنے ایئر پورٹ ہے، ہم یہاں سے کھڑے ہو کر دیکھتے تو ایئر پورٹ پر جہاز کھڑے ہوئے صاف نظر آتے تھے۔ پورا کابل پہنچنے کے بعد میں واقع ہے، پہاڑ برف سے ڈھکے ہوئے ہیں، کچھ پہاڑوں پر سبزہ اور پودے بھی نظر آتے ہیں۔ ہندی اس جھاڑی میں بڑے بڑے بکتر بند ٹینک اور ڈراما شہ شدہ حالت میں پڑے ہیں۔ بکتر بند گاڑیوں کو ہم نے دہشت گردوں سے بچا ہوا ہے، مجاہدین اور اصل بڑے لوگ ہوتے ہیں اس لئے ہمیں تمیں کروڑ کی گاڑیوں کو دہشت گردوں سے بچا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دور سن غیرت کے لئے رکھا ہے کہ دیکھو یہ وہی بکتر بند گاڑیاں تھیں جو روس کے فوجی یہاں کے مجاہدین کو ختم کرنے کے لئے لائے تھے، ہم نے ان کے غرور کو نیست و نابود کر دیا۔ جن گاڑیوں پر انہیں باز تھا آج وہ مجاہدین کا دہشت گردوں میں ہیں۔ ہم نے سوچا ۱۲۰۰ روپے کا ٹیلیفون کون لگائے بکتر بند میں ہے۔ پھر ہم قائل سے چار یکار چلے گئے، یہاں بھارت کا کافی خطرہ تھا، ہمارے جانے سے پہلے یہاں بھارت کی فوجی تھی، یہاں آٹھ دن قیام کیا، پھر ہم جیل السراج چلے گئے۔ آپ نے جیل السراج کے بارے میں ضرب موسن میں پڑھا ہوگا۔ جیل السراج بالکل فرنٹ لائن ہے، یہاں کافی

سردی تھی، لڑکوں نے کہا یاد یہاں کافی کپ شپ ہوتی رہتی ہے۔ رات کو دیکھا تو کچھ روز بھی کے دائرے سے نظر آ رہے تھے، رات کو ہم چھت پر چڑھ کر ہاری ہاری پہرہ پہنے تھے۔ روشنی کے کولے اور سردیوں پر سے گزر کر چلتے تھے، اسے لاکے کپ شپ کا نام دینے لگے۔

جیل السراج کے علاقے میں برف ہاری کافی ہوتی ہے، ابھی تک ہمارے سامنے برف ہاری نہیں ہوئی۔ لاکے بتاتے ہیں کہ ابھی پچھلے دنوں جب ہم وضو کرتے تھے تو ڈالڑھی میں برف جم جاتی تھی۔ سردی شدت کی پڑی ہے، ہلکی ہلکی برف ہاری ہو رہی ہے، یہاں آکر ہم لکھ بچی ہو گئے ہیں کیونکہ طالبان نے عید الاضحیٰ پر تمام عبادین کو ایک، ایک لاکھ روپے عید دی تھی۔ لیکن ہمارے ہے کہ پاکستانی ایک اور اضافی ۵۵۸ روپے (جزیر خریدنے کے علاوہ) تو بہت چلتا ہے کہ کیا فرق ہے، شہید خریدتا ہے تو ۲۰،۰۰۰، ۳۵،۰۰۰ کا ۱۵۰ اخیریہ ہے تو ۱۵۰ روپے کا۔ میر لوگ ہیں اسی طرح خرچ بھی کر دیتے ہیں۔ ہمارا روزانہ کا خرچ ۲۰،۰۰۰، ۲۵،۰۰۰ ہے۔ یہ دوسری ہتر عید ہے جو گمراہوں کے بغیر گذری۔ ایک ہتر عید جب ۱۹۹۱ء میں اسی آپ اور ابوج ہر گئے تھے تو گھر میں آپ اور بیٹے تھے۔ اس وقت بھی آپ کی شدت سے محسوس ہو رہی تھی اب یہ دوسری ہتر عید ہے کہ ہم یہاں محاذ پر ہیں۔ ہم سب لڑکے ل کر بکے لے آئے تھے، پہلے دن د بکے ذبح کئے۔ آج بھی تین بکے لائے ہیں۔ صحت پہلے سے بہت اچھی ہو گئی ہے، کیونکہ طالبان عبادین کے کھانے پینے کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ اسی آپ کا بلڈ پریشر تو گھٹ گیا ہو گا کیونکہ میں نے کافی دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت کی دعائیں قبول بھی بہت کرتا ہے۔ علاج اس طرح دعائیں قبول ہوتی ہیں جیسے انبیاء کے زمانے میں قبول ہوتی تھیں۔ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ابھی آگہ کا آپریشن خیریت سے ہو گیا ہو گا اور آپ کی طبیعت بھی بہتر ہوگی۔ آپ کا مدد چلی گئی ہیں، لاہور میں یا

کراچی میں موجود ہیں۔ ان کی طبیعت خیرہ ٹھیک ہے۔

معاویہ..... پانی لے کر آؤ گھلا دی سے..... من نہیں رہے ہو میں ایک کھٹے سے جنہیں آؤر سے رہا ہوں کیلانی نہیں پلا سکتے (علاج پر جانے سے قبل اکثر نعمان معاویہ کو پانی کے لئے آؤر سے پتہ چلتا تھا۔ اصل میں معاویہ سب سے پھوٹا ہے، نعمان سے بہت محبت کرتا ہے اس لئے

دوڑوڑ کر اس کے کام کرنا تھا) بس ایسی باتیں یاد آتی ہیں۔ (یہاں نعمان بڑی کلنگلی سے ہنسا اور کہنے لگا) معاویہ تو ہے نہیں جو اس سے پانی منگاواں خود ہی اٹھ کر پنی لیتا ہوں..... رات بچ اپنا قرآن خوب پکا کر لو، یاد رکھنا قرآن ہی کام آتا ہے۔ قرآن دنیا کے لئے بہترین رہنما اور آیت کے لئے بہترین ذریعہ نجات ہے۔ اسکول بھی دل لگا کر پڑھو کیونکہ دنیا کی تعلیم بھی ضروری ہے۔ قرآن مجید کو فوقیت دو اور تعلیم حاصل کر لے کے ساتھ ساتھ جہاد کی نیت رکھو۔ وہ کہاں گیا جنرل سید..... طلحہ..... ابو حنیفہ کچھ گانہ جنرل ہوائی (یہاں نعمان پھر ہنسا) پاد سے طلحہ کو جنرل سید کہتا تھا) جنرل ہوائی آپ اپنا قرآن مجید پڑھو رکھیں دنیا اور آخرت دونوں کی تعلیم لازمی ہے۔ کھیل کود نہیں زیادہ دینیان نہیں لگانا، مجھے معلوم ہے کہ طلحہ تم، معاویہ اور راج کرکٹ کے لئے مجھے کڑے ہوتے ہو۔ مجھے سب خبریں ملتی رہتی ہیں۔ مجھے یہاں تجارے کرکٹ کھیلنے کی کبھی کبھی آؤتیں آتی ہیں، آپس میں گھر میں جھگڑا بھی بہت کرتے ہو، چنگ بازی تو نہیں کر رہے؟ یاد رکھو ایہ تمام کھیل بیکار کا مشغلہ ہیں۔ وہاں تو گرمیاں آگئی ہوں گی۔ لیکن یہاں تو کافی شدید سردی کا موسم ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا انہیں جمل رہی ہیں، مجھے اس وقت کافی سردی محسوس ہو رہی ہے۔ اسی کا خیال رکھو، اسی کو نہ ستایا کرو، آپس میں ایک دوسرے سے محبت کا رچا کیا کرو۔ یہاں کامل میں جب ہتار جانا ہوتا ہے تو لوگ مزاح کر دیتے ہیں جیسے پاکستان میں فورنرز کو دیکھتے ہیں (نعمان ماشاء اللہ ہاڈی بلڈ رہے اور قد بھی چو فٹ سے کچھ (۱۵۵) ہوا ہے) میرا ایک ساتھی ہے، اس کا قد بھی میرا جیسا ہے، جسم بھی بالکل میرے جسم کی طرح ہے۔ اس کی شکل بھی کافی حد تک مجھ سے ملتی ہے، اکثر لوگ اسے میرا ہوائی سمجھتے ہیں۔ ہم دونوں کو لوگ تجب کی نظر سے دیکھتے ہیں، جیسے ہم بھی کوئی دنیا کا گمراہ ہوں۔ یہاں شریعت کا نظام مکمل طور پر نافذ ہے، کوئی عورت بے پردہ نظر نہیں آتی، نہ ہی کوئی فیشن لریجیور اور موسیقی کا سلسلہ ہے۔ عورتیں اول تو کم نظر آتی ہیں، اگر نظر بھی آئیں تو برقع میں مستور ہوتی ہیں۔ ہر طرف امن و امان ہے، ویسا محسوس ہوتا ہے جیسے اپنے گھر میں بیٹھے ہیں۔ یہاں کسی قسم کی ذہنی کوفت بھی نہیں ہوتی، پانچ چھ دن کے بعد طالبان کا کسی بڑی جنگ کا پروگرام ہے، میرا اور ارشد کا ہاڈیٹس جانے کا پروگرام ہے۔ یہاں کافی بڑا معاملہ ہے۔ بس آپ میرے لئے دعا کیجئے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے زخمی

ہونے اور قیدی ہونے سے بچائے۔ ماں کی دعا میں تو ویسے ہی بہت قبول ہوتی ہیں، بانی شہادت کی توفیر ہے۔

منا ہے کہ لاہور میں یوسف ہائی کسی شخص نے نیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر سے محفوظ رکھے۔ سبیل کو فون کر کے بلائیے گا (سبیل نعمان کی پرنسور شی کا دوست ہے اور ۲۰۰۰ روپے لے دے گا، تاکہ وہ مشہور کو پہنچا دے۔ سبیل کو خیر اسلام پہنچا دے۔ امید ہے نعمان منگور سے ۱۲۰۰۰ روپے مل گئے ہوں گے (نعمان منگور اسکول کا ساتھی)۔ اگر جنس ملے تو راج کو بھیج دیں کہ پیسے دیدے۔ نعمان منگور مجھے عجز پر آنے سے پہلے نور اسلام مسجد کے پاس ملا تھا۔ جب میں نے جیوں کا قافلہ کیا تو کہنے لگا کہ جس آدمی سے پیسے لینے تھے اس نے تو دیدے، لیکن دو میرے پاس خرچ ہو گئے، میں جلد ہی واپس کر دوں گا۔ عمر بن مہدی سے کہیں وہ جلدی لا دیں گے۔ یہاں پر جو طالب ہیں وہ تو بہت پتے ہیں۔ جنس ایک طالب راستے میں ملا، بڑی جس کہ طبیعت کا ناگ کہنے لگا آئی ہم جنس ایک بات بتائیں، یہیں دہل نہیں ملتا، دودھ والا چائے نہیں ملتا، ٹھنڈا پانی ملتا ہے۔ وہ طالب اس طرح جنس تہا تھا کہ جیسے ہم دہل کھانے کے بڑے شوقین ہیں۔ اصل میں کچھ چاہتے ہیں جو جناب کی طرف سے آتے ہیں ان کو دہل بہت پسند ہے۔ اس لئے اس طالب نے یہ بات بڑے الوس کے ساتھ بتائی۔ وہ یہ کچھ رہا تھا کہ ہر پاکستانی دہل کھانے کا بڑا شوقین ہے۔ لیکن یہاں حرکت دہلوں نے دہل بھی کھلا دی۔ طالبان تو گوشت ہی کھلاتے ہیں، البتہ دودھ کی چائے پیتے ہیں۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ جنت میں سوار نہیں ملے گی تو ہم سے کہتے ہوئے کہتے ہیں کہ جنت میں جنس بھی نہیں ملے گی۔ جب ہم چائے میں چینی ملائے ہیں تو بڑی حیرت سے دیکھتے ہیں، لیکن اب ہم نے اپنے ساتھی طالبان کو چینی کی عادت ڈال دی ہے۔ جب یہ توہ پتے ہیں تو ساتھ ساتھ نانی کھاتے رہتے ہیں اور توہ پتے رہتے ہیں۔ کالی بانیاں ساتھ رکھتے ہیں، سر خش، وغیرہ بھی نہیں کھاتے (یہاں نعمان خوب جسا) کہنے لگا اب یہاں اتنی سادگی ہے کہ گورنر وغیرہ سائیکل پر گھومتے ہیں۔ ہم ایک دفعہ کی بلڈنگ میں گئے، وہاں جنس ایک گورنر ملا، ہم لڑے ایک عام آدمی سمجھ رہے تھے۔ طالبان میں واقعی بڑی سادگی ہے اور دوسروں کی بڑی عزت کرتے ہیں۔

یہاں ہم نجیب کے محل میں گئے، پہلے وہ شاد اور کا محل تھا۔ طالبان نے اس محل کی بالکل ریڑھ لگا دی۔ ہم شاد اور کے ایک کمرے میں گئے، وہ شاید اس کے سونے کا کمرہ تھا، طالبان نے کہا کیا بھاری بھاری (یہ کمرے کو کمر کر کے لئے ہوتی ہے) صحت کے نائل بھاری کی وجہ سے خراب ہو گئے (پھر جسا) کہنے لگا کالیوں پر ہنر کر سوار تو ک رہے تھے، سوار کو طالبان کے بچے دکھ دیتے، حمل خانہ وغیرہ بھی اسی طرح پڑے ہیں، خرچ رکھے ہیں، لیکن طالبان انہیں استعمال نہیں کرتے۔ بس سادگی سے زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو وہ بتا رہے تھے کہ تحریک طالبان، حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریق پر چلائی جا رہی ہے۔ ان کو دنیا کے جاہ چشم کی پروا تو نہیں ہے۔

فرزین کو خط لکھنے کا سوچا تھا لیکن اس نے زانی ایڈریس بتایا تھا وہ میں بھول گیا۔ آپ اس کو بھی سلام کہہ دیجئے گا۔ وہ ایک سائز کر رہا ہو گا، آرام سے گھر میں روٹیاں توڑ رہا ہو گا، جناب بھی نہیں کر رہا ہو گا، ہمارا کام بھی یہی ہے۔ ابو کہا کرتے تھے کہ بس تم لوگوں کو وہ کام ہیں کھالیا اور سو گئے۔ اسی یہی بڑا آرام ہے کھالیا، سو گئے، قرآن پڑھا سو گئے، نماز پڑھی سو گئے، تیسرا اہم کام جنگ کا ہے جس میں بڑا مزہ آتا ہے، بڑے ہی مزے کی زندگی گزار رہی ہے، جب سروں پر سے گولیاں گزرتی ہوئی جاتی ہیں تو بڑا مزہ آتا ہے (یہاں بھی نعمان جس رہا تھا) اب آپ کو خط لکھ رہا ہوں تو حرکت کے پتے پر مت لکھئے گا، میں یہاں سے جا رہا ہوں، طالبان کے پاس جا رہا ہوں، وہاں جنگ کے مواقع زیادہ ہیں۔ میں وہاں جا کر خط لکھوں گا اور پتہ بھی لکھ دوں گا۔ لیکن ایک دشواری یہ ہے کہ یہاں سے خط بھیج تو سکتے ہیں خط آتا بہت مشکل ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں میں چند روز میں دن بعد خط لکھ دیا کروں گا۔ جس نے یہ ٹیپ دیکھا وہ ایک مجاہد سے ملا ہے کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا کروں عجیب کیفیت ہے۔ کیسٹ تمہاری سی ٹیپ کرنا ہوں پھر بند کرنا ہوں، پھر ٹیپ کرنا ہوں، اسی طرح سلسلہ چل رہا ہے۔ ایک مہینے میں بہت سے واقعات ہوئے لیکن اب بیان کر رہا ہوں تو بہت سے واقعات ذہن سے محو ہو گئے ہیں۔ یہاں روسی ہنگولوں کا دست لگانے کا ساماں پڑا ہوا تھا، ایک سائز کا پھر سوڈ نہیں ۱۵۲۔ ۱۵۱۔ ہمارے ساتھ ایک عجیب واقعہ ہوا، میں اور میرا ایک مجاہد ساتھی ایک دن ایک بلڈنگ میں گئے، شاید وہ دفاع کی بلڈنگ تھی، تو میرے ساتھی کو کیت پر جا کر یاد آیا کہ اس کی جیب

میں بیٹھ کر بیٹھ پڑا ہوا ہے۔ اس مجاہد نے وہ بیٹھ کر بیٹھ پڑا ہوا طالب کے پاس بیٹھ کر بیٹھ پڑا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ آپ واقعی میں اپنی نجات لے لیں۔ مجاہد نے کہا کہ آپ پر کیا امید ہے۔ انہوں نے فوراً کہہ دی۔ یہ سب جہادی سلسلے کی گزیراں ہیں کیونکہ وہاں وہ مسلمان جہاد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عزیمت کا یہ ہے۔ فرق ہے جہاد اور عزیمت کا یہ ہے۔ عزیمت کا یہ ہے۔

نعمان نے اس کے بعد کہا، "توقف ہر اے نمازی مغرب اور طعام" اصل میں ای اتی اور ہو گئی تو مجھے تمکان بھی ہو گئی اور جوک بھی نکلنے لگی۔ لڑنا اور کھانے سے فارغ ہو جاؤں تو دوبارہ کیسٹ ٹیپ کروں گا۔ کزوری سی عسوس ہو رہی ہے، پھر بوٹیاں کھانوں گا تو کزوری دور ہو جائے گی۔ اس لئے تب تک کے لئے اللہ حافظ

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
 طے کر رہا ہے تو جو، دو دن کا یہ سفر ہے
 دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
 جب سے بنی ہے دنیا، لاکھوں کروڑوں آئے
 ہائی رہا نہ کوئی، سب ملی میں سائے
 دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
 آنکھوں سے تو نے اپنے، دیکھے جہادے کتنے
 ہاتھوں سے اپنے تو نے، دقتائے مردے کتنے
 دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
 یہ کتنے اونچے محل، کچھ کام کے نہیں ہیں
 یہ عالی شان محلے، کچھ کام کے نہیں ہیں
 دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
 "گزرتیں، کا کھڑا جھونا سا ترا گھر ہے
 منزل یہ سونے والے، ملی میں سو ہے ہیں
 دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

﴿ror﴾

شاہ د گدا یہاں پہ سب ایک دور ہے ہیں
 مٹی کے پتلے تم کو، مٹی میں ہے
 دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
 کر لے خدا کو راضی، کچھ نیکیاں کمالے
 سااں تیرا بھی ہے سااں تیرا بھی ہے
 دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
 اک دن یہاں پہ آہ اک دن یہاں سے جانا
 رہنا نہیں یہاں پہ، جلدی تیرا سفر ہے
 دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
 طے کر رہا ہے تو جو، دو دن کا یہ سفر ہے
 (شاعر کا نام معلوم نہیں)

السلام علیکم: کھانا کا وقت قسم ہوا آج کھانے میں کھینچی ہوئی تھی۔ گمرکی بھر مید یاد آئی، گمرکی طرح کی تو نہیں بنی ہوئی تھی۔ یہاں کھانا لکے پلٹتے ہیں جن کھینچی کھا کر گمرکی پر تازہ ہو گئی۔ ابھی میں بستر میں لیٹا ہوا ہوں۔ یہ فوجی انداز کے بستر ہیں۔ لوہے سے بنے ہوئے ہیں، جس طرح ڈبل ڈیکر بس ہوتی ہے اس طرح کے یہ مسہری تھپ کے بستر ہیں۔ کئی فوجیوں کے لئے لوہے پر بچھے ہوئے ہوتے ہیں، جس مسہری پر میں لیٹا ہوں یہ سٹیکل ہے ابھی میں پہرہ لے کر آیا ہوں، چاروں طرف بڑی خوبصورت چاندنی چھلی ہوئی تھی۔ آج تیر ہوئی کی شب ہے، عجیب و غریب کھل سہلی قند رات کو ہمارا جمع ہوتا ہے ان میں نکلیں وغیرہ پڑھی جاتی ہیں۔ میں نے سوچا یہ ٹیپ کر لوں کیونکہ معاویہ کو بہت شوق ہے (یہ تمام نکلیں بہت اچھی ہیں، آپ بھی سن کر خوش ہوں گی) یہ نکلیں معاویہ کے لئے میری طرف سے تینتی تھکتی ہیں۔ رات کے لئے میرے کپڑے ہیں اور دوسری چیزیں رہا متوال کر رہا ہوں گا۔
 نعمان نے اس کیسٹ میں کئی نکلیں معاویہ کے لئے ٹیپ کر کے بھیجی تھیں، میں ان نکلیوں میں سے ایک نکلی یہاں لکھ رہی ہوں۔ یہ نعمان کے ایک ماہر ماہی نے جمع کے وقت پڑھی تھی۔

﴿ror﴾

ہیں اس نے ہماری طاقت اپنے امیر سے کرائی، ایک افغانی ساتھی کو بروہہ آتی تھی، اس نے ترجم کے فرائض انجام دیے۔ وہ کہتے تھے "تم پاکستانی بھائیوں نے جس طرح ہماری مدد کی ہے اور تم اتنی دور سے آئے ہو، مگر تم ہمارے سروں پر پاؤں رکھ کر بھی چلو گے تو ہم تم سے جراثیم نہیں ہوں گے" یہ طالبان افغانی سادہ لوح اور اعلیٰ کردار کے حامل ہیں۔ (لنمان نے طالبان کی تحریک کی توجیہ بہت لکھا ہے۔ اور پھر میں نے ایک نظم "افغانی لوگ" تحریر کی۔ جسے لنمان کی کیسٹ کے مضمون کے ساتھ لکھ دیا ہوں)

"اچھے لوگ"

افغان سرزمین کے یہ ایسے لوگ ہیں
 اسے وقت ہیں کہ جان لے یہ اچھے لوگ ہیں
 اس دور کو بھلا نہ تنہی کا ہدف
 اس دور میں بھی ملامت سے لوگ ہیں
 دعا ہے ان کے دم سے شریعت رسول کی
 اس دور میں بھی کم ہی سمی اچھے لوگ ہیں
 ان کے ہر ایک غلطی میں امن و ایمان ہے
 اس دور پڑتوں میں بھی کچھ ایسے لوگ ہیں
 قول و عمل میں ان کے کوئی قصور نہیں
 کچھ ہیں طالبان جنہیں سچے لوگ ہیں
 دنیا کے تہوں پہ یقیناً مس کیا کرو
 خود چاہ دیکھو ان سے ملو پیارے لوگ ہیں

اس کے لئے یہ بہت ہیں (یہاں میری آنکھیں آسوں سے لہریں ہو گئیں اور میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ اسے میرے رب میرے بچے کی حفاظت فرمائے اور میرے بچے کو پھر مجھ سے ملانا۔ اللہ تعالیٰ اسے بہت سے بچے پہننے کے لئے عطا فرمائے۔ آمین۔ میں نے جب پہلی مرتبہ یہ کیسٹ سنی تو مجھے بخار آیا تھا۔ اس لئے صحابہ نے کیسٹ چھپا کر رکھ دی تھی۔ رافع، صحابہ، طلحہ اور قاضی صاحب چھپ کر کیسٹ سنتے ہیں۔ آیا بھی کیسٹ سن کر رونے لگتی ہیں۔ اس وقت "مجاہد تم کہاں ہو" کے لئے لنمان کی بھیجی ہوئی کیسٹ شپ کر رہی ہوں، تو بڑی آہستہ آہستہ کیسٹ سن رہی ہوں۔ قاضی صاحب کہنے لگے امت سے سنتہ کہیں ایسا نہ ہو کہ طبیعت خراب ہو جائے۔ میں نے ان کو جواب دیا جو عظیم رب کتب لکھو اور آپسے وہ مجھے بہت بھی عطا فرمائے گا اور الحمد للہ، اللہ نے لکھو بھی دی۔ اب وہ اس لکھے ہوئے کو قبول بھی فرمائے اور میرے مجاہد اور میرے پیارے بچے کو خیر و عافیت سے پہنچا دے۔ آمین)

مترم جنرل سید صاحب تو ملک کے بہت بڑے بل کوئٹہ اور سرحدیہ واپس، ڈورا گز والوں کا بھی خیال کیا کریں۔ ایک دن رات کو ای بہت یاد آ رہی تھی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ "مے میرے اللہ مجھے ای کی شکل خواب میں نظر آجائے اور میں ای کو نظر آ جاؤں" اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ای رات مجھے ای کی شکل نظر آ گئی۔ مجھے اللہ کی ولایت سے بڑی امید ہے کہ میری شکل ہائی کو نظر آ گئی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے۔ مجاہد تو بہت جلد دعا میں قبول ہوتی ہیں۔ بعض اوقات تو یہاں محسوس ہوتا ہے کہ دوسرے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ آپ کے بلڈ پریشر کے لئے قہیر کے وقت اور پیہرہ کے وقت دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ رحمن و رحیم ہے ضرور میری دعا بھی قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف پوری دنیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں، بس اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ کی طاقت ہے کہ وہ دونوں شہنوں کی سلامشوں کو ناکام فرماتا ہے۔ تحریک طالبان قائدنا اللہ کی محبت میں شروع ہوئی ہے اور اب بھی ان کا مطیع نظر اللہ کی رضا ہے۔ اس لئے اللہ کی نصرت مانا جاوے ساتھ ملکر ہے۔ ان طالبان کو دیکھ کر حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی یاد چاہو جو جاتی ہے۔ جملہ السراج ہر ایک افغان مجاہد ہمارا ساتھی تھا۔ یہاں ہاٹی والا ساتھی کو کہتے

ہندوئی ممالک اور مشرق وسطیٰ اسلام افغانستان کے خلاف جو کھٹاؤنی سازشیں کر رہے ہیں
 ورساوی دنیا کو نظر آ رہی ہیں۔ اس لئے طالبان کے پاس بھی اس بات کا جواز موجود ہے کہ وہ
 بھی ان کے خلاف اپنی جہادی کارروائیاں کر سکتے ہیں۔ ایک حدیث ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ
 ”ملاساں سے ایک جماعت اٹھے گی جو پوری دنیا پر پھیل جائے گی“ آج کل ہمارے پاس انگلیز
 کینیڈا کے ساتھی آرہے ہیں، تمام دنیا میں اس وقت جہادی تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ پوری دنیا
 کے باشعور مسلمان جہاد میں حصہ لے کر اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوششوں میں مصروف
 ہیں۔ اس وقت دنیا کی حالت دیکھ کر ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ شاید وہ وقت قریب آ گیا ہے
 جب کانے وہاں کی آمد ہوگی۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام اللہ کے حکم پر دنیا میں (دشمن کی
 جانح مسجد کی تہمت پر اتریں گے۔ حضرت مسیح علیہ السلام اللہ علیہ ”سج سو نماز اور علامات
 قیامت“ آئیں گے اور وہاں کے فتنے اور پھر باہر جہاد کے فتنے کو منانیں گے۔ پھر
 چاروں طرف اسلام کا یوں ہلا ہوا گا۔ اس وقت زیادہ تر مسلمان غفلت کی نیند سو رہے ہیں،
 میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ سب خواب غفلت سے جاگ جائیں اور دنیا میں اسلامی
 انقلاب آجائے۔ ہمارا ایک ساتھی تھائی لینڈ کا رہنے والا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تھا کہ لینڈ
 میں اسلام کس طرح پھیلا؟ اس نے کہا کہ ملائیشیا کے ذریعے ہمارے ملک میں اسلام داخل
 ہوا اور ملائیشیا میں اندونیشیا کے ذریعے اسلام پھیلا اور اندونیشیا میں صحابہ کرام پہنچے تھے۔
 حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انھیں پوری دنیا میں اللہ کی مدد سے پہنچے تھے۔ کامل میں
 بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انھیں کی قبریں موجود ہیں۔ انہوں نے اپنا گھر بار اور اپنا خلیفہ
 آرام تک چھوڑ دیا تھا۔ جو بھی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضور ﷺ نے اپنا آخری
 خطبہ دیا تھا اس وقت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انھیں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار
 تھی۔ حضرات صحابیات اور دیگر مسلمان تو اس تعداد کے علاوہ تھے۔ عرب سے نکل کر
 آپ ﷺ کے صحابہ نے شام، مصر، فلسطین، ایران، عراق، افریقہ، اجمین، ترکستان،
 ہندوستان، غریبک، دنیا کا بہت بڑا حصہ فتح کر لیا تھا۔ یہ سب جہاد کی برکتیں تھیں۔ آج ہمیں
 اللہ کی راہ میں لفظ بہت د شہاد محسوس ہوتا ہے حالانکہ جب کوئی ہندو مسلم بچے دل سے جہاد
 کی سبیل اللہ میں نکلے گا اور لڑے گا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا ہے۔ اسی نے اللہ نے اپنے

طاہرینی قوتوں سے غمزد آنا یہاں یہ
 تقویٰ میں بے مثل ہیں یہ ایسے لوگ ہیں
 اللہ کے رسول کی سیرت ہے رہنا
 اللہ کے رسول کے یہ پیارے لوگ ہیں
 دوزخ کام ان کے ساتھ چلو رہا زیت میں
 تم خود ہی جان جاؤ گے یہ کیسے لوگ ہیں
 یہ چاہتے ہیں ملک میں اسلام کا نظام
 رشتہ ہے ان سے دین کا یہ ایسے لوگ ہیں
 اس دور نو میں جن کی قیامت پہ ہے نظر
 اس دور میں فقط وہی فرزانے لوگ ہیں
 مرثاد ہیں یہ نشہ خبا رسول سے
 دنیا سمجھ رہی ہے یہ دیوانے لوگ ہیں
 کرو فریب ان کی شریعت میں کفر ہے
 یہ حکم خلوص ہونے سادے لوگ ہیں
 ان کے قلوب بغض و عدالت سے پاک ہیں
 اس خاک دہر میں یہ سیدھے لوگ ہیں
 یہ امن و آشتی و دفا کے سفیر ہیں
 یہ علم محبت کے لوگ ہیں
 کچھ ان طرح ہوتے ہیں یہ راہ جہاد میں
 ان کے لئے ما آگیا قبر حیات میں

READING
 Section



بہانے کو سے منٹ کی کیسٹ لے آیا۔ پھر ایک لڑکے سے نیپ دیکھا ڈھونڈا اور کیسٹ بھرنے پوچھا۔ شام کو جب میں نیپ کر رہا تھا تو بیٹے بول کر بھول جاتا تھا۔ پھر بند کرنے کے ساتھ ساتھ پھر پوچھا تھا، کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح نیپ کروں۔ بھر ماں یہ بہت مشکل کام ہے۔ خط تو پھر بھی آسانی سے لکھا جا سکتا ہے۔ گھرتے کھانے بہت یاد آتے ہیں، یہاں کے کھانوں میں مرغیں نہیں ہوتیں، گھری گھاری، بیانی اور دیگر چیزیں کبھی کبھی کھانے کو دل پابنت ہے۔ لیکن اب تو ان شاء اللہ لوہے جا کر حنت میں ہی کھائیں گے۔

خبریں سنی تھیں کہ جج کے موتمر پر سٹی میں کالی پاکستانی جاتی شہید ہو گئے، اللہ ان کی عافیت فرمائے۔ آمین۔ اسی دن آپ کا جج بدلتی ہوئی کی اسی طرح گزرتی قرآن کی کاسیس اور دیگر ذمہ داریاں بھی جاری ہوئی اور اب وہ پھر کو آرام سے ہوتے ہوں گے اور صبح K.E.S.C اور نیشنل بینک وغیرہ چلے جاتے ہوں گے۔ آپ کے اسی طرح چکر بندر روا، نیازی اور چلی ہے میری گھوڑا چھڑی۔۔۔۔۔ اسی طرح کلارنی چل رہی، وہ لگی اور دو تارے پھولے صاحب ان کے سر پر کرکٹ ٹیم کی پونی ذمہ داری ہے، لہذا اب یہ وقت بن گا اس ذمہ داری نبھانے اور گھر سے باہر رہنے میں گزارنا ہو گا اور رات تا صبح درجہ میاں شاید آئینہ کے سامنے زیادہ وقت گزارتے ہوں گے اور جنرل بھائی سے تو کیا کہنے باقی یہ ہے کہ سب گھر واسلے یہ آتے ہیں۔ آپ لوگ بھی مجھے دعاؤں میں یاد رکھا کریں اب رات کے بارہ بج رہے ہیں، میں بستر پر لیٹا ہوا سوچ رہا ہوں کہ کیا کریں۔ آپ کو معلوم ہے ویسے ہی میں بہت تم دوچتا ہوں۔ میں خالد کے پتہ پر کیسٹ بھیج رہا ہوں، خالد ان شاء اللہ آپ کو پہنچا دے گا۔ ایک لڑکا ہے اس کے پاس اچھریکٹ (آڈو) کا مٹر ہے، دو جب لگا کر آتا ہے تو مجھے اسی شدت سے یاد آتے لگتی ہیں، کیونکہ اسی کو آڈو کا مٹر بہت پسند ہے، یہ فڈم کی خوشبو سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے آڈو کا مٹر سوچ رہے ہیں یا پل رہے ہیں۔ اسی طرح تیل نکاتا ہوں تو آیا یاد آجاتی ہیں اور گھر واسلے تو یاد آتے ہی رہتے ہیں۔ آج ایک لڑکا کہتا ہے کہ جہاں اس کو یہ کیسٹ دیا گیا اس وقت شدت کی نیند آ رہی ہے۔ صبح چاہے تھک کر نماز کے لئے اٹھتے ہیں اگر صبح لگام ملا اور کوئی بات نہ ہو تو نیپ کر دوں گا ورنہ اللہ حافظ (یہ تمام باتیں نعمان نے بستر پر لیٹے لیے بھری ہیں اس وقت نعمان کا لہجہ بہت سنجیدہ تھا)

کرم سے مجھے اپنے راستے میں ٹکنا۔ اسی آپ کہہ کرتی تھیں کہ بیٹا اپنی خوراک کا حقیل رکھنا تو وہی نبی اللہ کا شکر ہے صحت بہت اچھی اور رہی ہے، گھر والے اور گھر سے متعلق ہر چیز یاد آتی ہے۔ لیکن اللہ کی راہ میں ہر چیز چھوڑنا پڑتی ہے۔ جن شاء اللہ اصل تو آخرت میں ٹیس کے اور وہی مستقل رفاقت ہوگی۔ دونوں کی زندگی ہے ختم ہو جانے والی زندگی ہے، جو حالات اس وقت پوری دنیا میں ہیں اس کے مطابق تو ہر گھر سے ایک سپاہی کو اللہ کی راہ میں لکھنا پڑے اور پھر اس وقت تو جہاد فرض میں ہو چکا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ گھروں کی خدمت کرو اور ان کو مال نہ کرو۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی کمائی یہی ہے۔ اب نہ کبھی جہاد کے بارے میں سوچا بھی نہیں ہو گا اور نہ ان کے ہاں ادا کرنے اور نہ اسی طرح آپ کے ہاں ادا کرنے جہاد کے سلسلے میں سوچا ہو گا۔ یہاں جو میں آیا ہوں تو اللہ کا شکر ہے کہ اب اور آپ کے لئے کھلے دل سے جہاد فی سبیل اللہ میں نکلنے کی اجازت دی اور آپ کے دل سے اجازت دی، تو ان شاء اللہ اللہ آپ سب کو اس کا بہترین اجر دے گا اور اس کے اجر کا ہم اندازہ نہیں لگا سکتے۔ دو جوتے رکھے ہوئے تھے دو ٹانگے کے ہیں وہ شعیب بھائی کو دینے ہو رہے ہیں اور اس کے علاوہ دو کتا ہیں "خاموش جاہ" اور "میدان پکارتے ہیں" اوسم کو رانچ کے در پئے بھجوا دیں۔ وہ لڑکا تعلیم میں پیشکش ہے، شاہد کو بھی سلام کہہ دیجئے۔ راشد (ارشد) خیریت سے ہے، میرے ساتھ آ رہا ہے۔ ہوتا ہے وہ بھی بالکل ٹھیک ہے۔ اسی آپ کا لاہور جانے کا پروگرام تھا معاویہ کے ساتھ، تاریخ تو میں بھول گیا، مابا بقیر عید کے قیسرے دن جانا تھا (مٹی میں) یہ آپ کے لئے اچھا سفر رہے گا۔ آپ کی طبیعت بہتر ہو جائے گی کیونکہ اب وہ اس کی تبدیلی سے بہت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ویسے بھی لاہور کی آب و ہوا آپ کو بہت موافق آتی ہے۔ رانچ، معاویہ، طلحہ تم امی کو بالکل مثبت متا کر رہی، اب لاہور آپ کی خدمت کرے، وقت پر پڑھو، وقت پر کھلو، فضول لڑکوں میں تعلق نہ بنانا۔

ایسی ہی کئی کئی جگہ کے ساتھ تھا۔ اب ان شاء اللہ خاندان کے ساتھ چھوڑ دوں گا۔ شاید رابطہ ٹوٹ جائے میں ان شاء اللہ خط وغیرہ لکھ کر بھیجا کروں گا۔ ابھی یہ کیسٹ بھر کر بھیج رہا ہوں کیونکہ جب میں آ رہا تھا تو اسی آپ نے کہا تھا کہ کیسٹ نیپ کر دو لیکن میں کیسٹ نیپ نہیں کر سکتا تھا۔ یہاں ایک لڑکے سے کیسٹ منگائی تو دو ساتھ منٹ کے

(یہاں کیسٹ کا وہ حصہ ہے جو صبح کے ناشتہ کے بعد نعمان نے شپ کیا ہوگا)

ابھی ناشتہ میں کافی پئی۔ ایک لڑکا تھو تھو ناظم آباد کا ہے اس کا نام نیچہ ہے۔ اس کے پاس ٹیبلے کی کافی کی بڑی بوتل ہے۔ تین چار دن سے کافی پنی رہے ہیں۔ یہاں پر فاختا میں بھی کافی کھائی جیسا کہ یہاں فاختا میں کافی ہیں (اس وقت نعمان کی آواز سے محسوس ہو رہا تھا کہ سردی بہت چڑھی ہے) وہ فاختا میں شہر کی قسمیں آج اور تین دن پہلے۔ ایک دوست نے فاختا کو ایک ناشتہ بیچ کر گئی۔ ہم نے بروست کر کے کھائی، فاختہ کا گوشت بہت لذیذ ہوتا ہے، جو جزی کر اپنی میں نہیں کھائی تھیں وہ بھی اللہ تعالیٰ نے یہاں کھلا دیں۔ ناشتہ کا گوشت بہت گرم ہوتا ہے لیکن یہاں سردی کافی ہے اس لئے ان کے کھانے سے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ یہاں کامل میں ترک کا کافی بلن دستیاب ہے۔ ایک صاحب لیکس کے ہم سے ہم استعمال کرتے ہیں۔ یہ صاحب میں ایک لاکے کے ہاتھ خالد کے گھر بھجوا رہا ہوں۔ خالد ان شاء اللہ آپ کو دیدے گا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اب کیا بولوں۔ پورا ہوا ہی گفتگو ہے، نیچہ بند کرنا ہوں پھر دوبارہ شپ کرنا ہوں، کافی مشکل کام ہے، تقریر کرنا، آواز نیچہ کرنا، کوئی آسان کام نہیں۔ یہ نیچہ ریکارڈ آواز کو ٹھیک سے سنا نہیں کر سکتے ہیں تو خاصا آواز پیدا ہوتی ہے۔ کیسٹ کے ابتدائی حصے میں، میں نے کوشش کی تھی کہ فائرنگ کی آواز بھروں لیکن آوازیں ٹھیک سے نیچہ نہیں ہوتیں۔ ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے گولیاں نہیں پلانے پل رہے ہیں۔ ایک تو نیچہ ٹرولر ہے اور دوسرے یہ علاقہ کافی ٹھنڈا ہے۔ پورے پورے بروست فائر کے لیکن آواز ٹھیک سے نہیں آتی۔

امیر ایڈمنسٹریٹو عمر صاحب سے ایک ساتھی کی بات ہوئی تھی اس نے سوال کیا کہ آپ افغانستان کی فتح کے بعد آگے بڑھیں گے یا افغانستان کی طرف توجہ دیں گے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ایک جگہ بھی نہیں رکوں گا، آگے پیش قدمی کروں گا۔ میرے سامنے افغانستان کی پوری تاریخ موجود ہے کہ افغانی جب دشمن سے نہیں لاتے تو انہیں میں لواتے ہیں، لہذا آگے کی طرف پیش قدمی کروں گا۔

حضور اقدس علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "میری امت کی سیاحت جہاد میں ہے" اور الحمد للہ

جہاد کے راستے میں نکل کر نئے نئے علاقے دیکھنے کو ملے۔ اللہ سے امید ہے کہ ان شاء اللہ آگے بھی جائیں گے۔ وہی کاروبار نومبر سے پہلے ہے (نومبر ۱۹۹۹ء) اگر شہید نہیں ہوا تو..... جب آؤں گا، تو پھر ان شاء اللہ سب لڑ کر عمرو کے لئے بیت اللہ کا رخ کریں گے۔ یہاں ایک استاد نے چار خرگوش پالے ہوئے ہیں، ابھی بھی ایک خرگوش سامنے گھوم رہا ہے۔ خرگوش بڑی دلچسپ حرکتیں کرتے ہیں، اگرچہ کو دو دنوں ہاتھوں میں پکڑ کر کھاتے ہیں، اچھے عموماً تصدیق میں ہوتے ہیں۔ ایک خرگوش تو بالکل ویسا ہی لگتا ہے اس کے دانت بھی اسی طرح باہر نکلے ہوئے ہیں۔ لوی کے تھیں روپے راج کے ہاتھ بھجوا دیں، اسکیل خان سے کہنا کہ میری ایم کام کی مدد کیٹیٹ ڈگری بلور پورتور شی کارڈ نکلو انہیں اور گھر آپ کے پاس بھجوا دیں۔ بس آپ سے دعا کی درخواست کر کے رخصت کی اجازت چاہتا ہوں۔

اللہ سب کا حافظہ دانا سر

آپ کا بیٹا

احمد نعمان فاضلی

کیسٹ من کر لینے سے پہلے میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ "اے پروردگار مجھے طاقت و قوت دینا کہ میں مضبوطی کر کے نعمان کے الفاظ ان صلوات پر منتقل کر سکوں۔ کئی بار ذہن کو بروست جھٹکنے لگا، آنسو آنکھوں سے نکلنے کو بے تاب ہو گئے، لیکن میرے رب کی رحمت اور کریمت ذات نے مجھے حوصلہ بخشنا، ایک دوبارہ قلم ڈرگایا لیکن میرے رب نے اسے چھروا کر دیا۔ انسان ہاتھ کام کی کوشش کرے تو وہ کام اللہ کی مہربانی سے ہو جاتا ہے۔ واقعی ساری قوت و طاقت اللہ ہی کی ہے۔ میرے مالک مجھے ہمیشہ اپنے کردار پر اپنا شکر کرنے کی تلقین دلا فرماتا۔ آمین



”جہاد، شہادت“

اور استقامت“

بارئیع الاول شروع ہونے کا تھلہ میرے کان اور دماغ کی دھبہ پر گرنے لگا۔ مجھے کہ شاید
 ذائقہ میرے جہاد بیٹے کا کھلے کہ آئے، شاید کوئی ٹیلیفون میرے بچے کا آجائے۔ عمران
 بھائی، فاضلی صاحب سے ملنے رہتے تھے، لیکن ان سے بھی ہمیں کوئی اطلاع نہیں ملی۔ رفق
 الاول کا مہینہ آہستہ آہستہ گزر رہا تھا۔ میں صبح و شام لورون رات کے اکثر اوقات بیٹے اپنے
 رب سے دعا کرتی کہ ”اے میرے معبود تو تمام جہادین کی حفاظت فرما اور ان کی مدد فرما،
 اور اے رب میرے بچے کی خیریت سے مجھے آگاہ فرما۔“ (آمین) رفق الاول کی بارہ
 تاریخ تھی حضور اقدس ﷺ کا یوم وفات۔ اس دن بھلا مبارک تھا۔ آپ صبح ہی صبح
 غربت مومن لے کر آئیں اور خاموشی سے اخبار رکھ کر لیت گئیں۔ میں نے ان کی طرف
 نظر کی تو ان کے چہرے پر بڑی گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ میں نے اخبار چھینا اور کہا۔
 ہم۔ سہ کی عادت یہ ہے کہ غربت مومن کی ایک ایک خبر اور اس کی تفصیل ضرور پڑھتے
 ہیں۔ اس میں ایک خبر صلی فیہ ۳۲ پر تھی کہ قندوز کے علاقہ جہاد نعمان اور جہاد اطلاق شہید
 ہو گئے۔ جہاد نعمان کی وصیت تھی کہ مجھے اسی سرزمین پر دفن کیا جائے (کیونکہ میں اسی
 سرزمین سے اٹھ کر اللہ کی بارگاہ میں جانا چاہتا ہوں) یہ خبر پڑھ کر میں سمجھ گئی کہ آپاسی خبر کو
 جہاد کر خاموش ہیں۔ فاضلی صاحب نے بھی اخبار پڑھ لیا، میں خاموشی سے لیت گئی اور اللہ کو
 یاد کرنے لگی کیونکہ داویا تو اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کے مرنے پر بھی منع فرمایا ہے، جہاد
 شہادت تو جہاد کے لئے ایک بہت بڑا تحفہ ہوتی ہے، اس پر تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے
 خوشخبری موجود ہے، لیکن انسان کی فطرت ہے کہ وہ اس کے باوجود ملول ہوجاتا ہے۔ اسی
 اور کہتے ہیں کہ اسی کو اپنی لیب میں لے لیتی ہے۔ اتفاق کی بات اس دن خالد جی کے گھر میرے
 اسی کا جلسہ تھا، سب جاملے کا وقت ہوا تو خالد جی کا فون آیا۔ میں نے خالد جی کی آواز سن کر
 السلام علیکم کہنا، سلام کا جواب دینے کے بعد کہنے لگیں میں کسی طرہ سے ہے، میں نے کہا

الحمد للہ ٹھیک ہیں۔ کہنے لگیں جی میں آپ کو لینے آ رہی ہوں، میں نے جواب دیا ہے ٹھیک
 ہے آجائیں۔ دس منٹ بعد ہی ان کی گاڑی آگئی۔ ان کے گھر بیان ہوا، اس میں اللہ بوریاس
 کے رسول کی اطاعت کا تذکرہ تھا، بیان میں یہ بتانا مقصود تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کی
 اطاعت کرنے کے بعد ہی ہمیں ایک کامیاب زندگی کی نوبت مل سکتی ہے۔ جہاد جہاد کہنے
 لگیں کہ باقی اسی اطاعت کو جہاد ہی سمجھ لیں اللہ کے سلسلے کے ساتھ بیان کریں۔ جہاد جہاد کہنے
 معنوم نہیں تھا کہ آج میرے دل نے کیا کیفیت ہے۔ میں نے فطری جھکار گھسی تھی، اسی
 انداز میں میں نے جہاد کی کھل اللہ کا بیان شروع کیا، کچھ دیر بعد ایک طالبہ کی آواز آئی۔
 باقی جہاد کے بارے میں بتائیں، میں نے اپنا ایک بندہ جہادین کی تقریب میں پڑھا۔

”جہادین“

دو کفر و شرک کا حلیہ بگاڑ دیتے ہیں
 دو گھبریں کو ہل میں پھینچا دیتے ہیں
 شجر ہیں دو خیر اکھاڑ دیتے ہیں
 خزان ان کو مسلسل پھاڑ دیتے ہیں

جہادین با کا نال رکھتے ہیں

دوں میں فوضہ خدا کا جہل رکھتے ہیں

بندہ سنانے کے بعد میں تے سورہ النساء کی دو آیات ان کے سامنے پڑھیں پور بھران کا

ترجمہ بیان کیا۔

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرَ أُولِي الضَّرَبِ
 وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ،
 فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى
 الْقَاعِدِينَ فَرْجَةً ، وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى ، وَفَضَّلَ
 اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ قَرَجَب

بِنَّةٌ وَمَغْفِرَةٌ وَرَحْمَةٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

(سورہ النساء آیات: ۹۵، ۹۶)

ترجمہ: "اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور پیغمبر خدا کے پیٹھ رہنے والے مومن برابر ٹھکے۔ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو پیٹھ رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے اور میں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خوبی اور اچھائی کا وعدہ دیا لیکن مجاہدین کو پیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے۔ اپنی طرف سے مزے کی بھی اور بخشش کی بھی اور رحمت کی بھی اور اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

تفسیر: جب یہ آیات نازل ہوئیں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور گھروں میں بیٹھ رہنے والے برابر ٹھکے تو حضرت عبداللہ بن ام سکون رضی اللہ عنہ (تیسرا صحابی) وغیرہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ ہم تو معذور ہیں جس کی وجہ سے ہم جہاد میں حصہ لینے سے محروم ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ گھر میں بیٹھ رہنے کی وجہ سے جہاد میں حصہ لینے والوں کے برابر ہم اجر و ثواب حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اس خالیکہ ہمدانگہ میں بیٹھ رہنا بطور شوق یا جان کی حفاظت کے نہیں ہے بلکہ غلظ شرعی کی وجہ سے ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے (خليفة أولي الضرب یعنی پیغمبر خدا کے) کا استثناء قبول فرمایا یعنی خدا کے ساتھ بیٹھ رہنے والے مجاہدین کے ساتھ اجر میں برابر کے شریک ہیں کیونکہ "خَبَّئْتَهُمُ الْعَالَمِينَ" ان کو خدا نے روکا ہوا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد) یعنی جان مال سے جہاد کرنے والوں کو جو فضیلت حاصل ہوگی، جہاد میں حصہ نہ لینے والے اگرچہ اس سے محروم رہیں گے تاہم اللہ تعالیٰ نے دونوں کے ساتھ ہی اچھائی کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اس سے علاوہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ عام حالات میں جہاد فرضی نہیں، فرض تکلیف ہے یعنی اگر بقدر ضرورت آدمی جہاد میں حصہ لے لیں تو اس کا اجر دوسرے لوگوں کی طرف سے بھی یہ فرض ادا شدہ سمجھا جائے گا۔

(اوردو ترجمہ، طہورہ قرآن، حصہ ۱، سورہ)

مرد و جہاد بالایمان کے بعد میں نے حضور اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ بیان کیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور اس نے نماز کو قائم رکھا اور کھانا کو کھلا اور کھانا کو کھلا اور روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے خواہے اور لازم کر لیا ہے) کہ وہ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا، خواہ اس شخص نے اللہ کے راستے میں ہجرت کی ہو یا وہ اپنے پیداگئی وطن میں ٹھہرا ہوا ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے سو درجے تیار فرمائے ہیں۔ ان میں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین میں۔ اور جب تم نے اللہ تعالیٰ سے مانگنا: "و تو فردوس مانگا کرو کیونکہ وہ جنت کا درمیانی اور اعلیٰ حصہ ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھولتی ہیں اور اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔" (بخاری)

حضرت قتادہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ایمان لایا یا اسلام لایا اور اس نے ہجرت کی تو میں اس بات کا مددگار ہوں کہ میں اسے ایک گھر جنت کے اطراف میں اور ایک گھر جنت کے وسط میں عطا فرماؤں گا اور جو شخص ایمان لایا اور اسلام لایا اور اس نے جہاد کیا تو میں اس بات کا مددگار ہوں کہ میں اسے ایک گھر جنت کے اطراف میں اور ایک گھر جنت کے وسط میں اور ایک گھر جنت کے اعلیٰ ترین درجے میں عطا فرماؤں گا اور جس شخص نے یہ اعمال کئے اس نے ہر چیز کو پایا اور ہر شے سے بچ گیا اب وہ جہان چاہے مزے (اس کی کامیابی چھٹی ہے) (نسائی، مستدرک)

حضور اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ میری امت میں سے کچھ لوگ رضائے خداوندی طور پر پیغمبر اجرت اور پیغمبر روزی کے جہاد کریں گے۔ ان لوگوں کو میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا اجر ملے گا۔ (بخاری، مستدرک)

میں نے کہا میری ماؤں! جہاد اور پیغمبر! آپ نے خاص مجاہد کا درجہ اللہ تعالیٰ نے کتابت فرمایا۔ اللہ کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ اپنے پیارے نبی کو ظلم دیا کہ ہمیں ایک ایک بات کو اس طرح سے بتائیں کہ وہ ہمارے ذہن نشین ہو جائے۔ اللہ ہمارا رحمن ہے اور نبی ﷺ بھی ہمارے رحمن ہیں۔ اب اللہ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے گھروں میں جہاد کی تلخی

لے، انکی کعبہ نہ چلتا۔ لیکن میرے پاس سواری کی وسعت نہیں کہ لوگوں کو لے جاؤں اور خود لوگوں کے پاس سواری نہیں اور میرے بغیر ان کو تہذیب میں طہرانہ بھی شائق گذرتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی کہ محمد ﷺ کا لیس اس کے ہاتھ میں ہے، جسے یہ بات زیادہ عجیب ہے کہ میں اللہ کے راستے میں غزوہ کروں اور شہید کیا جاؤں، پھر غزوہ کروں، پھر شہید کیا جاؤں۔ پھر غزوہ کروں، پھر شہید کیا جاؤں۔ (مسلم، احیاء الصحابہ)

اب آپ ﷺ کے خیالات کے مطابق میرا قطعہ سنیں۔

”شہادت کا درجہ“

بہت سے راستے جانتے ہیں تو خلد کی جانب
 ”جہاد میں مگر اک مختصر دست ہے جنت کا“
 اسی باعث شہادت کی تمنا میں نے خود کیا ہے
 کہ سب سے افضل و اعلیٰ بھی ہے درجہ شہادت کا

غزوہ اُمد سے پہلے جب کعبہ کی آمد کی خبر سن کر حضور ﷺ نے صحابہ کرام و رسولان
 اہل شہادہ کو جمع کر کے مشورہ کیا، بعض کی رائے تھی کہ مدینہ منورہ میں رو کر کعبہ بند
 ہو کر مقابلہ کیا جائے جبکہ بعض جنت کے شہداء کی تعداد کے باوجود باہر نکل کر کعبہ
 میدان میں مقابلے کو ترجیح دے رہے تھے، نعمان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ بھی شہادت
 کے لئے انہی طلب گاروں میں سے تھے، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ، ”ہم
 کو جنت سے محروم نہ کیجئے، قسم ہے اس پاک ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں
 ضرور جنت میں داخل ہو کر رہوں گا“ آپ ﷺ نے فرمایا: کس بنا پر؟ نعمان رضی اللہ عنہ
 نے عرض کیا ”اس بنا پر کہ میں اللہ کی وعدائیت اور آپ کی رسالت کی کوئی وجہ ہوں اور
 لڑائی میں کبھی نہیں بھاگتا“ آپ ﷺ نے فرمایا ”صفت“ (تو نے سچ کہا، یعنی شہادت کی
 لڑائی اور لڑائی میں ثابت قدمی پر جنت کی امید رکھنا برحق ہے ہے جائیں)

۱۰ جنگ اُمد میں جب دشمنوں کا آپ ﷺ پر هجوم ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ”اے اللہ! جو اس مرد ہے جو ہمارے لئے اپنی جان کا سورا کرے، یاہ شیعہ ہی زیادہ میں سکون رضی اللہ

کریں اور پھر ہر گھر سے اللہ کا کم از کم ایک سپاہی تو لکھے اور اس طرح جہاد میں کے کاٹنے
 میدان جنگ کی طرف جاتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسا کرنے سے ضرور امداد سے اوپر بھی اپنی
 رحمت نازل فرمائے گا۔

پھر ایک مطالبہ لے کہا باہمی شہادت کے باعث میں بھی اختصاراً بتا دیجئے۔ یعنی نہ
 کہ باہمی شہادت تو جہاد کے لئے اللہ کی طرف سے بہت اعلیٰ درجہ ہوتا ہے۔ آپ اس طبقے
 میں زیادہ سے زیادہ ﷺ کے اعلیٰ درجے کے خیالات سنیں۔

۱۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرمایا: ”دوئے حجابہ
 کہ آپ ﷺ فرماتے تھے قسم اس ذات کی کہ میرا لیس اس کے ہاتھ میں ہے، اگر کچھ مومن
 ایسے نہ ہوتے جنہیں میرے پس پشت رہنا کسی طرح پسند نہیں اور میرے پاس اتنی سواری
 نہیں کہ ان کو سہل میں ہمراہ لے جاؤں تو میں کسی ایسی جماعت سے جو اللہ کے راستے میں جہاد
 کر رہی ہے کبھی پیچھے نہ رہتا (اور ہر جماعت کے ساتھ لکھا) اور قسم اس ذات کی کہ میرا لیس
 اس کے ہاتھ میں ہے جسے یہ بات بہت پسند ہے کہ میں اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں، پھر
 زخمہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زخمہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زخمہ کیا جاؤں،
 پھر شہید کیا جاؤں۔ (بخاری، احیاء الصحابہ)

۱۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک
 اس شخص کے لئے مٹا کر ہے جو اللہ کے راستے میں سوائے جہاد کرنے کے اور کسی عرصے
 سے نہیں نکلا۔ اللہ فرماتا ہے جو میرے راستے میں جہاد کرنے کے لئے نکلا اور مجھ پر ایمان
 لائے اور میرے رسول ﷺ کی تصدیق کے لئے جہاد کیا میں اس کا مٹا کر ہوں کہ اتنی
 جنت میں داخل کروں گا یا اس کو اسی گھر میں لوٹاؤں گا جہاں سے وہ آیا ہے کہ اس نے اجرو
 ثواب حاصل کیا وہ گایا بل قیمت۔ اور قسم ہے اس ذات کی کہ محمد ﷺ کا لیس اس کے ہاتھ
 میں ہے، تو لے لڑیم ایسا نہیں جو اللہ کے راستے میں نکلا ہو، مگر بروز قیامت زخم اپنی اسی قیمت
 کے ساتھ جس طرح کہ زخم لکھنے کے دن تھا، موجود ہو گا، لیکن اس کا خون جیسا ہو گا اور اس
 کی لڑائی جیسی ہوگی اور قسم ہے اس ذات کی کہ محمد ﷺ کا لیس اس کے ہاتھ میں ہے، اگر
 مسلمانوں پر شائق نہ گذرتا تو میں کبھی کسی (جماعت) سے جو اللہ کے راستے میں غزوہ کے



اور اس کی شہادت پر اس کے گھر والوں کو اطمینان قلب نصیب فرمائے۔ سفلیں خور پر اللہ تعالیٰ اس کی ماں کو مہر عطا فرمائے۔ (آمین)

فاصلی صاحب نے عمران بھائی سے کہا آپ معلوم تو کریں کہ نعمان اور راشد کہاں ہیں۔ کچھ دن بعد عمران بھائی خبر لائے کہ مجاہد نعمان اور مجاہد راشد مزہر کی طرف جانے والے لشکر میں شامل تھے، لیکن اب ان کے ہارے میں کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ میں نے حضرت والا (مفتی رشید صاحب) کو فون کیا اور نعمان کے ہارے میں کہا کہ حضرت نعمان کا کوئی پتہ نہیں چل رہا، ضرب مومن کے دفتر فون کر کے لشکروں میں بھی دیکھو، یا ان کا نام نہ قیدیوں میں ہے اور نہ شہداء میں۔ آپ دعا کریں کہ وہ لوہور راشد دونوں اللہ کے سپاہی ہیں، اللہ مجھے ان کی خبر کی خبر سنائے اور مجھے برواشت کی قوت دے۔ مفتی رشید صاحب بندے شفیق ہیں، کہنے لگے میں دل سے دعا کروں گا۔ میں نے ان سے کہا کہ کچھ پڑھنے کے لئے بتائیں تو انہوں نے **خَسْبَتَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ** پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ تمام دن میں اللہ کے ذریعے ہوئے حیلے سے کالج میں پڑھائی، دیکر اپنے کام کرتی، گھر کے کام کرتی، بچوں کو قرآن مجید پڑھاتی دن کا وقت تو گزر جاتا، لیکن جب رات ہوتی اور سب سو جاتے تو مجھے اپنا مجاہد بیٹا شدت سے یاد آتا اور میں چپکے چپکے روتی اور دعا کرتی۔ اسی طرح ایک مہینہ گذر گیا میری آنکھوں میں شدت کا درد ہونے لگا، سینے میں درد کی شدید لہریں سی اٹھنے لگیں۔ پھر میں نے مفتی عبدالرؤف سکھروٹی کو فون کر کے نعمان کے ہارے میں بتایا اور پڑھنے کے لئے پوچھا تاکہ مجھے سکون مل جائے۔ انہوں نے میری تمام باتیں بڑے آرام سے سنیں اور کہنے لگے میں ضرور دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے مجاہدینے کو خیر و عافیت کے ساتھ بھیجے۔ اب ایسا کرو کہ روزمرہ کے معمولات کے ساتھ روز و رات ایسی (جتنا پڑھا جا سکے) پڑھو اور اس کو پڑھنے کے بعد اپنے بیٹے کی خیریت سے دعا بھی کی دعا کرو اور اپنے سکون کے لئے اللہ سے دعا کرو۔ درود شریف تو الحمد للہ پہلے بھی پڑھتی تھی، اب کثرت سے پڑھا اور جس طرح مفتی صاحب نے بتایا تھا اس طرح دعا کی۔ تو چند روزوں بعد اللہ تعالیٰ نے خاص قسم کا سکون میرے قلب کو عطا کیا اور آنکھوں کی تکلیف بھی دور ہو گئی، سینے کی تکلیف میں بھی کچھ افادہ ہوا۔ اب تین تین میں کبھی کبھی ناقابل برواشت درد افادہ پھر میں نے موانا زردی صاحب کو فون لکھا

عند لوہ پانچ انصاری صحابی کھڑے ہو گئے کیے بعد دیکھے ہر ایک نے جہاں غاری اور چاہوڑی کے جوہر دکھلائے۔ یہاں تک کہ سب شہید ہو گئے اور اپنی جان فروخت کر کے جنت منال لے لی۔ زید بن مسکن رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ جب زخم کا کڑے تو نبی ﷺ نے فرمایا ان کو میرے قریب لاؤ، لوگوں نے ان کو آپ ﷺ کے قریب کر دیا، انہوں نے اپنا رخسار آپ کے قدم مبارک پر رکھ دیا اور اسی حالت میں جان اللہ کے حوالے کی۔

(سیرت ابن ہشام: ج ۲/ ص ۸۳)

شہادت کا بیان اور قطعہ پڑھنے کے بعد دو آنسو جن پر میں نے بڑی مشکل سے بند پانچ صابون آنکھوں سے اٹل اٹل کر میرے چہرے پر بہنے لگے۔ میں آنکھیں بند کر کے بولتی جلد ہی تھی، ایک میدان جنگ تھا جو میری نظروں کے سامنے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت وہ کیفیت عطا فرمائی کہ جہاد کے بیان پر تمام خواتین رونے لگیں، یہاں شتم ہوا اور دنیا شروع ہوئی تو محفل کی حالت یہ تھی کہ برہمن، ماں اور بیٹی مسلم مجاہدین کی طرح دھرتی کا دعاؤں پر آمین، آمین کہہ رہی تھیں۔ آج ان کی آمین بھی دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہوئی جنسوس ہو رہی تھی۔ دعا کے بعد سب نے اپنی اپنی نماز پڑھی اور میں خالدی سے اجازت لے کر گھر آئی۔ خالدی بہت حیران تھیں کہ میں فوراً گھر آئی وہیں کچھ دیر بیٹھی بھی بیٹھی۔ انہوں نے تمام طالبات سے پوچھا سب نے لائیلی کا اظہار کیا۔ صرف ہمت شکر تھوڑا پڑھا چکی تھی اور اس کی مجھ سے بات بھی ہوئی تھی، اس نے بتایا کہ نعمان کی شہادت کے متعلق ضرب مومن میں ایک خبر آئی ہے، یہ سن کر میری طالبات اور خاصی خواتین میرے قریب فاتہ پر آئیں۔ گھر میں ایک عجیب سی خاموشی طاری تھی۔ خالدی نے کہا کسی لڑکے کو ضرب مومن کے دفتر بھیج کر تحقیق کرواؤ۔ میں نے مجاہد راشد کے بھائی شاہد کو فون کیا، کچھ ہی دیر بعد عمران بھائی، شعیب بھائی اور شاہد تحقیق کر کے آئے کہ وہ پچھو شہید ہوا وہ لوہان بہت سے سب مجاہدین، خواتین اور بچے مجھ سے کہنے لگے چلیں آپ مطمئن ہو جائیں وہ انہذا نعمان نہیں۔ میں نے کہا، مطمئن تو میں پہلے بھی تھی اور آپ نے یہ کیا کہا کہ وہ ہمارا نعمان نہیں تھا۔ عمران بہت بھی میرا ہی بیٹا ہے، آپ سب تیوں نہیں سمجھتے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ آپ سب اللہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نعمان بہت کی شہادت قبول فرمائے

وہ آج سناہوں نے (جن کے دل میں اللہ کا خوف تھا) ان مجاہدین کو چند دن اپنے گھروں میں چھپا کر رکھا اور پھر خاموشی سے حزارت نکال دیا۔ مفتی عاصم صاحب کہنے لگے میرا ایک طالب علم بھی طالبان کے ساتھ حزارت میں داخل ہوا تھا۔ میرا طالب علم بتا رہا تھا کہ جنرل عبدالملک کے ساتھیوں اور حزب وحدت والوں نے چند دن کنٹینروں میں بند کر رکھا، ظلم کی انتہا یہ تھی کہ کچھ دہریوں کے لئے بھی ان کنٹینروں سے نہیں نکالتے تھے، نہ کھانا دیا اور نہ پانی پینے کو دیتے تھے یہ تو اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کو ہمت دی تھی کہ ان دنوں بیٹھے بیٹھے اپنا وقت گزارا (طالب علم بتا رہا تھا کہ یہ لمحات بڑے سہرا تھے) چند دن بعد ان مجاہدین کو جب باہر نکالا تو زہریلی بریلی ان کو کمانے کے لئے دی، کچھ مجاہدین شہید ہو گئے، کچھ بچ گئے۔ میرے طالب علم کے جسم پر زہریلی بریلی کمانے سے بڑے دانے نکل آتے تھے، جن میں شدت کی تکلیف ہوتی تھی۔ جب حزارت فتح ہوا اس وقت اس طالب علم کو رہائی نصیب ہوئی۔ یہ پاکستان سے باہر کا طالب علم تھا، آج کل اپنے ملک گیا ہوا ہے۔ روزہ میں نعمان کے لئے اس سے معلومات حاصل کر لی۔ میں نے مفتی عاصم کا شکر ادا کیا اور کہا کہ آپ کی باتیں سن کر مجھے اپنا غم مٹاتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجاہدین کو مکمل نصرت عطا فرمائے۔ آمین

مولوی محمد قاسم نے اس طرح اپنی مختصر سرگذشت بیان کی ہے "ادب حیرتان میں ستر طالبان قیدیوں کو حزب وحدت والے اس جہانے سے لے گئے کہ قندھار کے طلباء کا تہولہ ہونے والا ہے۔ پھر کابل میں بٹھا کر ادب حیرتان کی طرف لے گئے۔ طالبان مجاہدین کے ہاتھ ان کی پگڑیوں سے باندھ دیے، ادب حیرتان میں مجاہدین کو کھڑا کر کے حزب وحدت کے ظالم خنڈوں سے اللہ کے سپاہیوں پر گولیاں برسائیں۔ مولوی محمد قاسم فرماتے ہیں کہ حزب وحدت کے دہریوں نے اس طرح کیا کہ ان کا ایک آدمی طالب علم کے سر میں دو مراعاتی سیدھے اور تیسرا ظالم بیٹے میں گولیاں برسائے تھے۔ فرماتے ہیں ایک گولی میرے کان پر اور دوسری ہاتھ تیسری گولی بیٹے کے بجائے پہلو اور ران پر لگی۔ جن نازیوں میں ان طلباء کو جیل سے صحرا کی طرف لے جایا گیا تھا اس کا ایک ڈرائیور حملہ آور تھا، اس نے مولانا قاسم سے پشت میں پوچھا تم بچ گئے؟ تو انہوں نے کہا ہاں بچ گیا۔ ڈرائیور نے انہیں خاموش رہنے کو کہا اور چپکے سے کہنے لگا کہ رات کو آؤں گا۔ مولوی قاسم نے اس بھر

اور یہ بھی لگا کہ حضرت بیٹے کا کچھ پتہ نہیں چلی رہا ہے تو انہوں نے کہا کہ سید کو بچھڑا دیا۔ پھر تو ہمارے گھر روز لگے کہ "مولانا بن گیا" آپا، میں اور تمام طالبات روز لگے سورہ یوسف کا ارد کرتے اور پھر خوب دل سے دعائیں مانگتے۔ یہاں تک کہ میری کالج کی تمام ساتھیوں نے بھی سورہ یوسف پڑھ کر اللہ سے دعا کی (کالج میں سورہ یوسف کا اجرام قرینہ شفیق اور برہنہیں صدیقی نے کیا)

کچھ عرصے بعد میں نے جیل بھائی کو فون کیا تو وہ اپنے گھر اس وقت موجود نہیں تھے۔ میں نے جنرل بھائی کو فون کیا، انہوں نے کہا کہ اپنی جیل بھائی سے میری بات ہوئی تھی وہ کہہ رہے تھے کہ نعمان اور راشد حزارت کی طرف لئے تھے نہیں یہاں سے دونوں بچوں کا پتہ نہیں چلی رہا۔ میں نے کہا جنرل بھائی آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ تھکے ہمت و حوصلہ رکھنا فرمائے۔ کہنے لگے ہاں مجھے یہ باتیں کہ آپ کو اللہ پر بھروسہ ہے، میں نے جواب دیا ہے جبکہ میں اللہ پر توکل کرتی ہوں۔ پھر کہنے لگے ہاں آپ نے نعمان کو کس لئے جہاد پر بھیجا ہے؟ میں نے جواب دیا اللہ کے لئے تو کہنے لگے کہ اپنی آپ کو تو معلوم ہے کہ جنگ میں مجاہد بھی بھی ہو سکتا ہے، شہید بھی ہو سکتا ہے اور غازی بن کر واپس بھی آسکتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ تے صحیح کہا لیکن یہاں صورت حال یہ ہے کہ بچے کے متعلق یہ پتہ نہیں چل رہا کہ حزارت کے بعد کیا صورت حال رہی۔ جنرل بھائی آپ خود سوچیں ایسی صورت حال میں ماں کتنی پریشانی ہو جاتی ہے وہ تو اللہ کا کرم ہے کہ اس نے مجھے ہمت دی ہوئی ہے۔ بہر حال آپ دعا ضرور کریں تو جواب میں کہنے لگے میں ضرور دعا کروں گا کہ اللہ آپ پر اپنا کرم فرمائے۔ آمین

کچھ عرصے بعد میں نے مفتی عاصم صاحب (نوناؤن مدرہ کے استاذ) کو فون کر کے نعمان کے سلسلے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ ہر نماز کے بعد سورہ لقمان کی آیت سہرہ پڑھیں اور سورہ بقرہ کے سورہ ۱۱۱ اور ۱۱۲ پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا کرم فرمائے گا پھر کہنے لگے جنرل عبدالملک نے طالبان مجاہدین کے ساتھ دشمنی کی ہادی کی وہ پکا سائن تھا۔ طالبان سیدھے ہر پچھے تھے اس لئے اس کو بھی سچا سمجھ بیٹھے، لیکن اس ظالم نے اپنے طالبان کو شہید کر دیا، جن کی زندگیاں ہاتی تھیں وہ شہداء تھے جسوں کے بچے رہے

”میرے مجاہد“

تم مجھے یہ سکر کی غلٹ مٹانے کے لئے
خست آمدھی میں چراغ حق جلانے کے لئے
شوق اسلام دنیا کو دکھانے کے لئے

ہے یقین تم غازی اسلام بن کر آؤ گے
داستان حضرت خالد کو تم دہرائو گے

اور قرآن ہو تم ایسا کا دل میں نور ہے

عالم توحید کی خوشبو سے دل معبود ہے

نوشہ باطل بے گناہ دل سے تمہارے دور ہے

جہولے معبودوں کے آگے جھکے والے تم نہیں

تم سے نکرا کر نہ پائے گا اسی باطل کس

تم کسی فرعون کو خاطر میں لا سکتے نہیں

تم کسی فرود کے دعوے میں آ سکتے نہیں

ایک بھی جہاد کا احساں اٹھا سکتے نہیں

موت بن کر دشمنان دین پر چھا جاؤ گے

ایسے ہوتے ہیں مجاہد یہ تاکر آؤ گے

اس خواب کے کچھ دن بعد ہی جنرل عبدالملک کا حجۃ الہ کیا ان شاہد ایک دن

اس کا انجام پوری دنیا دیکھے گی



کی عکاس کرتے ہوئے فرمایا وہ بیٹا دردناک اور بولناک نظر تھا یہ ۳۹ مجاہدین
بے یار و مددگار تڑپ رہے تھے۔ ان کی زبانوں پر کلمہ طیبہ کا ورد اور اللہ اللہ کا ورد جاری تھا۔
تو کیا بیچے یہ آوازیں خاموش ہو چکی تھیں۔ ۳۹ طلباء جام شہادت نوش فرما چکے تھے۔ تمہیں
بیچے ڈراؤ اور مجھے عبدالحمید خان ہاجا کے پاس لے گیا۔ یہ حکمت یار کے کمانڈر تھے، جبکہ حکمت
یار ابن میں بیٹھ کر حزب وحدت کے درندوں کی سرپرستی کر رہا تھا انہوں نے دو ماہ تک
میری خدمت کی اور پھر مجھے قندوز تک پہنچاویا۔ یہ ۳۹ شہداء و شہداء سال تک یونہی بے
گور و کفن کھلے آسمان تلے پڑے رہے (لیکن اللہ کی قدرت ان شہداء کے جسم بالکل لٹیک
تھے) (بہ شکر یہ ضرب مومن)

رات فجر سے کچھ دیر پہلے میں نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں کافی لوگ جمع ہیں اور
مجاہد راشد اور میرا چاہا نعمان دونوں موجود ہیں۔ میں نے کہا میرے بیٹے تم نے اتنے طویل
عرسے تک مجھے اپنی اطلاع نہیں بھیجی۔ تم کہاں تھے؟ تو کہنے لگا کہ اسی حالت ہی ایسے تھے کہ
ہم اطلاع نہیں دے سکے۔ اسی ہم چھ دنوں تک عالم عبدالملک کی قید میں رہے۔ میں نے کہا
میرے بیچے تم اس لئے مجھے کورنگ رہے ہو، تو کہنے لگا اسی ہی ہم تو صرف پندرہ دن تک
عبدالملک کی قید میں رہے، ہمیں اس نے اتنی تکلیفیں نہیں دیں۔ میں کیا تاؤں اسی مجاہدین کو
اس نے بڑی لاتیتیں دیں اور بہت سے مجاہدین کو لاتیوں سے کر شہید کر دیا۔ میں اپنے بیٹے کی
باتیں سن کر خواب میں رونے لگی اور اپنی جمہولی اللہ کی بارگاہ میں پھیلائی اور اللہ تعالیٰ سے دعا
کرنے لگی کہ ”اے اللہ! عالم اور منافق عبدالملک کا بیڑا غرق کر دے۔ آمین“ اور وہ اس
عالم کے لئے اللہ کے حضور بددعا نہیں کر رہی تھی۔ ہاجا تک میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اپنے
چہرے پر ہاتھ پھیرا تو مجھے احساس ہوا کہ واقعی میں رو رہی تھی۔ مساجد سے اذلولوں کی
آوازیں بلند ہو رہی تھیں، میں نے وضو کر کے نماز پڑھی۔ اپنے رب سے بہت دیر تک دعا
کرتی رہی کہ نہ میرے رب میرے مجاہد کی حفاظت فرمائے اور نہ ہی انہیں کے لال مجاہد کے
لئے لگے ہوئے ہیں ان سب کی حفاظت فرمائے اور ظالموں کو ذلت آمیز غلٹ سے دوچار
کر دے۔ دعا کے بعد دل کی عجیب سی حالت تھی اور ایک نظم کے اشعار میرے قلب پر اللہ کا
انعام ہوا کرتے۔ آپ بھی میری اس نظم کو پڑھیں، دیکھیں ایک ماں اپنے مجاہد بیٹے کے
لئے کیا جذبات اور احساسات رکھتی ہے۔

جب وہ حق میں کوئی دغا ہے پے جہاد
اس کے ہی حق میں وقت نے لکھا ہے فیصلہ

مفتی جان محمد کی شہادت نے میرے دل میں آگ لگا دی۔ نہ ہاتھ میں نہ بھی ہے نہ
تو اور نہ ہی پستول و گولہ شکنوں۔ میں ایک مسلمان عورت ہوں، ظاہری طور پر میدان جنگ
میں نہیں جاسکتی لیکن میرے دل میں ہزاروں توپوں کی گھن گرج جھپی ہوئی ہے اور میری
آنکھیں دور پہاڑوں اور خطرناک راستوں میں مجاہدین کو بڑھتے ہوئے دیکھ رہی ہیں۔ جب
ان کی توپوں کے گولے دشمن کی صفوں میں گرتے ہیں تو میری روح اُس وقت انتہائی سکون
محسوس کرتی ہے۔ جب میرے بیٹے اور بھائی اپنے گھوڑوں پر سوار باطل توپوں کو اپنے
گھوڑوں کے سوں سے کھینچتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں تو میرے ہاتھ و پاؤں کے لئے رتہ کا نکالت
کے سامنے اٹھتے ہیں، آنکھیں آنسوؤں سے لبریز اور زبان انتہائی عاجزی اور انکساری سے ان
کے لئے دعا کرنے میں منہمک ہو جاتی ہے۔ مجھے ہر سو مجاہدین کے پرچم لہراتے ہوئے نظر
آتے ہیں اور پھر میں اپنے رب سے التجا کرتی ہوں کہ اے میرے "ہجو میرے خیالات کو
عملی شکل عطا فرما دے۔ آمین

مفتی جان محمد کی شہادت کے بعد مولانا فضل محمد صاحب نومبر ۱۹۹۸ء میں
افغانستان گئے وہاں قندھار کے شہداء کے قبرستان پہنچ کر ان کی جو کیفیت ہوئی، انہوں نے
دور رس انگیز تحریر ۲۰ نومبر ۱۹۹۸ء میں "ضرب مومن" کے لئے تحریر کی تھی۔ ان کی یہ
تحریر لاکھوں دلوں کو ہلانے والی اور کروڑوں آنکھوں کو رانے والی ہے، آپ بھی ان کی
دلوں کو چھونے والی تحریر پڑھیں۔

۱۶ ولایت قندھار کے شہر قیاب کوئی دس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک بڑا نیا کھانا
میدان ہے جس کے ایک حصے میں فوجی اسلحہ کی چھاؤنی ہے اور دوسرے حصے میں فیض آباد
اور وحشہ لیلی کے ان مسافر سہانان اپنے بس و مظلوم طالبان شہداء کی قبریں ہیں جو ہرگز نہ
والے کو پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ اے تاریخ عالم کے مظالم کی داستانیں پڑھنے والو! اب
اور ان کے سپین کی تاریخ کو کچھ دیر کے لئے لپیٹ کر ظلم کی اس تاریخ کا مسات کرار جس کا

مولانا فضل محمد صاحب کی کہنیں میرا مجاہد بنا لاکر مجھے سنا تا تھا، جنہیں حق کر میرا
دل یہ چاہتا کہ کسی طرح ہندہ کی شکل میں اڑ جاؤں اور میدان جنگ میں پہنچ کر کوئی کام لے
کی رہ میں کروں۔ جب مولانا فضل محمد صاحب جنہوں نے مسجد نبوی کے امام شیخ حذیفی کے
خطبہ کا ترجمہ کیا تو میرے دل میں یہود و نصاریٰ کی غزوت کا ایک ایسا طوفان اٹھا کے قائم کرنا
مشکل ہو گیا۔ دل تو یہ چاہتا ہے کہ کاش میں کوئی مجاہد ہوتی اور یہود و نصاریٰ کو جہیز و مال حرب
سے نکالنے کا سبب بن جاتی۔

۱۷ اور جب کے ضرب مومن (۱۹۹۸ء - اکتوبر ۱۹۹۸ء) میں مولانا فضل محمد کے
عظیم بھائی مفتی جان محمد ظاہری کی شہادت کی خبر پڑھی کہ کس طرح ایک عظیم بھائی،
مفتی اور عالم کو جہول سہارا لک لے اپنی درندگی کا نشانہ بنایا۔ جان محمد ظاہر شہید انتہائی
مخالفت کے پہلے شہید ہیں۔ آپ بغیر کسی ہتھیار کے تمام قانونی دستاویزات کے ساتھ بھائی
افغانستان گئے تھے۔ عملی امتحان کے باوجود ان کی دستاویزات کو پھاڑ دیا اور آپ کو بغیر کسی
جواز کے گرفتار کر لیا۔ عظیم شہید مفتی جان محمد ظاہر نے "ضرب مومن" کے اجراء میں
نہایت اہم کردار ادا کیا تھا۔ آپ نے عالم دین اور افتاء کی ایک سالہ تعلیم بھی حاصل کی تھی۔
مفتی جان محمد اور دیگر شہداء ہماری مسلم قوم کا ایک عظیم سرمایہ ہیں۔ آج ہمیں ایسے ہی
مجاہدین کی ضرورت ہے جو کفار، مشرکین، منافقین اور طغیان کے خلاف جہاد میں حصہ لیں۔
اس طرح کے غم اور ظلماء ہماری قوم کا سب سے قیمتی خزانہ ہیں جو بڑی شدید محنت کے بعد
منظر عام پر آتے ہیں اور قوم کا سپاہی جب منظر عام پر آتا ہے تو مشرکین کی آنکھیں ان کے
رعب و ہیبت سے پھٹی کی پھٹی ہو جاتی ہیں اور ان کے کلیجے شق ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں
میرا ایک قلمی یقین آپ کے دلوں کی بھی آواز بن جائے گا۔

”حق و باطل کا معرکہ“

باطل نے جب بھی حق سے کیا ہے مقابلہ
ان کا غرور خاک میں حق نے مٹا دیا

READING
Section

وَاِذَا الْغَوَّاهُ نَفْثَ نِسْفَتِ بَابِ ذَنْبٍ فَهَلَّتْ ۝

ترجمہ: "اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ کس

گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی"

اور اسی طرح زندہ مرد گورہن بے گناہ انسانوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ ان کو کس جرم میں قتل کیا گیا تھا؟

تقدار (افغانستان کا ایک شہر) کا یہ قبرستان ہر گز نہ والے کو بھی مہر پیش کر کے فریاد کر رہا ہے کہ اتنے بڑے مظالم پر دنیا خاموش کیوں ہے؟ کیا دنیا کی انسانی حقوق کی تنظیمیں اس کو ظلم نہیں سمجھتی؟ پان کے ہاں یہ مظلوم انسان، انسانی حقوق کے مستحق نہیں تھے؟ کیا انسانی حقوق کی تنظیموں نے صرف یہ ملے کر لیا ہے کہ دنیا کے امن پسند اور شریف انسانوں پر جو وحشی اور درد مند و معتمد انسان ظلم و بربریت کریں گے۔ وہ انسانی حقوق کے متعلق نہیں ہو گا؟ قذافی کے اس قبرستان میں اس وقت ساڑھے تین ہزار ان بے گناہ طالبان کی قبریں بنی ہوئی ہیں اور ان میں روزانہ اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ صرف دو شہداء ہیں جو جرم علی عبد الملک اور حزب وحدت نے ایران کے حکم پر شہید کئے ہیں۔ اس پر سلامتی کو نسل بھی خاموش ہے اور خود امریکہ بلکہ دنیائے عالم خاموش ہے۔ میں نے اس قبرستان میں یہ کریک مہر بھی دیکھا کہ مرد اور خواتین آلود کپڑوں، جوتوں اور ٹوٹیوں سے اپنے مرحومین کی قبریں معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان میں خوش قسمت و مرث دو دو تا ہے جن کے شہید کی قبر کی شناخت ہو جائے اور وہ ان کے پاس کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھ لے اور یہ کہدے "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا ضَرَبْتُمْ فِيْكُمْ غَفْنِي الدَّارِ" میں ان بد قسمتوں میں سے ایک کہ گنہگار مہر گھونٹے گھونٹے تھک گیا، مگر اپنے محبوب بھائی جان محمد شہید کی قبر کو شناخت نہ کر سکا۔ پھر میں نے دل میں کہا چلو یہ سب میرے جان محمد شہید کی قبریں ہیں۔ میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ بعض قبروں کے پاس کپڑوں اور خون سے منگد وغیرہ کی خوشبو میں نے خود سونگھی ہے، وہاں ان خون آلود کپڑوں پر ایک گھٹی نظر نہیں آتی تھی۔ یہ ان شہداء کی حقانیت اور طالبان تحریک کی صداقت کی دلیل ہے۔ اللہ ان کی حفاظت فرمائے۔ آمین (بہ شکر یہ ضرب سومین)

تعلق پڑھنے سے نہیں بلکہ دیکھنے اور مشاہدہ کرنے سے ہے۔ نگر تمام کر دل کو ذرا سنبھلا کر ہمارے قریب آکر کچھ دیر کے لئے ٹکڑا کر لو کہ ۶ مارچ پہلے اس وحشت ناک ظلم کا منظر کتنا کر بناک ہو گا، جس کو ۶ مارچ بعد بھی تم دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے ہو۔ ذرا دل کی گہرائیوں سے غصوں کرو کہ جس منظر کو قبروں کے اوپر نشانات کی صورت میں تم آنکھوں سے دیکھتے کی جرأت نہیں کر سکتے ہو، ان معصوم جسموں پر کیسی قیامت گذری ہوگی، اگر امت ہے تو کچھ دیر کے لئے یہاں بیٹھ کر دیکھ لو کہ معصوم طلباء کی ان کھوپڑیوں میں یہ لمبی لمبی کلیں کس نے ٹھونک دی ہیں؟ قرآن کریم کے ان حقائق کو ہم اور علم دین کے ان علماء کرام کے مبارک اور نازک جسموں میں سر سے لے کر پاؤں تک بیویوں کو لیں کے نشانات کیوں ہیں؟ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ لو اسلام کے ان محافظین کی پگڑیوں سے ان کے ہاتھ سخت کر ہوں سے پشت کی جانب باندھ کر ان بے گناہوں اور دور الیادہ مسالروں پر بے دردی سے کاشکوف کے برسات کیوں مارے گئے ہیں؟ ذرا غور سے دیکھو ایہ نئی نئی رسیاں کیسی ہیں؟ اور ان میں جگہ جگہ پر مضبوط کر ہیں کیوں ہیں؟ اور اس میں ان معصوم طلب کے ہاتھوں کی ہڈیاں کیوں پھنسی ہوئی ہیں؟ ذرا قریب سے آکر دیکھو یہ معصوم چہرے کچلے ہوئے کیوں ہیں؟ ان کو قتل کرنے کے بعد گاڑیوں، ٹینگوں اور بلڈ زروں سے کیوں رو دیا گیا ہے؟ لاہر دیکھو ہاتھ پڑا ہوا، اوہر دیکھو پاؤں پڑا ہوا ہے۔ اس طرف دیکھو پیلیوں کی ہڈیاں نظر آ رہی ہیں دوسری طرف دیکھو بلا اور کھوپڑیاں نظر آ رہی ہیں۔ اسے ان خالموں سے اتنا پوچھ لو کہ شہید کرنے کے بعد شہیدوں کی لاشوں کی اتنی بے حرمتی کیوں کی؟ ان کو کنوں میں کیوں ڈالا گیا؟ پھر ان کے جسموں پر تیزاب کیوں پھینکا گیا؟ پھر اس پر پانی ڈال کر ان کے جسموں کو کیوں جلایا گیا؟ اور بے غلامو! ان بے گناہ معصوم انسانوں کا کیا قصور تھا کہ رسیوں کے ایک سولے پانچ سے ہاندھ کر ذبح کیا گیا؟ تم لاکھ دفعہ چھپاؤ ان بے گناہ مظلوموں کے کپڑے ان کے کپڑے کھڑے کر کے ان کی پگڑیاں ان کے کوم، ان کی قمیص، ان کی ٹوپیاں اور ان کی چادریں یہ بندھی ہیں کہ ان بے دردی ناک مظالم شامل اتھارے کے درندوں اور خاص کر حزب وحدت کے وحشیوں نے ایران کے حکم پر کئے تھے اور انہیں سے قیامت کے روز پوچھا جائے گا کہ

حکم دیا گیا ہے کہ میں کفار سے لڑتا رہوں، یہی تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کی حفاظت کی۔ ہاں آج اسلام میں کوئی نقصان کرنے کے تو اس کا حق لیا جائے گا اور دلوں کا حساب اللہ کے حوالے ہے۔" (بخاری: مسلم)



”حضرت خداوندی“

اللہ تعالیٰ مجاہدین کو فتح و نصرت عطا فرماتا ہے۔ جولائی ۱۹۹۸ء میں طالبان کی فوجیں کراچی کا پورچھم لہراتے ہوئے قاریاب اور اس سے ملحقہ علاقوں میں داخل ہو گئیں۔ اگست ۱۹۹۸ء میں اللہ کے فضل و کرم سے مجاہدین نے حزار اور شہرگان کو فتح کیا۔ جب حزار فتح ہوا تو مجھے ہزاروں شہداء کی قربانیاں یاد آئیں اور میرے آنسوؤں نے لاکھوں شکرانے اپنے رب کے حضور پیش کئے اور اس طرح گویا ہوئے: اے رب العزت! تیرا لشکر ہے کہ دھج لگتی اور حیران کے شہداء کی قربانیاں رائیگاں نہیں گئیں اور ہزاروں وہ شہداء جو حزار کے قتل کوہوں میں شہید کئے گئے اور تین سو وہ مفلس و قراء جنہیں زندہ حالت میں عبدالعلی حزاری کے حزار پر لے جا کر قرب و حدت کے درمیان لے آئے، کیا، صد شکر

مولا کا فضل محمد صاحب کی یہ تحریر جہاد فی سبیل اللہ سے محبت رکھنے والوں کے لئے بیانیہ حیرت کی مثال ہے۔ اب شہیدوں کے سلسلے میں میری نظم پڑھیں۔

”شہیدوں کا گھر“

یہاں محترم نے ایک دن لوگوں سے فرمایا
شبِ مہراج تھی دو آدمی تشریف لے آئے
وہ مجھ کو ساتھ لے کر اک شجر پہ چڑھ گئے دونوں
نہایت خوبصورت اک مکان میں پھر مجھے آئے
مکان ایسا کبھی میری نگاہوں نے نہیں دیکھا
مجھے جب دروازہ حیرت میں گم دیکھا تو یوں بولے
شہیدوں کے لئے محسوس ہے جو گھر یہی تو ہے

اللہ تعالیٰ سورۃ الانفال میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا يُلَاقِيهِمْ خَشْيَةٌ لَّا يَكُونُ بِمُنَّةٍ وَكَانُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَلْهَبُونَ
فَإِنِ اتَّقُوا اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ بِمِصْرَتِهِ

(سورۃ الانفال۔ آیت ۳۹)

ترجمہ: اور تم ان سے اس حد تک ڈرو کہ ان میں خدا (قتل) ہائی نہ رہے اور وہیں اللہ ہی کا ہو جائے۔ پھر اگر یہ بعض آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان اعمال کو خوب دیکھتا ہے۔

تفسیر: قتل سے مراد شرک ہے یعنی اس وقت تک جہاد جاری رہے کہ جب تک شرک کا آثار نہ ہو جائے۔ یہاں تک کہ اللہ کی توحید کا پھر نہ رہے (پرچم) چارواکب عالم میں لہرا جائے۔ شہادت لے لے ان کا ظاہری اسلام ہی کافی ہے، باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو کیونکہ اس کو ظاہر و باطن پر چہیز کا علم ہے۔ (اردو ترجمہ، مفہوم قرآن، مدینہ منورہ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے

میرت مولا تو نے ان بے گناہ شہداء کی قربانوں کو قبول فرمایا اور آج اسلام کے ہونے پر
 فرزندوں کو قدم قدم پر فتح و نصرت عطا فرمائی۔

جب مزید فتح ہو تو اس سے قبل حزب وحدت والوں کو کچھ اندازہ ہو گیا تھا کہ اس لئے
 انہوں نے ۲۱ مجاہدین کو ایک عیارہ کے ذریعہ پامیان بھیج دیا۔ دوسرا عیارہ بھی پہنچا
 جاتے تھے لیکن طالبین کے نڈائی گفت کی وجہ سے وہ اپنے شیطانی منصوبے میں کامیاب نہ
 ہو سکے۔ حزب وحدت والوں نے بہت کوشش کی کہ باقی ماندہ مجاہدین کو قتل میں پہنچ کر
 نقصان پہنچائیں، لیکن مجاہدین اللہ کے فضل و کرم سے مزار میں فاتحانہ داخل ہوئے تو حزب
 وحدت والوں کو مزاحمت سے روک فرما اختیار کرنا پڑی۔ طالبان مجاہدین نے جس علاقے کو بھی فتح
 کیا، الحمد للہ خلفائے راشدین کے دور کی فتوحات کو تازہ کر دیا۔ جہاں جہاں فاتحین کی حیثیت
 سے مجاہدین کے قدم پہنچے وہاں سے برسوں پرانی خرابیاں اور شیطانی کاموں کو یک لہم
 موقوف کر دیا گیا۔ کسی بھی سوچ پر مسلمانوں نے فتح کا پرچم لہرایا تو جاس بات کا ثبوت تھا کہ
 شیطان اب تو ان علاقوں سے ہر روز ذلیل و خوار ہو کر اپنے ہاؤں میں وصول ڈال رہا ہے گا۔
 (ان شاء اللہ) اللہ کے سپاہی شیطان کی چال کو کبھی بھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ ایسی
 سر زمین جہاں برسوں سے منافق حکمرانوں کی اکثریت پیش و خلفا میں ڈوبی ہوئی تھی، ایسے
 نکلے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لانے میں کچھ نہ کچھ وقت ضرور روکا رہے گا۔

مزاد کی فتح سے میرا اور میری طالبات کا کچھ عجیب حال تھا۔ ایک طرف بے حد خوشی
 کا عالم تھا اور دوسری طرف دل چاہتا تھا کہ فوراً مزاد پہنچ جاؤں اور اپنے مجاہدینے کو ہزار کے
 گلی کو ہڈوں میں آٹا ش کر دوں۔ جتنا ناممکن تھا اس لئے ایسے رہ بے سے دعا کرنے لگی کہ "اے
 میرے مولا! میرے اندر پرواز کی طاقت بھی نہیں اور وسائل بھی نہیں، لیکن تیری مدد
 سب سے بڑی مدد ہے تو مجھ کو کیا کی بنا کر کوشن لے"

مدرسہ کی بیچون نے مزاد کی فتح پر ایک دوسرے کو مبارکباد دی، پور میں نے حضرت
 ۱۱۱۱ مفتی راشد صاحب کو مبارکباد کا فون کیا۔ آپ نے بڑی شفقت سے بات کی، آپ کی
 آواز سے خوشی کا احساس ہوتا تھا، مزاد کی فتح کوئی معمولی فتح نہیں تھی، پھر ہزاروں شہداء
 کی قربانیوں کے بعد یہ فتح ما تھا، فرمانے لگے میں بہت خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں

بہت بڑی کامیابی عطا فرمائی۔ میں نے کہا حضرت والا میرے مجاہدینے کی واپسی کے لئے بھی
 دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی خبر کی خبر سنائے، فرمانے لگے کیا ابھی تک بچے کا کچھ پتہ نہیں
 چاہا میں نے کہا نہیں حضرت والا، میں تو اس اپنے رب کے حضور دعا کرتی ہوں، آپ بھی
 ضرور دعا کیجئے گا۔ فرمایا میں دل سے دعا کروں گا (حضرت والا نے ایک توفیق بھی بھیجا تھا وہ
 بھی ان کی فتائی ہوئی ہدایات کے مطابق دکھاوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب رب کریم کا حکم
 دے گا تو کلمہ بھی نہیں لگے گا۔ لیکن ایک مسلمان جانتا ہے کہ وہ اللہ کے کوشش (مکر) ہے)

طالبات نے مزاد اور شہر خان کی فتوحات پر مجھے بہت مبارکباد دی۔ میری
 سہیلیوں نے فون پر ہادی ہادی مبارکباد دی (ان سب کو جہاد سے میری دلچسپی کا علم تھا
 اس لئے سب مجھے مبارکباد دے رہے تھے، سب طالبات نے شکرانے کے لواقل پر اسے)
 شہر خان کی فتح کے بعد عمران بھائی آئے تھے، ان کے ساتھ کافی مجاہدین تھے۔ فاضل
 صاحب نے انہیں مٹھایا اور میرے پاس آکر کہنے لگے کہ عمران تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔
 میں پروے کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور ان سے پوچھا کہ کیا کہنا چاہو ہے ہیں؟ کہنے لگے
 ہادی مجھے بلا لاکھ ہے کہ میں شہر خان کی فتح کے ساتھ آپ کے پاس نعمان کی خوشخبری نہیں
 لے کر آیا۔ حالانکہ ہمیں اچھی طرح یقین تھا کہ جب شہر خان فتح ہو گا تو مجاہد نعمان اور مجاہد
 راشد تدارک پہنچ جائیں گے (عمران بھائی کی یہ باتیں سن کر مجھے ان کا اس وقت کا آنا یاد آیا۔
 جب شہر خان فتح نہیں ہوا تھا تو ایک دن عمران بھائی مشائی کاؤچ لے کر آئے تھے۔ کہنے لگے
 میں نے بڑے ہادوثی ذرا فتح سے ایک خبر سنی ہے کہ نعمان شہر خان میں دستم کی قید میں
 ہے۔ مجھے ان کی بات اچھی نہیں لگی اور ایسا محسوس ہوا جیسے میرے سینے پر کسی نے بہت زور
 سے گھونسا مار دیا ہو۔ میں پروے کے پاس پہنچ گئی اور میری آنکھوں سے ستارے آنسو چھٹتے
 رہے۔ کافی دیر تک جب میری آواز نہیں آئی تو عمران بھائی کو شاید کچھ احساس ہوا کہ انہوں
 نے کچھ صحیح انداز میں بات نہیں کی۔ کہنے لگے ہادی ہادی سے لے یہ خبر بھی اللہ کی رحمت ہے
 کہ ہمیں ان دونوں کی زندگی کی خبر ملی ہے۔ میں نے کہا بے شک اللہ اپنے بندوں پر ہمیشہ اور
 ہر وقت رحم کرتا ہے لیکن اب مزید وہاں بیٹھنے کی میرے اندر دست نہیں تھی۔ میں خاموشی
 سے قرآن کے کمرے میں آگئی اور خالق حقیقی کے سامنے آنسو بہاتی رہی۔ پھر میں شہر خان

شہر خان اللہ کے کرم سے فتح ہوا۔ لیکن دو ستم نے فتح سے قبل کچھ مجاہدین کو شہید کر دیا اور کچھ مجاہدین کو ایران بھیج دیا۔ قید خانہ میں صرف ایک مجاہد تھا، اس کے پردوں میں ہیرا پزیری ہوئی تھی۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ اللہ باقی تمام غلامتے بھی فتح ہو جائیں اور جن ماؤں کے بچے لاپتہ ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ خوشخبری سنا دے مزار کی فتح کے کچھ عرصے بعد میں نے استاد ولید کو فون کیا۔ تاکہ مزار کی صورت حال کا علم ہو سکے (کیونکہ مجھے یہ پتہ چلا تھا کہ آج کل استاد ولید مزار میں ہی نہیں آتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مزار جانے کے بعد مجھے یہ اطلاع ملی کہ مجاہد نعمان کو چند دنوں کے لئے جزل عبد الملک نے اپنے جیل خانے میں رکھا تھا۔ لیکن اس کے ایک کمانڈر نے کچھ مجاہدین کو جیل خانے سے لٹکال لیا تھا، اس وقت بھی کچھ مجاہدین کے بارے میں پتہ ہی نہیں چل رہا اس میں آپ کے بیٹے مجاہد نعمان اور مجاہد راشد کا نام بھی ہے۔ کچھ میں نہیں آتا کہ مزار سے ان مجاہدین نے کون سے صوبے کا رخ اختیار کیا۔ جو اب میں میری آواز رونے والی ہو گئی تو استاد ولید کہنے لگے کہ آپ کو شاید معلوم ہو کہ میرے دو بھائی اللہ کی راویں شہید ہو گئے۔ میرے ذل کی آواز نے استاد ولید کے جذبہ کو خراجِ حسین پیش کیا اور ان کے دونوں بھائیوں کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت قبول فرمائے۔ (آمین) میں نے استاد ولید سے کہا کہ جہاد تو عبادت میں افضل ترین عبادت ہے کسی کو اللہ تعالیٰ غازی بنانا ہے۔ کسی کو شہادت عظمیٰ سے نوازنا ہے۔ لیکن یہ جو درمیان کی بات ہے کہ ہمارے بچے ہمارے مجاہدین کہاں ہیں۔ میں یہ سوچ کر دل کا پتھر ٹپکتا رہتا۔ استاد ولید کہنے لگے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہجرتی کی تسکین دے اور فرما دے اور خیر کی خبر سنانے۔

طالبان کی مسلسل کامیابیاں ہماری خوشیوں میں اضافہ کر رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرم فرمایا کہ ایک کے بعد دوسری اور تیسری فتح کی خوشخبری ہمیں ملتی رہی۔ اگست ۱۹۹۸ء میں طالبان مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوا۔ مسلمان مجاہدین آگے اور آگے بڑھتے رہے، اگست کے مہینے میں ہی سمونگان بھی فتح ہو گیا اور پھر ستمبر ۱۹۹۸ء میں حزب وحدت کے ایک اور مرکز پل غری پر بھی طالبان نے فتح پر ہم لہرایا۔ دروہ کیان آغا خان کے خلیفہ منصور ہادی، کیونستوں، عیسائیوں اور باغیوں کی امیدوں کا بہت پلاسز تھا۔ دروہ کیان کی سب سے بلند چوٹی پر عقب کا جسم ہاتھ اور قدموں کے پیٹ میں اسٹیبل ہل ہاتھ تھا۔ جو کھڑکی

کے نیل خالوں میں بند طالبان مجاہدین کے بارے میں سوچتے تھے۔ ہم نہاد شمالی اتحاد دونوں نے شہر خان جیل میں طالبان قیدیوں کو نماز پڑھنے کی اجازت بھی نہیں دی تھی۔ مجاہدین دشمنوں سے چھپ کر نماز پڑھتے تھے، جب مجاہدین قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو ان کو دہشتیں آ رہے کہ شہید کر دیا جائے۔ ظلم و تشدد جب ان پر زیادہ ہو تا تو مجاہدین بے ساختہ اللہ اکبر کہتے۔ جس کے پواش میں انہیں بے دردی سے ذبح کر دیا جاتا تھا۔ کبھی ظالم منافقین فتن کی نیکنوں کے نیچے ڈال کر روند دیتے اور اسی طرح مجاہدین شہادت عظمیٰ کے درجے پر پہنچ جاتے۔ ۵۰،۵۰ مجاہدین کو ریگستانوں میں لے جا کر شہید کرتے ان کے تماموں سے ان کے ہاتھ ہاندہ کران کو کنوئیں میں ڈال دیتے، ان واقعات کو یاد کر کے میں کالی دیر تک روتی رہتی۔

مران بھائی کے جانے کے بعد میں نے ضربیہ مہم کے دفتر فون کیا اور استاد ولید (حضرت والا کے شاگرد ہیں) سے شہر خان کے قیدیوں کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کئی کو دفتر بھیج دیں وہ تصاویر شناخت کر لیں۔ میں نے کہا اس وقت تو گھر میں صرف میرا چھوٹا بیٹا ہے۔ انہوں نے کہا آپ اس کو لے کر آجائیں۔ جب ہم حضرت والا کی مسجد کے باہر پہنچے تو میں نے اپنے بیٹے معاویہ سے کہا بیٹا آپ دو دنوں سے پر جا کر کہیں کہ میں مولانا ولید صاحب نے بلایا ہے۔ معاویہ نے ایسا ہی کیا، فوراً استاد ولید آئے اور تصاویر دیکھ کر کہنے لگے، آپ گھر جا کر دیکھ لیں اور کھلی واپس کر دیں۔ میں معاویہ کے ساتھ جلدی سے رکشہ میں بیٹھ گئی، دل پر بیٹان ہو گیا، آنکھوں میں خود بخود آنسو آ گئے۔ ہم دو منٹ بعد ہی گھر پہنچ گئے۔ جلدی جلدی سیر میں چلتے کر میں گھر میں داخل ہوئی، جلدی جلدی تصاویر دیکھیں، زیادہ تر فوجیوں کی تصاویر تھیں، کچھ تصاویر زیادہ عمر والوں کی تھیں۔ اللہ سے دعا کی تاکہ ایک نظر ڈال رہی تھی، ان کی تصاویر دیکھ کر مجھے بڑا دکھ آیا۔ میں نے اللہ سے دعا کی میرے مولانا مجاہدین جن کے بیٹے اور جن کے شوہر اور جن کے باپ ہیں ان کو دشمنوں کی قید سے رہائی دلا دے۔ تو مالک الملک ہے، ہر چیز پر قادر ہے، تیرے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔ کالی دیر تک روتی رہی، میرے لال کی ان تصاویر میں کوئی تصویر نہیں تھی۔ یہاں تک کہ مجاہد راشد کی بھی تصویر اس میں نہیں تھی۔ میری طبیعت خراب ہو گئی اور دوسرے دن میں سنا فاضلی صاحب کے ہاتھ سے تصاویر واپس کر لیں۔

بڑھتے جا رہے تھے۔ انہوں نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ وہ حقیقی مسلمانوں کے راستے پر چلنے والے
 بچے، بچے مجاہدین اور سرفروشی ہیں۔ مسلسل فتوحات کی وجہ سے طالبان کے سلسلے میں اللہ
 تعالیٰ نے ایک عظیم میرے دل پر اتار دی۔ آپ بھی پڑھیں تاکہ طالبان کی ساری بات آپ پر
 روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

”طالبان“

اپنے نبی کے دین کو لا کر رہیں گے ہم
 اب ہر عمل میں اس کو سزا کر رہیں گے ہم
 عظام حق چھین کر سنا کر رہیں گے ہم

پہچان لو سبھی! ہم طالبان ہیں
 ہم اس زمین پہ نصرت حق کا نشان ہیں
 طوفان میں بھی سستی دین کو چلائیں گے
 ہم آسمانوں میں صبحِ حرم ہی جلائیں گے
 ہم بھلیوں کی رو پہ نقشیں بنائیں گے

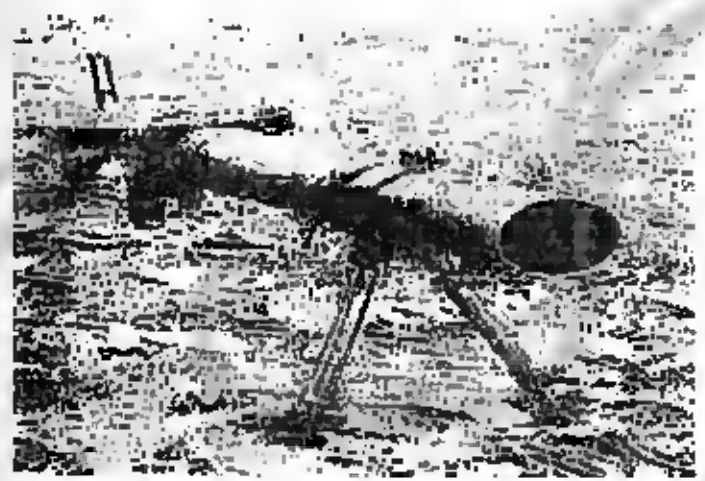
پہچان لو سبھی! ہم طالبان ہیں
 ہم اس زمین پہ نصرت حق کا نشان ہیں
 جب بھی کیا جہاد رہ کر دیکھو
 کھلنے لگے ہیں بھولے ہر اک شعلہ زار میں
 صبحِ خزاں بدل گئی رنگِ بہار میں
 پہچان لو سبھی! ہم طالبان ہیں
 ہم اس زمین پہ نصرت حق کا نشان ہیں

یہ طالبان مجاہدین ہیں جو اپنے اسلاف کے کارناموں پر نظر رکھتے ہوئے آگے بڑھ
 رہے ہیں۔ طالبان مجاہدین کے کارنامے پڑھ کر اسلام کے مایہ ناز مجاہدِ عظیم صابئی رسولِ امیر
 اہل بیتین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور کی عظیم فتوحات نظر آنے لگتی ہیں۔ جب

سازشوں کا اتمام۔ طالبان مجاہدین نے ہارون کے ذریعے غلاب کے ہمسہ کو لڑا کر اس بات کا
 ثبوت دیا کہ وہ اللہ کے پسندیدہ اور نبی ﷺ کے سچے پیروکار ہیں۔ روہ کیان تک پہنچنے کے
 لئے مجاہدین کو کئی خطرناک موزوں سے گزرنا پڑا۔ جہاں سے گزرنا مشکل ہی نہیں بلکہ
 کے پتے چبانے کے مترادف تھا۔ لیکن طالبان بھرپور سپاہیوں کی طرح جذبہ جہاد سے سرشار
 اپنے سروں پر کفنِ ہارونہ کر دیا کیان میں قاتلانہ داخل ہوئے۔ روہ کیان جنوری ۱۹۹۸ء میں فتح
 ہوا اور بول مسطور نادر پاپی حیا شکی کی نشانیں چھوڑ کر یہیں سے فرار ہوئے۔ طالبان فاتحین نے
 یہ ثابت کر دیا کہ وہ محمود غزنوی کے جانشین اور اسلام کے سچے خدام ہیں۔ اکتوبر ۱۹۹۸ء میں
 مجاہدین نے ہامیان کی طرف پیش قدمی کی۔ کوسل جو ہامیان سے ۲۵ کلومیٹر دور واقع ہے، وہ
 اصل ہامیان کی جنگ اسی جگہ ہوئی۔ جس میں تقریباً ۲۵۰ طلبہ شہید ہوئے۔ اس دور سے پہلے
 میدان ہے، جس میں دشمنانِ اسلام نے بارہوی سرنگیں بچھا دی تھیں۔ وہہ کے اوپر بندے
 ہتھیار نصب تھے اور وہہ کے منہ کو ایک چٹان کے ذریعے بند کر دیا تھا۔ سامانِ حرب اور خوراکی
 دشمنوں کے پاس کوئی کمی نہیں تھی، مگر ان دشمنانِ دین کی جنگِ اسلام کے جیسے
 سرفروشیوں سے تھی، جن کے نفسِ جذبہ شہادت کی چاہت میں بیدل اور گھوڑوں پر چلنے
 ہوئے یہاں پہنچے اور اللہ کی مدد سے اوپر کے مورچوں پر قبضہ کیا اور پھر وہہ کی صفائی کی اور
 دشمنوں پر ایسا فیصلہ کن وار کیا کہ اس کی تمام شیطانیتوں توڑ گئیں۔ حزبِ وحدت والوں نے
 نے ہامیان شہر میں صحیح العقیدہ مسلمانوں پر ظلم و ستم کی ابتدا کر دی (حالانکہ یہ بھی قدرتی
 بولنے والے تھے) ان کے گھروں کو بھسار کیا، دکانوں کو لوٹا اور اسی پر بس نہیں کیا۔ ان کی
 دکانوں میں آگ لگا دی اور پھر ان کے گناہ مسلمانوں کو انہوں نے صوبہ بدخرد کو اپنا اٹوم بھندہ
 کے دفاتر یہاں منجود تھے۔ وہ یہ ظلم و ستم اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے لیکن انہوں نے کوئی
 آواز نہیں اٹھائی (اس کے برعکس ان کا نام یہ ہے کہ ہمیشہ طالبان کو بدنام کرنے کی کوشش
 کرتے ہیں)

دسمبر ۱۹۹۸ء میں فرما کا علاقہ بھی امدتِ اسلامیہ میں داخل ہو گیا۔ اپریل اور مئی
 ۱۹۹۹ء کے ابتدائی مہینوں میں ورزاب، بلگرام، لوہاش، گرزوان، کوہستان اور ٹکاب پر
 مکمل فتح حاصل ہوئی۔ یہ مجاہدین اللہ کی محبت میں آگے اور آگے فتح کے پے چم لہراتے ہوئے

آپ نے بیت المقدس فتح کیا تو وہاں رہنے والے عیسائیوں سے جو معاہدہ کیا وہ اس واقعے کی بہترین مثال تھا۔ اسی طرح جب صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس فتح کیا تو مسجد اقصیٰ کے سکون کا سانس لیا۔ صلاح الدین ایوبی کی فتوحات نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات کو تازہ کر دیا تھا۔



غیر مسلموں اور منافقین کا مسلمانوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک

۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے برطانیہ کی مدد سے بیت المقدس پر قابض ہو گیا تو یہودیوں نے مسلمانوں پر بے تحاشہ اہلادی کی۔ مسلمانوں کے جسم نشانیوں کا ہتھیار کے پڑوں کی طرح استعمال کیا۔ جب مسلمانوں نے مسجد اقصیٰ میں پناہ لی تو وہاں بھی یہودیوں کو شہید کرنے سے باز نہ آئے۔ مسجد اقصیٰ مسلمانوں کے خون سے بھر گئی۔ ساری غیر مسلم قومیں خاموشی سے ظلم و تعدد کے یہ مناظر دیکھتی رہیں اور مسلمانوں کی حمایت جیسا ایک نظر بھی نہیں ہو سکا۔ یہاں تک کہ فلسطینیوں کے پاس میں موجود نام نہاد اسلامی حکومت بھی خاموشی سے اسرائیلی جارحانہ کارروائیوں کا مظاہرہ کرتی نظر آئی۔

دشمن ملکی اور دہشت گردوں کے ساتھ جہاد کے ۸۵۲۰ طالبان مجاہدین کے ساتھ کیا گیا۔ جو دشمنوں کی قید میں تھے، اسلام دشمن عناصر نے انہیں انتہائی سزا کی سے شہید کیا۔ یہ خون کی کھیل ۲۹ مئی ۱۹۹۶ء سے دسمبر تک جنرل عبدالملک اور حزب احدث کے درندہ انجام دیتے رہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں ان طلباء کو یہ درندے دہشت گردی اور دہشت گردانہ لے جاتے۔ ان کی پگڑیوں سے ان کے ہاتھ باندھتے اور ان کو شہید کر دیتے۔ ان اسامہ دشمن شہداء کا قبضہ اور عدوں نے طلباء کی لاشیں جالی تھیں، جس کے مطابق ان کی تعداد ۸۵۲۰ تھی۔ ان شہید طلباء کو بے گورکنی فرما کر ضرب موٹوں سے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اکثر و بیشتر شہید طلباء کے جگر تھکے، ٹوٹیاں اور پگڑیاں ضرب موٹوں کے رگڑتے سفات پر نظر آتی ہیں اور ہمیں خون کے سوا کچھ نہیں۔ دنیا شاہد ہے کہ دہشت گردی اور دہشت گردانہ کارروائیوں کا خون ہاتھوں نہیں گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کے خون کی برکتوں سے مجاہدین اسلام کو فتح و نصرت کا بھی حق فرمایا۔ سلسلہ عطا فرمایا۔ دہشت گردی اور دہشت گردانہ کارروائیوں کا ذوق اور حزب احدث اور جنرل عبدالملک کے ظلم و ستم کی داستانیں سنار ہے۔ یہ داستانیں سن کر اور شہداء کے بارے میں پڑھ کر بھی ہم قاسوس رہیں۔ مٹیں۔ ہرگز نہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اسے اللہ تو ہمیں دشمن کے لئے تڑک داہ بھلی بدے جو انہیں جلا کر خاکستر کر دے اور ظالموں کے دلوں کی دھڑکن بجادین کے قدموں کی آواز سے ہمیشہ ہمیش کے لئے بند ہو جائے۔ آمین۔ مجاہدین کے لئے تڑک داہ بھلی بدے جو انہیں جلا کر خاک اور بھر دکر دیں۔ یہ دیکھنے والی آنکھوں کے لئے دردیں جہت بن جائیں، لوگ پکار پکار کر نہیں دیکھو۔ دیکھو۔ یہ سامنے جو عجیب و غریب مخلوق نظر آ رہی ہے یہ مسلمان شہداء کے قاتل ہیں۔ جنرل عبدالملک انتہائی بے غیرت اور ایمان فروش ہے، جسے اس وقت بھی ذوق ہمارے شرم نہیں آئی جب اس نے ایران فرار ہوتے وقت ۷۴ غلام و طلباء کو انتہائی بے دردی سے شہید کیا تھا اور پھر انہیں فیض آباد کے کیمپ میں پھینک دیا۔ ان ۷۴ غلام و طلباء میں ملحق جان محمد شہید اور مولانا شہید محمد شہید بھی شامل تھے۔ اس واقعہ کے پاس کوئی اختیار بھی نہیں تھا۔ افغان لٹننٹ کے سر رہا ملا اختر منصور ان مجاہدین کے ساتھ تھے جو بلوچستان رہے تھے۔ ملا منصور نے ہی ان شہداء کو نام تمام پہچانا تھا۔ اسلام کے ان عظیم فرزندوں

آپ ﷺ ایک ہجرت پر سالار تھے آپ ﷺ کے مبارک ناموں میں سے ایک نام نبی الامام بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں "جنگوں والا نبی"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے رطلہ کا اجر پوچھا گیا تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ایک رات مسلمانوں کی حفاظت کے لئے بہرہ برداری تو اتنے اپنے پیچھے ہر نذر چھوڑنے اور روزہ رکھنے کا اجر ملے گا۔ (المطہری)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے ایک دن اللہ کے راستے میں پہرے دہری کی تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان سات ہفتہ قس بنا دیتے ہیں اور ہر خندق سات آسمانوں اور سات زمیوں کے برابر ہے۔ (المطہری)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں گوارا باندھ کر نماز پڑھنے والے کی نماز دوسرے لوگوں سے سزاگنا افضل ہے اور اگر تم کیوں کہ سات سو گنا افضل ہے تو وہ بھی درست ہے کیونکہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں گوارا باندھنے والے پر فرشتوں کے سامنے نعر فرماتے ہیں اور جب تک وہ گوارا باندھے رکھتا ہے فرشتے اس کیلئے رمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور پھر تداریک گوارا باندھے رکھنا ایسے ہی سنت ہے جس طرح تکلف کیلئے روزہ۔ (شفا العبدور)



(شہداء) کو قہر حاد میں دفن کیا گیا۔ ان شہداء کی عظیم قربانوں کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے ظالمین کے ہاتھوں مزہ کی تح کی تکمیل فرمائی۔ کاش ادنیٰ کے مسلمان یہ راجہاں نہیں کہ مسلمان کسی کے سامنے بیک نہیں مانگتا، وہ اپنے ہاتھوں کو صرف اللہ تعالیٰ کے حضور پھیلاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کے دل میں جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کا چمکے دشمن ہو جاتا ہے تو وہ انتہائی بہادر اور دنیا والوں سے ظہر ہو جاتا ہے۔



"جہاد اور نبی ﷺ کی احادیث مبارکہ"

☆ ابو اسحق کہتے ہیں کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک صاحب نے پوچھا کہ اے ابو عازب کیا آپ لوگوں نے عین کی لڑائی میں فرما کر اختیار کیا تھا؟ اور نبی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں خدا کہ قسم رسول اللہ ﷺ نے پشت ہرگز نہیں پھیری۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حضور ﷺ تیروں کی پوجا میں بھی یہ اعلان پڑھا ہے تھے اور ثابت قدم کھڑے تھے "میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں نبی اللہ کی اولاد سے ہوں" (صحیح بخاری)

نبی ﷺ کی بہادری اللہ کے سپاہیوں کو بہادر اور دنیا والوں سے بے خوف کر دیتی ہے۔

دو ایک مجاہد کی، میرے تاثرات آپ کو ضرور متاثر کریں گے اور میرے رب کی رحمت کا
دریا سرور جوش میں آئے گا۔ (ان شاء اللہ)

”میرا مجاہد میرا خواہب“

”ایک مجاہد کی ماں کے تاثرات“

مجھ سے بھی یقین ہے تم کسی دن گمراہ بھی آؤ گے
خود اپنی داستان اپنی لڑائی سے بھی سناؤ گے
جو تم نے راجہ حق میں پیچھ نصرت اڑائے ہیں
جنگ ان کی دکھا کر ماں کی تم بہت برصاؤ گے
میں ماں ہوں اک مجاہد کی شرف یہ تم نہیں لڑتیں
ہو گے ایک دن غازی، سری عظمت برصاؤ گے
دعاؤں میں ہی تو عرشِ اعلیٰ تک پہنچتی ہیں
دعاؤں کا اثر تم خود بھی دیکھو گے دکھاؤ گے
ملا جنگ کے ہر نعرے پر اجڑتے ہوگی
ظہیموں کو جب اپنی شانیں جاں بازی دکھاؤ گے
خدا کے دشمنوں کی یہ بھی سرکوبی کو نکلو گے
تو نصرت کو خدا کی اپنے تم نزدیک پاؤ گے
تہمت سے سب سے اسلاف کی ذمہ داریاں ہیں
تم اپنے ہر عمل میں ان مثالوں کو سناؤ گے
تہمت سے بڑھ پ جو جس نے الوی نور دیکھا تھا
آئی نور یقین کو اپنا تم رہبر رہو گے
مجاہد کے لئے تو سینچوں آیات اتاری ہیں
تم اپنی دین و دنیا ان کو چھو کر جاگڑو گے
مجاہد کا عمل ہے حق فرماؤ حق نیکر
عمل سے اپنے تم بھی شکیا ربانی دکھاؤ گے

یہ حدیث لکھی تو مجھ اپنا مجاہد بنا شدت سے یہ آیا۔ ایک دن میرے پاس بیٹہ کرکے
اگائی تھی میں نے آپ کو ایک چھوٹی سی پستول ادا کر دیا، آپ وہ پستول اپنی کر کے پانڈت کر نماز
پڑھا کر گئے تاکہ اللہ میری بیاری انی کو اس نصرت کی وجہ سے بلند درجہ عطا فرمائے۔ (آمین)
میں اس کی بات سن کر مسکرانے لگی، میں نے کہا میں یہ تو مجاہد کے لئے ہے۔ میرا بچا مجاہد ہے
اب یہ جتھیار لگا کر اڑاؤ سے کاتو میں بھی اپنے رب کی رحمت سے ضرور فیض یاب ہو جاؤں
گی۔ (ان شاء اللہ)

۱۹۹۹ء کے ابتدائی ایام میں ایک مدت فجر کی قافلان سے قتل میں نے ایک خواہب دیکھا کہ
اپنے کمرے سے دروازے پر کھڑی ہوں اچانک دروازہ کھلا اور میرا مجاہد پناہ و داد و تحویل کر
اگر آیا۔ مجھے ات دیکھ کر حرمین و شرفین کا سڑیو آ گیا تاکہ وہ اس وقت احرام کی حالت
میں تھا اور اس نے اپنے سر کے بال بھی منڈوا رکھے تھے۔ دروازے کے قریب پائی کی رو پڑی
کہیں رکھی تھیں ان پر میں نے نماز لکھا وہ اپنے وہ ہنک کر نور سے ان پر تون کو روکھنے لگا
پور اپنا نام دیکھ کر بڑے ہی دلکش انداز میں مسکرایا، پھر مسکراتا داما میری طرف آئے گا۔ اس
کے سینے کی چادر تھوڑی سی ہٹ گئی تھی، جب وہ میرے سامنے آکر کھڑا ہوا تو میں نے اس
کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھا اور زار و قطار روئے گا۔ کافی دیر تک وہی رہی اور خود
کافی کے انداز میں بار بار یہ جملہ میری زبان سے نکلنے لگا، میں نہ کبھی تھی میرا مجاہد و ملائکہ
ان ضرور آئے گا۔ (ان شاء اللہ) یہی جملہ بار بار کہہ رہی تھی اور روتی جا رہی تھی۔ اچانک
میری آنکھ کھل گئی، وہاں پر یہی جملہ تھا اور میرا چہرہ آسودہاں سے تر تھا۔ فجر کی نماز سے
ظہر ہو کر میں ذکر و تکرار میں مشغول ہو گئی تو میرے مہربان رب نے اس انہم کو میرے دل
میں اتار لیا، میں اتار دیا۔ یہ انہم تھی جس نے اپنے پیارے رب کے کرم سے کبھی یہ میرے
دل کی آواز ہے، جو میری کسی ہزاراں ماؤں کے دل کی آواز بن جائے گی۔ آپ میری نظم
پڑھیں اور میرے مجاہد کی حق و خوبی سے واقف ہی کے لئے اللہ سے دعا ضرور مانگیں۔ میں ماں

اللہ عالیہ اربعین بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ لوگوں میں سب سے بہتر مقام والا شخص کون ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ہے اللہ کے رسول اور شاہد فرمائیے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگوں میں سب سے بہتر مقام والا شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے گھوڑے کی ناکم پکڑے رکھے، یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو جائے یا وہ شہید ہو جائے اور کیا میں تم کو وہ شخص نہ بتاؤں جو اس کے بعد (کے نبی پر ہے)؟ میں نے کہا ہے اللہ کے رسول ارشاد فرمائیے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ وہ شخص ہے جو لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے کسی گناہی میں مقیم ہو اور نماز قائم رکھتا ہو، نہ کھانا کھا کر تازہ اور لوگوں کے شر سے بچتا ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ لوگوں میں سب سے برا شخص کون ہے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ وہ شخص ہے جو دوسروں سے جو اللہ کا واسطہ دے کر آگتا ہے لیکن جب خود اس سے اللہ کا واسطہ دے کر کچھ انکارا جاتا ہے تو وہ نہیں دیتا (اس کا مطلب یہ ہے کہ سب سے برا شخص وہ ہے جو اللہ کا واسطہ دے کر آگتا ہے لیکن اسے دیا نہیں جاتا یعنی اس نے اللہ کا نام بھی استعمال کیا اور کچھ پلایا بھی نہیں)۔ (کتاب الجہاد ابن مبارک، ترمذی، نسائی، ابن حبان)

میں نے اپنا خواب بیان کیا اس کے دو ماہ بعد میں نے ایک خواب دیکھا کہ بالکل نئی سی جگہ ہے، میں کسی کے گھر ہوں کہ ایک بچی مجھے یہ پیغام دیتی ہے کہ طالبان آپ کو بلارہے ہیں، آپ کے بیٹے کا نکاح ہو رہا ہے۔ طالبان کہہ رہے ہیں کہ اس موقع پر مجاہد نعمان کی والدہ دعا مانگیں۔ میں فوراً اپنا بیچ تلاش کر کے لوز مٹی ہوں، پھر اس جگہ جلتی ہوں، کافانی فاصلہ سے کھڑی ہوتی ہوں۔ ایک طالب نعمان کے سر پر شامہ باندھا رہے ہیں، ہجرت سے طالبان کھڑے ہیں۔ گوکہ میں کافانی فاصلہ سے کھڑی تھی لیکن خود کو نعمان کے بہت قریب محسوس کرتی ہوں۔ آنکھ کھلی تو میں نے اپنے رب کے حضور اپنے مجاہد بیٹے کے لئے خوب دعا مانگی۔ اللہ میری دعاؤں کو قبول فرمائے۔ آمین

اگر ہر سمر کے میں تم نے خالق سے ندا مانی تو ہر مشکل کو اپنی راہ میں آسان پاؤ گے رسول اللہ کا کردار گردشِ فکر رکھنا تو دنیا کو بھی اپنے واسطے جنت بناؤ گے وہ نظر مشرکوں کے واسطے سمور کن ہوگا جو سوز، چاند، تارن اپنے واسطے پر سجا گئے روح سے نہ تم کو میں نے روکا ہے نہ روکوں گی مجھے سب سے اچھا ملاؤ کہ اپنے گھر کب آؤ گے؟ کہاں ہو گس جگہ ہو کون سی وادیاں میں رہے؟ وہ کار خیر کیا ہے کب تک مجھ سے چھپاؤ گے ملا جگت سے ساقھی تمہارے لوٹ آئے ہیں مجھے امید سی ہوتی ہے تم بھی لوٹ آؤ گے

حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ غَلِبَهُ قَوْمُكُتْ وَهُوَ رَبُّ
الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝

جیت ہی یہ آیت زبان پر آتی ہے تو میرا دل سکون والہمیتان سے اس طرح تبرج
ہو جاتا ہے جو اپنی منزل میں آپ سے دور رہا اب تک نہ جانے یہ کیا شر ہو گا۔ رب العزت کا
کریم نہ ہو گا تو شاید پاگلوں کی طرح جھگڑوں کا رخ کر لیتی۔ لیکن قرہاں ہو جاؤں اپنے رب کی
عزت و جاہل کے کہ وہ خوب اپنے بندوں اور بندوں کے دلوں کو تسکین دیتا ہے۔ رب
کائنات کا جتنا شکر ادا کروں تم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اجمال میں اظہار میں یہ فرمانے اور
میرے نیاں کو حق و عافیت کے ساتھ مجھ سے ملائے۔ پھر بار بار اسے میدان جنگ میں جانا
تعیب فرمائے (آمین) یہ کہ جہاں اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بہترین اور اللہ
تعالیٰ کے ہاں سب سے عزیز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس، رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک بار صحابہ کرام رضوان

”مامتا کا زخم جو پھول بن گیا“

تنگی ماؤں کے بہادر بیوت مسعود کی قید میں ایک طویل عرصے سے لڑائیں برداشت کر رہے ہیں۔ قرب و حدت اور ستم از یک، مہد المانک اور دیگر خانوں نے جنی خواہیں کو دھوکے اور فریب سے گرفتار کیا تھا، انہیں یا تو ان کے غلاموں نے شہید کر دیا یا ان سب کو قیدی بنا کر مسعود کی جیل میں بھیج دیا۔ ان کی تکالیف اور لائقوں کی داستانیں پڑھ کر میرا دل خون کے آنسو روئے لگا ہے۔ ان میں سے خاصی تعداد ان غلاموں کی ہے جنہوں نے جیل خانوں کی لڑائیاں برداشت کیں لیکن قرآن وحدیث کا ساتھ نہ چھوڑا۔ انہوں نے جیل خانوں میں اگر غلام یا اسے بڑے طالب علم کو پایا تو حفظ قرآن کی دولت سے اپنے سینوں کو منور کر لیا۔ ان حفاظ قرآن کے بارے میں پراچا تو مجھے اپنے بزرگوں کی باتیں یاد آئیں کہ حفاظ کو درد اور کشمکش اور بارام کھانے کا نہیں۔ ان کے کھانے سے طالب علم کا ذہن کھل جاتا ہے، لیکن میرے رب کی شان ہی اہلی ہے، وہ نہیں دکھا رہا ہے کہ جھوٹے محبت کرنے والے ان عظیم نیاہوں کو دیکھو جو سوتھی روٹیاں کھاتے ہیں، لیکن میں نے اپنے اکرم سے ان کے سینوں کو اسلام کے لئے کھول دیا ہے۔

پچھلے دنوں میں نے ایک ماہ کی مامتا کا زخم دیکھا جو ایک طویل عرصے سے رعبا تھا، لیکن جب انہیں نے اللہ سے لڑائی تو وہ زخم پھول بن کر نکلنے لگا۔ زخم سے پھول بننے کا واقعہ کچھ اس طرح ہے۔۔۔۔۔ ایک نیاہ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا، جسے اطلاع ملی تو میں فوراً ان کے گھر گئی۔ اس نیاہ کی والدہ میرے محلے لگ کر رہنے لگیں، میں نے انہیں تسلی دی تو اپنا کھدوئے اپنے مجاہد بننے کو یاد کرنے لگیں (ان کا یہ مجاہد بننا خاتم مسعود کی قید میں ہے) کہ اب کیا ہو گا، اب تو میرے شوہر بھی دنیا سے چلے گئے اور کہتے تھے میں ان کے لیے جان کا اور اپنے لیے جانے کو تلاش کر کے آؤں گا، لیکن اب میرے بیٹے کو کون لائے گا۔ ان کی کیفیت عجیب اور ہی، دوست لڑ رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو آ رہے تھے، ان کی حالت دیکھ کر مجھے ہنس پڑا، پھر اس طرح کہنے لگیں: ”میں میرے بیٹے کو کچھ کھانے

کو بھی ملتا ہے یا نہیں۔ جب میں کھانا کھانے بیٹھی، انوں کو کوال میرے مطلق میں اٹھنے لگا ہے۔ وہیں اتنی شدید سردی ہوتی ہے کہ ہاتھ نہیں پھیر سکتے ہیں، کپڑے بھی پھینک دیے جاتے ہیں، یہ کبہ گرد اور عقلا روئے لگیں۔ میں نے دل مشہور کرتے ان کو تسلی دینی کہ آپ میرا کھانا باقی سے لے چھوڑیں، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میرے بیٹے کو کچھ کھانا ملے۔ اللہ ہی ہمسوں سے حفاظت فرماتا ہے، وہ اپنے بندوں کو کپڑے بھی پہناتا ہے، وہ اپنے بندوں کی ضرورتوں کو خوب پانتے والا ہے۔ میری بہن مجاہد طلباء بننے سے ساری شاکر ہیں، ان کا علم ان کی بہادری تو ہمارے لئے عظیم سرمایہ ہے۔ ہمارے بیٹے آج چھوٹی سیکل اللہ کے لئے مجھوں سے نکلے، جیسے، جہاد کی اسلامی زندگی کی امرات ہے۔ یہ ہمارے ہی ملک کا پسندیدہ کام تھا، وہ میرے ہی ملک کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسی جہاد کی سیکل اللہ کے زور سے دنیا کے ایک بڑے خطے سے اپنی مسلمانوں کو لوہا منوایا، جہاد میں نے ان سے کہا میری چھاری بہن، لیکن میرے دل کے نہیں خانوں میں جہاد کا جذبہ جو دوسرے کم آب کی صورت میں ابھرتا تھا، جب میں نے غناء حق کے بہادر بننے سے تو پھر وہ جو نے کم آب بک رہے تھے میں تبدیل ہو گئی۔ میرا چھوٹا سا گھر مجاہدین کا مرکز بن گیا اور پھر میرے مولا کے گھر سے وہ وقت آیا، جب 15 مارچ 1997ء کی دوپہر میرے قتل نشان کا پورا پورا میرے نیاہ بننے کی شکل میں جہاد افغانستان کے لئے روانہ ہو گیا۔ اللہ میرے نیاہ کو ہر لحاظ پر سرفراز فرمائے اور پھر باقی کے تمہیں بیٹے تمہاری بہن مجاہدین کی شکل میں دشمنوں کے تپاک مزامم کو خاک میں ملاویں (آمین) میری وہ بہن کہنے لگیں آپ تو خوش نصیب ہیں آپ کا نیاہ جہاد پر ہے اور آپ کو اس کی اطلاع بھی جہاد کے ذریعے ملتی ہوگی۔ لیکن میرا پھر تو دشمن کی جیل میں میری کہے دن کاٹ رہا ہے، بتائیں میں کیسے صبر کروں۔ میں نے ایک نظر ان کی طرف دیکھا اور کہا بے شک آپ صحیح کہتی ہیں، میں بہت خوش نصیب ہوں، میرا نیاہ نیاہ ہے۔ لیکن میری بہن مجھے پونے تین سال سے اپنے نیاہ کا کوئی خبریت نہ۔ نہیں ملا، آپ میری بتائی ہوئی ہوش سے حساب لگائیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ میرے نیاہ کو جہاد پر کئے دئے تین سال اور ایک ماہ دوپہا ہے، دن اور رات کے دشمن محسوس میں مجھے اپنا نیاہ یاد آتا ہے، ان کے کپڑے دیکھتی ہوں تو دل چاہتا ہے کہ ان کپڑوں کو اپنے سینے میں پہنوں (کیونکہ ان کپڑوں میں میرے

عبدالہیٰ خوشبو بھی ہوئی ہے) اس کے جوتے دیکھتی ہوں تو دل چاہتا ہے کہ اپنے دوپٹے کے پلو سے انہیں صاف کروں اور یہ جوتے یہ کپڑے لے کر افغانستان بھیج جاؤں۔ اس سے اکثر مجھے اپنی آنکھوں کے آنسو اپنے دل پر گرتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ پھر میں خود سے کہتی ہوں کہ میں ایسا کیوں کروں۔ وہ مالک الملک خود ہی میرے مجاہد کی مخالفت فرمائے گا۔ پھر میں سورہ توبہ کی آخری آیت بار بار پڑھتی ہوں اور پھر اپنے عظیم رب سے رورو کر استدعا کرتی ہوں تو ہی مجھے جنسی سیکنگروں، بچوں سے ان کے چمچڑے بیٹے مائے گنہ اللہ کا بچا احسان ہے کہ پھر میرا رزق کا پتلا دل نہ سکون ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے رب سے ہی میرے دل کو تقاضا ہوا ہے۔ بہن آپ بھی اسی مہربان آقا پر بھروسہ کریں اسی کی بارگاہ میں رورو کرالجا کریں کیونکہ وہی ہماری فریاد سننے والا ہے۔ وہ بہن میری طرف متوجہ ہو گیا اور شاید میری بات کی صداقت بہن کو میرے چہرے پر نظر آئی۔ فوراً کہنے لگیں اب میں صرف اپنے رب سے دعا کروں گی، کبھی بے صبری کا مظاہرہ نہیں کروں گی اور برہنہ میں زانیہ برضار ہوں گی۔ مجھے ان کے جواب سے بڑی خوشی ہوئی، پھر میں نے بہن کی دشمنی بابت پر قلی کا مہم اس طرح لگایا۔ میں نے کہا میری بہن تم یہ نہ سمجھو کہ صرف تمہاری امنا دشمنی ہے تم جیسی بہت سی ماؤں کی امنا دشمنوں سے جو اپنے ہی لبوں میں ادبی ہوئی نظر آتی ہے۔ لیکن میری عزیز بہن کوئی کسی کے دشمنوں پر نظر نہیں کرتا۔ جس کا دل خود لبوں میں چکا ہو وہی دوسرے کے دشمنوں کا اندازہ کر سکتا ہے۔ میں تمہیں اپنا ایک تعلق سناتی ہوں۔

اللہ کے کرم نے توڑا ہے یوں مجھے
ہر دشمن امنا کا نیا بھول گیا
مجھوس کر رہی ہوں وہ خوشبہ میں اس طرح
میرا رضا ہی ذہنت کا معمول بنا گیا

میرا قطع ہن کر ان کی آنکھیں ابڑا گئیں لیکن اب ان کے چہرے سے یہ ظاہر ہوا
تھا کہ ان کی ذہنت میں زبردست انقلاب آچکا ہے، ان کے چہرے پر مہرور رضا کا بچا
خواب دہنت رنگ مجھے دکھائی دے رہا تھا۔ پھر کہنے لگیں میری بہن سب کے لئے اللہ سے
دعا کرو اور ازل ان کی بات سن کر عمر ہی عمر رونے لگا۔ میں نے اپنے ہاتھوں کو اپنے ذہن

کے حضور پہنایا اور روتے ہوئے دعا کی کہ "اے میرے رب! جتنے مجاہدین اسلام دشمن
مذاہر کی قید میں ایک طویل عرصے سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں، انہیں
اپنے کرم سے رہائی نصیب فرما دے، کوئی ایسا سبب پیدا فرما دے کہ بہن کی مشکلات دور
ہو جائیں! مجاہدین کے ہاتھوں ان خاتروں پر اسلام کا پرچم نصب کر لوے یا دشمنوں کے دلوں
میں اسلام کا رعب اور ہیبت ڈال دے۔ اے اللہ تو مسیبا الاسباب ہے کوئی سبب مجاہدین کی
رہائی کا پیدا فرما دے۔ آمین۔" دعا ختم ہوئی تو میں نے کہا میری بہن کشمیر، ہونا فلسطین، پنجاب، ہونیا
یوشیا، کوسو، ہونیا افغانستان پر علاقے کے مجاہدین (بھائیوں اور بیٹوں) کے لئے میرا دل
تڑپ کر دنا کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ ہماری دعاؤں کو ضرور قبول فرمائے گا اور ہم سے
مجاہدین جو پوری مسلم قوم کا ایک عظیم سرمایہ ہیں، وہ پوری دنیا میں انتخاب لاکر رہیں گے اور
وہ انتخاب اسلامی انتخاب ہوگا۔ اسلامی انتخاب ایک دن آکر رہے گا۔ (ان شاء اللہ) اسلام
ہماری آرزو ہے، اسلام ہمارا دین ہے۔ ایسے عالمگیر دین کیلئے میرے خیالات میری اس اہم
میں داخل تھے ہیں، آپ بھی پڑھیں اور میں سے قول کی صداقت کو ضرور پرکھیں۔

"اسلام زندہ یاد"

اسلام نے حیات کو بخشی ہیں عظمتیں
اسلام نے ستواری ہیں لوگوں کی سیرتیں
تازاں ہیں کائنات کی اس پر صداقتیں

اسلام زندہ یاد، مسلمان زندہ یاد
بدعت چہ باشد و ایمان زندہ یاد
اسلام زندگی ہے مسلمان کے رابطے
پھیلے ہیں اس کے دم سے ہی تنگی کے سلسلے
کاظم ہیں اس کے فیض سے خالق سے رابطے

اسلام زندہ یاد، مسلمان زندہ یاد
بدعت چہ باشد و ایمان زندہ یاد

آداب غیر سب کو سکھاتا ہے دین حق
انسان سے دلوں کو سجاتا ہے دین حق
پرست سے گمراہی سے بچاتا ہے دین حق

اسلام زندہ باد مسلمان زندہ باد
پرست تہا باشد ایمان زندہ باد



”غازی خالد محمود عباسی“

غازی خالد محمود عباسی انہی مجاہدین میں سے ایک مجاہد ہے جو ساخو مزار کے چشم دید
گواہ ہیں۔ یہ مجاہد کشمیری خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے خاندان کے ایک بزرگ سے
فاضل صاحب کی جان بچان تھی۔ جب بامیان فتح ہوا تو ان بزرگوں نے غازی خالد محمود کا
فون نمبر فاضل صاحب کو دیا اور کہا کہ آپ خالد سے بات کریں شاید آپ کے خواب بچنے کا بھی
کچھ سرا مل جائے۔ میں نے غازی خالد کو فون کیا اس نے دہشتوں کے کچھ مطالب کی داستان
مجھے سنائی تو میں رونے لگی۔ پھر اس نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ ساتھ آپ کے گھر آؤں گا۔ پھر
غازی خالد محمود سے میری بات نہیں ہوئی۔ جنوری ۲۰۰۵ء میں خالد محمود سے میں نے
دو بارہ رابطہ کیا اور اس سے کہا بیٹے میں چاہتی ہوں کہ تم میرے گھر میں خاندان پر آ جاؤ۔ کچھ
مہینوں اور بامیان کے سلسلہ مجاہدوں کے متعلق بات کرتی رہے۔ مجاہد خالد نے کہا کہ میں اتوار کی صبح
۱۰ بجے ضرور آؤں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ لیکن مجھے اچانک اتوار کی صبح حکیم صاحب کے
مطلب جانا پڑ گیا میں نے خالد محمود سے بتائے ہوئے فون نمبر پر اطلاع دی کہ آپ مجاہد خالد
کو میری طرف سے معذرت کے ساتھ ضرور بتادیں کہ وہ اس کے بجائے بارہ بجے
آئیں۔ لیکن اس وقت کی بات ان صاحب کی خالد تک رسائی نہ ہو سکی۔ اس لئے دوسرا نام وہ

بنا کر بنا سکے۔ میں حکیم صاحب کے مطلب سے تھریا پانچ دنے بارہ بجے گھر پہنچی تو فاضل
صاحب نے کہا مجاہد خالد مجھ سے بیٹے آ گئے تھے۔ میں جہاد کے سلسلے میں گفتگو کر جا رہا ہوں
تو اسے پور نہیں ہونے دیا۔ میں نے برقع نہیں اچھا اور لہنگا کے کمرے میں پہنچی کیے گئے۔
فاضل صاحب نے خالد محمود کو اسی کمرے میں بٹھا دیا۔ سب سے پہلے میں نے خالد سے
معذرت کی۔ پھر میں نے خالد سے کہا پھر تم ایک مجاہد ہو اور میں ایک مجاہد کی ماں ہوں۔ میں
چاہتی ہوں کہ میں تمہارے حالات مختصر طور پر لکھوں۔ شاید اس طرح میں بھی جہاد کے
سلسلے کا کوئی اہم کام انجام دے سکوں۔ غازی خالد کہنے لگا رحمان خالد میری کوئی اتنی بڑی
حیثیت نہیں جو میں اپنے حالات بتاؤں۔ میں نے کہا بیٹے مجاہد کی حیثیت ہوتی ارشاد اعلیٰ ہوتی
ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میں یہ حالات اپنی کتاب ”مجاہد تم کہاں ہو“ میں تحریر کر سکوں۔
اسل میں میرا مجاہد چنا اور بہت سے مجاہد مزار سے ثابت ہیں نہ جانے اب وہ کس مجاہد پر ہیں۔
میں مزہ اور ہامیان کے حالات تمہاری زبان سے سنتا چاہتی ہوں۔ غازی خالد نے جواب دیا
میں ضرور بتاؤں گا۔

غازی خالد نے مایا مزار کا دورہ انگیز اور وفد از ساخو میں ۱۹۹۹ء میں پیش آیا۔ غازی
فرہیں (ظاہرین مجاہدین) مزار کے اطراف میں بڑی کامیابی حاصل کر چکی تھیں۔ جو نام نہاد
مسلمان جنرل عبدالہاک نے مجاہدین سے لڑاکرات کا ڈھونڈ کر چلا (جنرل عبدالہاک
کیونٹوں اور حزب احدت سے ملا ہوا تھا) لڑاکرات کا یقین والے ہوئے اس طرح ظاہر کیا
بیٹے میں تسنیم ہو چکا ہوں۔ اس نے ظاہرین کو دعوت دی کہ آپ مزار آ جائیں اور یہاں کا
انتظام سنبھالیں۔ عبدالہاک کی ان باتوں پر ظاہرین کو یقین آ گیا کیونکہ اس نے (جنرل
عبدالہاک) مزار دیکھ لیا۔ یہی ظاہرین کی حمایت کا اعلان کیا تھا (اس اعلان کی وجہ سے ہی
جب مجاہدین کے جہاز مزار کی طرف پرواز کرنے لگے تو مجاہدین کے پاس تھیرا رہنے ہونے کے
برابر تھے)

جلی قیامت کے امیر مولانا احسان اللہ تھے، ان کے ساتھ ظاہرین مجاہدین کی تشکیل
ہوئی تھی (ان مجاہدین میں کچھ پاکستانی ظاہر بھی تھے) دوسرے دن کی پہلی پر واز میں مولانا
شیر محمد صاحب قیادت فرما رہے تھے۔ ہمارا جہاز دن کے بارہ بجے سے کچھ گھنٹے پہلے مزار پر

تھے) ہمدرد بہت حساس تھا، جزی سے اس کی آگ اسلحہ ڈھونڈ بیٹھی تھی۔ نیک کے گولوں کو جب پیش لیا تو وہ پھٹا شرمندہ ہو گئے۔ گولوں کے پھینکنے کی زوردار آوازیں بیدار ہو رہی تھیں، انہیں طالبان (پاکستانی اور افغانی) افراتفری میں ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ جب یہ دھماکے ختم ہوئے تو چھاؤنی کے کمانڈر (یہ طالب تھے) نے جہاد کے موضوع پر بیان کیا اور کہا یہ جو انجامنے میں واقعہ ظہور پڑے ہو یا یہ بھتر نہیں ہوا ہمیں اندر ہی اندر جس خطرہ کا احساس ہو رہا تھا وہ بہت جلد ہمارے سامنے آگیا۔ ہم سب نے افسوس کے ساتھ یہ خبر سنی کہ عبدالملک نے حزب وحدت کے ساتھ مل کر معاہدہ طرزیہ کیا۔ طالب سمجھ رہے تھے کہ اب تک ہمارے ساتھی ہوں گے لیکن وہ بھی عبدالملک کے ہمراہ تھے۔ عبدالملک کے سپاہی اور حزب وحدت والے چھکری کٹوں کی طرح مجاہدین کی خوشبو سونگھتے پھر رہے تھے اور مزہ کے گلی کپڑوں میں طالبان کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہے تھے۔ حزب وحدت والوں نے یہ افواہ لائی کہ طالبان نے حرار میں موجود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار کی بے حرمتی کی ہے۔ اس لئے ہم انہیں انتقال کر رہے ہیں (حزب وحدت اور ان کے حامیوں نے جہاد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جعلی زیارت گاہ بنائی تھی، کیونکہ کتبہ احدیث اور تاریخ میں اس بات کا کس ذکر نہیں ہے۔ جہاں یہ بے سند باور لکھ جلی مزار ہے۔ طالبان کے معنیٰ ان غلام مولانا عبدالعلی دیوبندی نے اگست ۱۹۹۸ء کے تیسرے ہفتہ کا شمار یڈیو سے اعلان کیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قبر کو فساد میں لایا گیا ہے۔ دیکھنے کے لئے حزب وحدت والوں نے یہ جعلی مزار بنایا تھا) ہم سب ہوائی قاتل کی طرف روٹ ہوئے کیونکہ طالبان کا یہ ارادہ تھا کہ ہوائی جہاد کے ذریعے مجاہدین کو کسی محفوظ مقام تک پہنچائیں۔ ہم نے عصر کی نماز پڑھی، نماز کے بعد ہم نے ایک کھلی ہوئی ڈالین چھپ دیکھی۔ اس چھپ میں ہتھیار ڈھکی اور کچھ شہید طالبان تھا، انہیں نے ہمیں بتایا کہ "جیسے ہی ہماری گاڑی ہوائی لائے کے نزدیک پہنچی تو ہمارے اوپر راکٹ لائچر سے فائر کیا گیا، جو گاڑی کے درمیان میں آکر گر اور اس طرح مجاہدین زخمی اور شہید ہوئے۔ پھر ہم نے ایک اور وردناک خبر سنی کہ جو طالبان ہوائی اڈے پر تھے ان کو بھی شہید کر دیا گیا ان طالبان کے پاس ہاکی پھلکا اسلحہ تھا وہ آخری دویم تک دشمن سے مقابلہ کرتے رہے اور اپنی جہادی کوشش کے درمیان شہادت عظمیٰ کو سٹپ سے لگایا)

پر اترا، ہمیں ایک بس کے ذریعہ ہوائی اڈے سے چھاؤنی تک لے جایا گیا ہوائی اڈے پر زیادہ ترانہ کی سپاہی نظر آرہے تھے، یہ سب عبدالملک کے ماتحت تھے) میرا دل دھڑک رہا تھا ہمدرد سے آواز آرہی تھی کہ ہمدرد ساتھ ہو رہا ہے۔ مگر میں اس آواز کو سمجھ نہیں پاتا تھا اور نہ ہی یہ بات میں کسی سے کہہ سکتا تھا۔ میں نے غور کیا ایڑ پورٹ پر طالبان کی تعداد کم تھی، لیکن شہر میں داخل ہونے تو طالبان نظر آئے جو تعداد میں کافی زیادہ تھے (کیونکہ کافی طالبان، شہر خانہ سے گاڑیوں، ٹرکوں اور بھجوں میں حزار آئے تھے) میرے علاوہ ہمدرد سے ساتھیوں کو بھی یہ احساس ہو رہا تھا کہ اب ہم سے مذاکرات نہیں ہوں گے کیونکہ ان کے دل کا کھوت ان کے چہرے پر نظر آرہا تھا۔ اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں ارشاد فرماتا ہے:

فِي لِقَائِهِمْ مَوْضِعٌ ۖ فَرَّادَهُمُ اللَّهُ فَوْضِلِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ بِنَا كَفَرُوا يَكْفُرُونَ ﴿۱۰﴾ (سورہ بقرہ۔ آیت: ۱۰)

ترجمہ: "ان کے دلوں میں بیماری تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری میں مزید بڑھایا اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لئے دردناک نذاب ہے۔"

تفسیر: بیماری سے مراد وہی کفر و نفاق کی بیماری ہے جسکی اصلاح کی طرف کی جائے تو بڑھتی ہے۔ اسی طرح جھوٹ بولنا مانا نفس کی علامات میں سے ہے، جس سے اجتناب ضروری ہے۔

(اردو ترجمہ، مطبوعہ قرآن، مدینہ منورہ)

ریحانہ خالہ اب تو ہم نے سوچ لیا تھا کہ قدم قدم پر ان منافقین کے ہاتھوں ہمیں تکلیف اٹھانا پڑے گی، اس لئے ہم ذہنی طور پر تکلیف اٹھانے کے لئے خود کو تیار کر چکے تھے۔ ہر حال میں ہوائی پینچے تو ہم نے کچھ دیر آرام کیا، پھر دوپہر کا کھانا کھایا، کچھ عیاد پر بعد ہم نے ظہر کی نماز پڑھی۔ اس دوران آرمینڈ ایئر لائنوں سے طالبان مسلسل مزار شہر میں آرہے تھے۔ سب چھاؤنی میں جمع ہوئے، ہم سب بیٹھے ہوئے تھے، ایک پاکستانی ساتھی کے پاس تھوڑا سا بارود تھا اس لئے اسے کالفر پر رکھا اور اسے جا دیا۔ کافی بارود زمین پر گر پڑا تھا جس نے فوری طور پر آگ بجھادی اور قریب ہی اسلحہ ڈھپ تھا اس میں بیڑا اسلحہ تھا اور نیک کے گولے وغیرہ بھی

پیار نہیں تھا۔ ہمیں لگا وہ بھانگنا چاہتا ہے، ہم نے اسے جانے دیا۔ امیر شیر نڈ نے ہمارے اوپر ہونے تک اس طرح ہم ایک ایک نکل گئیں۔ ہمارے گردپ کے ساتھ مولانا شیر نڈ نے دوسرے گردپ کو ہمارے پیچھے آنا تھا۔ برسات کا موسم تھا اس وقت بھی دور کہیں بجلی چلتی، دوئی نظر آرہی تھی۔ کچھ ساتھی تھک کر بیٹھ گئے، ہم اندازت سے امیر پورٹ کی جانب سمت کی طرف روند ہوئے، ہم راستوں سے قطعی طور پر ناواقف تھے کہ کب ہم ہندو پھاڑے کے مزار آئے تھے۔ اللہ سے دعا کرتے رہے کہ وہ چلتے رہے، چلتے چلتے ہمارے گئے۔ ہمارے جسم تھکان سے چور ہو چکے تھے۔ اس وقت ہمیں شدید بھانگنا محسوس ہوا، لیکن سب ساتھی ایک جگہ بیٹھ گئے اور اجتماعی رہائی کے لئے اللہ ہمارے لئے کوئی کھیل پیدا فرمائے تاکہ ہماری بھانگنا بھی جائے۔ "اللہ غالب نہ کرے" اور چلے گئے کہ بارش شروع ہو گئی۔ ہمارے تمام کپڑے بھیگ گئے، ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور چادروں کو نچوڑ کر پانی پیا۔ حالانکہ گرمی کا موسم تھا، لیکن ٹھیک کپڑوں کی وجہ سے تمام ساتھیوں کو سردی لگنے لگی۔ ہماری چادروں میں سے اتنا پانی نکالا تھا جس سے ہمارے حلق تر ہو گئے تھے۔ آگے پیچھے تو ایک جگہ توڑھے میں پانی بھر ادا تھا۔ جب ہم نے پانی تو اس کا ذائقہ تمکین محسوس ہو، دو تین سلازے کھانے پینے کے قریب ہم ایک نمبر پر پہنچے، کچھ ساتھیوں نے بگڑیوں سے پانی اٹھا لیا، کچھ نے لوبیوں سے کھانے کی طرح پانی بھر کر پانی پیا، ہم چلے تو ساتھیوں کی ہمتیں جواب دینے لگیں۔ پھر زیادہ تر ساتھی تھک کر گرنے لگے اور کبھی کبھار بیٹھ گئے۔ مولانا شیر نڈ نے کہا کہ کچھ ساتھی تو شش کر رہے ہیں کہ ان پر نیند کا ظہور ہو جائے، ہم نے غازی خالد محمود نے مجھے بتایا کہ میں اور میرے تین ساتھی جاگتے رہے۔ پانچ بیٹھ چھ وہاں سے تھل چڑھے۔ مولانا شیر نڈ نے ایک ساتھی سے کہا کہ کسی بستی میں پہنچ جائیں تو شہر کی صورت حال کا پتہ چلے۔ چلے چلے ایک بستی کے قریب پہنچے۔ گندم کی فصل تیار کھڑی تھی، یہ ہمارے لئے ایک حقیقی آرزو ثابت ہو رہی تھی، ہم سب ساتھیوں نے یہاں حیم کیا، پھر نماز پڑھی (کچھ ساتھی نماز پڑھ رہے تھے کچھ پیرہے رہتے تھے، پھر اسی طرح ترتیب بدلتی رہی) نماز پڑھ کر فارغ ہوئے۔ پھر ایک ساتھی آگے چلا گیا اور کچھ دیر بعد یہ خبر آیا کہ آگے جو بستی ہے وہ پشتو لوگوں کے والے ساتھیوں کی ہے۔ میں نے ان کو یہ بتایا ہے کہ ندرتے ساتھ ایک تبلیغی جماعت ہے، پورٹ

جب یہ کاروائیاں ہو رہی تھیں تو ایک پاکستانی (یہ چڑیل کے رہنے والے تھے) جن کا ہم پوچھنے تھا، ہم سب سے کہنے لگے کہ اب پھاڑی میں رہنا خطرے سے خالی نہیں، ہم ان کے کہنے پر پھاڑی سے نکل کھڑے ہوئے۔ کچھ دیر بعد پھاڑی اور لہڑ پورٹ کے درمیانی حصے تک پہنچ گئے (یہاں ایک عمارت نلیک نما تھی لیکن ابھی اس کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی تھی) ہمارے اوپر پھوپھے بڑے اسلحے سے مسلسل قازمک ہوتی رہی، گولیاں ہمارے سروں پر سے دائیں بائیں سے برس رہی ہوئی گذر رہی تھیں۔ وقت بہت دیر ہو گیا، آگے بڑھ رہا تھا، کچھ دیر بعد مغرب کا وقت ہو گیا (ہم زیر تعمیر عمارت میں تھے، وہ ہمارے لئے ایک حقیقی مورچہ بنی ہوئی تھی) عمارت کے قریب ہم نے مغرب کی نماز پڑھی، کچھ ساتھی نماز پڑھ رہے تھے، کچھ پیرہے رہتے تھے۔ مولانا شیر نڈ نے جماعت کرائی۔ نماز کے دوران بھی گولیاں بار بار ہمارے طرف آتی رہیں۔ یہاں تک کہ قیام اور کوراہ مسجد میں بھی گولیاں ہمارے قریب سے گذرتی رہیں۔ لیکن ایک بھی کوئی کسی ساتھی کو نہیں لگی۔ ہم نماز سے فارغ ہوئے تو اس وقت قذحہ سے طالبان کا ایک عیار و مزار کے ایتر پورٹ پر اترا، ایک سپاہیوں نے ہمارے ہمارے ہاتھ پکڑ لئے۔ ان کے ایک گنزیاں اور تم فرنیٹک ہر چیز پر قبضہ کر لیا (ان کی یہ حرکت ہاتھ ڈاکو ہوں جیسی تھی) پھر ایک گاڑی میں بٹھا کر شہر کی طرف روند کر دیا۔ گاڑی ہمارے قریب آ کر رکھی، ہم نے اس گاڑی کو گاڑی سے پیچھے اتار دیا اور کہا ہم سب کو گاڑی میں بٹھاؤ اور کسی محفوظ مقام پر لے چلو۔ لیکن اس نے ہمیں جواب دیا کہ اس وقت طراب میں کوئی مقام بھی محفوظ نہیں ہے، ہر طرف جنگ ہو رہی ہے (یہ تمام گفتگو فارسی میں ہو رہی تھی۔ جو ساتھی فارسی جانتے تھے، وہ گفتگو کر رہے تھے) ہمارے ساتھی نے آواز دیا تو کہہ کر کہ اگر تم ہمیں گاڑی میں لے کر نہیں جاسکتے تو پیدل کا کوئی محفوظ راستہ بتاؤ۔ فوراً کہنے لگا کہ راستے میں بارود ہی سرنگیں چھٹی ہوئی ہیں، ہمارے ساتھی نے کہا کہ زیادہ ہاتھ نہ ہڈاؤ گی۔ تاکہ کوئی محفوظ راستہ نہ ہو، لیکن ڈاکو ہمیں کسی صورت راستہ بتانے پر تیار نہیں تھا۔ ہمارے پاس کوئی دوسری گاڑی نہیں تھی، جس سے اس کو باندھتے، ان کوئی ہتھیار تھا کہ اسے ہتھیار سے ڈرا لیتے، اسے ساتھیوں سے لگی ہی چولہا بری، جس پر روندنے لگا۔ اب بھی وہ راستہ بتانے پر آمادہ نہیں تھا حالانکہ اسے سرور محفوظ راستہ معلوم ہو گا۔ لیکن کسی صورت ہمیں بتانے پر



شہر میں ہنگامہ ہو رہا ہے، آپ مجھے اور میرے ساتھیوں کو چلا دیں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے ساتھیوں کو لے آئیں۔ ہم سب اپنے ساتھی کی رہنمائی میں بستی میں داخل ہوئے۔ ہم نے یہ محسوس کر لیا کہ وہ ہمیں طالب سمجھ رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے ہمیں مسجد کے گنجان میں بلایا، اطراف کے گھروں سے ہمارے لئے روٹی اور قبوہ آیا (روٹی خشک تھی) ہم نے اس سے قبل کبھی پزیرا قبوہ نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ ہم بہت بھوکے تھے لیکن کھانا کمانے کو بل نہیں چاہا تھا۔ ہمارے میزبان کہنے لگے ہمیں معلوم ہے کہ آپ سب طالبان ہیں، ہمیں اپنا دوست سمجھیں کیونکہ ہم طالبان کے حامی ہیں۔ کہنے لگے ہم نے بی۔ بی۔ سی سے خبریں سنی تھیں، پورے شہر میں طالبان کو عبدالمالک کے ساتھی اور حزب وحدت والے نقصان پہنچا رہے ہیں۔ غازی خالد کہنے لگا یہ جگہ خالی ہے آپ تو کیا بتاؤں کہ دو لوگ تھے پزیرا قبوہ میں، ہم سے کہنے لگے آپ سب بے فکر ہیں، اگر دشمن آئے تو ہم آپ کو عورتوں والے گروں میں چھپادیں گے، یاد رکھئے ہم خود مر جائیں گے لیکن آپ پر آج نہیں آنے دیں گے۔ ہم سب ان کے ظلموں کے آگے مجبور ہو گئے۔ قبوہ آٹھواں کھانا سب ساتھیوں نے کھایا۔ ان کے پیچھے بڑے شوق سے کھانے کر رہے تھے، انہیں ہماری حالت دیکھ کر اندازہ ہو گیا کہ ہم بہت تھکے ہوئے ہیں، وہ ہم سب کو مسجد کے اندر لے گئے اور کہا کہ آپ آرام سے سو جائیں، ہم سب ساتھی ان کی طرف سے مطمئن تھے۔ اس لئے فوراً لیٹ گئے اور چند منٹ بعد ہی ہم سب کو گہری نیند آگئی۔ فجر کی نماز سے پہلے اٹھے پھر سب نے جماعت سے نماز پڑھی پھر دوپہر کے لئے بھی ہر گھر سے کھانا آیا، اس وقت بھی ہمارا یہ دل تھا کہ حلق سے نوالہ نہیں اتر رہا تھا۔ لیکن اپنے میزبانوں کا پر ظلم رویہ ہمیں کمانے پر مجبور کر رہا تھا۔ ہمارے ہر روز میزبان ہمیں اپنے پاس روکنا چاہتے تھے لیکن مولانا شہر محمد اس لئے وہاں روکنا نہیں چاہتے تھے، کیونکہ ہمارے اکثر ساتھی اور دوپہر لے والے تھے (ادرو کی وجہ سے ہمارے میزبانوں کے لئے خطرہ پیدا ہو سکتا تھا) اسی وقت ایک طالب ساتھی آیا اور اس نے کہا میں ایک ڈاکٹر اسلٹھ سے بری اولیٰ لے کر آیا ہوں۔ اس کے بعد اس طالب ساتھی نے بتایا کہ ایک گاؤں کی مسجد میں کئی بچے ساتھی ہیں، ساتھیوں نے ان کے ساتھ چلنے کا ارادہ ظاہر کیا تو اس ساتھی طالب نے کہا کہ میں صبح کے وقت آؤں گا اور نماز صبح کے بعد آپ کو یہاں سے لے کر چلوں گا۔

ہم صبح کی نماز پڑھ کر اچھی بیٹھے بیٹھے تھے کہ دو طالب آگیا اور اس نے کہا کہ جس گاؤں میں میں نے گاڑی کھڑی کی تھی وہاں حزب وحدت والے اور بڑی گولی ہو رہی تھی۔ انہوں نے سدا اسلٹھ لوٹ لیا، اب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ میں ان ساتھیوں کے پاس آپ کو لے چلوں جو مسجد میں بیٹھے ہیں۔ ان ساتھیوں کے پاس قبوہ اہمیت اسلٹھ ہے۔ مولانا شہر محمد کی قیادت میں چلنے کے لئے ہم سب بکھرے ہوئے (بستی والے ہمیں روک رہے تھے لیکن ہم اپنے ساتھیوں سے ملنا چاہتے تھے تاکہ کوئی ایچ۔ فل ترتیب دیا جائے) ہمیں رخصت کرتے وقت گاؤں والے روٹے لگے۔ ہم سب نے ان کے غلٹوں کو مرہا اور دوسری مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ جس مسجد میں ہم داخل ہوئے وہاں کئی بڑی مسجد تھی، یہاں ہماری ملاقات اپنے نئی چھتڑے والے ساتھیوں سے ہوئی (یہ ساتھی زبیر والی چھتڑے میں تارے ساتھ تھے) ہم نے نماز صبح پڑھی، پھر ہم ایک طالب کی سربراہی میں آگے بڑھے۔ بستی میں ایک راستہ بتانے والے بھی ہمارے ساتھ چلے۔ ہمیں رخصت کرنے وقت بستی والوں نے کچھ پانی اور کچھ روٹیاں زبیر والی کے طور پر ہمیں دیں۔ ایک بڑے بڑے اسلٹھ شہر میں تھا، لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم تھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ تارے یہ فرماتے گئے کہ جب نماز پڑھا اس وقت ہمیں کچھ چڑوے نظر آئے۔ ہمارے رہبروں نے ان سے سوچتے حال معلوم کی۔ انہوں نے بتایا کہ یہاں قریب میں ہی حزب وحدت اور عبدالمالک کے فوجیوں کے مورچے بنے ہوئے ہیں۔ گذشتہ رات طالبان کا ایک لشکر یہاں سے گذر رہا تھا، ان پر دشمنوں نے حملہ کیا۔ ان بہادر نیاہوں کے پاس اسلٹھ تھا، لیکن دشمن کے مقابلے میں ان کی تعداد بہت کم تھی اور وہ تھکے ہوئے بھی تھے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی سب جگہ سے مقابلہ کیا اور اللہ کے دشمنوں سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ہم سب سوچتے تھے کہ جہود ساتھی تو زیادہ ہیں، لیکن تارے پاس اسلٹھ بہت کم ہے۔ امیر نے کہا اللہ کا نام لے کر چلو، ہم اس خطرناک راستے سے دوسری طرف نکل گئے۔ رات دوپہر کے قریب ہم نے ایک سحر ایسی مشابہ کی نماز پڑھی۔ تارے رہبروں نے کندم کے کھیت تک ہماری رہنمائی کی اور کہا پتھر رات اس کھیت میں چھپ کر گزارتے ہیں۔ اسی کھیت میں ہم نے نماز فجر ادا کی۔ ایک رہبر نے کہا کہ کوئی ساتھی اس مقام کو نہ چھوڑے، اشام کو یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں گے۔

شہید گری تھی اور صوبہ کی تھیں۔ جسم چار ہاتھ تھا۔ لیکن تمام ساتھی خاموشی سے بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ ہمیں پھر یہاں ہی گئی ایک ساتھی بڑی مشکل سے پانی کی ایک بوتل لے کر آئی۔ تمام ساتھیوں نے تھوڑا تھوڑا سا پانی پیا۔ عجیب صورت حال تھی، چونکہ موسم کے خوشے پکے کام موسم تھا اس لئے موسم میں گرمی کی شدت زیادہ تھی۔ ہمیں پورا دن صدیوں کے برابر لگ رہا تھا۔ پھر اس طرح مجاہد خالد کہنے لگا، ارمانہ خانہ میں آپ کو کیا باتوں کو کیا حالات تھے۔ روزانہ سردیوں پر ہنک رہا تھا لیکن سر پہچانے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ سردیوں ہادی یہ کیفیت رہی کہ نہ سو رہے تھے اور نہ جاگ رہے تھے۔ عجیب غریب کی کیفیت ظاہری تھی، ہم اپنے رہبروں کے ساتھ رات کو چلے، سناٹے پہلا ہی نظر آ رہی تھیں اور ایک دشت بھی نظر آ رہا تھا (جی دشت بھلی تھا) ہمارے رہبر کہنے لگے، اگر ہم نے پہاڑی راستے سے گریا تو آگے جو علاقہ آئے گا وہ تھوڑا مہلک ہے (یہ کہا تھا رخصت یا رکا آدمی تھا) وہ ہم سے پتھر و قتلے کر ہم سب کو اس حالت میں پھانسیوں کا پھانسیوں کا جہاں طالب موجود ہوں۔ ہمارے یہ فریاد سننے کا ہو گا۔ ہم سو رہے تھے، ہاں پہنچ جائیں گے۔ ہمارے ساتھیوں نے جب یہ باتیں سنیں تو ان کے درمیان بلند ہو گئے۔ ہم بہت تھکے ہوئے تھے لیکن منزل کی تلاش میں چل رہے تھے۔ رات کے بارہ بجے تھے اور ہم دشت میں چل رہے تھے۔ اسی دشت میں ہم نے عشاء کی تیار پڑھی تھی۔ تھکان کی وجہ سے ساتھی راستے میں گرتے رہے اور رات چادہے۔ کامل تھا کہ ہمارا ایک ساتھی گرا اور گرتے ہی بیہوش ہو گیا۔ اس کی حالت ایسی تھی کہ اسے اٹھایا جھوڑ کر ہم آتے نہیں جاسکتے تھے۔ مولانا شہید نے کہا میں اس مجاہد کے پاس ٹھہر جانا ہوں، میں اور میرے ساتھیوں نے بھی یہ فیصلہ کیا کہ ہم مولانا شہید کے ساتھ رہیں گے۔ آدھے ساتھیوں کو آگے جانے کا حکم دیا۔ جاگتے وقت ساتھی کہنے لگے، اگر ہمیں گاڑی ملی اور وہ محفوظ ہوئی تو ہم آپ کے پاس پہنچیں گے۔ جب ساتھی چلے گئے تو ہمارے باقی ماندہ ساتھیوں میں سے چار سو گئے اور چار سو رہے۔ پھر وہ دیکھے۔ فجر کی نماز سے پہلے سب ساتھی اٹھ گئے۔ سب ساتھیوں نے نماز پڑھی اور اس وقت ہمیں محسوس ہوا کہ ہمارے چار ساتھی کی طبیعت کافی خراب ہے (ہمارے اس ساتھی کا نام عبدالرب تھا۔ یہ ساتھی کراچی کے ایک عدالتی الزامیت کا رہنے والا تھا) مولانا شہید صاحب کہنے لگے کہ میں عبدالرب کے پاس

ٹھہر جاتا ہوں، ہمارے چھ ساتھی امیر صاحب کے پاس ٹھہر گئے۔ مولانا شہید صاحب نے ایک الفغان طالب کو ہمارا امیر بنایا اور ہم سے کہا کہ اب آپ لوگ اللہ کا نام لے کر آگے روانہ ہو جائیں۔ امیر کی قیادت میں ہم آگے بڑھے، ہمارا بھی وہی راستہ تھا جس سے ہمارے ساتھی رات کو گئے تھے۔ چلتے چلتے دو پہر کا وقت ہو گیا، سورج کی تھکات کافی بڑھ چکی تھی۔ لیکن منزل کا دور دور تک کوئی نشان نہیں تھا۔ جس پہاڑ کو رات کو کھائی فاصلے پر دیکھا تھا، وہ اس وقت بھی ہمیں اتنی دور نظر آ رہا تھا۔ اب ساتھیوں کی قوت پھر جواب دینے لگی اور آہستہ آہستہ رات میں ساتھی گرنے لگے، کسی ساتھی میں اتنی قوت نہیں تھی کہ اپنے ساتھیوں کو اٹھائے۔ ہر من من بھر کے ہو رہے تھے، اول ساتھیوں کی وجہ سے اور اس تھا، اس لئے چلنا اور مشکل لگ رہا تھا۔ پھر ہمیں ایک سڑک نظر آئی جو شہر خان اور ہزار شہر کو ملاتی تھی۔ ابھی سڑک سے دور ہی تھے کہ وہ لڑکی ڈاکوؤں نے ہمیں اسلحہ کی زد پر رکھ کر تھیر لیا۔ ہمارے اوپر وہ مثال پوری تھری تھی کہ "آہن سے گرا مجبور میں اٹھا" لڑکی ڈاکوؤں نے ہماری ہانت اچھی طرح دیکھ لی تھی۔ انہوں نے ہمیں ایک جگہ جمع کر لیا اور کہنے لگے کہ اگر تم نے ہمارا کہنا مان لیا تو ہم تمہیں پالی پائیں گے۔ ہر ساتھی کا دل یہ چاہ رہا تھا کہ یہ ہمارے پیسے اور گریباں لے لیں لیکن ہمیں دو دھوکھ پالی پادیں (اس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ جب ہمارے پاس پالی ہوتا ہے تو ہم اللہ کی اس عظیم نعمت کی نہ تو قدر کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے رب کا شکر کرتے ہیں) یہ دونوں ڈاکو اور ساتھیوں پر آئے تھے۔ ایک ڈاکو نے ہماری طرف گلا شگوف ہانی ہوئی تھی اور وہ ہزار ڈاکو ہندی تھیوں سے چیزیں اور پیسے اٹال رہا تھا۔ اس نے تمام ساتھیوں کی گریباں بھی اٹال لیں، ہم کچھ بچیں نہیں کر سکے کیونکہ اس وقت ہماری گزری کا یہ حال تھا کہ تیز ہوا کے جھونکوں سے بھی ساتھی نیچے گرتے تھے۔ ہماری ملاقات بالکل جواب دے چکی تھی۔ ہمارے ایک ساتھی نے ان کے ہمارے کو بھانپ لیا کہ یہ ہماری چیزیں نہیں چکی، اب ہمیں کمانے کو بھی پتہ نہیں دہیں گے (ہم سب ساتھی بھی ڈاکوؤں کے خیالات کو پتہ نہ رہے تھے لیکن وقت کا تقاضا یہ تھا کہ ہم خاموش رہیں) ہمارے اس ساتھی نے امر وہی کہا کہ میں حملہ کر رہا ہوں، جواب میں ہم سب نے ات ایسا کرنے سے منع کیا۔ لیکن شاید اس کی شہادت کا وقت قریب آچکا تھا، جیسے ہی اس نے ناشی لینے

اور جبکہ پانی لیا اور ہمارے ساتھی تہا منہ اوپر کر دیا اور پھر وہ تل ہمارے مجاہد ساتھی کے منہ سے نکلا۔ یہ تل کا پانی جب مکمل طور پر ختم ہو گیا تو اس نے یہ تل منہ سے ہٹا دیا۔ وہ مجاہد ساتھی میرے بہت قریب تھا، اسے ایک بچی آئی اور اس نے ہلکی سی آواز میں کہا "امی" اور شہید ہو گیا (غازی خالد محمود جب یہ واقعہ ہوا تھا، اس وقت اس کی آواز کی لہر زلہ تھری تھی کہ اس وقت بھی اس کو اپنے مجاہد ساتھی کی شہادت کے لمحات یاد آ رہے ہیں) ہمارا شہید ساتھی کمرہ لہی ناظم آپ کو کہنے والا تھا اور اپنے والدین کا ان کا تاجینا تھا۔

ہماری گاڑی اب شہر میں داخل ہونے والی تھی۔ میں اپنی جگہ بہت حیران ہوا کہ جو سفر ہم تھکنوں تک کرتے رہے، اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ جہاں سے نکلے تھے کچھ دن بعد ہی وہاں موجود تھے (یعنی ہمارا سفر نہ ہونے کے برابر تھا۔ سحر امن عوامیسا ہوتا ہے) یہاں سے ہمیں ایک دوسری گاڑی میں منتقل کیا گیا۔ ہمارے ہاڑوں کو بیماری پکڑیوں سے باندھ دیا۔ ہمارے شہید ساتھی کو انتہائی بے دردی کے ساتھ دوسری گاڑی میں بیٹھا (اس وقت ہمارے دلوں کو جو تکلیف پہنچی وہ بیان سے باہر ہے) جہاں جہاں سے گاڑی گزر رہی تھی، ہر طرف طالبان شہیدوں کا خون نظر آ رہا تھا۔ سڑکوں پر انکی ویرانی تھی، جس سے ہمارے دلوں کی لدا سی بڑھتی جا رہی تھی۔ راستے بھر حزب وحدت کے یہ درندہ منعت فوجی ہمیں گالیاں دیتے رہے، امدتے رہے اور ہماری تحریف (طالبان تحریف) کو بھی برے القاب سے نوازتے رہے۔ شہر میں چاروں طرف حزب وحدت کے لفظ نہ دہناتے ہوئے پھر رہے تھے۔ ہمیں ایک فوجی چھاؤنی میں لے جا کر بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص نے آکر ہمارے شہید ساتھی پر الزام لگایا کہ اس نے خودکشی کی تھی، مجھے اس شخص کی ذہنیت پر المیوں ہوں ہمارا وہ ساتھی بلند پریش کار بلائیں قتل ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی تکلیف دور کرنے کے لئے گول کھائی، اور اب یہ گھنڈی ذہنیت کے لوگ شہادت کو خودکشی ہونے پر تھے ہوئے ہیں۔ امدتے وہ ساتھی جو ہم سے ایک رات پہلے نکلے تھے ان کو کسی ہستی سے گرفتار کر لیا گیا تھا اور جو ساتھی سڑک پر روکے تھے ان کو بھی گرفتار کر لیا تھا۔ ان تمام ساتھیوں کو زیر زمین ایک پانی کی خانہ نگلی میں اتار دیا۔ جب وہ تمام ساتھی نینک میں اتر گئے تو ان خانوں نے اوپر سے ڈھکنا ڈھک دیا۔ ہمیں جس میں جسے میں قید کیا گیا تھا وہاں پہاڑی دس منٹ بعد ہماری تاشی

والے ڈاکو پر حملہ کیا، دوسرے ڈاکو نے پورا دست ہمارے مجاہد ساتھی پر فائر کر دیا۔ پھر وہ ازکی ہماری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا پھر وار آہر تم لوگوں نے کوئی حرکت کی تو تمہیں بھی اسی طرح زخمی کر دوں گا۔ ہم سب ساتھی خاموش تھے دو دونوں ٹیرے سے اپنا کام کر کے چلے گئے۔ ہمارا شہید ساتھی ہمارے سامنے تھا، ہم سب کی آنکھیں نم تھیں اور ہونٹ کانپ رہے تھے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہمارے ساتھی کی شہادت کو قبول فرما (ہمارا ساتھی جو شہید ہوا اس کا نام خلیف بلوچ تھا اور وہ کراچی کے علاقے لیڈری کارٹے والا تھا) ایک حیرت انگیز بات یہ تھی کہ ہمارے اس شہید ساتھی کے جسم سے ایک قطرہ بھی خون کا نہیں نکلا۔ ہم نے ایک پاؤ اور اپنے شہید ساتھی کے جسم پر ڈالی، ہمیں اپنی حالت پر افسوس اور ہاتھ کا ہم اس وقت بستے بھور ہیں کہ اپنے شہید ساتھی کو نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ اٹھا کر لے جا سکتے ہیں کیونکہ ہم سب کی حالت انتہائی خراب تھی۔ اپنے پیروں کو چھیننے ہونے پائی مشکل سے ہم سڑک کے قریب پہنچ گئے (جب ہم نے اپنا سفر شروع کیا تھا تو ہمارا تھوڑا سا ساتھی لیکن اس وقت صرف جیس بچپوں ساتھی رو گئے) سڑک پر سے ٹریک گذر رہا تھا۔ ایک گاڑی کو ہم نے ہاتھ کے اشارے سے روکھا اور پانی مانگا گاڑی والوں نے ہمیں پانی پلایا اور کمر ہمارے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد ایک گاڑی کو ہم نے روکنے کا اشارہ کیا، لیکن گاڑی رکی نہیں آتے بڑھ گئی۔ کمر میں سے پانی نکال کر تمام ساتھیوں نے پیا، ابھی ہم پانی پی کر فارغ ہوئے تھے کہ ایک فوجی جیب ہمارے قریب آ کر رکی۔ یقیناً فوجی گاڑیوں نے واٹر پیس پر ان کو صورت حال بتائی ہوگی۔ چار فوجی جو اسلحہ سے لیس تھے نیچے آئے۔ انہوں نے ہماری تاشی لیا شروع کی۔ ہمارے پاس کیا تھا جو انہیں ملتا، سب کچھ توڑکی ڈاکو لے آئے تھے۔ آئے وہاں نے ہمیں ایک لائن میں کھڑا کر دیا۔ ہم میں سے جو بڑی ڈاکو والے تھے ان کو ہنگ بڑیا (مجھے سمیت چار مجاہدین بڑی ڈاکو والے تھے) ہم چاروں کو گاڑی میں بٹھا دیا۔ اسلحہ والے چار فوجیوں کو ہمارے ساتھیوں کی گھرائی کے لئے چھوڑ دیا اور ہمیں گاڑی میں بٹھا کر حرا شریف کی طرف چلے گئے۔ ہمیں بہت شدید جھاس پھوس ہوئی، ہم نے ان سے پانی مانگا گاڑی والوں نے ایک چمکے گاڑی روک کر پانی کی بوتلیں اور ہم سب کو پانی پلایا۔ ہم تین ساتھیوں کی جھاس بچھ گئی، لیکن ہمارے چہرے ساتھی کی جھاس بچھ ہی نہیں رہی تھی۔ ایک فوجی نے گاڑی روک کر ایک

لی جا رہی تھی۔ پھر دنیا کے ہر حصے کے مسلمانوں سے مختلف سوالات کر رہے تھے کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ تم افغانستان کے باشندے نہیں ہو تو یہاں کے حالات میں کیوں بدامالت کرتے ہو۔ ان لوگوں نے زبردستی ہماری تصاویر بھی لیں اور لی۔ بی۔ بی۔ سی اور انگلینڈ اور ایران والوں نے ہماری صورتوں کو بھی۔ ہمیں سب سے زیادہ پریشان امریکائیوں نے کیا۔

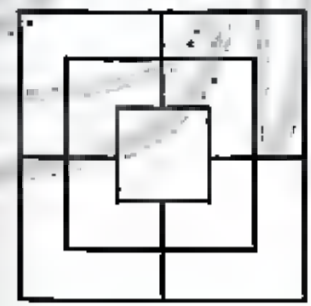
مولانا احسان اللہ صاحب کے جو ساتھی تھے ان میں سے کچھ کو گرفتار لیا اور کچھ پر ظالم دستبردار کرتے رہے۔ مولانا احسان اللہ اور ان کے ساتھی مستقل دشمنوں سے قتل کرتے رہے۔ انہوں نے آخری وقت تک اپنا مسلح نہیں پھینکا۔ آخر کار لڑتے لڑتے مولانا احسان اللہ اور ان کے ساتھیوں نے شہادتِ ظنی کو کھلے سے لٹالیا۔ ہمیں نین دن تک بند کرنے میں رکھا۔ ان کو ہماری طرف سے یہ شبہ تھا کہ ہم پاکستانی فوجی ہیں اور شاہ کرمل وغیرہ ہیں۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے کتنا بھی ٹھیک بن رہے تھے۔ ہم ایک کمرے میں دس افراد تھے، جب ہمارے برابر والے کمرے میں ستر، اسٹیٹس اور دیگر لوگ رکھا ہوا تھا۔ ہمیں نین دن بعد کمرے سے نکالا اور کہنے لگے، ہم تمہیں ہامیان لے جا رہے ہیں، وہاں رکھیں گے وہاں سے تمہارا جاول ڈوگا، ہمیں ایک ٹرک میں بٹھایا گیا۔ میں نے سب کی تقنی کی تو اس وقت ہماری تعداد تقریباً ایک سو پچاس، دوپنکی تھی (پاکستانی اور افغانی طلباء، سب لے چلے تھے) ہمارا سفر تین گھنٹے تک جاری رہا۔ جب ٹرک رکا تو ہمیں بتایا گیا کہ یہ حزار کے ضلع "شونگر" کی "تراوگا" ہے۔ جب ہمیں ٹرک سے اچھڑا کر اندر پہنچایا گیا تو میں نے دیکھا کہ ہزارتے چمڑے دوئے تمام ساتھی یہاں موجود تھے ہمارے بازوؤں کو مزید نشی سے بندھ دیا گیا۔ پھر افغانی اور پاکستانی طلباء کو علیحدہ علیحدہ کر دیا (کچھ پاکستانیوں کو بھی انہوں نے افغانی ہی سمجھا) شونگر میں ہمیں دو کمرے میں رکھا گیا۔ ایک کمرہ تو قبرستان میں بنا ہوا تھا (شاہ گندم رکھنے کا کمرہ تھا) تو چاروں میں کھینے تک ہمیں یہاں رکھا۔ یہ کمرہ جیسا تھا کہ اس میں صرف دس آدمی آسکتے تھے۔ لیکن ہمارے ساتھی کافی زیادہ تھے۔ ہم نے بڑی مشکل سے اپنے پاؤں زمین پر رکھے۔ دوئے تھے۔ ہمیں صرف ضروری ضروری حاجات کے لئے ایک دو دو فٹ بھر کا ٹاؤنٹس مخصوص ہوا کہ جیسے بندھتے ہیں ان میں جان پڑتی ہو۔ مجھ سمیت دس طلباء کو شونگر میں رکھا۔ ان کو ارادہ تھا کہ وہ ہمارے بدلے طالبان سے اپنے ساتھی طلبہ کریں گے۔ ہم دس ساتھیوں

میں سے ایک ساتھی عرب بھی تھا، ہمیں دوسرے دن شونگر میں لیا ہوئی اپنی شہادت کاؤ میں لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک چمڑی پر بہت سے لوگ نظر آ رہے تھے (ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ سب ہمیں دیکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں) ہماری آدھی بٹے لگے۔ میں اور میرے ساتھی یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ اپنی شہادت جگہ میں ہمیں لے جا کر شہید کر دیں گے۔ ہم نے اللہ کے حضور توبہ کی اور کھڑے ٹھیکہ پڑھتے لگے۔ ہم جب ان کی عبادت کاؤ میں داخل ہوئے تو سامنے ہی ان کا بڑا بڑا ہی پیشوا موجود تھا۔ ہمیں خاص طور پر ان کے پاس لے جایا گیا (اور عبادت خانہ نیچے والے حصے میں تھا) حزب وحدت والے ہم سے کہنے لگے کہ آج ہم نے اپنی نیاز پوری کی ہے، تم لوگ تو وہاں آؤ بند نیاز کو نہیں مانتے۔ لیکن آج ہم تمہیں یہ نیاز نکالیں گے۔ وہ ہمیں ڈنڈے مارنے رہے اور پادکھلا تے رہے (وہ ہمیں اس طرح مار رہے تھے جیسے بلی چرے کو پکڑ کر لاتی ہے، پھر ایک دوپٹے مار کر چھوڑ دیتی ہے اور پھر نیچے پڑتی ہے۔ بالکل اسی طرح یہ ہمارے اوپر ظلم کر رہے تھے) ان کی زبانیں دیشام طرازی پر اتر آتی تھیں۔ پھر ہمیں شونگر کی قرار گاہ میں لے آئے (اس پر سے علاقے میں حزب وحدت کی حکومت تھی) جن ساتھیوں کو پہلی کے کمرے میں رکھا تھا ان کو بھی حزار سے لا کر لے آئے۔ راستے میں جو بے ہوش طالب ملا اس کو بھی اٹھائے۔ پھر چمڑیوں کو لڑائی اور حزب وحدت والوں نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ (ان کی تعداد بے شمار تھی کہ شہر خان کی طرف لے گئے) حزب وحدت والوں نے مجھ سمیت دس ساتھیوں کو شونگر میں رکھا، باقی چمڑیوں کو ٹرک میں بٹھا کر لے گئے۔ ہمیں اس وقت یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کو کس طرف لے جایا جا رہا ہے، بعد میں جب ہمیں بھی ہامیان لے جایا گیا تو ان ساتھیوں نے بتایا کہ ہمیں انجمنی و شوار گزار ضلع خلاقوں سے لے کر سات ان بعد یہ لوگ ہامیان پہنچے تھے۔ ہامیان کی ٹھیل میں انہیں قید کر دیا گیا۔ ہم دس ساتھیوں پر اب نئی شروع ہوئی ہمارے بیروں میں بڑیاں ڈال دی گئیں۔ پورے دن میں صرف ایک ہاتھ دھوئے کے لئے چھوٹے تھے۔ ہم اس وقت وضو بھی کر لیا کرتے تھے باقی نمازوں کے لئے ہم تیمم کرتے تھے۔ ڈیڑھ ماہ تک انہوں نے ہمارے اوپر بڑی سختی کی (جنب غازی خالد محمود یہ درونگاہ و اتھات ہمارا تھا تو ہم اپنے رب سے فریاد کر رہی تھی کہ "مولا نے کریم پوری دنیا کے جاہلین کی بد فرما اور بد فہمین قید و بند کی

سب مل کر کوئی سرگرم کھو نہ چاہیے، اور تم سب یہاں سے بھاگنے سے بچنا چاہئے۔ یہ کہنے کے بعد ہمیں انہوں نے اتنا مارا کہ ریمانہ خاں نے اس کی تفصیل بتاؤں تو آپ کے دل کو اتنی تکلیف پہنچی کہ آپ رو نہ شروع کر دیں۔ میں نے خالد سے کہا میں تم میرا قلم چلاؤ اور دیکھ رہے ہو، لیکن وہ آٹسو جو خطاب کے اندر اور میرے دل کے اندر ڈل رہے ہیں وہ تمہیں نظر نہیں آسکتے۔ میں نے جو کتاب میں لکھ رکھی ہوں وہ جب یہ مکمل ہو کر تمہارے ہاتھ میں آئے گی تو اس وقت تمہیں شاید میرے دل کی کچھ کیفیات کا علم ہو سکے۔ یہ تو اللہ کی مہربانی ہے کہ دو اپنے بندوں اور بندوں کو اپنے نام کی برکت سے سکون کی لازوال دولت عطا فرما دیتا ہے اور نہ بہت سے لوگ تو ایسے ہیں جو ایک قدم بھی نہ چل سکیں۔ میں اپنی بات کہہ کر خاموش ہو گئی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اب غازی نے خالد محمود کو وہاں سے ڈیڑھا گھنٹہ پہلے بلانے کے لیے بلادیا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ خالد محمود نے ظلم کا ایک نیا انداز اختیار کیا، اور ان تمام ساتھیوں نے فٹ کیا، پھر ہم سب ساتھیوں کو محکمہ میں لے گئے اور کہنے لگے کہ جو پانچ تم لوگوں نے کی ہے وہ بتاؤ۔ یہ کہنے سے بعد وہ ہمیں برقی طرح مارنے لگے۔ مجھے اور میرے ساتھ ساتھی بقیہ کو زخموں اور زخموں سے مارا۔ ہم اللہ، اللہ پڑھتے رہے تاکہ اس پاک نام کی برکت سے ہمیں تکلیف کی شدت کا احساس نہ ہو۔ پھر انہوں نے ہمارے گرم جسم پر فٹنڈا پانی ڈال دیا اور پھر مارنے لگے (یہ ظالم ہمیں اس طرح مارتے تھے، جس طرح وہ صوبلی کپڑے دھو رہے تھے) ان کا ایک بڑا ہاتھ ہے یہ لوگ حلقہ کہتے تھے۔ دو کینے لگا اب بس کرو اور انہیں چھوڑ دو (غازی خالد محمود نے جب یہ باتیں سنیں تو میں اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکی۔ کینے لگتے تلم ایک طرف رکھا اور خطاب میں اپنے آنسو پونچھنے لگی) ہمارے کچھ ساتھیوں کو اس زمانہ ان نے پہلے ہی مزید مارنے سے بچالیا تھا۔ ہماری ناک سے خون فوراً کی صورت میں رہا تھا، ان ظالموں نے ہمارے اوپر پانی ڈالا اور ہمیں کمرے میں بھیج دیا اور ساتھیوں سے یہ کہا کہ ان دونوں کو لوڈ کرنے کے لیے کوئی کپڑا نہ دینا۔ اگر تم میں سے کسی نے انہیں کپڑا دیا تو اس کی خیر نہیں۔ ریمانہ خاں ہمیں ان کے ظلم کی داستان آپ کو اختصار کے ساتھ بتا رہا ہوں۔ بعض وقت یہ ہمارے کسی ساتھی کو زخمت پر اٹھا لگا دیتے اور ہمارے ہی کسی دوسرے ساتھی کے ہاتھ میں ڈنڈا بکڑا دیتے کہ اپنے ساتھی کو مارا۔ آپ سوچیں ایک مجاہد کسی دوسرے مجاہد پر

مہربانی سے روایت کر رہے ہیں ان کی رہائی کے لئے اسباب پیدا فرماتے، کیونکہ تو تو رستم و کریم ہے اور میرے لئے کوئی بھی کام (شوہر نہیں) ایک دن ایک ایرانی وفد نکلتی کر کے لئے آیا، اس وفد نے بھی ہمیں خوب مارا اور کہنے لگا کہ تم اس بات کو قبول کیوں نہیں کرتے کہ تم پاکستانی فوجی ہو۔ ہمارے یہ حملہ دہراتے رہے اور ہمیں مارنے رہے اس وقت سب ساتھیوں نے یہ سوچا کہ یہ تو ای طرح مارتے رہیں گے اس لئے کچھ سیاسی تحلیلوں کا کام لے کر ہم نے اپنی جان چھڑائی۔ ان کا یہ کہنا کہ ہم پاکستانی فوجی ہیں (کسی طور پر صحیح نہیں تھا) یہ تو اللہ بھڑ جانتا تھا کہ ہم پاکستانی فوجی نہیں تھے۔ ہم تو طالب علم اور اللہ کے ساتھی تھے۔ ہمیں شکر ہے کہ میں حزب امت و ملتوں نے سارا میرے تین ماہ تک رکھا۔ پھر اسی شوہر گزارا رہتے تھے ہمیں بھی بائیں کانچھلایا۔ ہمارے پیروں میں جڑیاں پڑی، دلی تھیں، ہم سے پہلے جو مجاہدین بائیں میں موجود تھے۔ ان کی بھی دن رات پائی، دوتی تھی، ہمیں بھی ان ساتھیوں کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ دن میں صرف دو پارہ ہمیں دفائے حاجت کے لئے چھوڑتے تھے اور پھر فوراً بند کر دیا کرتے تھے۔ ہمارے اوپر ایک سخت قسم کا ظالم اور سناک آدمی ہر وقت مسلط رہتا تھا۔ ہمارے ساتھیوں میں کچھ نکلا، بھی شائش تھے ان حالات کو دیکھتے ہوئے انہوں نے سورہ توبہ کا وظیفہ شروع کیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ایک مظلوم مجاہد سورہ توبہ پڑھتے ہوئے سورہ توبہ جب مکمل ہو جاتی تو تمام ساتھیوں و دشمنوں کے لئے پورا کرتے کہ "اے اللہ ان ظالموں کو کبھی فرار نہ کر دے اور ہمیں کامیابی و نصرت عطا فرما۔" آمین

تظار



غازی خالد محمود نے آگے اس طرح بتایا اور ریمانہ خالد جو واقعہ میں آپ کو بتا رہا ہوں یہ اس زمانے کا ہے جب ہم نے اپنے ہاتھوں میں قید ہوئے تھے۔ یہ جگہ کسی زمانے میں موزی لگائی تھی اور اس میں ساتھیوں کے تھے۔ ان کا ایک پرندہ بھی لگایا تھا، جسے ظالم کہا جاتا تھا۔ اس جگہ اس طرح جگہ تھا۔ حزب امت و ملتوں نے ان پر زور نہیں کیا کہ یہ کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔ فوراً ہم سے پیش شروع کر دی۔ کہنے لگے کہ تم نے باہر نکلنے کی پانچ تیار کی ہے۔ اصل میں تم

انہوں نے اپنے ان تینوں آدمیوں کو پہاڑ پر لے جا کر ٹپے کر لیا (اس طرح یہ تین ظالم اپنے انجام کو پہنچے)

میں نے غازی خالد سے پوچھا جیادب تم زخمی ہو جاتے تھے تو کیا وہ ظالم تمہاری مرہم پنی کرتے تھے۔ تو جواب میں خالد محمود نے بتایا نہیں رحمانہ خالد ایسا بھی نہیں: وہ ہمارے ساتھی جب زخمی ہو جاتے تو ہمارا ایک ساتھی جو باورچی خانہ میں کام کرتا تھا۔ وہاں سے تیل چھپا کر لانا اور مجاہدین کے زخموں اور چوٹوں پر تیل لگا دیتا۔ ایک مرتبہ دشمنوں نے مجھے اٹکا لیا کہ میرا سر سوچ گیا، آپ اللہ کی قدرت دیکھیں، اسی تیل سے اللہ تعالیٰ نے ایک ہفتہ میں مجھے جلا، عطا فرمادی۔ (ہمایان باندھ)

غازی خالد محمود کہنے لگا رحمانہ خالد! ہم روزانہ صبح ہمایان کی دعائیں کر رہے تھے۔ ہمارے کرم آقا نے ہماری دعاؤں کو قبول فرمایا اور اکتوبر ۱۹۹۸ء میں ہمایان طالبان مجاہدین کے ہاتھوں شج ہول حزب وحدت کے خاندان کو جب پتہ چاکا ہمایان میں اللہ کے سپاس داخل ہونے والے ہیں تو انہوں نے اچانک ہم پر حملہ کر دیا (ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا) دشمنوں نے اندھا دھند ہم پر حملہ کر دیا (یہ حملہ انہوں نے تہیجہ کے وقت کیا تھا) انہوں نے ہمیں مجاہدین شہید ہونے اور بارہ چاہد زخمی ہوئے۔ کچھ دیر بعد یہ ظالم یہاں سے بھاگ گئے۔ اس سے ہمیں پتہ چل گیا کہ اب ہماری فونٹیس یقیناً اس جیل خانے سے قریب پہنچ رہی ہوں گی، ہم نے ایک زخمی مجاہد کی قمیص ایک بالٹ سے باندھی اور اس خون قند پر ہم کو لہر بویا۔ ہمیں پتہ یقین تھا کہ ہمارے فونٹیس شہید تھیں اور اس پر خون لگا دیکھیں گے تو کچھ جائیں گے کہ ہم (یعنی مجاہدین) یہاں قید بند کی صورتیں برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ کا کرم ہے کہ طالبان مجاہدین نے ہماری ہمت کو سمجھ لیا۔ مجاہدین جب نیل خانہ میں داخل ہوئے تو یہاں کا بچہ دیکھ کر سب آبدیدہ ہو گئے۔ ہم سب ہانسی ہونے کے باوجود (اللہ کے کرم سے) انتہائی سہرہ و نقل کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ شہداء کے جسدوں میں سے لیسکا، شہد آری قمی جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ ہمارے فاتح مجاہدین نے ہمیں بڑی تسلی دی۔ وہ خود ہمارے زخموں کو دیکھ کر پریشان تھے۔ میں نے خالد محمود سے کہا جیادب تمہیں کچھ شہداء کے نام یاد ہیں تو اس نے کچھ دیر سوچا اور کہنے لگا..... رحمانہ خالد! اس آپ کو کیا بتاؤں، ہمارے چاہدین ساتھی جو شج

کس طرح ظلم کر سکتا ہے۔ وہ مجاہد جب ڈنڈا ہاتھ میں لے کر کھڑا ہوتا تو اس کی پاداش میں اس مجاہد کو انتہائی بے دردی سے مارتے۔ نہیں اس ظلم کو کھول کر بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میرے دل و دماغ میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ فتح ہمایان سے اس دن پہلے میری طبیعت بہت خراب ہو گئی۔ ہمارے لئے ایک انتہائی مسمولی سی ڈپلومیسی ہمایان میں تھی، میں وہاں دوا لینے گیا، ڈپلومیسی کے قریب ہی ایک ہت بنا ہوا تھا (بت کو دیکھ کر مجھے کھار مکہ پلا آئے) جو منتقلی منیو کو چھوڑ کر بت پرستی میں جتا ہو گئے تھے، میں وہیں کھڑے کھڑے خاموشی سے اللہ کے حضور دعا گو ہوا کہ "اے میرے رب ہماری غلطیوں کو معاف فرما دے اور طالبان کو یہاں پہنچا دے۔"

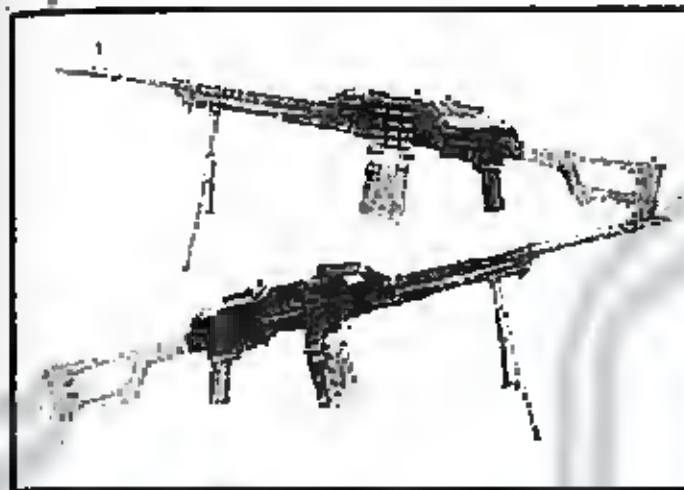
اللہ تعالیٰ نے ہماری رہائی کا ذرہ دوست سب پیدا فرمایا اور یہ سب اللہ کے کلام کی برکت تھی، سورہ توبہ کا آیت نمٹن ہو، اس کی برکت سے ہمارے دشمنوں میں پھول پڑ گئی۔ یہ اپنے کماؤ کو ہانسنے کے پتھر میں تھے، کماؤ کا ایک ڈرامہ رمارا کیا تھا، اس کے قتل کی تیئیش ہو رہی تھی، اس نے نیچے واٹوں پر انعام لگایا (یہ حقیقت تھی کہ قتل نیچے واٹوں نے ہی کیا تھا)۔ یہ لوگ اپنے لہر ہی پیشواؤں کو "حیانتاں" کہتے ہیں۔ یہ مسئلہ حیانتان تک پہنچ گیا۔ پھر انہوں نے ہم سے بھی پوچھ گچھ کی۔ کماؤ نے ہم سے کہہ دیا تھا کہ تم سب پر یہ لوگ جو ظلم کرتے ہیں وہ حیانتان کو ضرور بتاؤ۔ ہم نے حیانتان کے پوچھنے پر بتایا کہ ان لوگوں نے کس طرح ہم پر ظلم کے پہاڑ توڑے۔ سو سکی روٹیاں کھانے کو دیں، بیمار پڑ جاتے تھے تو ہمارا علاج بھی نہیں ہوتا تھا۔ ہائی ساتھیوں نے بھی ظلم و ستم کی داستانیں ان کو بتائی، کچھ دن بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھایا کہ جو کل تک ہم پر ظلم کرتے تھے، آج ان کے سروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ مسلمانوں کو صرف اپنے رب پر بھروسہ ہے اسی لئے وہ اپنے رب سے فریاد کرتے ہیں۔ ہم اس وقت اس آیت کو پڑھ کر غور کر رہے تھے:

وَاللّٰهُ خَيْرٌ الْمَالِكِيْنَ ۝

ترجمہ: اللہ اور اللہ بہترین مال مٹنے والا ہے۔"

ہم نے اپنے نفس و کرم سے ہمارے ایمان کو محفوظ رکھا۔ ہمارے چند ساتھیوں نے یہ منظر دیکھا کہ حزب وحدت کے وحشی اور اچھ

مِنْ هَذِهِ الْقُرْبَةِ الْعَالَمِ أَهْلِهَا - وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ
 وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا (سورہ النساء، آیت: ۷۵)
 ترجمہ: "بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں لڑ رہے ہو اور ان باتوں میں مردوں،
 عورتوں اور نئے نئے بچوں کے چھٹکارے کے لئے جہاد کر رہے ہو؟ جو
 دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ان ظالموں کی ہستی
 سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لئے خود اپنے پاس سے حمایتی مقرر
 کر دے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا۔"



”جہاد فی سبیل اللہ اور میری فکر کی پرواز“

خالد محمود مجاہد نے یہ حالات و اوقات بنانے کے بعد اس طرح کہا۔ وہ جہاد خالد ابھی
 میں دو ہفتہ قبل قندوز کے علاقے لوناہوں۔ لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ میں پھر مجاہد
 جاؤں۔ میرے جیسے کتنے مجاہد جہاد پر جانے کے لئے بروقت بنے قرار دیتے ہیں۔ یہاں یہ
 تمنا ہے کہ مرتے دم تک اسلام کی سر بلندی کے لئے کفار سے جنگ کرتے رہیں۔ جب ہم
 چھینچا اور کشمیر کے مسلمانوں کی بے کسی کی داستان پڑھتے ہیں تو ہندو اہل خون کے آنسو رونے
 لگتے۔ پھر دل کی بردہ حزن سے آواز آتی ہے کہ یہاں زمین سے کیا فائدہ چلو چھینچا چلو۔ یا
 کشمیر، فلسطین چلو۔۔۔ چلو کہ سو سو یورپوشیا چلو۔۔۔ ہر نماز ہمارا محاسب ہے۔ یہ جملہ کہتے کہتے
 خالد محمود مجاہد کی آواز بھرا گئی۔

میں اس کی یہ بے اثر باتیں سن کر اندر میں اندر روٹی رہی اور پھر میں نے خالد محمود سے کہا:
 ”اے اللہ! اللہ تعالیٰ ایسے ہی عظیم مسلمانوں کیلئے سورہ النساء میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ رَحِيمٌ
 الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ رَحِيمٌ

تفسیر: ظالموں کی ہستی سے مراد (نزول کے اعتبار سے) مکہ ہے۔ ہجرت کے بعد وہاں
 باقی رہ جانے والے مسلمان خاص طور پر بوڑھے مرد، خود غم اور بچے کافروں کے ظلم و ستم
 سے تنگ آ کر اللہ کی بارگاہ میں مدد کے لئے دعا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو متنب
 فرمایا کہ تم ان مستضعفین کو کفار سے نجات دلانے کے لئے جہاد کیوں نہیں کرتے؟ اس
 آیت سے استدلال کرتے ہوئے علماء نے کہا کہ جس علاقے میں مسلمان اس طرح ظلم و ستم
 کا شکار اور نبرد کفار میں گمراہ ہوئے ہوں تو دوسرے مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے
 کہ ان کافروں کے ظلم و ستم سے (ان مسلمانوں کو) بچانے کے لئے جہاد کریں۔

(اردو ترجمہ، مطبوعہ قرآن، مدینہ منورہ)

خالد نے اس وقت چھینچا کے مسلمان بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کی یہی حالت ہے۔
 اس لئے ملت اسلامیہ سے متعلق مسلمانوں کو وہ س کے خلاف جہاد کرنا چاہئے۔ جس طرح
 پہلے بھی افغانستان کی سرزمین پر روس سے جہاد ہو چکا ہے۔ چھینچا کے مجاہدین کی بہادری اور
 ان کے جذبہ جہاد کے بارے میں جب میں نے ضربیہ موسیٰ میں پڑھا تو میرے دل نے
 رعب سے دھماکی کہ ان مجاہدین کو فتح و نصرت سے ہمکنار فرما۔ جب اپنی بہنوں اور بچوں پر
 ہونے والے مظالم کو پڑھا تو میرا دل چاہا کہ ابھی جاؤں اور ظالموں کو ان کے ظلم کا اچھی
 طرح سزا چکاؤں۔ میں نے چھینچا کے مجاہدین پر اس طرح ایک قطعہ لکھا ہے تم بھی اس پر
 غور کرو۔

نے کہاں لہ جتا ہوا اللہ سے محبت کرتا ہے، وہ چہاں فی سبیل اللہ کے لئے لکھتا ہے لے پاس شعر لکھتا ہے۔ چہاں کے سلسلے کا نیر ایک اور قطعہ پڑھو۔

”مجاہد“

”مجاہد بنو خدا کی راہ میں
دشمنوں سے ہاتھ پکڑے ہیں
ہوں ”بن اداں“ کہ ”مجاہد“
حج و نصرت کے وہی حقدار ہیں

عازلی خالد نے جہاد کی سلیب کا یہ قطعہ بھی بہت پسند کیا۔ پھر کہنے لگا، یہاں خالد اچھا
تشریح کے لئے بھی تو کہیں۔ میں نے کہا، جہاد نام نے کج کہا ایک طویل عنوان ہے، یہ کیا تشریح بھارتی
سماں ان کے علم و ستم کا پھل ہے۔ تشریح کی سر زمین بظاہر پکار کر بندہ خالوں سے قطعہ کے
بارے میں بتا رہا ہے۔ تشریح کا حقیق اس طرح میرے دل کی آواز میں گونجنے لگا۔

”صدائے کشمیر“

میرے جلوں کو ابھی عام نہیں کر سکتے
تم ہر لمحہ کو غلام نہیں کر سکتے
موسلے میرے سپرد توئی؟ لے ابھی زندہ ہیں
تم کبھی مجھ کو جیہہ دم نہیں کر سکتے

آج میں موت کے سقم پہ کھڑا ہوں
اپنے ہی خون کی ٹوہوں میں بھی جاتی ہوں
آج دھرتی پہ ہری دھنس تلوں میں لٹکتے
خود کو بچتے ہوئے غفلوں میں کھرا پانی ہوں

”چھینیا کے مجاہد“

بے نوازیں کو چہاں ہے ادب
ان کو دہشت کر، کہا جرم ہے
راہ حق میں لہو ہے ان یہ چہاں
ان کو ایسے نام دینا جرم ہے

قطعہ پڑ کر چاہا کہنے لگا، آپ نے کج کہا بھائی خالد! آج جو مسلمان جہاد کر کے اپنا
حق مانگ رہے ہیں، دنیا کے تمام غیر مسلم ان مسلمانوں کو دہشت گرد اور وادی کہتے ہیں۔
ایسا لہو رس ہو رہا ہے کہ اس دور میں اپنا حق مانگنا بھی ایک جرم بنا گیا ہے۔ میں نے کہا خالد
شور تم نے ہاتھ لگ کر چھینیا کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کی انتہا دیکھی ہے اور تمام دنیا
خاموش ہے۔ خالد جیسے مجھے تو حیرت مسلم مخالف پر ہوتی ہے جو کبوتر کی طرح آنکھیں بند
کئے بیٹھے ہیں اور یہ سمجھ کر خاموش ہیں کہ ہم تو ان کی طرف سے کھر نہیں پھر ہم اپنا خون
کیوں بہا رہے۔ میرا وہ دشمن کا جذبہ ایمانی دیکھو کہ انہوں نے چھینیا کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے
اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو یکیتہ دلی آنکھیں اور سننے والے کان عطا فرمائے۔ (آمین)
اقوام جہاں کی خاموشی اور بے بسی پر میرا قطعہ ہے، تم بھی قوموں کی اس بے بسی کو دیکھو۔

”اقوام جہاں کی خاموشی“

جہاں کو حیرت ہے، تبسم! ان اقوام جہاں
روس کی یہ برادری دیکھ کر خاموش ہیں
تاریخت یہ شتم جو اس کی آنکھوں پر دلوں گھس
سرف تقریروں کی بدینت یہ بیڑی بوجش ہیں

عازلی خالد میرا قطعہ پڑ کر کہنے لگا، آپ نے حقیقت کی صحیح عکاسی کی ہے۔ اس وقت
اقوام جہاں کی بے بسی پر مسلمانوں کو ضرور سوچنا اور پھر عمل کرنا پڑے۔ مسلمان کسی بھی
خطے کا ہونا، دشمنان سے اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرنا سب سے لئے ضروری ہے۔ میں

لہذا تشریح کے لئے میں نے اس قطعہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ اس کے بارے میں ہے۔

صدائے کشمیر پر اپنے قلمحات پڑھنے کے بعد میں نے کہا خالد جینہ! تم نے کشمیر کی صدا
کی اب اس کے سچو توں (جہادین) کے خیالات سنو۔ وہ کشمیر سے کسی طرف قابض ہیں۔
اشعار میر سے ہیں لیکن جہادین کے دل کی آواز ہیں۔

”جہادین کا عزم“

اندرا جی نے بتائی ہے جو تیری قصہ
ہم کسی طرح وہ تصویر نہ بنے دیں گے
تاکہ گنہ جوڑ کہے شیخ عجمہ آہن کو تہی
ہم جنت پاؤں کی زخموں نہ بنے دیں گے

میرا یہ قلم پرانہ نہ جہاد خالد کہنے لگا۔ دیکھا خالد! آپ نے اس قلم میں اندرا
جی کے سلیٹ میں جو تھپا ہے کہ جو تصویر اندرا نے بنائی ہے ہم وہ تصویر بننے نہیں دیں
گے، ذرا اس بات کی وضاحت فرمادیں۔ میں نے وہ سب دیا خالد جینہ! اندرا جی کے باپ
پڑتے جو اہل الہ نہرو نے کشمیر کو بھارت کا ایک الٹ انگ قرار دیا تھا اور کشمیری مسلمانوں کو
حق تو دارا دیت سے اپنے قلم دستم کے ذریعے محروم کر دیا تھا۔ پھر جو اہل الہ بنی اندرا نے
بھی اپنے باپ کے خیالات طریقے کو اپنایا کہ اس نے کشمیر کی مسلمانوں پر اپنے باپ سے بھی
زیادہ ظلم و بربریت کا مظاہرہ کیا اور حق کی آواز ہانے کی کوشش کی۔ لیکن حق کی آواز کو کوئی
ظالم آواز ہانے کی کوشش بھی کرتا ہے تو کچھ غرض سے تک تو جہاد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کھانچ
اپنے ظلم میں کامیاب ہو گیا لیکن ایک وقت آتا ہے کہ حق غالب آکر رہتا ہے۔ اس کی
مثال بالکل اس طرح ہے کہ اگر سندھ کی بھری ہوئی سونوں کے آگے دیوہ کھڑی کر دی
جائے تو وہ نہیں برائے اس دیوہ سے اپنا سر کھڑی کرتی ہیں اور آٹھ کاڑھ دیوار گہروں کے
چروشہ لہو ویش کے سامنے دہت کے آؤں کی طرح بکھر کر رہ جاتی ہے۔ اس وقت پوری دنیا
کی کوشش یہ ہے کہ کسی طرح جہادی سلیٹ پور جہادی فکر کو روکا جائے کیونکہ مسلمانوں کی یہ
جہادی (جذبہ جہاد) بیہودہ تعداد کی اہل ہنود اور بے دین لوگوں کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔

محمد یار کھانا خالد جینہ! اب دشمنان اسلام جہادی فکر اور جہادی سلیٹ کو روک نہیں سکتے۔ اس
سلیٹ میں میرا ایک شعر ہے اسے پڑھو۔

تم جہادی فکر کو زخموں نہ بننے نہیں
ہم کسی چنگیز دیور سے بھی ڈر سکتے نہیں

حقیقت یہ ہے کہ جب ہم نے نوجوان جہاد کا جذبہ لے کر مختلف محاذوں کی طرف
رواں دواں ہوں تو دشمن ہزار کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ مجاہد مجاہد ہے۔ اس سلیٹ میں میرا
ایک اور شعر ہے تم بھی دیکھو تو تمہیں اپنے جہاد کا زمانہ یاد آجائے گا۔
جہاد دیکھنے میں یوں تو اک انسان ہوتا ہے
جہاد حق میں لیکن یہ خدا کی شان ہوتا ہے
مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اب مسلم قوم کے جوان ہانک رہے ہیں اور دو میرے
اس شعر کی مکمل تفسیر میں چکے ہیں۔

جہادی روح جب بیدار ہوتی ہے جو آؤں میں
نظر آتی ہے سورج نور ان کے آشیانوں میں

اب وہ وقت ہائٹل نزدیک آیا ہے کہ دشمنان اسلام جہاد کو نہیں روک سکیں گے،
کیونکہ پوری ملت اسلامیہ کے اکثر نوجوان قرآن مجید کے نور سے اپنے دلوں کو منور کر کے
ایک عجیب جہادی شان کے ساتھ اُٹھ رہے ہیں۔ خالد جینہ! میں ہمیشہ اپنے رب سے دعا کرتی
ہوں کہ اسے میرے رب مسلمانوں میں اتنا زور دیکھا گت ہے اخراجات اور مجاہدین کے ان
لنگھروں کو ایسی طاقت و طاقت فرمادے کہ تمام اسلام دشمن قوتیں ان کی جہادی شان کے سامنے
مطلوب اے بس ہو جائیں۔ اس سلیٹ کی میری ایک نظم سنو تمہیں محسوس ہوگا کہ تم خود
بھی انہی مجاہدین کے لشکر میں شامل ہو اور میرا جہاد انہماں بھی اس لشکر میں اسلام کا پرچم
انہماں تمہارے ساتھ ساتھ چل رہا ہے اور دنیا کی تمام قوتیں مسلمان مجاہدین کے اس سلی
رہاں کہہ دیجئے کہ حیران ہیں پریشان ہیں۔ لیکن ان مجاہدین سے مقابلے کی ان میں طاقت
نہیں۔ اس کی جھٹک میرے آئینہ نظار میں دیکھو۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ ان نے یہ نظم
میرے دل پر اتاری۔

"ایمان کی روشنی"

اور ان یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی اس وقت یہودیوں کا ایک عقلم
قتل نام ہو گا۔ یہاں تک کہ دنیا کی کوئی چیز کسی یہودی کو بنا نہیں دے گی۔ ہر پتھر اپنے پیچھے
پہا لینے والے یہودی کے خلاف گواہی دے گا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں
کے یہ پتھر ان سے کہے گا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام تم اپنے پیچھے اپنے یہودی ہیں۔ اسے جس
صرف یہودیوں کے نزدیک مقدس فرقد کا راز انت ہو گا جو یہودیوں کو بنا دے گا۔

اس وقت یہودی فرقد کی تشریح مقدمہ میں افراش کر رہے ہیں۔ اس بات سے نبی ﷺ
کی حدیث کی تصدیق ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں یہودیوں کے عقیم نفس عام کا وقت
قرب آگیا ہے۔

اس وقت جہاد جہاد مسلسل بن چکا ہے۔ افغانستان، چیچنیا، کشمیر، کوسوو، بوسنیا، فلسطین
اور دنیا کے ہر خطے کے جہادین کشمیر پہنچے گئے کہ فلسطین میں۔ اب ہر مسلمان کا فرور اور یہود
لندنی کا چہرہ (ان شاء اللہ) اس طرح نکھرے گا کہ وہ خود اپنی مسخ شدہ عقل پہچان نہیں سکتے
تک ان سب دشمنان اسلام کو ہمارے جہادین ایسے ہمارے ہونے کا شہادتیں گے کہ دنیا کے ملک سے
بڑے ڈاکٹر بھی ان زخموں کو مندھ نہیں کر سکیں گے۔ اس جہادی فکر کو اب کوئی نہیں
روک سکتے گا۔ (ان شاء اللہ)

میں دم لینے کو رکھی تو اس وقت سب سے چھوٹا بیجا معاملہ کہنے لگا ای اس جہادی فکر پر اپنا
کوئی قطعہ سناؤں۔ میں نے جہاد کی طرف بڑی محبت سے دیکھا اور پھر اپنا یہ قطعہ پڑھا۔

"جہادی فکر"

جہادی فکر کی پرواز دیکھئے ہاوا
جہادی فکر کی پرواز رک نہیں سکتی
نوائے حق کو دبانے کی لاکھ کوشش ہو
کسی طرح سے یہ آواز رک نہیں سکتی

بچوں پر ایک عجیب جوش کا عالم ظاہری تھا۔ محمد خدیو (تیسرے نمبر والا بیٹا) کہنے لگا ای نبی
اسامہ بن ابی مرثدہ جو کہ وہاں مسلمانوں کی تحیت کا مرکز تھے اور یہ وہ عقلم مسلمان ہیں جنہوں

جذبہ ایمان دلوں میں او دکھائے آئے ہیں
نفس باطن کے او ذہنوں سے ملانے آئے ہیں
جل رہے ہیں آتش سوزاں کی صورت آج تک
ان پیہلوں کے پٹیاں ہم کو دکھائے آئے ہیں
نیش کوشی کے نیش میں ہم بھا بیٹھے تھے
یہ اس دور حسین کی دو دلائے آئے ہیں
وہ جہاد و حق کے چاہنے والے ہیں سب
وہ جہادی شان کیا ہے یہ بتائے آئے ہیں
دل کی دھڑکن سے دماغ آ رہی ہے یہ صدا
وہ پرخاش حسرت کی لو بڑھائے آئے ہیں
روشنی ہے ان کے ایمان سے اللہ جہاں رست میں
کوئی ہیں جہادیں تیسے ہماری برسات میں

یہ انہم پڑھنے کے بعد خالد محمود کی عجیب سی کیفیت ہو گئی اور میں بھی خود یہ قابو نہیں
رکھ سکی اور مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ تمہیں مسلمانوں کی گونج سنائی دینے لگی۔ فاضل صاحب
بچے اور خالد محمود خاموش بیٹھے تھے۔ میں نے ہمت کی اور اس طرح کہنے لگی، تم سب نے
نومبر ۱۹۹۹ء کی ایک اہم خبر ضرور پڑھی ہو گی کہ یہودیوں نے مشہور فلسطین میں فرقد نامی
ورخت اگایا شروع کر دیے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد
فرمایا "تم یہودیوں سے قتال کرو گے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی یہودی کسی پتھر کے پیچھے
بچے گا تو وہ پتھر ہونے لگا گا اللہ کے بندے اس سے پیچھے ایک یہودی ہے اسے قتل کرو۔"
(صحیح بخاری)

خسود اللہ بن محمد کے ایک حدیث مبارک کا مضمون یہ ہے کہ قرب قیامت کے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ٹھیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو م ایبل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↩ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↩ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

نے بیت لفظ اور نبوی اور بیت المقدس کی تہیہ میں حصہ لیا، یہ وہ قابلِ تعریف - مسلم نیاہ ہے جس نے ان تینوں اقدس اور باہر کتب - کتابات کے تحفظ کے لئے آواز اٹھائی اور تقیہ انیسویں کی بات ہے کہ حق کی یہ آواز انہوں کو سب سے فریادہ بنا کر رکھی اور اسی طرح آج یہ مجاہد گھرتے - بگھرتے ہیں۔ میں امیر المؤمنین کی عظمت کو سام کرنا ہوں، جنہوں نے مجاہد اسامہ بن لادن پر افغان سرزمین کے تمام دروازے وا کر دیئے ہیں اور ان کی حفاظت کو اپنا فریضہ سمجھا لیا ہے۔ مجھ غلطیوں اور اس لئے کہ کور کا تو راجح مجاہد (دوسرے نمبر والا) چنانچہ کہنے لگا انہی ہی آپ کو یاد ہے کہ عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کی طرف سے کچھ عرب مجاہد آئے تھے اور انہوں نے جہاد کی سب سے زیادہ مشکل تربیت کے لئے طلباء کو پرماتھا تو اتنی ہی تھی یہ بات کہنے ہوئے بڑی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میرے پیارے مجاہد بھائی جان نعمان نے تباہی سے کھڑے ہو گئے تھے اور بھائی جان وہ واحد مجاہد تھے جنہوں نے عالم آباد کے پورے علاقے سے اپنا دم پیش کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے عظیم مجاہد اسامہ بن لادن، میرے مجاہد بھائی جان نعمان اور تمام مجاہدین کی حفاظت فرمائے اور ان سے اللہ تعالیٰ دو کام لے لے جو آتے پسند ہوتے مجھے اپنے بچوں کی باتیں سن کر بہت خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن میں نے اپنا خوشی کو اپنے پرے (برقع) میں چھپا کر کیا تھا، جنہوں نے اسامہ بن لادن کی میری لقمہ سنانے کے لئے کہا، جو ابھی حال ہی میں میں نے لکھی تھی۔ وہ لقمہ کچھ اس طرح ہے۔

اسامہ بن محمد بن لادن کے نام

ایک اسلام کا ساتھی جو
گل سے جنگ پر ہے آباد
مل رہا ہے خدا کی جانب سے
اس کو برکات کا نیا ہوا

۱۱/۱۱/۱۱

بھڑ کو کے عزم کے آگے
سادہ دنیا کمال تیرا ہے
اک اسامہ کی سرف بیٹ سے
تھر سادے جہاں میں لڑوں ہے

۱۱/۱۱/۱۱

اُس کو جو ہم ابھی زندہ دے
میں یہ کہتی اول وہ نیاہ ہے
خوف کیوں کر نہ کفر میں پہلے
وہ شجاعت میں مثل خالد ہے

۱۱/۱۱/۱۱

دل میں خوفِ خدا جو رکھتا ہے
وہ خدا کام کر نہیں سکتا
اکہ و مہکائے اُس کو یہ دنیا
دھمکیوں سے وہ ڈر نہیں سکتا

۱۱/۱۱/۱۱

یہ نیچو و ہنود۔ بھئی من لیں
موت سے بھی وہ مر نہیں سکتا
ذکر ہو جس کا ہر فسانے میں
ذبحہ رہتا ہے وہ زمانے میں

۱۱/۱۱/۱۱

لقمہ ختم ہوئی تو تینوں بچے کہنے لگے، اہی ہی آپ نے ایک عظیم خالد بھائی جیسے مجاہدین کے لئے لکھی ہے، وہ خالد بھائی کو دیں۔ میں نے ایک لقمہ نکالی اور قاری خالد کے آگے رکھتے ہوئے کہا، مجاہد خالد محمود میں اپنی یہ لقمہ تمہارے اور تم جیسے اللہ کے ہزاروں شہر و لیا۔

کے نام کرتی ہوں۔ اس نظم کا عنوان میں نے "اہل حق" رکھا ہے۔ یہ نظم تمہارے ک
میرزا طرف سے ایک بڑے خاص و نفا بھی ہے اور "اہل حق" کا تعارف بھی۔

"اہل حق"

مجموعہ دین کی خاطر جہاں بھی جاؤ گے
میسر ہوگی تمہاری رخصت پور و کار
توڑیں نمود بڑے کے چومیں گی تمہارا ہر قدم
گھٹیں میں جاؤ گے دہکا ہوا ہر شعلہ زور
دوستوں کے حق میں رخصتیں گھٹیں ہے تیری ذات
دشمنوں کے واسطے آتش گھٹیں ہے تیری ذات
دشمنوں کے واسطے بھرا زور امدادان ہے
دوستوں کے واسطے جنت گھٹیں ہے تیری ذات
نام حق میں جس کسی نے بھی اٹھائیں مشکلات
ان سے حق میں ہی جیسا مشکلیں آج حیات
مشکلوں سے اہل حق بہت کبھی ہارے نہیں
خار زار نم سے گذرے ہیں بڑے آرام سے
آج بھی حیات ہے۔ قرآن کی آیات سے
رٹ پٹ کر رکھ دیجئے ہیں گردش پیام کے

کافی کھینچے ہو چکے تھے۔ درمیان میں غازی خالد نمود کاٹنے صاحب کے ساتھ شہاد
پڑھنے کیا۔ جب دور رخصت ہونے لگا تو غازی صاحب نے اسے گلے سے لگایا اس کے سر پر
انجور رکھا۔ انہوں نے بھی سلام پڑھنے کے بعد اس سے ہاتھ ملایا اور پھر ہم نے تم آواز
آنکھوں اور پر غلوں و دھواں کے ساتھ اسے اللہ ماؤذ کہا۔ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ
اکابر خالد جنہو، میری بہنیا جنہو جہاد اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے دل میں پیدا فرمائے۔ آمین



"امارت اسلامیہ اور

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد"

اللہ تعالیٰ نے طالبان کو روحانی قوت عطا فرمائی اور دنیا کے مسلمانوں کے دلوں میں
جذبہ جہاد کو بیدار فرمایا۔ پہلے بھی مجاہدین اسلام نے افغانستان کی سر زمین سے ظالم و فاک
روسیوں کو بڑی قربانوں اور شہادتوں کے بعد نکالا۔ دینی روس جسے اپنی طاقت و قوت پر بڑا
بڑا تھا اور یہ سوچتا کہ افغانستان میں داخل ہو اٹھا کہ یہاں کے لوگوں کو اپنا غلام بنا کر مرے
ت یہاں حکومت کروں گا، اس کا یہ سوچنا اس لئے تھا کہ یہ وہ نفاذی ادارہ تھا جو نے ہمیشہ
مسلمانوں میں عیسیت کی چنگاری کو بھڑکا کر شعلہ بھلا اور پھر ایمان فروش مسلمانوں کو اپنے
مذبح مالکوں کے علاقوں کو زبردستی بھجوا لیا (سبکی اندلس وغیرہ اس کی زبردست مثالیں ہیں۔
یہاں کی مساجد کو گرہ بنا کر میں تبدیل کر کے کمزور مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنا لیا) روس
کو افغانستان میں صحت پانے کا موقع ایمان فروشوں نے دیا۔ لیکن جب مسلمانوں کے دلوں
میں ایمان کی شمع روشن ہوئی تو دو ٹوٹتے تھے۔ عیسائی اور انہوں نے ظالم روس کے خلاف
جہاد فی سبیل اللہ کا نعرہ لیا۔ لیکن ان سر فروشوں کی تعداد ابھی بہت کم تھی (لیکن یہ

افغانستان کے قریب صوبوں پر (سوائے چند ایک کے) امدت اسلامیہ کا پرہم لہر اے لگا۔ یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ جو قریب امدت کے لئے آئیں جس دست و گریبان تھی وہ طالبان (اسلام کے سچے خادم، مجاہدان اسلام) کے خلاف تھی۔ ہو سکتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے افغانستان اور عالم اسلام پر احسان عظیم فرمایا کہ امیر المؤمنین امام محمد مجاہد کو افغانستان کی امدت اسلامیہ کا نگران بنادیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل پر اس عظیم عہدہ کے لئے ایک عظیم ذمہ داری آتے آپ بھی پڑھیں۔

”مجاہد عصر رواں“

مدد شکر اک مجاہد عصر رواں بھی ہے
جس نے یہ نظام عیسا سے بدل دیئے
طوفان بن کے جس نے شیاطین کے واسطے
دریائے ظلم و جبر کے بحارے بدل دیئے
ظلام کے یزم و عمل نے ہر اک طرف
ان کی بڑیوں کے نکالنے بدل دیئے
ظلم کو پھینک کے سب کو کھلے وہیں
جس نے کہ جوتے ظلم کے کنارے بدل دیئے

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج افغانستان کے قوت فیصد سے زیادہ علاقے پر طالبان کی حکومت ہے اور ملا محمد عمر کو امیر المؤمنین کا اعزاز حاصل ہو چکا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ دو چار غلوں کو چھوڑ کر کسی ملک نے طالبان کی حکومت کو صحیح سمجھ میں تسلیم نہیں کیا۔ لیکن سچائی ایک دن خود کو منور کر ہی دیتی ہے۔ انسان ظالم اور سچائی امر ہے۔ اس دور مذہن میں جنھیں مسلمان بھی تحریک طالبان پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں، حالات کا تحریک طالبان حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ (مولانا محمود انیس امیر مالک) کی تحریک آزادی کا نتیجہ ہے۔ طالبان کا جہاد قرآن و حدیث کی روش سے افضل ترین جہاد ہے، جس پر عمل کرنا

انہن میں رکھنا چاہئے کہ رفت اندھیری دو تو ایک چراغ کی روشنی بھی دور تک نظر آتی ہے) اللہ کے یہ سپاہی پہاڑیوں کو اپنا مستقر بنا کر جہاد کرتے رہے۔ ان مجاہدین میں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد اور اسامہ بن اذہن بھی پیش قدمی تھے۔ دنیا کے ہر کونے سے مجاہدین افغانستان پہنچتے رہے اور افغانستان کے مجاہدین کی طاقت میں اضافہ کا سبب بنتے رہے۔ خصوصاً طور پر پاکستان کے علماء اور طلباء نے جہاد افغانستان میں بے ازہر دست گوارا دیا۔ ان مجاہدین کے حالات و واقعات سن کر قرونِ کوفی کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ سالہا سال یہ جہاد چلتا رہا۔ مجاہدین بھوک اور پیاس کی شدتوں کو برداشت کرتے رہے، امیر و قتل کا اتنا سختی بظاہر وہ ان مجاہدین نے کیا کہ اللہ تعالیٰ کا دریا سے رحمت جوش میں آگیا اور آخر کار روس کی استعماری قوت مجاہدین کے ہاتھوں ٹکھڑ کر دی گئی۔ جب روس افغانستان سے واپس و خوار ہو کر نکلا تو اس کا سب سے بڑا جانشین امریکہ بن گیا۔ مگر جب اللہ کے سپاہی جذبہ جہاد سے مرشد اللہ کی راہ میں اپنی لہر نہیں کٹاتے ہیں اور اللہ کے آگے رتم کی بجیک مانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دشمنوں کے اہلے خاک میں ڈبو جاتا ہے۔

افغانستان کی آزادی کے بعد رہائی، دوستی، اہمیت، پارہ، عبدالمالک، نجیب احمد شاہ، مسعود یور جنوب وحدت اپنی انفرادی حکومتوں کے قیام کے سلسلے میں خانہ جنگی کا شکار ہوئے۔ اس زمانے میں بھی ملا محمد عمر اور دیگر طالبان نے انہیں انتہائی اچھے اور تعمیری مشورے ان سب کو دیئے۔ لیکن جب مسلمان عیاشی میں مبتلا ہو جاتے تو وہ انتہائی خود غرض ہو جاتا ہے، اسے دین کا مفاد نہیں رہتا بلکہ وہ صرف اپنے مفاد پر نظر کرتا ہے۔ اللہ سے بچی محبت کرنے والوں نے ایسی کی رہنمائی کی کہ وہ توں اور خلق کو دور کرنے کی حتی المقدور کوششیں کیں۔ مگر دنیا کی محبت نے ان کے دل و دماغ کو اپنی شہری زنجیروں میں جکڑ لیا اور ان سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کو بچھین لیا۔ حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے محبت کرنے والے طالبان ایک عظیم انسان ایک عظیم مجاہد امام محمد عمر کی قیادت میں کھڑے ہوئے۔ اللہ کے ان سپاہیوں کی جنگ نام نہاد مسلمانوں سے تھی، ان منافقین نے طالبان کے خلاف ہر اور حکمت و استہلاک کیا اور دنیا کی تمام کفریہ طاقتوں سے مدد حاصل کی۔ طالبان کو صرف اللہ کی مدد حاصل تھی اور اللہ کی دلی ہوئی اسی مدد کے ساتھ رفت و رفت

یہ بری تحریر میرے حال کی تصویر ہے
 یہ برے مجروح احساسات کی تفسیر ہے
 روشنی کی جگہ گاہت ہے بری فریاد میں
 اس کے اک اک حرف میں نعمان کی تصویر ہے

کاغذ پر نہ گیا تھا۔ طالبان نے جہاد کے میدان میں اٹل کر اترتے ہی اسلامی ممالک میں
 آت و آت کا جذبہ پیدا کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ علماء اور طلباء نے میدان جہاد کا رخ کرنے
 کی سزا کی اور اٹل اور اکر کیا۔ جہادین کی کامیابی کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ وہ حضور
 ﷺ کی سنت کی پیروی کرنا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ طالبان تحریک حضرت مہدی کے
 جہاد کا نیکو آغاز ہے۔ مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ علیہ نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت
 کی تو دیکھا کہ حضور ﷺ کی ٹھہریں افغانستان پر گئی ہوئی ہیں۔ طالبان مولانا نانوتوی کے
 خواب کی تعبیر ہیں۔ طالبان کی جہاد کی کوششوں نے غلامی بردار شدہ کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اللہ
 تعالیٰ پروری دنیا کے مسلمانوں میں جذبہ سچا پیدا کرے اور فریاد سے آئین۔ طالبان جہادین اور دنیا
 کے دیگر جہادین سرفراز ہو کر اللہ پر توکل کرتے ہیں، طالبان نے مسلسل جہاد اور شریعت اسلامیہ
 کو پورے افغانستان میں نافذ کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ طالبان کے جہاد کا مقصد شریعت
 اسلامیہ کا نفاذ اور ظلم و تشدد کا خاتمہ ہے۔ اسی عید الاضحیٰ کے موقع پر امیر المؤمنین ملا محمد عمر
 مجاہد نے پورا دنیا کو مخاطب کیا۔ جو ۲۳ مئی ۲۰۰۲ء کو ضربیا
 ہو میں شائع ہوا۔ اس پیغام کی چند - طور پر یہاں نقل کرنا چاہتا ہوں، ان کو پڑھ کر آپ کو امیر
 المؤمنین کے عزائم سے بخوبی واقفیت ہو جائے گی۔

"لارے اسلامیہ افغانستان اسلامی غیرت و حیثیت کا بھرپور طریقہ سے
 مظاہرہ کر چکی ہے اور تازہ اعزاز ہے کہ جب تک جسم میں خون ہے۔
 اللہ کے ایک حکم کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔"

اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین ابو اسامیٰ حکومت (افغانستان) کی حیثیت فرمائے۔ آمین۔
 اللہ کی ذات پر پورا بھروسہ ہے، آج ہمیں توکل ساری دنیا ہمارے اسلامیہ کو تسلیم کرنے
 پر مجبور ہو جائے گی۔ (امیر شاہ اللہ)



میرے جہاد میں میرے بیٹے! میرے چاند! میرے شہزادے! میری آنکھیں تمہیں
 اموغذتی ہیں، میری ستارے چمکے تمہیں بھارتی ہے، میرے چاند میں نشی ت نیا کیوں دل و
 درد جب بھی آنکھوں میں خیر ہاے تو میری کیفیت اس اکتا اتنی مجرب ہوتی ہے کہ اس
 کی وضاحت کر کے تمہارے دل کو تکلیف پہنچانا ممکن ہے۔ تم حقا قرآن دو اور تم نے
 قرآن کا ترجمہ بھی پڑھا ہوا ہے۔ وہ سال یو کرو جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے
 بیٹوں کو اپنی قمیص دے کر کہتے ہیں "میری یہ قمیص تم لے جاؤ اور اسے میرے والد کے
 اندر پڑھائی دو کہ وہ دیکھتے لیں اور آجائیں اور اپنے خاندان کو میرے پاس لے آؤ۔"

(ترجمہ: ۱۲۳ سورہ یوسف، آیت ۹۳)
 وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ
 لَوْ لَا أَن تَفْقَهُونَ ۝ (۱۲۳ سورہ یوسف، آیت ۹۳)
 ترجمہ: "جب یہ قافلہ جدا ہوا تو ان کے والد نے کہا مجھے تو یوسف کی
 خوشبو آ رہی ہے، اگر تم مجھے سنبھلاؤ اور لے آؤ۔"

تفسیر: لاجر یہ قمیص لے کر قافلہ مسرت سے چلا اور احر حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان
 آجائی کی طرف سے اچھڑ کے طور پر حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو آئے گی۔ یہ گویا اس
 بات کا اعان تھا کہ اللہ کے پیغمبر کو بھی بس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پہنچے، پیغمبر
 بے خبر ہوتا ہے۔ چاہے جیسا اپنے شہر کے کسی کوئی ہی ملے کیوں نہ ہو، اور جب اللہ تعالیٰ
 ارقام فرماتے تو پھر میرے دور دراز کے علاقے سے بھی بیٹے کی خوشبو آجاتی ہے۔ -
 (ترجمہ: ۱۲۳ سورہ یوسف، آیت ۹۳)

امیروں کے اندر سے پکار اٹھا کہ اچھا میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو
پاک ہے۔ بے شک میں عالموں میں دو گیا۔ تو ہم نے اس کی پکار سن
لی اور اسے نعم سے نجات دے دی، اور ہم ایمان والوں کو اس طرف
پہنچا کرتے ہیں۔"

تفسیر: مچھلی والے سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں جو اپنی قوم سے ناراض ہو کر
انہیں عذاب الہی کی دھمکی دے کر اللہ کے ظلم نے بغیر ہی وہاں سے چلن دینے۔ جس پر اللہ
نے ان کی گرفت ٹھکانی اور انہیں مچھلی کا لقمہ بنا دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام تھوڑے
اور میراں میں گھر گئے۔ رات کا اندھیرا، سمندر کا اندھیرا اور مچھلی کے پھینکا کا اندھیرا۔ ہم نے
یونس علیہ السلام کی دعا قبول کی اور اسے اندھیروں سے اور مچھلی کے پیٹ سے نجات دی اور
جو بھی سوچیں اس طرح خدا کے اور معیتوں میں پکارتے، تاہم اسے نجات دینے کے۔ حدیث
میں بھی آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "جس مسلمان نے بھی اس اماں کے ساتھ کسی معاملے
کے لئے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا ہے۔" (جامع ترمذی)

(آورد از: ترمذی، الطبرانی، قرآن، حدیث، معجم)

اس میرے رب امین اس آیت اور حدیث کی روشنی میں تیرے حضور تو یہ کرتی
ہوں، تو میری توبہ قبول فرمائے۔ (آمین) اچھی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، ایشک
میں عالموں میں ہو گئی، تو نے مچھلی کے پیٹ سے حضرت یونس علیہ السلام کی پکار کو سنا تھا اور
انہیں تم سے نجات دی تھی۔ اسے نیرت پر اور دکھاؤ مجھے بھی نعم سے نجات دیدے، اسے
اللہ مجھے ایمان والوں میں شامل فرمائے تاکہ مجھے بھی نعم سے پھر نکال دیا جائے، اس آیت
کی برکت سے میرا بچھڑا بیٹا مجھ سے ملائے، ایشک میرے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔ اکثر میں
اپنے مجاہدین کی پسند کے کھانے پکائی تھیں اور پھر تمہارے یہ کھانے لے کر پیاری والے
ملائے میں پہنچ کر اپنے بیٹے کو تلاش کرتی ہوں (میں نے خواب میں ایمان کو پیاری ملائے
میں دیکھا کہ کالی مجاہدین کے ساتھ ہے) میرا بچھڑا بیٹا مجھے اکیچہ کر اپنی کاشفوف کاٹھ سے
ڈال لیتا ہے، میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھاتا ہے، میرا دل احوال پوچھتا ہے، میں کھانا کھاتی
ہوں، خوالے بنا کر اپنے مجاہدین کے منہ میں ڈالتی ہوں، پھر اچانک ایک خوبصورت سا گھوڑا

میرے بیٹے اس آیت کا میں نے کسی عالم کے کہنے پر پورا کیا تھا۔ تو مجھے جانتی
آئیں یہ معاملہ کئی مرتبہ نظر آئے۔ محسوس کے ساتھ تو نہیں البتہ جب تیار ہوتی ہوں تو
اچھی چلتی رہتی ہوں اور ہواؤں سے ناخوش ہوتی ہوں کہ "اے میرے رب کی ہواؤں
میرے رب کے کرم سے میرے بیٹے کی خوشبو مجھ تک پہنچاؤ اور میری خوشبو میرے بیٹے
تک پہنچاؤ۔"

میرا بچہ، میرا راجہ میری طرف سے کتابچے جھنکے اور پریشان ہو گا۔ پھر میں اپنے مائل
حقیقی سے فریاد کرتی ہوں کہ اے تمام کائنات کے رب اپنی رحمتیں مجھ پر ڈال فرماتے۔
اس میرے دادا امیرت پاس دو ملاقات اور وہ ممبر نہیں ہے جو یکتوب علیہ السلام میں موجود
تھا اے میرے آقا! تیرا مسافر، تیرا سپاہی، تیرا بندہ، تیری رضا کیلئے ایسا جان چکا ہے، نکاح
اپنے بندوں اور بندوں پر، تم کہنے والے آقا! اپنے سپاہی کو کچھ عرصے کیلئے ہی مجھ سے
ملائے۔ پھر اسے بار بار میدان جنگ میں جانا اور آنا نصیب فرماتے میرے دادا! میرے
بیٹے کا نصرت نامہ مجھے تک پہنچاؤ۔ اب نہ تو میں کسی کو فون کرتی ہوں اور نہ میرے جہاز سے
اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھتی ہوں، کوئی بات نہیں بتاؤ۔ لیکن سچی و بھری آقا تو، تو ہر جہ
سے باخبر ہے۔ اس میرے رب جس طرح تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو (جب موسیٰ
علیہ السلام چوٹ سے پڑے تھے) ان کی اللہ کی کبود میں پہنچا کر ان کی آنکھوں کو کھلوا کر دیا
تھا اسی طرح میرے بیٹے کو نبوت ملا کر میری آنکھوں کو کھلوا فرمائے۔ (آمین)

میرے دادا! تیری قدرت کاملہ پر نظر کرتی، اس تو یہ آیت میری زبان سے نکلتی ہے:
وَالَّذِينَ إِذْ هَبْتَ مَضْجِبًا فَلَظُنْ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ
فَقَادَيْ فِي الظُّلْمِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مَبْحَثُكَ يَا إِلَهِي
كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَاغْتَبْنَا بِهٖ وَنَجَّيْنَا مِنَ الظُّلْمِ
وَالْحَالِكِ نَجَّيْنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝ (سورہ الاحقاف، آیات: ۸، ۸۸، ۸۹)
تو نے مچھلی کے پیٹ سے حضرت یونس علیہ السلام کو یاد کر دیا کہ وہ کبھی
سے چل دیا اور ذلیل کیا کہ ہم اسے نہ پکڑ سکیں گے۔ یا آخر وہ

READING
Section

”مجاہد تم کہاں ہو؟“

مجاہد تم کہاں ہو مجھ سے کیا پتا تھا تو بتا دو
 - دوزخ کی کیا ہے خدا مجھ کو سمجھا دو
 مری آنکھیں تمہاری خطر ہیں ایک دم سے
 مجھے کچھ دیر ہی کو اپنی صورت آکے دکلا دو
 رکاوٹ کیا ہے آخر اپنے گھر تم کیوں نہیں آتے
 دعا کر کے خدا سے ہر رکاوٹ کو ہی ہلا دو
 مجاہد کی دعا تو خود خدا بھی جڑھ کے سنتا ہے
 دعا کا نور کچھ تو گھر کے آگن میں بھی برسا دو
 تصور میں تو تم میرے ہمیشہ پاس رہتے ہو
 کبھی تم سامنے آکر چہرہ شبنم دکلا دو
 مجھے معلوم ہے تم کس مشن ہو: عمل جہاد
 مجھے بھی اک جھٹک دو لکھ لکھ کر اس کی دکلا دو
 اگر تم اس قدر مہرور ہو کچھ لکھ نہیں سکتے
 تو اپنی غیرت اپنے کسی ساتھی سے لہو دو
 خدا زکوٰۃ دیکھے تم کو جہاد اپنی کی خاطر
 ”مجاہد حقیقی“ تمہارا حافظ و ناصر

پڑھنے والوں سے بھی میری درخواست ہے کہ اگر تمہیں انہیں یاد آجائے تو میرے لیے
 مجاہد نعمان اور اس کے دوست مجاہد راشد کی غیرت سے لولہ لائی ضرور دعا کریں۔ کیونکہ
 دونوں مجاہدوں کی انہیں اپنی جگہوں پر انہوں نے کئی سال سے خطر ہے۔ اللہ
 کی قدرت دیکھیں کہ جب میں یہ نکلے لکھ رہی ہوں تو مارچ کا مہینہ اور ۲۰۲۳ء سے ہے اور
 دونوں مجاہد ۱۵ مارچ ۱۹۹۷ء کو گھر سے میدان جنگ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ میں اپنے

بھائیوں کی طرف سے نقل کرنا ہے، میرا پیرا بیٹا میرے قریب آکر اپنا سر بھگاتا ہے، اسل
 اس کے سر پہ چادر کرتی ہوں اور پھر صحت آنسو میں ٹر فطروہ قتلہ اس کے گھسے ہاتھوں میں تین تین دنوں
 ہے۔ میرا بیٹا میری طرف دیکھتا ہے وہاں سے کچھ نہیں کہتا لیکن اس کی آنکھیں بند
 ہے اس طرح کہتی ہوئی نظر آتی ہیں، میری ایسی ہی یا جہاد کو معمولی نہ سمجھیں۔ اگر آپ چاہتی
 ہیں کہ پوری دنیا میں اسلامی انقلاب آجائے تو یاد رکھیں کہ جہاد کے بیٹے نام کو سٹیشن ہے ہر
 ہو جائیں گی۔ ایسی ہی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت
 علیؓ، یہ رسول اللہ ﷺ، اہل بیتؑ، امام حسینؑ کا وہ یاد کریں، بسبب ایک کے بعد دوسرا ملک مجاہدین سنا
 کے ہاتھوں پہنچے ہو، ہر ملک مجاہدین کی ہمتوں کے آگے پہاڑ اور دریا نہیں۔ اس وقت یہ نظر آتے
 تھے۔ پھر ایسا ہی عبد الملک کے دور میں اسلامی حدود پر یہ ہمتی تھی کہیں ایسی ہی جہاد کے
 ذریعے یہ اسلام دنیا کے ہر گوشے میں پہنچا تھا۔ جب جہاد کرنا ہے تو مسلمانوں کو غیر مسلم ہونے
 چاہئے ہیں۔ میری بیٹی کی آزادی کا راستہ صرف اور صرف جہاد ہے اور جہاد میں مجاہد
 زندگی بھی ہوتا ہے اور اس کی شہادت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ ایسی ہی آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ
 نیچے میری سے مشکور رکھے۔ بس آئیں کہتی ہوں۔ میرا بیٹا میرا گھر سے سلام کرتا ہے، میرے
 ہاتھوں کو پکڑ کر مجھے منبرا کر دیکھتا ہے۔ جیسے کہہ رہا ہو۔ میری ایسی مسکرائیں میں آپ کی
 آنکھوں میں آنسو نہیں، وہ ٹٹول کر مسکرت دیکھتا چاہتا ہوں۔ میں اپنے مجاہد کی بات تم
 طرز عمل سنتی ہوں، میں مسکراتے کہتی ہوں۔ یہ انکا بیٹا اللہ جاننا کہتا ہے اور اپنے کھڑے
 پر اور اپنے مستقر کی طرف روٹ کر جاتا ہے (یہ تصور کنی یاد آتا، ان اپنے رب کے حضور
 دعا کرتی ہوں، اللہ رب کا نکات اللہ سے لئے کوئی کام مشکل نہیں، میرے مجاہد نے کوئی
 سے ملائے اکثر ایسے ہی ہر نماز کے بعد تسبیح پڑھتی ہوں تو میری زبان سے نکلتا ہے کہ
 ”مجاہد تم کہیں ہو؟“ تو مجھے نکلتا ہے کہ آیا آتی ہے کہ وہی جہاد اللہ کا حکم ہو گا تو میں آپ کی
 خدمت میں حاضر ہو چکی ہوں۔ ایسی ہی جس طرح آپ مجھے یاد کرتی ہیں۔ میں بھی آپ کو یاد
 کرتی ہوں۔ اس وقت میری آنکھیں آہستہ آہستہ ہوتی ہیں اور آنکھوں میں اپنی اس منقسم کو پڑھتی ہوں۔

Section

رب کی محبت و رحمت پر یقین رکھتی ہوں کہ وہ مجاہدین کی ماہی کی تڑپتی ماس کو ضرور سکون عطا فرمائے گا اور پھر برسوں سے جلتی آنکھیں اپنے مجاہدوں کو دیکھ کر اللہ کے حضور شکر کے لافوں نذرانے پیش کریں گی۔ یہ وقت ان شاء اللہ ضرور آئے گا۔۔۔۔۔
یہ وقت ان شاء اللہ ضرور آئے گا۔ آخر میں اس اپنی حمد کا ایک شعر لکھ کر اپنی کتاب ختم کرتی ہوں۔

” اظہارِ تشکر “

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَبِإِزْكَاسِكَ وَتَعَالَى
جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ سُبْحَانَ مُحَمَّدٍ وَ
آلِهِ وَبَارَكَ وَبَسَلِمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا

آنکھوں میں آنکھ دو ٹوں پہ ہیں سکیں عمر
روشنی چراغِ رام دعا کر رہی ہوں میں

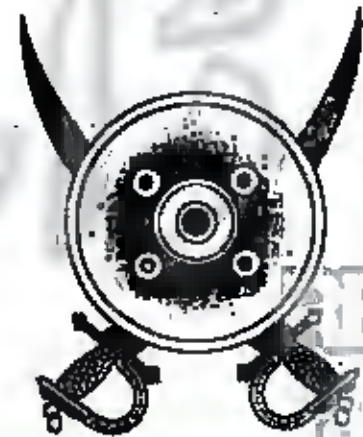
وَأَجْرُ دَعْوَانَا إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
رِضْوَانِ اللَّهِ عَلَيَّ سُبْحَانَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ



یہاں وہ رب ہے تمام کائنات کا اس کی رحمت، انجیل، کرم و ایسا سر باہر مہابت و آخرت ہے جس میں کسی لمحہ اور کسی دم میں کمی نہیں ہوتی۔ میں اپنے رب کا جتنا شکر ادا کروں تم ہے۔ اس مجاہد رب نے جس طرح زندگی کے ہر گام پر مجھے اپنے فضل سے نوازا، ان پر تمام زندگی کے لحاظ اس کی حمد و ثنا اور شکر کے لئے وقت نہروں تو وہ بھی اس کی ہے نہ اس رحمتوں کے شکر پر وزن سے بھی کم ہے۔ لیکن میرا یہ ایسا نذرانہ ہے کہ وہ ان کے بھی آفتاب بدلتا ہے۔ ”مجاہد تم کہاں ہو؟“ میں کھنٹی رہی اور میرا رب ہر نکتہ پر میری رہنمائی فرماتا رہا۔ پھر میرے یہی خیالات اس آفتاب کی صورت میں اجل گئے۔ یہ بھی اس کے لطف و کرم کا ایک انداز ہے۔

وہ تو اندھے پاک نبی رحمت تھی نہ رہا
ایسی آفتاب نکلنا ہرے بس میں تھا تہا
جو شیطاں بھی آئیں وہ آسان ہو گئیں
میرا ہوا ہے میرے مجاہد کا گھٹاس

۱۶ میں ان غلام کہ ہم کی شکر گزار، اس جن کی ہمارے ہاتھ نہ ہوں نے کسی نہ کسی
منوان ان سے استفادہ کیا اور اپنی کتاب کو دیع سے وایع ترخانے کی کوشش کی ہے۔
۱۷ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے یا بندہ کی پرہیزگاری فرماتا ہے تو اس کے نام ہی جھیل سنے لے



READING
Section

سزا کا خلی کا جڑا خیال ہے۔ اللہ تعالیٰ عذاب کی تمام نیک تمناؤں کو فرماتے آئین
 میری عزیز دوست سزا سزا شفاعت بھی لیزے شکر یہ کی سستی ہیں۔ جنہوں نے
 میری کتاب "بیکہ حرف" کا ایسا ایسا بیٹن بنا "مستقرہ میں ادائیگی اور سزا سزا کے مقصد کو ادا
 شہیم کی خدمت میں میری خواہش کے مطابق پیش کیا۔ اللہ شہیم نے سزا سزا کو
 ادا کیا مسعود شہیم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند کو بھندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین اجر عطا
 فرمائے۔ آمین

میری عزیز سہیلی میری بہن فرحت جمیل جو سلی اسکول کی ایجنسی قابل استو ہیں۔ یہ
 بہت شکر یہ کی سستی ہیں۔ انہوں نے اس سے قبل "خطیب الامم" کی روشنی کے سلسلے
 اور "پھول سکھانے" کے ایجنسی و شکر اور دید و زیب ناٹکل بنائے ہیں۔ لیکن "جاہد تم
 کہاں ہو؟" میں انہوں نے صرف ایک ناٹکل ہی نہیں بنایا بلکہ کتاب کے اقتساب ہر تینوں
 حصوں کے ایجنسی کو کامیور اور چاہا نظر ناٹکل بنائے ہیں۔ میں اپنے رب سے دعا کرتی
 ہوں کہ ان کی ہر نیک تمنا پوری فرمائے۔ آمین

جاہد محمد حرم ایوب بھی اپنی کاوشوں سے جب میرے شکر یہ کے مستحق ہیں کہ
 انہوں نے اوقات حرب لیزر پر سزا سے نکال کر "جاہد تم کہاں ہو؟" کے لئے پیش کیے۔ اللہ
 تعالیٰ اسے ہر وقت ہر وقت کامیور فرمائے۔ آمین

میری عزیز خالہ زرقا جمیل ابھی چھپنے والوں بیت اللہ سے بیخ تکی - عادت حاصل
 کرتے آئیں اپنے ذوق و شوق سے اللہ سے ملنے آئیں، آتے ہی میرے گلے لگ لگتے ہیں۔ ہم
 دلوں روئے گئے، مجھے خوشی میں روئے آ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میری آیت اور خالہ کو شرفی
 عادت کی - عادت سے سزا فرما کیا۔ زرقا نے مجھ سے کہا "باتی میں جس مقام پر بھی گئی
 خود بخود عاتوں میں آپ کا اور نعمان کا نام نہ پان پ آ گیا، اب باقی ایک دن برم میں باقی رہتے
 کرتے مجھے فینڈ آگئی تو میں نے دیکھا آپ ہم محترم میں ہیں اور منجالی تقسیم کو رہتی ہیں۔"
 میں نے کہا "ماشاء اللہ" بہت مبارک شہادک شہاد ہے۔ اللہ میرے چاہا کو ادا کرے، پھر میں
 اپنے چاہا کو ساتھ لے کر ضرور نرم خیزم میں جاؤں گی، اللہ میں ان طرف اللہ کے رزق میں
 سے وہاں ضرور تقسیم کر دیں گی۔ (ابن شاہ، اللہ تعالیٰ زرقا اور اس کے کہ، اداوں پہ بھی

ایجنسی شکر اور قیل بندوں اور بندوں کو اس کے لئے مخصوص فرمادیتا ہے اور وہ بے لوث
 اور شکر انہوں اس مشن کی تکمیل کے لئے بغیر کسی بدلے کے ایجنسی ذوق و شوق سے اپنے
 منے کا کام انجام دیتے ہیں۔ میرے مشن کی تکمیل کے لئے میرے رب نے جن افراد کو
 ایجنسی کیا ہے میں ان کا تہہ دل سے شکر یہ ہوا کرتی ہوں۔

میں شکر ہوں محترم مولانا عبد الرشید انصاری، محترم سانا مارچ و فیبر شہاد مس خونی،
 محترم عزیز احسن اور محترم فریاض صابہ کی کہ ان کرم فرماؤں نے اپنے لمبیرت افزا
 شہادات کا ان نوب پر اظہار فرمایا اور گا پکا اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازا۔ اللہ تعالیٰ
 انکے کو نفع دے اور انوار نے اور موقع بنانے میں میرے معاون ثابت دے۔ اللہ تعالیٰ
 دین دنیاء اور آخرت میں ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

شہادت قبول کرنے کی سستی ہے وہ میری سہیلی خالہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد
 اسے نیکو بنانے سے کبھی ہے "مس مجھے عاتف کر دیں۔ میں اس سلسلے میں کچھ بھی نہ
 کہتی" سانا مارچ شہادت قبول نے "جاہد تم کہاں ہو؟" کے سلسلے کے لئے بہت سی
 فریادوں سے شکر نہیں بنا کر مجھے دیں، جس کی وجہ سے مجھے ہر حصے کے کاغذات اور دیگر کاغذات
 برکت میں بڑی بدولت ملی۔ اللہ تعالیٰ اس نیک تمنا میں پوری فرمائے۔ آمین

میری عزیز خالہ شہادت ہاؤ شہادت بھی میرے شکر یہ کی سستی ہے۔ جنہوں نے
 اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں بڑی محنت اور کاوش سے کام کیا۔ شہادت کے سلسلے میں
 بہت کا یہ حال تھا کہ جب یہ پروف چھٹی تو اپنے اور گرو کے اصول سے باطل بے خبر ہو جاتی
 تھی۔ اب اس وقت کوئی ان سے بات کرنا چاہتا تو یہ صرف ہوں۔ ہاں پر آگیا کرتی اور اس
 کی آگاہی صرف صفحات کا دیوہ دیری سے اطلاع کرتی رہتی ہیں۔ شہادت شہادت تو میں اس
 سلسلے کے اور ایجنسی پیش کرتی ہوں کہ یہ ان راہیں انجمنی منزل تک میری شہادت
 فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شکر ہر مخصوصی کرم فرمائے۔ آمین

میں بھی میری عزیز سہیلی شہادت کی شکر گزار ہوں کہ وہ جاہد کی ماں سے کچھ نہیں
 کہتی تھی لیکن ان کے چہرے کا شہادہ کہہ کے انہوں میں آتے پائی اور شہادت ہر فراہم کرتی
 ہیں۔ بلکہ انہیں لوگ ان کے اظہار پر اس طرف توجیہ کرتے ہیں اور وہ شہادت ہیں

رحمت نازل فرمائے۔ آمین

ہیں۔ دنیا میں عقلمند کام کرنے والے موجود ہیں، جو ہر کام اپنے مفاد کے لئے کرنا پسند کرتے ہیں۔ لیکن بعض ایسے نیک کام کرنے والے بھی ہوتے ہیں جن کا مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نیک بیٹے فیصل رحمہ کو خیریت پورہ کے میزبان پاس بھیجا، تاکہ مجھے پورہ تک کی دکان پر جاتا پڑا اور نہ اس سٹیٹ میں، میں نے کوئی وقت اغرائی۔ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالرشید انصاری (چرنیل کو میرے پاس بھیجے گا اور یہ بیٹے کا بہا نفل و کرم نازل فرمائے اور فیصل کو دین و دنیا میں بلند درجہ عطا فرمائے۔ آمین

میں اپنی ان تمام دوستوں کے جذبات کی پذیرائی کرتی ہوں جنہوں نے اس راستے میں میری حوصلہ افزائی فرمائی اور میں اس مبارک نام سے ختمہ پیشانی کے ساتھ گذرتی ہوئی اپنی منزل مقصود تک پہنچتی۔ اللہ تعالیٰ میری تمام دوستوں اور خستوں کو دین و دنیا کی مافیت عطا فرمائے۔ آمین

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَعَثَنِي فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ الرَّسُولَ الْخَيْرَ
(مقام ابن السنی من مائتہ من اللہ عنہا)

رحمۃ اللہ علیہم
وآلہم



ING
Section

”مناجات“

خدا شات دل میں جو بھی ہیں ان کو سزا دے تو
ادب زندہ رہنے کے مجھ کو سکھادے تو
جو خواب میں حضور کا چہرہ دکھائی دے
مجھ کو خواب میری آنکھوں میں ایسے سجا دے تو
جس کی دنیا سے قریب ہوں بھگت کا اجر
وہ نور الہی کا انوار دکھائے تو
اپنے عمل سے زندہ کروں سنت رسول
اس زندگی کو مطلق جسم بچھے تو
بھگت نہ تیرگی میں کوئی تیرا رہ رہ رہ
ہر دل کو اپنے جنت کی صورت دکھائے تو
مذہب ہو کس جہان میں اسلام کا نظام
سادے چہاں کو فائدہ دے اور سزا دے تو
کلی فریضے میں تو نے دیا ہے جو نیکوں کو
پیشام ہے وہ سادے دلوں میں سجا دے تو
جو نیک ہے ہیں ہر میں انسانی پہ کلم
انسانیت کو ان کے ستم سے بچا دے تو

﴿ ۳۳۳ ﴾

﴿ ۳۳۳ ﴾

تقریظ

لحمده و نصلی وسلم علی رسولہ الکریم و علیہ
الامین و علی اللہ و اصحابہ اجمعین اما بعد!

اس سال رمضان شریف میں ووداع تفسیر کے ایام میں ایک عالم اوردہ مندر خاتون
پروفیسر رحمانہ تھیم لاضلی کی گرامن قدر تصنیف نظر سے گذری، حق تعالیٰ نے حج فرمایا ہے۔
لیس اللہ کو سمجھانا ایسی جس کا حاصل یہی ہے کہ حق تعالیٰ نے اس مسلمان کی بعض خواہشیں کو وہ
خدا واد صلاحتیں ودیعت فرمائی ہیں جو اسلام کا لازمی جز ہیں۔ ابتداء وحی میں امت کی پہلی ماں
حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت ﷺ کو پہلی وحی پر تسل و تحقیق کے جملے
ارشاد فرمائے ہیں بلکہ اس وقت میں ان کی فصاحت و بلاغت شائستگی اور برہنہ جی کے علاوہ اس کے
بھی معترف رہے ہیں کہ یہ اخلاق جمیلہ اور خلق کریم سابقہ انبیاء کا بھایا ہے۔ ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربیت اول سے آخر تک آنحضرت میں کرائی گئی
جس کی وجہ سے نووی شارح مسلم وغیرہ کو کہنا پڑا ائمہ الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعد اہلخانہ
الراشدین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ دنیائے حدیث کے مشہور امام اور احادیث
کے دلائل اور براہین کے جرنیل امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھی زادی جن کے لگ بھگ
امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے اصلاح کے ساتھ شرح معانی الآثار جس معرکہ الآراء کتاب وجود
میں آئی ہے (ملاحظہ ہو المکتبہ فی الاسلام) بلکہ مشہور زمانہ تفسیر جنہیں اللہ نے اصول و فروع کا
یکساں نکتہ موحب فرمایا تھا ابو بکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ جس نے علاء الدین سیکنہری کی بیٹی "تختہ"
کی لکھی ہوئی مشہور کتاب تحفۃ الفقہاء (تین جلدوں میں) کی شرح بدائع الصنائع لکھی جس کے
بارے میں ہندوستان کے وود آخر کے سب سے بڑے عالم امام العصر حضرت مولانا علامہ محمد
انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صرف احادیث میں دیگر شاہد حدیث
یعنی "بدائع الصنائع" کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ بہر حال یہ شرف اور سعادت حق تعالیٰ

پھر قبول کر بھی علم و حکم و حکم وہ نہ کر لیں
ایسا نتیجہ علم کا ان کو دکھانا ہے تو
جو تم خود ہیں تم سے انہیں تو نباتات
پر خود کو دوائے دل و دہاں بھلتے تو
جو کہہ رہے ہیں دیر میں تیرے لئے جہاد
ان کو پیام نصرت حق کا ملانے تو
تھر سے لیا تھا تیرے لئے جو جہاد
اپنے انی سپاہی سے لہجہ کو ملا دے تو
اپنا کرم سے میرے جہاد کو بھیج دے
پر شکلیں ہیں ان کی وہ آساں بھارت تو
کب تک میں اعتماد کروں اپنے اہل کا
اب تڑوؤ جہاد مجھے بھی ملانے تو
دوائے نکل تو بیری دعائیں قبول کر
جو آتش فریق ہے دل میں بھانے تو
پر شے پہ وہیماں کی نتیجہ اختیار ہے
اک ماں سے ان کے بیٹے پہ اب تو ملانے تو
تیری رضا میں بان بھیم کی ہو تمام
ایسے اہل کار راستہ ان کو بھانے تو

READING
Section

مامتا اور امید

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَنَحْفَى وَسَلَامٌ عَلَيَّ جَدِيدِهِ الْبَلْبَيْنِ اضْطَفَنِي

محترمہ پروفیسر ریحانہ بیگم فاضلی صاحبہ تھلیف و ہالیف کے میدان میں گماں قدر خدمات انجام دے رہی ہیں، مختلف موضوعات پر اپنے رشحاتِ قلم سے حلقہٴ علمِ ادب میں خوب پنہ پائی اور داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ وہ ایک منصف، عالم، قاریہ، ادیبہ، شاعرہ اور سب سے بڑھ کر ایک مجاہدینے کی ماں ہیں۔ ان کی دیگر تصنیفات کے ساتھ ساتھ شاعرانہ کلام، حمد و نعت اور رزمیہ نظموں کے مجموعے بھی منظر عام پر آ چکے ہیں۔

ممتا کے جذبات لئے آج بھی اپنے نکتہ جگر بلور نظر، مطلعِ دلر ماہیرواں، نیک و صالح مجاہدینے اور نوحمان فاضلی کے ارتکاز میں چشمِ برآمد ہیں، جو جذبہٴ جہاد سے سرشار، اسلام کی عظمت و سر بلندی کا علم اٹھائے عالمِ راو جہاد ہوئے اور افغانستان کے مختلف محاذوں پر ولولہٴ شجاعت دیتے رہے۔ اس دوران مجاہدین اسلام انتہائی سخت حالات سے بھی گزرے، شہادتوں کی داستانیں رقم ہوئیں، قید و بند کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں، زخم کھائے، جسموں کے ٹکڑے ہوئے، معذوری کو گلے لگانا پڑا، مگر مجاہدین کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی اور سرکہ حق و باطل کا یہ سلسلہ ہائے دور دراز آگے سے آگے بڑھتا رہا۔ اس دوران مجاہد احمد نعمان فاضلی کی کوئی اطلاع نہ مل سکی کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہیں۔ اولاد کی جدائی کا غم ممتا کی ماری ایک ماں ہی سمجھ سکتی ہے یا دروہل رکھنے والا کوئی صاحبِ بصیرت انسان ان کیفیات کا احساس کر سکتا ہے جن سے محترمہ فاضلی صاحبہ گزر رہی ہیں، تاہم وہ جرأت و استقامت کا ایک پہاڑ اور صبر و برداشت کی علامت بن چکی ہیں۔ ان کی تحریر میں ماہیوی و ناامیدی کا کوئی شائبہ تک نظر نہیں آتا بلکہ جرأت، ہمت، مہر، استقامت اور قوت و برداشت کا انداز یقیناً انہی کا حصہ ہے، یہ لازم و ہمت اور پلنگہ جو سفتگی خوش قسمت ماؤں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔ محترمہ فاضلی صاحبہ مہر و استقامت میں سخاویاتِ رُشی اللہ منین و صالحات

نے شہداء امت کو بھی نصیب فرمایا ہے ہندوستان کے مشہور علمی خاندان شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسب و حسب کی مشہور محدثہ لیتہ اللہ جن سے حرمین شریفین کے محدثین سید مدیث لے چکے ہیں۔ یہ ایک شیریں داستان ہے اور لڈینہ تھا ہے مگر اس کی چاشنی اس وقت دو ہالا، دہلی جب محترمہ پروفیسر ریحانہ بیگم فاضلی کی فاضلی علمی کتابیں انھیں اپنے گمشدہ وطن کی یاد میں "مجاہد تم کہاں ہو؟" دیکھ کر ساجدہ تاریخ اور علمی و تاق اور خواتین کے دینی جذبات اور ان کی کامل و سوزی کا ایک حد تک غمگن اور تھرا ہوا۔ ایک نوجوان اور لائق بیٹے کا جہاد کے لئے جانا اور اس راستے میں اسے مطلوبہ درجات تک پہنچا جہاں دنیا کی سچ جہانی طویل غم اور ولی رنج اور سوز جگر کا باعث ہے، وہاں تاریخ جبر استقامت اور مقاصدِ جہاد کے آئینے میں سلفِ صالحین کا کمال اجاز اور کمال مشابہت ہے۔ عربی شاعر نے سچ کہا ہے۔

ان لم لکولوا من ہم فشیہوا
لان لشیہا بالکرام لصلاح

(استقامت اور دیکھنا مگر مہا کوئے یا ریش گزرے۔ کون کی رات آٹھ گاون بہت انتظار میں گزرے)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی نذر کا احد میں شہید ہوئے تھے۔ بہت غم و احوال کا حکام تھا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاعرِ رسول آئے اور ان احوال سے تعویذ کی کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرا بھائی تھا جو خدا کے دین کے لئے خدا کے راستے میں شہید ہوا (اس کی جگہ پر اگر) میرا بھائی ہوتا اور وہ اس مقام کو لیں تو میں بجائے تعویذ کے اپنے آپ کو مبارک باد لینے کا حق سمجھتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایسی تعویذ مجھ سے کسی نے نہیں کی جتنی انہی رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی کیونکہ اس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کمال مہر آ گیا۔ (ملاحظہ ہو اسما اللطیفی معروضہ صحابہ لابن اثیر)

جس رنج سے کوئی مطلق میں گیا ہو، شانِ سلامتِ رقی ہے
اسا چل کی تو کوئی بات نہیں ہے، جاں تو آئی چلی ہے

والسلام

الاحقر محمد زروولی خان حفظہ اللہ عنہ

READING
Section

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ الضُّعْفٰی اٰمَنُوْا

غبارِ دار

روحانہ تبسم نازحلی

بہترین اسلام کا گرامر اور معنی حق و باطل کے فرق کو واضح کرتا ہے۔ اپنی خوشیوں میں مست گنہگار کی زندگی گزارنے والوں کے لئے دنیا کے کمالات پر غور کرنا شروع کرنا چاہئے۔ ہمیں اللہ کی نعمتوں میں شکر کرنا چاہئے۔ لکڑی اور پتھر کی موت جیسی عقلمین حقیقتاً انہیں پارہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ خود اور میں زندگی کی اور یہ کہ یہ بھی غمگین اور ناچار ہو گئی ہے۔ فی ہر اس نسل کے بہترین زمانے میں ان لوگوں کی عمر ایک ایک ہزار سال کی ہوتی تھی۔ لیکن ایک دن انہیں بھی موت کی گھنٹی سے واسطہ پڑا تھا۔ جس نے موت اور زندگی کی حقیقت کو سمجھایا ہے۔ وہی ان میں سے ہوا جس نے انہیں شامل ہوا تھا ہے۔ پھر جس نے صرف زندگی کو اپنے سامنے رکھا وہ موت کی حقیقت پر کبھی غور ہی نہیں کیا۔ وہ خدا سے خوف کرنے والوں میں شامل ہوا تھا ہے۔ دنیا کی رحمت اور اللہ کی رحمت میں مست ہونے کے بجائے اس پر غور کرنا اور اللہ کی حمد و شکر بیان کرنا اللہ کے طرفداروں میں شامل ہونے کا سبب بنتا جاتا ہے۔ لہذا اللہ قرآن کی تلاوت سے فارغ ہو کر کسی گنہگار کی شکل بنا کر جوہر کیاری لگا کر اس کا ہر پڑا ہوا اور پھول لٹکی ہوئی کلاہنی سوز نظر آتے ہیں۔ اگر دیکھنے والے آگے سے دیکھ کر یہ سوچے کہ یہ میرے رب کی قدرت کے نمونے ہیں۔ تو اس کی زبان سے پورا شہنشاہان اللہ نکل جاتا ہے۔ اللہ کی پاک لہریں اس کی حمد و شکر بیان کرنے والی (طالی) اللہ کے پستے پر بندوں میں شامل ہوا جاتا ہے۔ دنیا کی زندگی پر غور کرنے کے بعد جب اس کی پانچویں صدی تک میں آجاتی ہے تو اس کی توجہ دنیا کی اور دنیا کی کاموں کی طرف مبذول ہو جاتی ہے۔ اس پانچویں صدی میں پانچویں کام کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لیے لوگ دعا کی سے چار گناں کرتے بلکہ زندگی ان سے چار گناں ہے۔ یہ لوگ ہیں اللہ کی رحمت اور رضا پر غور کرتے ہیں۔ ایک طرف انسانوں کی اکثریت: دنیا سے محبت کر کے وہ ان کو چار کے چتر میں پڑی ہوئی ہے۔ وہ ہیں اور ان کی خوشیاں ہیں جن کے جہانہ لیسات، خواہ موت اور آسودہ گار ہیں پر تخیل رکھنا ان میں سے ہے۔ ہونے ان کے کمالات۔ انہیں وہ ہے کہ صرف اپنی ذات یا صرف اپنی اولاد اور جہاں سے وہ تخیل کے پتھر لے آئیں وہ ان

رحم اللہ کی یادگار اور مسلمان ماؤں کے لئے مثالی نمونہ ہیں۔

حالات و واقعات بدلتے کے ساتھ ساتھ دنیا کا جغرافیائی و نظریاتی نقشہ بھی بدل گیا اور افغانستان پر امریکی فوجیں قابض ہو گئیں، محترمہ فاضلی صاحبہ آج بھی پڑھ امید ہیں کہ ان کا مجاہدینا احمد نعمان فاضلی کسی دن اپنا تک واپس آ کر مدت سے ترقی نگاہوں کی بیاں بجانے گا اور ماں کے مہنگے و پتھر اور قلب و جگر کو شکرک نصیب ہوگی۔

غیر جہاد سے مراد ایک ماں نے اپنے مجاہد بیٹے سے بے پناہ محبت کے جذبات کا اظہار "مجاہد! تم کھانا کھاؤ" میں کیا ہے، کتاب ایک مجاہد کے بچپن، لڑکپن اور جوانی کی داستان ہے، ایک درس ہے، ایک نصیحت ہے، ایک سبق ہے، اور نہایت ہی دلچسپ اور ترقی یافتہ کا طریقہ اور کائنات اسلام میں حج و عمرہ کی وضاحت اور انہیں ذہن نشین کرانے کا مفروضہ اور ایسا احوال ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں جہاد کی فضیلت اور جنت کے مہنگے راستے کا بیان ہے، واقعات محترمہ فاضلی صاحبہ کے اپنے اشعار سے مزین کئے گئے ہیں۔ اللہ کریم محترمہ کی دلی دعا میں قبول فرمائے، دعا ہے کہ مجاہد احمد نعمان فاضلی عالیہ و صلاحی سے اپنی ماں کے دامن شفقت میں پہنچ کر ان کے قلب و جگر کو شکرک اور اپنے ہم بھائیوں، خاندان اور امت کا گراں قدر سرمایہ بنے۔ اللہ کریم اس عظیم علمی کاوش کو محترمہ فاضلی صاحبہ کے لئے ذخیرہ آخرت اور وسیلہ نجات بنائے اور مسلمان ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور پوری امت کے لئے ذریعہ راہ چاہت بنائے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

عبدالتبسم نازحلی

ریس الیما صاحبہ ہیں

خالق آباد۔ لاہور۔ سرحد

READING
Section

دلت مصروف رکھتے ہیں۔ اور انھیں یہ یاد ہی نہیں رہتا کہ اس وقت دنیا کے بعض ملکوں کے مسلمان بھی اذیت کا
 دکھ دلی زحمت کی گزار رہے ہیں۔ وہ تو یہ کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں۔ کہ ہم نے کوئی ساری دنیا کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے؟
 اور وہ امان سے کیا اخلت؟ ان کا ملک، ان کی نسل، ان کی قومیت ہم سے جدا ہے اس وقت یہ الفاظ کہنے والے
 اس بات کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ کہ شریعت اسلام کی رو سے تمام مسلمان بھائی، بھائی ہیں۔ ان کی خوشی
 ہماری خوشی اور ان کا کام ہمارا کام ہے۔ لیکن یہ سوچو دو مند مسلمانوں کی ہے۔ ہر دور میں دو مند مسلمانوں کی تعداد کم
 ہوتی تھی لیکن اب تو آنے میں تمک کے برابر ہو گئی ہے۔ میرا دل ان نوجوانوں کے لئے دکھاتا ہے اور ان کی
 غفلت کو بہام کرتا ہے جو اپنی آنکھوں میں نسلِ نبوی اور قبائلی مصیبتوں کے بت نہیں رکھتے جن کے دل انہوں
 کے لئے پھولوں کی طرح نرم ہو چکا اور دشمنوں کے لئے چٹالوں کی طرح سخت ہوتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کو اللہ
 کی امانت سمجھتے ہیں۔ اسی لئے دنیا کے کسی خطہ کے مسلمان پر بیٹان ہوں تو یہ اللہ کے سپاہی ہر طرح ان کی
 پر بیٹانوں کو روک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شیاطین کے کڑے سپہروں اور ان کی فوجی دراصلی کے باوجود وہاں
 کئی جانتے ہیں جہاں تک پہنچنا ہمارے ہاتھوں کے اس کی بات نہیں ہوتی۔

بڑا کشمیر، افغانستان اور عراق ان جہادین کے کارناموں کی زد میں ہیں۔ ان علاقوں میں جو غلامی
 ہیں۔ ان میں سے ہرے شہر، ہرے ملک، ہرے ملک کے اللہ کو خیریت یعنی برائی جہاد میں عادی جہادین ایسے ہیں۔
 جن کے بارے میں ان کے گھر والوں کو کچھ بھی معلوم نہیں۔ بس وہ اللہ کی بارگاہ میں ان کا تڑپوں کے لئے دعا مانگ
 خیر کہتے رہتے ہیں۔ شہداء کے گھر والوں کو شہداء کی وصیت پہنچائی جاتی ہے۔ جس میں وہ اپنے گھر والوں کو
 شہادتِ ظنی کا نام نہ لکھیں کہتے ہیں۔ اور ان سے استدعا کرتے ہیں کہ آپ اسلام کی سرپٹندی اور جہادین
 کے لئے نصرت کی دعا کریں۔ کئی علاقے ایسے ہیں۔ جہاں دوسرے ممالک کے جہادین نہیں جاسکتے۔ اس سلسلے
 میں ان پر خاصی پابندیاں لگائی گئیں ہیں۔ سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اللہ سے محبت رکھنے والے یہ جہادین
 خانہ میں آکر اور وطن کی محبت کو سامنے نہیں رکھتے۔ درحقیقت انھیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ ہم تو جہادین ہیں اپنے
 اوقات دنیا کی ریلیٹیوں میں لگا دیں۔ اس احساس کے بجائے انھیں اس بات کا شدت سے احساس ہوتا ہے کہ
 بے مقصد زندگی گزار کر جب اللہ کے حضور جائیں گے تو اللہ کو کیا جواب دیں گے۔ اس لئے وہ جہاد میں کھلے لڑنے کی
 طرف توجہ کرتے ہیں۔ لیکن ان کی کثرت اور نوجوانوں کی ہوتی ہے جو صرف اپنے شوق اور مطالعہ کی وجہ سے
 میدان جنگ کا رخ کرتے ہیں۔ بہت کم ایسے ہیں۔ جو گھر والوں کے شوق سے جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں اس
 کے لائق ہونے والے کسی ایسے ہی شخص کو بھی لے کر جانے کا پتہ پائی کر دیتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے سر پر کفن
 بندھا رہتا ہے۔ (موتور) اور ان کی جان بچائی ہوئی ہے۔ اس دور میں تو جہاد کی تربیت کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔
 کیونکہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کب جہاد کی کئی روشت گزری کی تربیت دیتے ہیں۔ موجودہ دور کے بڑے بڑے بگ

جہاد اور روشت گزری کے فرق کو ہی نہیں جانتے۔ ہم مسلمان ہیں۔ اللہ کے احکامات کو ماننے والے اور اللہ
 کے قرآن کو پڑھنے والے۔ پھر ہم روشت گزری کر کے بھلا اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کیسے کر سکتے ہیں؟
 روشت گزری اور فساد ایک ہی چیز ہے اور وہ سب نے ہا۔ لے لئے یہ بھی پسند نہیں کیا کہ ہم فساد کے نزدیک
 بھی جائیں۔ جہاد اللہ کی راہ میں کیا جاتا ہے اور کافر اور مشرکوں سے جہاد کیا جاتا ہے۔ چلے آئیں اس بات کی
 دعوت دلی جاتی ہے کہ آپ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو جائیں اگر آپ نے ایسا کر لیا تو آپ ہمارے بھائی
 ہیں۔ اگر یہ منظور نہیں تو جزیہ دینا منظور کریں۔ روز تمہارے اور ہمارے درمیان آواز فیصلہ کرنے کی۔ ہمیں اللہ
 تعالیٰ نے کلمہ اللہ کو بلند کرنے کا حکم دیا ہے۔ کفر و شرک کو مٹانے کی تعلیم دی ہے۔ مظلوم کو اس کا حق دلانے کی
 تعلیم دی ہے۔ ظالم کو کبھی کر رہا تک پہنچانے کی تعلیم دی ہے۔ دنیا سے نسا اور خون خرچا مٹانے کی تعلیم دی ہے۔
 بچوں، بوزمیں اور عورتوں کی حفاظت اور عزت کی تعلیم دی ہے۔ ہماری تلو اور صرف ان کا فیصلہ کرتی ہے جو دنیا میں
 نسا اور روشت گزری کے سوجد ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد نے صرف اللہ کے حکم پر اپنی تلو اور ان کو بے نیام کیا تھا۔
 کیونکہ انھیں یہ معلوم تھا کہ جو تلو اللہ کے حکم پر بے نیام ہوتی ہیں۔ ان تلو اور ان کے سامنے لقا میں جنت
 ہوتی ہے ہم تو مومن کے ممتاز ہیں۔ ہم تو مومن کو جہاد نہیں کرتے۔ ہمارا کام تو یہ ہے کہ اللہ ان کے رسول ﷺ
 کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جنت کی طرف پرواز کر جائیں۔ اللہ نے اپنے ان فراتر جہادوں کے لئے جنت
 سجا لی ہے جو اس کی ایک آواز پر اپنی جانوں کو قربان کر دیتے ہیں۔ یہ جان ہماری تو نہیں صرف اللہ کی امانت ہے
 پھر امانت میں خیانت کیوں کریں؟ ہم تو اللہ کے مظلوم ہیں اس کے بندے ہیں۔ اس جان کو دنیا کے لئے جاغیر
 بنا کر کیا کریں گے؟ ہماری اطاعت تو دین کے لئے ہے۔ حقانی کے لئے ہے۔ جہاد ہماری جان تو صرف اللہ کے
 لئے ہے۔ مومن تو دل میں فیصلہ کرتا ہے اور اس فیصلہ حاصل اللہ کی رضا ہے۔

بڑا دنیا میں روزانہ حادثات ہوتے ہیں۔ جولانہ چھ روزہ ایکسٹرنٹ میں مرتا ہے۔ اس پاگل ہو جاتی
 ہے۔ جہاں سائل کسی ٹیکری میں کسی حادثہ کا لنگر ہو جاتا ہے تو ماں پر سکتا ڈاری ہو جاتا ہے۔ ماں کا لڑا لپٹا کسی
 گزری کوئی سے لیا جاتا ہے تو ماں اپنے ہل بکھر کر سڑک پر لٹل جاتی ہے۔ لیکن جو جان اللہ کی راہ میں
 شہید ہوا ہے اس کی ماں اپنی جان کی آنکھوں سے لپٹنے بیچے کو جنت میں بخیرام دیکھتی ہے۔ ماں کی آنکھیں اپنے
 بیچے کی کاسیالی پر جھنڈوں کی طرح چمکتی ہیں۔ ایک لادول سکرابت اس کے ہونٹوں کی زینت بن جاتی
 ہے۔ یہ میں وہ آسمان کا فرق ہے۔ یہ اندھیرے اُجالے ہیں۔ یہ بات سب کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ یہ صرف ان
 لوگوں کی سمجھ میں آتی ہے جن کے پاس شہد ہے۔ جہان نگاہوں میں سے ہیں۔ جو اپنی جمل اللہ کے حکم کے
 مطابق استہلال کرتے ہیں۔ بعض مسلم ممالک ایسے ہیں جہاں ماں خود اپنے بیچے کے ہاتھ میں کلا شگرف دے کر
 اس جہاد کو میدان جہاد کی طرف روانہ کرتی ہے۔ یہاں جہاد باپ، لیکن، بھائی تھی کہ بزرگ، نانا اور دماغی جہاد

ریحانہ تبسّمِ فاضلی

۳۱

مطبوعہ تصانیف

- ہکتے حرفت — نعتیہ مجموعہ
- خطیبِ الأمم — نعتیہ مجموعہ
- روشنی کے سلسلے — حمد و نعت، منظوم احادیث اور مناقب کا مجموعہ
- پھول سکرائے — بچوں کا ادب
- مجاہد تم کہاں ہو؟ — داستان ایک مجاہد کی

زیر طبع تصانیف

- حیاتِ دوام — قرآن و سنت کی روشنی میں بچوں اور بچیوں کے لئے اصولی زندگی
- جنت کا مختصر راستہ — جہادی نظموں
- ملکوئی خوابوں کی سرزمین — سفرنامہ
- حسانِ رضی اللہ تعالیٰ عنہا — حمد و نعت اور کے نقش قدم پر مناقب کا مجموعہ

فاضلی پبلیکیشنز

READING
Section